الہام منظوم

ترجمۂ اردو

مثنوی مولانا روم

دفتر ششم

مترجمہ

جناب صاحب مولوی فیروز الدین مصنف و مؤلف
یادگار دربار اسلام۔ یادگار سعدی۔ کشف المحجوب
تجرید بخاری۔ حقوق و فرائض اسلام۔ فیروز اللغات
اردو۔ عربی۔ فارسی و متعدد کتب و تراجم

سنہ ۱۳۵۰ھ مطابق سنہ ۱۹۳۱ع

فہرست مضامین الہام منظوم مثنوی مولانائے روم

دفتر ششم

۷۸۶

الہامِ منظوم

ترجمۂ اُردو
مثنوی مولانائے رومؒ
دفترِ ششم

اے حیاتِ دل حسام الدینؒ بسے	میل مے جوشد بقسم سادسے
اے حسام الدین رح دل کی زندگی	ہے چھٹے دفتر پہ اب رغبت مری
گشت از جذب چو تو علامۂ	درجہاں گرداں حسامی نامۂ
تجھ سے علامہ کا یہ اک جذب تھا	جو حسامی نامہ پھیلا جا بجا
پیشکش بہر رضایت میکشم	در تمام مثنوی قسم ششم
پیشکش تیری رضا کو کر دیا	مثنوی کا خاتمہ دفتر چھٹا
پیشکش مے آرمت اے معنوی	قسم سادس در تمام معنوی
نذر کرتا ہوں تجھے اے معنوی	یہ چھٹا دفتر ہے ختم مثنوی
شش جہت را نور دہ زیں شش صحف	کی یطوف حولہ من لم یطف
شش جہت چھ دفتروں سے جگمگا	[illegible]

عشق را با پنج و با شش کار نیست ۔۔ مقصد او جز که جذب یار نیست

عشق کو ہے پنج و شش سے کام کیا ۔۔ جذب کرنا یار کا ہے مدعا

بوکه فیما بعد دستوری رسد ۔۔ رازهای گفتنی گفته شود

اذن شاید بعد اس کے مل سکے ۔۔ راز جو کھلنے کے لائق ہو کھلے

با بیانی که بود نزدیکتر ۔۔ زین کنایات دقیق مستتر

ہو بیاں ایسا جو ہو نزدیک تر ۔۔ ان کنایوں سے کہ جو ہیں مستتر ۱؎

راز جز با رازدان انباز نیست ۔۔ راز اندر گوش منکر راز نیست

راز کو ہمراز ہی سے ہے نیاز ۔۔ گوش منکر میں نہیں ہے راز راز

لیک دعوت وارد است از کردگار ۔۔ با قبول و ناقبول او را چه کار

دینا دعوت عادت حق ہے مدام ۔۔ رد ہو یا ہو قبول کیا ہے اس سے کام

نوح نهصد سال دعوت می‌نمود ۔۔ دم بدم انکار قومش می‌فزود

نوح نے نو سو برس دیں دعوتیں ۔۔ پر بڑھا انکار ان کی قوم میں

هیچ از گفتن عنان واپس کشید ۔۔ هیچ اندر غار خاموشی خزید

باز کوئی بھی نہ آیا کفر سے ۔۔ کب ہوئے خاموش چلاتے رہے

زانکه از بانگ و علالای سگان ۔۔ هیچ واگردد ز راهی کاروان

جیسے کتے بھونکتے ہیں لے کماں ۔۔ اور چلا جاتا ہے دھن میں کارواں

یا شب مهتاب از غوغای سگ ۔۔ سست گردد بدر را در سیر تگ

چاندنی میں یا ہیں کتے بھونکتے ۔۔ چاند پر کیا نہیں ہے مہر سے

مه فشاند نور و سگ عوعو کند ۔۔ هر کسی بر خلقت خود می‌تند

گرچہ تاباں ہیں تو نور افشاں قمر ۔۔ سب کے ہیں کام اپنی اپنی اصل پر

۱؎ مستمره

هر کسے را خدمتے داده قضا — در خور آن گوهرش در ابتلا

سب کو اک خدمت قضا نے دے دی — اس کی ... سب ... والنگی

چونکه نگذارد سگ آن نان بی ستم — تن ز هم سیران خود را ... ائم

جسکہ سگ چھوڑے نہ آوارہ رادں — چا ... اس ... کیونکر چھوڑ ...

چونکه سرکه سرکگی افزون کند — پس شکر را واجب افزونی بود

سرکہ لازمی ترشی بڑھائے — کیوں شکر اپنی نہ شیرینی بڑھائے

قهر سرکه لطف همچون انگبین — کاین دو باشد اصل هر اسکنجبین

قہر سرکہ اور رحم ہے انگبیں — اس انہی دونوں سے ہے اسکنجبیں

انگبین گر پائے وا دارد ز خل — اندر آن اسکنجبین آید خلل

روک لے گر شہد اپنے رخش کو — خلل اسکنجبیں میں کیوں نہ ہو

قوم بر وے سرکها مے ریختند — نوح را دریا فزون مے ریخت قند

قوم سرکہ ڈالتی تھی نوح پر — نوح کا دریا بر جانا تھا شکر

قند او را بد مدد از بحر جود — پس ز سرکه اهل عالم مے فزود

شہد اُس کا مدد تھا بحر جود سے — ... اہل جہاں پر چھا گئے

واحد کالالف که بود آن ولی — بلکه صد قرن است آن عبد العلی

اک ولی ہو جو سال یک ہزار — بلکہ ہو سو قرن ... اک دیندار

خم که از دریا در او راهے بود — پیش او جیحونها زانو زند

سوت ... خم کی کہ دریا سے ملے — ہوں سمندر ... اُس کے سامنے

خاصه آن دریا که دریاها همه — چون شنیدند آن مثال و دمدمه

اور وہ دریا کہ سب دریا ہیں سنے — تذکرے اور غلغلے اُس کے سنے

لہ حکم خدا کے تقاضا سے ۲ سہد ... سو برس یا اسی یا تیس سال کا ہوتا ہے غرض ... مراد ہے

شد دہانش تلخ زیں شیر و حلل	کہ قرین شد نام اعظم با فمش
علم سے ملے اس کی سوتیں ہو گئیں	لیکن گو کہ وہ تھا بڑے کا ہم نشیں
در حرارت ایں جہاں با آں جہاں	ایں جہاں از شرم بگریزد جہاں
اس جہاں سے یہ جہاں جس دم ملے	یہ جہاں بس بھاگ نکلے شرم سے
ایں عبارت تنگ و قاصر رتبت است	ورنہ خس را با اخص چہ نسبت است
تنگ یہ تعبیر ہے ... ہے وقتا	ورنہ خس کو خاص سے نسبت ہے کیا
زاغ در رز نعرۂ زاغاں زند	بلبل از آواز خوش کے کم کند
کوا انگور ... میں کائیں کائیں کرے	بلبل اپنے نغمہ کو کیوں چھوڑ دے
پس خریدار است ہر یک را جدا	در مراد یفعل اللہ ما یشاء
مشتری ہر اک کا ہے ہر اک جدا	یعنی وہ کرتا ہے جو چاہے خدا
نقل خارستان غذائے آتش است	بوئے گل قوت دماغ سرخوش است
یہ اگر تھا کڑا غذا ہے آگ کی	بوئے گل سے ہے دماغ و دل قوی
گر پلیدی پیش ما رسوا بود	خوک و سگ را شکر و حلوا بود
ہر پلیدی اپنے آگے ہو جو خوار	خوک و سگ کو شکر و حلوا ہے یار
گر پلیدان ایں پلیدی ہا کنند	آبہا بر پاک کردن مے تنند
جب کہ پلیدوں نے پلیدی کی بے حد	پاک کر دیتے ہیں بادل اے سعید
ور جہانے پر شود از خار و خس	آتشے محوش کند در یک نفس
گر جہاں ہو پر خس و خاشاک سے	صاف کر دے آگ اک دم میں اسے
گرچہ ماراں زہر افشاں میکنند	ورچہ تلخاں ما پریشاں میکنند
سانپ اگرچہ زہر افشانی کریں	اور بد ... وجہ پریشانی بنیں

لہ خدائے تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہے گا کرے گا۔

نحلہا بر کوہ و کندو می روند	تا نہند از تہید انبار شکر
شہد کی مکھیاں پہاڑ اور چھتے کو جاتی ہیں	شہد سے بھرتی ہیں انبار شکر
زہرہا ہر چند زہری می کنند	زود تریاقات شاں بر می کنند
زہر ہر چند اپنی خاصیت دکھاتا ہے	پیدا اثر تریاق سب اس کا مٹاتے
این جہاں جنگ است چون کل بنگری	ذرہ ذرہ ہمچو دین با کافری
یہ جہاں اگر تمام دیکھو جنگ ہے	ذرہ ذرہ کفر و دین سے جدال ہے
آن یکی ذرہ ہمی پرد بچپ	وان دگر سوی یمین اندر طلب
ایک ذرہ بائیں جانب ہے اڑتا	دوسرا داہنی طرف کو ہے دوڑتا
ذرہ بالا و آن دیگر نگون	جنگ فعلی شاں ببین اندر رکون
ایک اوپر ہے دوسرا نیچے	فعلی جنگ دیکھ ان کے سکون کا
جنگ فعلی ہست از جنگ نہاں	زین تخالف آن تخالف را بدان
جنگ فعلی جنگ پوشیدہ سے ہے	اس خلاف سے اس خلاف کو جان
ذرہ کو محو شد در آفتاب	جنگ او بیرون شد از وصف و حساب
جو ذرہ محو ہوا آفتاب میں	جنگ اس کی باہر ہے وصف و حساب سے
چون ز ذرہ محو شد نفس و نفس	جنگش اکنون جنگ خورشید است بس
جب ذرہ سے محو ہوا نفس و نفس	جنگ اس کی اب خورشید کی جنگ ہے بس
رفت از وی جنبش طبع و سکون	از چہ از انا الیہ راجعون
چلی گئی اس سے جنبش و سکون	از انا الیہ راجعون سے
ما بہ بحر تو ز خود راجع شدیم	وز رضاع اصل مسترضع شدیم
ہم بھی تیرے سمندر سے اپنے سے پھرے	اصل سے ہم دودھ پینے والے ہیں

اے لطیفہ عشق ہم سب کی طرح لوٹنے والے ہیں

در فروعِ راہ اے اندہ ز غول	لاف کم زن از اصول بے اصول
غول سے رستہ بھلایا ہے اگر	ناز اصول بے اصولی پر نہ کر
جنگِ ما و صلحِ ما در نورِ عین	نیست از ما ہست بین الاصبعین[1]
ہے یہ صلح و جنگ اُسی سے بالیقین	ہم سے کب ہے۔ دیکھ بین الاصبعین
جنگِ فعلی جنگِ طبعی جنگِ قول	درمیانِ جزوہا حربیست ہول
جنگِ فعلی، جنگِ طبعی، جنگِ قول	جنگ یہ اجزا میں ہے پُر خوف و ہَول
ایں جہاں زیں جنگ قائم مے بود	در عناصر در نگر تا حل شود
یہ جہاں قائم ہے ایسی جنگ سے	تو عناصر دیکھ تا عقدہ کھلے
چار عنصر چار استون قوی ست	کہ بر ایشاں سقفِ دنیا مستوی ست
چار عنصر چار کھم ہیں یہ قوی	جن پہ ہے دنیا کی چھت ٹھہری ہوئی
ہر ستونے اشکنندہ آں دگر	استنِ آب اشکنندۂ ہر شرر
ہر ستوں ہے دوسرے کی تاک پر	جیسے پانی ہے شکست ہر شرر
پس بنائے خلق بر اضداد بود	لاجرم جنگی شدند از ضرّ و سُود
ہے بنائے خلق ہے اضداد پر	اس لئے ہے حملۂ سُود و ضرر
ہست احوالت خلافِ یکدگر	ہر یکے با ہم مخالف در اثر[2]
حالتیں تیری ہیں سب باہم خلاف	اور اثر میں بھی ہے سب کے اختلاف
چونکہ ہر دم راہ خود را مے زنی	با دگر کس سازگاری مے کنی
چونکہ اپنی راہ تو ہے مارتا	دوسروں کے کام دیتا ہے بنا

[1] لہ حدیث قلب المؤمنین بین الاصبعین من اصابع الرحمٰن۔ یعنی مومن کا دل خدا کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان میں ہے ؛

[2] لہ یعنی ضدوں سے کہ ایک شے دوسری شے کی مخالف ہے ؛

فوج لشکرہائے احوالت ببیں
ہر یکے با دیگرے در جنگ و کیں

تو خود اپنی حالتوں پر غور کر
جنگ اور عقدہ میں ہیں باہم دگر

مے نگر در خود چنیں جنگِ گراں
پس چہ مشغولی بجنگِ دیگراں

دیکھ اپنی ذات میں جنگِ گراں
جنگ میں اوروں کی پڑتا ہے کہاں

تا مگر زیں جنگ حقت واخرد
در جہانِ صلحِ یک رنگت برد

دے رہائی تو خدا دے جنگ سے
صلح یک رنگی عطا کرے تجھے

آں جہاں جز باقی و آباد نیست
زانکہ ترکیبِ وے از اضداد نیست

وہ جہاں باقی بھی ہے آباد بھی
اس میں ترکیبیں نہیں اضداد کی

ایں تفانی از ضد آید ضد را
چوں نباشد ضد نبود جز بقا

ہے فنا ہر ضد کو ضد سے مرملا
گر نہ ہو ضد پھر فقط ہے اک بقا

نفی ضد کرد از بہشت بے نظیر
کہ نباشد شمس و ضدش زمہریر

خلد میں رکھا نہ ضد کو بے گماں
کیونکہ سورج ہے نہ سردی ہے وہاں

ہست بیرنگی اصولِ رنگہا
صلحہا باشد اصولِ جنگہا

صرف بیرنگی اصول رنگ ہے
صلح کی صورت اصول جنگ ہے

آں جہانست اصل ایں پرغم وثاق
وصل باشد اصل ہر ہجر و فراق

وہ جہاں اصل یہ ہے عارضی
اصل سر فرقت کی ہے وصل ہی

ایں تخالف از چہ آید و ز کجا
وز چہ زاید وحدت ایں اضداد را

اس تخالف کی ہے وجہ اصل کیا
وحدتِ اضداد کیوں ہے اسے فنا

زانکہ ما فرعیم و چار اضداد اصل
خوے تو در فرع کرد ایجاد اصل

کیونکہ ہم ہیں فرع چار اضداد اصل
خو کرے گی فرع میں ایجاد اصل

سلہ کما قال اللہ تعالےٰ عز وجل - لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا - یعنی نہ وہ اس میں سورج دیکھیں گے اور نہ سردی طبعہ ۲ سلہ یعنی آگ پانی - مٹی اور ہوا +

گوہرِ جاں چوں ورائے فصلہاست	خوئے او این نیست خوئے کبریاست
روح ان فصلوں سے مطلق ہے جدا	اس لئے ہے اس کی خو خوئے خدا
جنگہا بیں کاں اصولِ صلحہاست	چوں نبی کہ جنگ او بہرِ خداست
دیکھ [illegible] جن میں [illegible] سبب ہے صلح کا	جیسے لڑتے تھے نبی [illegible]
طرفہ آں جنگے کہ اصلِ صلحہاست	شاد آں کایں جنگ و بہرِ خداست
ہو جو اصلِ صلح ۔ طرفہ ہے وہ جنگ	بہرِ حق جو ہے ۔ اچھا ہے وہ جنگ
غالب ست و چیرہ در ہر دو جہاں	شرحِ ایں غالب نگنجد در دہاں
دو جہاں پر وہ ہے غالب برملا	شرح اس غالب کی [illegible]
آبِ جیحوں را اگر نتواں کشید	ہم ز قدرِ تشنگی نتواں برید
[illegible] سامان [illegible] کھینچا	پیاس اس سے تو بھی [illegible]
گر شدی عطشانِ بحرِ معنوی	فرجہ کن در جزیرۂ مثنوی
[illegible] معنوی	کر ذرا [illegible]
فرجہ کن چنداں کہ اندر ہر نفس	مثنوی را معنوی بینی و بس
سیر تو کر [illegible] تا ہر سانس میں	مثنوی سے معنوی حقائق [illegible]
باد کہ را ز آبِ جو چوں وا کند	آبِ یکرنگیِ خود پیدا کند
[illegible] اگائے	اپنی یکرنگی کا [illegible]
شاخہائے تازۂ مرجاں ببیں	میوہ ہائے رستہ ز آبِ جاں ببیں
[illegible] شاخیں [illegible] مرجان کی	دیکھ [illegible] اس کی [illegible]
چوں ز حرف و صوت و دم یکتا شود	آں ہمہ بگذارد و دریا شود
[illegible] حرف و صوت سے [illegible]	[illegible]

[illegible] لا یدرک کلہ لا یترک کلہ [illegible]

[illegible]

حرف گوئے حرف نوش و حرفہا | ہر سہ جاں گردند اندر انتہا

ناطق و سامع و حرف اے جان جاں | ہوتے ہیں تینوں بالآخر ایک جان

نان دہندہ و نان ستان و نان پاک | سادہ گردند از صور گردند خاک

دے جو روٹی اور جو لے اور نان پاک | چھوڑ کر ہر شکل بن جاتے ہیں خاک

لیک معنی شان بود در سہ مقام | در مراتب ہم ممیز ہم مدام

ہاں مگر ہیں ان کے معنی کے مقام | مرتبے میں فرق ہے ان کے مدام

خاک شد صورت ولے معنی نشد | ہر کہ گوید شد تو گویش نی نشد

خاک صورت ہو گئی معنی نہیں | اس کے منکر کا نہ کر ہرگز یقین

در جہان روح ہر سہ منتظر | گہ ز صورت ہارب و گہ مستقر

عالم بالا میں ہیں سب منتظر | بھاگتے ہیں اور کبھی ہیں مستقر

امر آید در صور رو در رود | باز ہم ز امرش مجرد مے شود

حکم ہو صورت میں جا چلے جاں | حکم سے پھر تو مجرد بے گماں

پس لہ الخلق و لہ الامرش بدان | خلق صورت امر جاں راکب بر آں

اس کی خلقت ہے اسی کا حکم یار | خلق صورت امر جاں اس پر سوار

راکب و مرکوب در فرمان شاہ | جسم بر درگاہ و جاں در بارگاہ

راکب و مرکوب ہیں خدام شاہ | جسم در پر اور فدا ہے بارگاہ

چونکہ خواہد کآب آید در سبو | شاہ گوید جیش جاں را ارکبو

جبکہ وہ چاہے سبو میں آب آئے | فوج جاں کو حکم چڑھنے کا سنائے

باز جانہا را چو خواہد برعلو | بانگ آید از نقیبان کانزلو

اور جب جانوں کو دعا ہے [illegible] | تو پھر آتی ہیں صدائیں [illegible]

لہ ارکبوا والا [illegible] معنی پہلے تو روحوں کو جسموں کے گھوڑوں پر سوار ہونے کا حکم دینا ہے۔ اور پھر اترنے کا انزلوا یعنی اترو۔

بعد ازیں باریک خواہد شد سخن	کم کن آتش ہیزمش افزوں مکن
مات ہونے کو ہے بازک بعد ازیں	آگ کھڑکانا مناسب اب نہیں
تا نجوشد دیگہائے خرد زود	دیگ ادراکات خردست و فرود
تا اُبل جائیں نہ چھوٹی ہانڈیاں	دیگ ادراک اب ہے چھوٹی بیگماں
پاک سبحانے کہ سیبستاں کند	در غمام حرف شاں پنہاں کند
پاک ہے پیدا جو سیبستاں کرے	ابر میں باتوں کے پھر پنہاں کرے
زیں غمام صوت و حرف و گفتگو	پردۂ کز سیب ناید غیر بو
ابر میں یہ حرف و صوت و گفتگو	تا کہ ظاہر سیب سے ہو صرف بو
باری افزوں کش تو ایں بورا بہوش	تا سوئے اصلت برد بگرفتہ گوش
ہوش سے تو سونگھ اس بو کو مگر	تا کہ لے جائے سوئے اصل اسے بسر
بو نگہدار و بپرہیز از زکام	تن بپوش از باد و بود سرد عام
بو کو سونگھ اور رہ تو محفوظ از زکام	مانہ کھائے باد و بود سرد عام
تا نبندد ایں مشامت از اثر	اے ہوا شاں از زمستاں سرد تر
تا دماغوں پہ نہ آئے کچھ اثر	ہے ہوا سردی سے ان کی سرد تر
چوں جمادند و فسردہ تن شگرف	مے جہد انفاس شاں از تل برف
ہیں جمادی برف سے اُن کا بدن	برف سے آتی ہیں سانسیں بے سخن
چوں زمیں زیں برف در پوشد کفن	تیغ خورشید حسام الدینؒ بزن
جب زمیں یوں برف سے ہو مردہ وار	تیغ خورشید حسام الدینؒ تو مار
ہیں برار از شرق سیف اللہ را	گرم کن زاں شرق ایں درگاہ را
شرق سے لے آ تو سیف اللہ کو	گرم کر پھر اس سے اس درگاہ کو
برف را خنجر زند آں آفتاب	سیل ہا ریزد ز کہہا بر تراب
کاٹ دے گا برف کو وہ آفتاب	کوہ سے برسائے گا وہ سیل آب

زانکہ لا شرقی و لا غربی ست او ۔۔۔ با منجم روز و شب جنگی ست او

کیونکہ شرقی ہے نہ غربی وہ عجب ۔۔۔ ہے منجم سے لڑائی روز و شب

گر چرا جز من نجومم بے بدی ۔۔۔ قبلہ کردی از لئیمی و دغا

ان نجومِ نحس کو میرے سوا ۔۔۔ قبلہ کیوں بخل و دغا سے کر دیا

ناخوشت آید مقارن آں آئین[۱] ۔۔۔ در بینی کہ لا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن

اس آئین سے کیوں ترا دل خوش نہیں ۔۔۔ کہتا تھا جو لا احب الآفلین

از فرح در پیش مہ بستی کمر ۔۔۔ زاں ہمے ترسی ز انشق القمر[۲]

چاند کے آگے ہے تو بستہ کمر ۔۔۔ خوفِ انشق القمر تجھی ہے مگر؟

منکرے ایں را کہ شمس کورت[۳] ۔۔۔ شمس پیشِ تست عالی مرتبت

ہے تجھے انکارِ شمس کورت ۔۔۔ اس لئے سورج ہے عالی مرتبت

از ستارہ دیدہ تصریف ہوا ۔۔۔ ناخوشت آید اذا النجم ہوی[۴]

تاروں سے دیکھا تغیر حرص کا ۔۔۔ خوش نہیں آتا اذا النجم ہوا

خود مؤثر تر نباشد مہ ز ناں ۔۔۔ اے بسا نانے کہ ریزد عرقِ جاں

ہے اثر میں چاند ٹکڑا نان کا ۔۔۔ نان سے اکثر عرق جانوں کا بہا

---

[۱] آئین سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ جو فرماتے تھے کہ ڈوبنے والے میرے دوست نہیں۔ یعنی چاند اور سورج وغیرہ جو طلوع ہونے کے بعد غروب ہو جاتے تھے۔

[۲] کما قولہ تعالیٰ عزّ وجل۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔ یعنی۔ وہ ساعت نزدیک ہے کہ چاند شق ہو جائے گا۔

[۳] کما قولہ تعالیٰ عزّ اسمہٗ۔ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ۔ یعنی جب آفتاب تاریک ہو جائے گا۔

[۴] کما قولہ تعالیٰ عزّ وجلّ۔ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى یعنی قسم ہے تاروں کی جبکہ وہ گر جائیں گے۔

خود مؤثر نباشد [illegible] | اے بسا آیا کہ گرداند [illegible]

جان [illegible] | [illegible] بہت سی بہ کہیں

هر [illegible] پیوسته دوست | [illegible] توبه [illegible] پوست

دل [illegible] کا [illegible] | [illegible]

پیدا مادر تو [illegible] فلان | پیدا تو [illegible] پیدا

جب [illegible] ای [illegible] کار گر | [illegible] کہا [illegible]

جز مگر مشغول خاص [illegible] دوست | که [illegible] دوست

ہاں جو [illegible] | [illegible]

این سخن [illegible] ستاره [illegible] | [illegible] پیدا اثر

گو [illegible] | [illegible]

این ستاره [illegible] بہت تاثیر | [illegible]

لیے [illegible] اور اس کا اثر | [illegible]

کہ [illegible] | [illegible] شمار [illegible] بات

لیے [illegible] | [illegible] ہم کو وہ [illegible]

آن [illegible] ایست | [illegible] خفاش است

[illegible] اس کا [illegible] | [illegible] خفاش

هفت [illegible] | [illegible]

[illegible] در اس کے [illegible] آسمان | چاند اس کی [illegible] میں ہے رواں

زہرہ [illegible] | مشتری [illegible]

زہرہ اک [illegible] ہے اس لیے [illegible] کا | [illegible]

[1] [illegible]

دست تو پای بوس او زحل	لیک خود را می نبیند آن محل
طالب پابوس ہے اُس سے زحل	پر اُسے ملتا نہیں اُس کا محل
دست و پا مریخ چندین جست او	وان عطارد صد قلم بشکست او[1]
اُس سے پائے دست و پا مریخ نے	تو قلم ٹکڑے عطارد نے کئے
با منجم این همه انجم بجنگ	کای رها کرده تو جان بگزیده رنگ
ہیں منجم سے ستارے محو جنگ	جان کو تو چھوڑ کر ہے محو رنگ
جان ولیست ما همه نقش و رقوم	کوکب هر فکر او جان نجوم
جان ولی ہے ہم ہیں سب نقش و رقوم	کوکب اس کی فکر کا جان نجوم
فکر کو آنجا همه نورست پاک	بهر تست این لقمه و فکر ای فکرناک[1]
فکر کی وہ شے سراپا نور پاک	فکر ہے تیرے لئے اے فکرناک
هر ستاره خانه دارد در علا	هیچ خانه در نگنجد نجم ما
ہر ستارے کا ہے خانہ برتر ہیں	[illegible] خانے میں آ سکتا نہیں
جان که بی حد در مکان کی در رود	نور نامحدود را حد کی بود
روح [illegible] کب مکاں میں [illegible] سمائے	حد کہاں ہے نور نامحدود کی
لیک تمثیلی و تصویری کنند	تا که دریابد ضعیفی دردمند
ہیں مثالیں اور تصویریں ہیں چند	تا سمجھ لیں ضعیف و دردمند
مثل نبود لیک آن باشد مثیل	تا کند عقل مجمد را گسیل
مثل کب ہو اُس کا ہاں لیکن مثیل	جن کی ہے عقل مجمد اک دلیل
عقل سر تیز است لیکن پای سست	زانکه دل ویران شدست و تن درست
تیز ہیں عقلیں مگر ہیں پاؤں سست	کیونکہ دل ویران ہے اور تن درست

[1] اے فکر سے بھرے ہوئے یعنی اے مبتلائے فکر۔

[2] معنی سب جمع ہ

عقلشان در نقلِ دنیا پیچ پیچ — فکرشان در ترکِ شہوت ہیچ ہیچ

اُن کی عقلیں نقلِ دنیا میں اسیر — اُن کی فکریں ترکِ شہوت سے نفیر

صدرشان وقتِ دعوی ہمچو شرق — صبرشان وقتِ تقوی ہمچو برق

اُن کے ہے وقتِ دعوی مثلِ شرق — صبر اُن کا وقتِ تقوی مثلِ برق

عالمے اندر ہنرہا خود نماست — ہمچو عالم بیوفا وقتِ وفاست

ہے ہنر میں ایک عالم خود نما — وقت پر ہے مثلِ دنیا بیوفا

وقتِ خود بینی نگنجد در جہاں — در گلو و معدہ گم گشتہ چو ناں

وقتِ خود بینی نہ دنیا میں سمائیں — مثلِ ناں حلق و معدہ میں سب کچھ بھلائیں

ایں ہمہ اوصافشاں نیکو شود — بد نماند چونکہ نیکو جو شود

نیک ہو جائیں شعار اُن کے بُرے — نیک جو ہوں تو بُرائی کیوں رہے

گر منی گندہ بود ہمچوں منی — چوں بجاں پیوست گردد روشنی

خود منی گندہ ہے گو مثلِ منی — روح سے مل کر ہو لیکن روشنی

ہر جمادے کو کند رو در نبات — از درختِ بخت او روید حیات

جو جمادی رخ کرے سوئے نبات — اس کے پودے سے اُگے نخلِ حیات

ہر نباتے کو بجاں رو آورد — خضروار از چشمۂ حیواں خورد

جو نباتی روح کا پائے شعار — چشمۂ حیواں سے پیئے خضر وار

باز جاں چوں رو سوئے جاناں نہد — رخت را در عمرِ بے پایاں نہد

جاں پھر جب رخ سوئے جاناں کرے — عمر کو ابدی وہ بے پایاں کرے

ایک سائل کا کسی واعظ سے سوال کرنا

واعظے را گفت روزے سائلے — کاے تو منبر را سنی‌تر قائلے

پوچھا اک سائل نے واعظ سے کبھی — لائق منبر ہے تو قابل [illegible]

یک سوالستم بگو ای ذو اللباب	اندرین مجلس سوالم را جواب
ہے سوال اک میرا تجھ سے [illegible]	[illegible] اس مجلس میں تو اس کا جواب
بر سر یار و یکی دم سگ نشست	از سر و دوش کدامین بهترست
[illegible] اک بیٹھا ہے [illegible]	خوب اس کی دم ہے یا اچھا ہے سر
گفت اگر رویش بشهر و دم بده	روی او از دم او میدان که به
[illegible] منہ ہو شہر کو دم گاؤں کو	اس کے منہ کو دم سے بہتر جان لو
ور سوی شهرست دم رویش بده	خاک آن دم باش و از رویش بجه
[illegible] جو سوے [illegible] دم سوئے شہر	خاک ہو اس دم کی منہ کو جان قہر
گر بسوی شهر دم او بود	دم او بهتر ز روی او شود
شہر کی جانب اگر اس کی ہو دم	منہ سے بہتر دم ہے سمجھو اس کو تم
مرغ را پر می برد تا آشیان	پر مردم همت است ای مردمان
مرغ کو لے جاتے ہیں پر تا آسماں	آدمی کے پر ہیں ہمت اے جوان
عاشقی کالوده شد در خیر و شر	خیر و شر منگر تو در همت نگر
ہو اگر عاشق اسیر خیر و شر	دیکھ ہمت خیر و شر کو ترک کر
باز اگر باشد سپید و بی نظیر	چونکه صیدش موش باشد شد حقیر
باز اگرچہ ہو سفید و بے نظیر	صید اگر چوہا کرے تو ہے حقیر
ور بود جغدی و میلش سوی شاه	او سر بازست منگر در کلاه
جغد کا میلان ہو گر سوئے شاہ	شاہ بازاں ہے نہ دیکھ اس کی کلاہ
ور بمیرد شیر سگ خورد از دهد [illegible]	سگ بود او شکل شیرے کم نگر
مردہ حرام گوشت کھاتے شیر اگر	شکل شیری میں ہے کتا سر بسر

* معنی [illegible] بارہ کے سر پر ہو [illegible]

ور پلنگ و گرگ را افگند سگ — شیر میداں مرد اے بے ننگ
کتا چیتے بھیڑیے کو گر گرا دے — بے گماں شیر اس کو جان اے نیک رائے

آدمی بسرشتہ از یک مشت گل — برگذشت از چرخ و از کوکب بدل
ایک مٹھی خاک سے انساں بنا — دل کے ہاتھوں آسماں سے بڑھ گیا

آدمی بر قدر یک طشت خمیر — برفزود از آسمان و از اثیر
آدمی تھا طشتری بھر اک خمیر — ہو گیا بالاتر از چرخ و اثیر[1]

ہیچ کرمنا شنید این آسماں — کہ شنید این آدمی پر غماں
آسماں نے کب یہ کرمنا[2] سنا — جس طرح انسان پر غم نے سنا

بر زمین و چرخ عرضہ کرد کس — خوبی عقل و عبارات و ہوس
کھول کر کس نے یہ چرخ و زمیں — خوبیاں عقل و عبارت کی رکھیں

جلوہ کردی ہیچ تو بر آسماں — خوبی روئے و اصابت در گماں
آسماں پر تو نے ڈالی آج تک — خوبروئی و درستی کی جھلک؟

پیش صورتہائے حمام اے لُد — عرضہ کردی ہیچ سیم اندام خود
صورتیں حمام میں تھیں صوفشاں — اپنی سیمینی بھی کی اُن پر عیاں؟

بگذرے زاں نقشہائے ہمچو حور — خلوت آری با عجوزے نیم کور
حور سی شکلوں سے کی قطع نظر — اندھی اک بڑھیا سے خلوت ہے مگر

در عجوزہ چیست کایشاں را نبود — کو ترا زاں نقشہا با خود ربود
کیا ہے وہ بڑھیا میں جو اُن میں نہیں — جس نے اُن جلووں سے روکا بالیقیں

تو نگوئی من بگویم در بیاں — عقل و حس و درک و تدبیرست و جاں
کیا کہے گا تو میں کہتا ہوں بیاں — اس عجوزہ میں ہے عقل و حس و جاں

[1] کرۂ نار جو تمام کروں سے بلند تر ہے:
[2] قولہ تعالیٰ ولقد کرمنا بنی آدم یعنی بیشک ہم نے بنی آدم کو عزت دی +

در عجوزے جاں آمیزش کنے ست　　صورت گرہا بہارا روح نیست

جان پڑ جاتا تک لگا لائی تجھے　　اور رہے جاں نقش تھے تمام سے

صورت گرمایہ گر جنبش کند　　در زبان از صد عجوزت بر کند

کری جنبش سورت تمام اگر　　تو اکھڑ جانا عجوزہ سے پسر

جاں چہ باشد با خبر از خیر و شر　　شاد از احسان و گریان از ضرر

خیر و شر سے باخبر ہوتی ہے جاں　　شاد احساں سے ضرر سے نوحہ خواں

چون سر و ماہیت جاں مخبر ست　　ہر کہ او آگاہ تر با جان تر ست

راز اور ماہیت جاں ہے خبر　　جو ہے واقف تر وہ ہے باجان تر

اقتضائے جاں چو اے دل آگہی ست　　ہر کہ آگہ تر بود جانش قوی ست

اقتضائے جاں ہے اے دل آگہی　　جو ہے آگہ روح اس کی ہے قوی

روح را تاثیر آگاہی بود　　ہر کرا این بیش اللّٰہی بود

روح میں تاثیر ہے عرفان کی　　جس کو آگاہی ملی سب سے ہے اللّٰہی

خود جہان جاں سراسر آگہی ست　　ہر کہ بے جان ست از دانش تہی ست

خود جہاں جاں ہے یکسر آگہی　　جو ہے بے جاں عقل سے ہے وہ تہی

چون خبرہا ہست بیرون زین نہاد　　باش این جانہا در آن میدان جماد

ہے جو خالی روح سے ان کی نہاد　　ہیں بہ اس میدان میں جان جماد

جان اول مظہر درگاہ شد　　جان جاں خود مظہر اللہ شد

جان اول مظہر درگاہ ہے　　جان جاں خود مظہر اللہ ہے

آن ملائک جملہ عقل و جاں بدند　　جان تو آمد کہ جسم آن شدند

سب فرشتے صرف عقل و روح تھے　　جان تھے ہی جسم جن کے بن گئے

۱؎ یعنی سراوالا

از سعادت چون ہمان عقل پر زدند	پانچوں تن آن روح را خادم شدند
سب سعادت سے وہ پیش جان گئے	مثل تن خادم ہوئے سب روح کے
آن بلیس از جان انسان در پردہ بود	یک شکستہ پا جان کہ عضو مردہ بود
اور شیطان روح سے سرکشی میں تھا	عضو مردہ تھا نہ جان سے مل سکا
چون تہ و تن آن فدائے آن اشد	دست بشکستہ مطیع جان نشد
کبھی نہ جان اس میں نہ فرمان ہو سکا	تھا شکستہ دست نافرمان رہا
جان نشد ناقص گر آن عضوش شکست	کان بدست جان است تا ند کرد ہست
جان نہ ہو ناقص شکستہ عضو سے	وہ اگر چاہے درست اس کو کرے
سرّ دیگر ہست کو گوش دگر	طوطیئے کو مستعد آن شکر
کہہ سکا اک راز کان ایسے کہاں	طوطیاں شکر کے لائق ہیں کہاں
طوطیان خاص را قندیست ژرف	طوطیان عام از آن خود بستہ طرف
طوطیان خاص کو کیا کم ہے قند	طوطیاں عام پر ہے راہ بند
کے چشند درویش صورت آن نکات	معنی ست آن نے فعولن فاعلات
ظاہری درویش کیا سمجھے نکات	معنی ہے کب ہے فعولن فاعلات
آن خر عیسیٰ مزاجش نیست قند	لیک خر آمد بخلقت کہ پسند
وہ خر عیسیٰ کھا لیتا ہے قند	گھاس ہی لیکن گدھے کو ہے پسند
قند خر را گر طرب انگیختے	پیش خر قنطار شکر ریختے
قند سے مسرور خر ہوتا اگر	گون بھر شکر ہیں رکھتا پیش خر
معنی نختم علی افواہہم	این شناس این ہست رہرو را مہم
ترجمہ نختم علی افواہہم	سوجھ اس کو ہے یہ رہرو کو مہم

لہ کما قال اللہ تعالیٰ الیوم نختم علی افواہہم وتکلمنا ایدیہم وتشہد ارجلہم
یعنی قیامت کے دن ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور ہم سے ان کے ہاتھ کلام کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے

تا ز راهِ خاتمِ پیغمبران	بو کہ برخیزد ز لب ختمِ گران
تا چلے گر راہِ ختمِ مُرسلاں	ٹوٹ جائے لب کی یہ مہرِ گراں
ختمہائے کانبیا بگذاشتند	آں بدینِ احمدی برداشتند
اگلے نبیوں سے جو مُہریں چھوڑ دیں	دینِ احمدؐ نے وہ مُہریں توڑ دیں
قفلہائے ناگشادہ ماندہ بود	از دمِ انّا فتحنا برگشود
بے کھلے تھے قفل مدت سے پڑے	اب وہ سب انّا فتحنا سے کھلے
او شفیع ست ایں جہان و آں جہاں	ایں جہاں زی دین و آنجا در جناں
ہیں محمدؐ ہی شفیع دو جہاں	دین میں اس جا تو جنت میں وہاں
ایں جہاں گوید کہ تو رہشاں نما	آں جہاں گوید کہ تو مہشاں نما
یہ جہاں کہتا ہے تُو رہ دے دکھا	وہ جہاں کہتا ہے دے مہ کی ضیا
پیشہ اش اندر ظہور و در کمون	اہدِ قومی انّہم لا یعلمون[1]
ظاہر و باطن سدا رہ اُن کا ہوا	قوم ہے ناواقف کہ ہدیٰ رہ دکھا
باز گشتہ از دمِ او ہر دو باب	در دو عالم دعوتِ او مستجاب
کھل گئے دونوں دعا سے اُن کے باب	دونوں عالم میں دعا ہے مستجاب
بہرِ ایں خاتم شدست او کہ بجود	مثلِ او نے بود و نے خواہند بود
ختم یوں پیغمبری اُن پر ہوئی	کوئی اُن سا تھا نہ پھر ہوگا کوئی
چونکہ در صنعت برد استاد دست	نے تو گوئی ختمِ صنعت بر تو ست
کر چکے استاد جب صنعت کوئی	کہتے ہیں بس ختم ہے صنعت گری
در گشادِ ختمہا تو خاتمے	در جہانِ روح بخشاں حاتمے
خاتموں کا صرف خاتم ہے تو ہی	روح کی دنیا میں حاتم ہے تو ہی

[1] یعنی اے اللہ میری قوم کو ہدایت کر بے شک وہ واقف نہیں ۔۔

ہست اشارات محمد المراد	کل گشاد اندر گشاد اندر گشاد
ہیں اشارات محمد المراد	مشکلات ہر دو عالم کی کشاد
صد ہزاراں آفریں بر جان او	بر قدوم و دور فرزندان او
رحمتیں لاکھوں ہوں ان کی جان پر	اور ان کے دونوں فرزندان پر
آں خلیفہ زادگان مقبلش	زادہ اند از عنصر جان و دلش
وہ خلیفہ زادگاں مقبل جو ہیں [1]	ان کی جان و دل سے جو پیدا ہوئے
گر ز بغداد و ہری یا از ری اند	بے مزاج آب و گل نسل وے اند
ہوں وہ بغدادی ہراتی یا رئی [2]	ہیں انہیں کی نسل سے سب وہ ہی
شاخ گل ہر جا کہ میروید گل ست	خم مل ہر جا کہ میجوشد مل ست
شاخ گل جس جا اُگے بس ہے گلاب	جس جگہ اُبلے خم [illegible] سے شراب
گر ز مغرب بر زند خورشید سر	عین خورشید ست نے چیز دگر
گو کہ مغرب سے ہو سورج جلوہ گر	ہیں وہ سورج ہے [illegible] نہ چیز دگر
عیب جویاں را ازیں دم کور دار	ہم بستاری خود اے کردگار
عیب جویوں کو سدا رکھ کور وار	اپنی ستاری سے اے پروردگار
گفت حق چشم خفاش بد خصال	بستہ ام من ز آفتاب بے مثال
قول حق ہے چشم بد خفاش کی	نور سے سورج کے میں نے روک دی
از نظرہائے خفاش کم و کاست	انجم آں شمس نیز اندر خفاست
آنکھ سے چمگادڑوں کی بے گماں	انجم اور سورج بھی ہیں [illegible] نہاں
انجم آمد چوں مرید و شمس پیر	شمس آمد در یقیں بدر منیر
ہیں مرید انجم تو ہے خورشید پیر	یا یقیں ہے شمس بدر منیر

[1] اشارہ خلفائے عباسیہ کی طرف معلوم ہوتا ہے

[2] اہل رے

پوشیدہ ناموسوں کی برائی

ای ضیاء الحق حسام الدین بیا	ای صقال روح و سلطان الهدی
اے ضیاء الحق حسام الدین آ	اے جلائے روح اے بادشاہ ہدی
مثنوی را مسرح مشروح ده	صورت امثال او را روح ده
مثنوی پر اک مطول داستان کی	دے مثالوں کو تو اس کی روح کہیں
تا حروفش جمله عقل و جان شوند	سوی خلدستان جان پران شوند
تا حروف اس کے ہوں سب عقل اور جاں	جاں کی جنت کو یہ جائیں اڑ کر
هم بسعی تو ز ارواح آمدند	سوی دام حرف مستحضر شدند
وہی لایا عالم ارواح سے	دام میں الفاظ کے سب ہیں ہوئے
باد عمرت در جهان همچون خضر	جان فزا و دستگیر و مستمر
پائے عمر خضر تو اے مستمر[1]	جاں فزا و دستگیر ہر بشر
چون خضر و الیاس مانی در جهان	تا زمین گردد ز لطفت آسمان
مثل الیاس و خضر رہ جاوداں	لطف سے تیرے زمیں ہو آسماں
گفتمی از لطف تو جزوی ز صد	گر نبودی طمطراق چشم بد
کچھ بیاں تیرے لطف کا کرتا بیاں	چشم بد میں گر نہ ہوتیں گرمیاں
لیک از چشم بد زهراب دم	زخمهای روح فرسا خورده‌ام
لیکن چشم بد سے زہر سے	روح فرسا زخم کھائے ہیں بڑے
جز برمز ذکر حال دیگران	شرح حالت می نیارم در بیان
راز ہے اوروں کی مجھ کو داستاں	حال تیرا کر نہیں سکتا بیاں

[1] [illegible]

این بہانہ ہم ز دستان دلیست ۔ کہ از وے پائے دل اندر گلیست

یہ بہانہ ہے فریب نفس دل ۔ جس سے دل میرا ہے خود ہی پا بہ گل

صد دل و جان عاشق صانع شدہ ۔ چشم بد یا گوش بد مانع شدہ

سو دل و جاں عاشق صانع ہوئے ۔ چشم بد اور گوش بد مانع ہوئے

خویش پیغمبر بوطالب آن عم رسول ۔ مینمودش شنعت عربان مہول

تھے ابو طالب جو عم مصطفیٰ ۔ طعنے سے عربوں کے ان کو خوف تھا

کہ چہ گویندم عرب کز طفل خود ۔ او بگردانید دین معتمد

کیا کہیں گے یہ کہ اپنے طفل کے ۔ کہنے پر آ کر پھرا ہے دین سے

منصب اجداد و آبا را بماند ۔ در پئے احمد چنیں بیہدہ براند

منصب اجداد ترک اس نے کیا ۔ پیچھے احمد کے بے سبب رہ چل دیا

آن رسول پاک باز مجتبیٰ ۔ از پئے آن تا رہاند مر ورا

وہ رسول پاک باز و مجتبیٰ ۔ آتش دوزخ سے کرنے کو رہا

گفتش اے عم یک شہادت تو بگو[1] ۔ تا کنم با حق شفاعت بہر تو

پھر کہا اس نے شہادت دیجئے ۔ تا شفاعت کا مجھے موقع ملے

گفت لیکن فاش گردد از سماع ۔ کل سر جاوز الاثنین شاع

وہ یہ کہتے تھے کہ سن لیگا کوئی ۔ منہ سے نکلی بات اور کونوں چڑھی

من بمانم در زبان این عرب ۔ پیش ایشان خوار گردم زین سبب

میں رہوں گا ورنہ زبان اہل عرب؟ دوں گواہی میں اگر عربی میں اب ۔ سامنے ان کے ہو ذلت کا سبب

لیک گر بودیش لطف ما سبق ۔ کے بدے این بددلی با جذب حق

ہوتا گر لطف ازل ان پہ کبھی ۔ کیوں نہ ہوتی جذب حق سے بد دلی

[1] یعنی کلمہ شہادت اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عبدہ و رسولہ پڑھ لیجئے

الغیاث اے تو غیاث المستغیث	زین دو شاخہ اختیارات خبیث
تجھ سے ہے فریاد اے فریاد رس	ہیں دو شاخہ اختیارات نفس
من ز دستان و ز مکر دل چناں	مات گشتم کہ بماندم از نشاں
دل کے ہاتھوں اور حیلوں سے یہاں	مات ہوں ایسا نہیں میرا نشاں
من کہ باشم چرخ با صد کاروبار	زین کمیں فریاد کرد از اختیار
میں تو کیا ہوں چرخ بھی با صد وقار	اس سے ہے فریاد میں بے اختیار
کاے خداوند کریم و بردبار	دہ امانم زین دو شاخہ اختیار
اے خداوند کریم و بردبار	کر رہے مجھ کو ہیں دو شاخہ اختیار
جذب یک راہہ صراط المستقیم	بہ ز دو راہہ تردد اے کریم
یکسو رستہ پہ لا اے خدا	ہے تردد کے دو راہے سے بھلا
زین دو رہ گرچہ ہمہ مقصد توئی	لیک خود جاں کندن آمد این دوئی
گو ہیں دونوں راہ کا مقصد تو ہی	یہ دوئی لیکن ہے گویا جاں کنی
زین دو رہ گرچہ بجز تو عزم نیست	لیک ہرگز رزم ہمچوں بزم نیست
دونوں رستوں کا تو ہی مقصد ہے ہاں	رزم لیکن بزم کی ہمسر کہاں
در نبی بشنو بیانش از خدا	آیۂ اَشْفَقْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا[1]
سن یہ قرآں میں بیاں کبریا	بار اٹھانے سے ڈرے ارض و سما
این تردد ہست در دل چوں وغا	کاین بود بہ یا کہ آں حالت مرا
یہ تردد دل میں ہے مثل وغا	حال یہ ہے خوب تر یا وہ مرا

[1] قولہ تعالیٰ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔ یعنی ہم نے اپنی امانت آسمان زمین اور پہاڑوں پر پیش کی۔ پس سب نے اُس کے اُٹھانے سے انکار کر دیا اور ڈر گئے مگر انسان نے اس کو اٹھا لیا۔ تحقیق وہ ظالم اور نادان ہے۔

آسماں بار امانت نتوانست کشید ۔ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

ور تردد می‌زند بر هم مگر	خوف و امید ہی در کر و فر
ہیں تردد میں یہ باہم تصلہ ور	خوف پر امید، خوف امید پر
زین تردد عاقبت جان خیر باد	ای خدا مر جان ما کن ز تو شاد
ہو بخیر اس سے مرا انجام کار	روح مسرور، شاد ہو اے کردگار

مناجات

ای کریم ذوالجلال مهربان	دائم المعروف دارای جهان
اے کریم ذوالجلال و مہربان	ہے تو ہی مشہور سلطان جہان
یا کریم العفو حی لم یزل	یا کثیر الخیر شاه بی بدل
اے کریم العفو زندہ لم یزل	نیکیوں والے خدائے بے بدل
اولم این جزر و مد از تو رسید	ورنه ساکن بود این بحر ای مجید
اول اول جزر و مد تو نے دیا	ورنہ ساکن تھا یہ دریا اے خدا
هم از آنجا کاین تردد دادیم	بی تردد کن مرا هم از کرم
جس طرح تو نے تردد دے دیا	بے تردد کر کرم سے کبریا
ابتلایم می‌کنی آه الغیاث	ای ذکور از ابتلایت چون اناث
امتحاں سے دل میرے نالہ کناں	مرد عورت ہو گئے تو امتحاں
تا بکی این ابتلا یا رب مکن	مذهبی ام بخش و ده مذهب مکن
امتحان کے اے خدا بس بھی کو ہاں	ایک مذہب دے نہ کر دہ مذہبی
اشترم لاغر و هم پشت ریش	ز اختیار همچو پالان شکل خویش
ہوں سپر زخمی بھی ہوں لاغر شتر	کہ ہیں جیسے ہی میرا پالان سر
این کژاوه گه شود این سو گران	آن کژاوه گه شود آن سو کشان
یہ کجاوہ گاہ اس سو گراں	وہ کجاوہ اس طرف ہے کشاں

چون زمین حس ناهموار را	تا ببینم ... انوار را
[illegible] ... مسرا بینا	تاکہ میں دیکھوں چمن ... انوار کا
همچو اصحاب کهف از راه جود	بینم زایقاظا سر هم رقود
جیسے اصحاب کہف ... [illegible]	دیکھیں بیداری میں ... سوتے ہیں
خفته باشم ... یا بر یسار	بر نگردم جز چو گوی بی اختیار
بائیں ... سوتے میں ... [illegible]	گیند کی صورت پھروں و تقلیب بے
هم بتقلیب تو تا ذات الیمین	یا سوی ذات الشمال ای رب دین
... کروٹ ... [illegible]	یا میں کروٹ پھیرتے ... [illegible]
صد هزاران سال بودم در مطار	همچو ذرات هوا بی اختیار
میں ... برس تک ... [illegible]	مثل ذرات ہوا بے اختیار
گر فراموشم شده است آن وقت و حال	یادگارم هست در خواب ارتحال
گو بھلا ... ہوا ہوں ... وہ حالت	یادگار خواب سے اک ارتحال ہے
میرهم زین چارمیخ چارشاخ	میجهم در مسرح جان زین مناخ
چھوٹ ... چار عنصر ... [illegible]	کودتا ... مرغزار روح ...
شیر آن ایام ماضیهای خود	می‌چشم از دایهٔ خواب ای صمد
دودھ ... تھا جو ... ماضی میں پیا	خواب کی دایہ سے ... پھر پی
جمله عالم ز اختیار و هست خود	می‌گریزد در سر سرمست خود
... اختیار ... [illegible]	بھاگتی ہے مستی کی جانب ...

۱ ... تحسبهم ایقاظا وهم رقود یعنی گمان کرے تو ان کو ... حالانکہ وہ سوتے ہیں

۲ قوله تعالى ونقلبهم ذات اليمين وذات الشمال ہم ان کو ... داہنی اور بائیں ... کروٹ دیتے ہیں

۳ ... ... دوسری طرف ...

تا دمے از ہوشیاری وارہند ‖ ننگ خمر و بنگ بر خود می نہند

تا گھڑی دم بھر ہوشیاری سے حجاب ‖ ننگ پیتے ہیں کسی کا ہے شراب

جملہ دانستہ کہ ایں ہستی فخ ست ‖ ذکر و فکر اختیاری دوزخ ست

جانتے ہیں سب کہ یہ ہستی ہے دام ‖ اختیار و فکر کا دوزخ تمام

مے گریزند از خودی در بیخودی ‖ یا بمستی یا بہ شغل اے مہتدی

ہے خودی سے دوڑ سوئے بیخودی ‖ شغل ہو کوئی کہ مستی ہو کوئی

نفس را زاں نیستی وامے کشی ‖ زانکہ بے فرماں شد اندر بیہشی

نفس تیرا نیستی میں ہے اسیر ‖ بے ہشی سے ہے وہ نافرمان [illegible]

نیستی باید کہ او از حق بود ‖ تا کہ بیند اندراں حسن احد

نیستی حق کی طرف سے ہے بھلی ‖ تاکہ دیکھے خوبیاں اللہ کی

لیس للجن ولا للانس ان[1] ‖ ینفذوا من حبس اقطار الزمن

جن میں یا انساں میں یہ طاقت نہیں ‖ حد عالم سے نکل جائے کہیں

لا نفوذ الا بسلطان الہدی ‖ من تجاویف السموات العلی

تاب دیوے گر وہ سلطان ہدا ‖ بھاگ نکلو چھوڑ کر جوف سما

لا ہدی الا بسلطان یقی ‖ من حراس الشہب روح المتقی

بے ہدایت کون دے اس کے سوا ‖ ہے شہابوں سے نگہبان روح کا

ہیچ کس را تا نگردد او فنا ‖ نیست رہ در بارگاہ کبریا

کوئی کبھی جب تک نہ ہو جائے فنا ‖ جا نہیں سکتا سوئے کبریا

[1] اس آیہ شریفہ کی طرف اشارہ ہے یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض ای جن و انس کی جماعت تم میں استطاعت نہیں ہے کہ تم زمین و آسمان کے اطراف سے نکل جاؤ۔

هست معراج فلک این نیستی ۔ عاشقاں را مذہب و دین نیستی
ہے یہ معراج فلک سب نیستی ۔ عاشقوں کا دین و مذہب نیستی

پوستین و چارق آمد از نیاز ۔ در طریقِ عشق محراب ایاز
پوستین جوتا تھا از روئے نیاز ۔ عشق کے مشرب میں محراب ایاز

گرچہ او خود شاہ را محبوب بود ۔ ظاہر و باطن لطیف و خوب بود
گو کہ وہ خود شاہ کو محبوب تھا ۔ ظاہر و باطن لطیف و خوب تھا

گشتہ بے کبر و ریا و کینہ ۔ حسنِ سلطاں را رخش آئینہ
چھوڑ کر وہ کینہ و کبر و ریا ۔ حسن سلطان کا بنا تھا آئینا

چونکہ از ہستی خود مفقود شد ۔ منتہائے کارِ او محمود شد
اپنی ہستی میں جو خود گم ہو گیا ۔ انتہائے کار میں محمود تھا

زاں قوی تر بود تمکین ایاز ۔ کہ نہ خوف از کبر کردے احتراز
تھی قوی تر اس سے تمکین ایاز ۔ کرتا تھا کبر و ریا سے احتراز

او مہذب گشتہ بود و آمدہ ۔ کبر را و نفس را گردن زدہ
وہ مہذب ہو گیا تھا دیکھ لو ۔ ترک کر کے کبر کو اور نفس کو

یا پے تعلیم میکرد آں حیل ۔ یا برائے حکمتے دور از علل
یا وہ حیلے ارث تعلیم سے ۔ یا کوئی حکمت تھی دور ازبند سے

یا کہ دید چارق از آں شد پسند ۔ کز نسیم نیستی ہستی ست بند
یا پسند اس واسطے جوتا کیا ۔ بس نسیم نیستی میں ہے بقا

تا گشاید دخمہ کاں بر نیستی ست ۔ تا بیابد آں نسیم عیش و زیست
تا کہ کھولے نیستی کی قبر کو ۔ تا میسر اس کو عیش و زیست ہو

ل یعنی جوتے اور پوستین کے لیا ٭
ل جوتے اور پوستین رکھنے میں [illegible] ٭

تا نه بشنود زخمه بر این مردگان / تا بیاید بوئے عشق آں جہاں

تا نہ گو یا اُن مردہ لوگوں ... / عشق اس عالم کا آ جائے پسند

ملک و مال و اطلس این مرحلہ / ہست بر جان سبکرو سلسلہ

ملک و مال اور لباس اس مرحلہ / قید ہیں جان سبک سر کے لئے

سلسلۂ زرین بدید و غرہ گشت / ماند در سوراخ چاہے جان ز دشت

... ... یں ... غرور / روح کو وسعت سے کر رکھا ہے دور

صورتش جنت بمعنی دوزخے / افعیی پر زہر و نقش گل رخے

ظاہری جنت ... جہنم باطنی / سانپ زہریلا ہے صورت ہے بھلی

گرچہ مومن را سقر ندہد ضرر / لیک ہم بہتر بود زانجا گذر

گو مبادا دوزخ سے مومن کو ضرر / ہے مگر اُس سے گذرنا خوب تر

گرچہ دوزخ دور دارد زان نکال / لیک جنت بہ مذاق کل حال

گرچہ دوزخ سے نہیں کچھ اضطرار / ہے مگر جنت ہی اچھی خوشگوار

غدر است آں قصۂ آں گل رخے / کو بگاہ جنت آمد دوزخے

تا قصہ ... اُس گل رخوں سے الحذر / ... جنت ... ہوں مانند سقر

الحذر اے ناقلاں زیں گلشنے / کو حقیقت پُر شرست از گلخنے

ہاں ... اُس گلشن سے دور رہنا قافلو / بھڑ ... حقیقت میں ...

رہنمار اے جاہلاں زیں کشتزار / کہ ... آمد ... زاں چوں شرر

... ... سے ... ہوشیار / ... کو ... جلا ...

... کو ... / ... ... اں دوری گزیں

... ... / ... ... سے ... ... ہیں

... آمد ... نقش ... / ... گیرد ... زاندیشہ ...

... ... سے ... / ... ...

خواجه آخر یک زمان بیدار شو	وز حیات خویش برخوردار شو
خواجہ آخر اک ذرا بیدار ہو	زندگی سے اپنی برخوردار ہو
بهر ره بر گیر ترک ریش کن	وز فنا و نیستی تفتیش کن
دیں پہ چل، مت کر فکر ریش تو	تو فنا و نیستی کی جستجو

ایک غلام کا آقازادی سے عشق

خواجه را بود هندو بنده	پروریده کرده او را زنده
ایک خواجہ کا تھا اک ہندو غلام	پیار سے پرورش کی کیا تھا شاد کام
علم و آدابش تمام آموخته	در دلش شمع هنر افروخته
علم و آداب اس نے سیکھے سر بسر	روشن اس کے دل میں تھی شمع ہنر
پروریده از طفولیت بناز	در کنار دولتش آن اکرام ساز
پالا تھا بچپن سے اس کو ناز سے	گود میں پالا تھا اس احسان نے
بود هم این خواجه را یک دخترے	سیم اندامے گشی خوش گوهرے
ایک لڑکی بھی تھی خواجہ کی حسیں	خوش خرام و سیم تن گوہر حسیں
چون مراهق گشت دختر طالبان	بذل میکردند کابین گران
جب ہوئی بالغ تو طالب شوق سے	مہر اس کو بھاری دینے لگے
می رسید از جانب هر مهترے	بهر دختر و مبلغ خواستگارے
آئے ہر مہتر کی جانب سے ہزار	دختر اس کی کے تھے خواستگار
گفت خواجه مال را نبود ثبات	روز آید شب رود اندر جهات
بولا خواجہ مال کو کب ہے ثبات	دن کو آئے رات کو جائے چلا

۱ یعنی محض تیز اسی پڑھنا لکھنے سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ روحانی اسلام پر عملاً چلنے سے فائدہ ہے۔

حسن صورت ہم ندارد اعتبار ۔ کہ شود تیغ زرد از یک زخم مار
حسن صورت کا بھی کیا ہے اعتبار ۔ منہ پڑ سے پیلا جو کھائے زخم مار

سہل باشد نیز مہتر زادگی ۔ گر بود غرہ بمال از سادگی
ہے یہ مہتر زادگی بھی سہل تر ۔ سادہ لوحی سے ہے نخوت مال پر

اے بسا مہتر پسر کز شور و شر ۔ شد ز فعل زشت خود ننگ پدر
ہیں بہت اچھے شریفوں کے پسر ۔ جو برے فعلوں سے ہیں ننگ پدر

پُر ہنر را نیز اگرچہ شد نفیس ۔ کم پرست و عبرتے گیر از بلیس
پُر ہنر ہر چند ہوتا ہے بھلا ۔ حال شیطاں سے ہے مگر عبرت کی جا

علم بودش چوں نبودش عشق دیں ۔ او ندید از آدمؑ الا نقش طین
علم تھا اور تھا یہ عشق دیں مگر ۔ نقش خاکی آدمؑ آتے تھے نظر

گرچہ دانی دقت علم اے امیں ۔ زاں نہ گشاید دو دیدۂ غیب بیں
مشکلات علم بر حق اے امیں ۔ کب مگر کھلتی ہے چشم غیب بیں

او نہ بیند غیر دستارے و ریش ۔ از معرف پرسد از بیش و کمیش
ریش و دستار اس کو آتی ہے نظر ۔ پوچھتا ہے وہ کمی بیشی مگر

عارفا تو از معرف فارغی ۔ خود ہمے بینی کہ نور بازغی
ہے معرف سے تو اے عارف بری ۔ نور روشن ذات ہے خود ہی تیری

کار تقوی دارد و دین و صلاح ۔ کہ ازو باشد بدو عالم فلاح
کام کا تقوی ہے یا دین و صلاح ۔ جس سے ہے دین اور دنیا کی فلاح

گر و یک داماد صلح اختیار ۔ کہ بدو تخم ہمہ نسل و تبار
گر لیا داماد اک بے اختیار ۔ تھا وہ تخم خاندان و باوقار

پیش ناں گفتند کاو مال نیست ۔ نیستش حسن و استقلال نیست
مفلسی ہو بھی تو وہ کنگال ہے ۔ اس میں کب حسن اور استقلال ہے

گفت اینها تابع زہدند و دیں — بے زر و گنجے ست سلطان زمیں

بولا خواجہ یہ ہیں سب تابع دیں — بے زری میں بھی وہ ہیں گنج زمیں

چوں بجد تزویج دختر گشت فاش — دست پیماں و نشانی و قماش

کوششوں سے عقد دختر ہو گیا — سب نشانی اور چڑھاوا آچکا

پس غلام خواجہ کاندر خانہ بود — گشت بیمار و ضعیف و زار زود

بس تھا خواجہ کے گھر میں وہ غلام — ہو گیا بیمار و غمگیں لا کلام

ہمچو بیمار دقے او مے گداخت — علت اورا طبیبے کم شناخت

مثل بیمار دق کے وہ گھلنے لگا — چارہ گر علت سے تھا نا آشنا

عقل مے گفتے کہ رنجش از تن ست — داروئے تن در غم دل باطل ست

عقل کہتی تھی ہے اس کا دل ملول — ہے دوائے تن غم دل میں فضول

آں غلامک دم نزد از حال خویش — کز چہ مے آید برو در سینہ نیش

حال اپنا کچھ نہ کہتا تھا غلام — گو کہ سینہ اس کا زخمی تھا تمام

گفت خاتوں را شبے شوہر کہ تو — باز پرس اندر خلا احوال او

بیوی[1] سے اک رات شوہر نے کہا — پوچھ خلوت میں تو اس کا حال جا

تو بجائے مادرے او را بود — کو غم خود پیش تو پیدا کند

تو تو ہے ماں کی جگہ اس کے لیے — پھر ترے آگے سنا دے اپنا غم کیسے

چونکہ خاتوں کرد در گوش ایں کلام — روز دیگر رفت نزدیک غلام

جب سنا بیوی نے شوہر کا کلام — دوسرے دن وہ گئی پیش غلام

آں چناں کہ مادران مہرباں — نرم نرمش تا درآرد در بیاں

مثال مادر اپنی مہرباں — اس سے کی نرمی کہ کچھ کر دے بیاں

[1] یعنی خواجہ نے اپنی بیوی سے کہا

هم سرش را شانه میکرد آن ستی — با دو صد مهر و دلال و دوستی
اس کے سر میں اس نے کنگھا کیا — خوش طریق پیار اور محبت سے کہا

گفت امید من از تو ایں نبود — کہ دہی دختر بہ بیگانہ عنود
بولا تجھ سے یہ توقع تو نہ تھی — دے گی غیروں کو تو بیٹی لاڈلی

خواجہ زادہ ما و ما خستہ جگر — حیف نبود کو رود جائے دگر
خواجہ زادی ہے وہ ہیں خستہ جگر — حیف ہے جائے اگر اوروں کے گھر

خواست آں خاتون زخشمے کاں مدش — کہ زند و ز بام زیر اندازدش
اس سے جیسا کہ آیا جو غصہ اُسے — مار کر کوٹھے سے نیچے پھینک دے

کو کہ باشد ہندوے مادر غرے — کہ طمع دارد ز خواجہ دخترے
ہیں! یہ قحبہ زادہ اک ہندو غلام — لے ہوس سے دختر خواجہ کا نام

گفت صبر اولیٰ بود خود را گرفت — گفت با خواجہ کہ بشنو ایں شگفت
صبر کرکے وہ تھی خاموش ہو — اور کہا خواجہ سے لو تعجب سنو

ایں چنیں گر آئے خائن را ببیں — با گماں بردہ کہ او باشد امیں
اس قدر خائن ہے یہ سفلہ غلام — ہم اسے سمجھے ہوئے تھے لاکلام

حال خود را ایں چنیں گفت او مرا — خواستم کز خشم بکشم مر ورا
حال اپنا اس نے کچھ ایسے کہا — چاہتی تھی میں اسے کردوں فنا

خاتون کو خواجہ کا جواب

گفت خواجہ صبر کن او را مگو — کہ از و برہم و بزنم بشنو تو
بولا خواجہ صبر کر اور کچھ نہ کہہ — ہم جھگڑا اگر اس سے دے دیں گے تجھے

تا بمکر ایں از دلش بیروں کنم — تو تماشا کن کہ دفعش چوں کنم
ایسی ایسی حیلے سے کردوں گا نفور — دیکھ تو کس طرح سے کرتا ہوں دور

تو ولش خوش کن بگو میدان رست	کہ حقیقت دختر ما آن تست
اُس کے خوش کرنے کو کہدے ہاں سلے	ہے مری دختر یہ تیرے ہی لئے
ماندانستیم اے خوش مشتری	چونکہ دانستیم تو اولی تری
ہم سمجھنے تھے نہ تجھ کو مشتری	اب جو سمجھے ہاں تو ہے اولیٰ توہی
آتش ما ہم دریں کانون ما	لیلی آن ما و ہم مجنون ما
آگ اپنی اپنے چولھے میں رہی	یعنی لیلیٰ تھی ہماری قیس تھی
تا خیال و فکر چون بے روئے نند	فکر شیریں مرد را فربہ کند
جب خیال و فکر ایسا دمیں آئے	فکر شیریں اسکو موٹا کر دکھائے
جانور فربہ شود لیک از علف	آدمی فربہ ز عزت و شرف
جانور کی فربہی ہے گھاس سے	آدمی موٹا ہو عزت سے ویسے
آدمی فربہ شود از راہ گوش	جانور فربہ شود از حلق و نوش
کان کے رستے ہو موٹا آدمی	جانور کھانے سے موٹے ہوں سبھی
گفت آن خاتون کزیں ننگ ہیں	خود زبانم مے نجنبد این چنیں
بولی عورت ۔ ہاں یہ باتیں شرمسار	پھر زبان اسے کی کیا حرکت میں جا کے
این چنیں ترا ذی چہ خایم بہر او	گو بمیر این خائن ابلیس خو
کیوں میں بیہودہ بکوں اُس کے لئے	خائن ابلیس مرتا ہے اگر مرے
گفت خواجہ نے مترس و دم دہش	تا رود علت از و زین لطف خوش
بولا خواجہ نہ ڈر دم اس کو دے	تا مرض اس لطف سے جاتا رہے
دفع او داد لسرا برمن نویس	ال کہ صحت یابد ان باریک ریس
میرے رستے ہے سر اُس کا دفع حال	[illegible]
چون بگفت آن خستہ را خاتون چنیں	شد تنگ نچید از نحنت برزمین
[illegible]	[illegible]

فرخه رفت آمد و سرخ و شگفت	چون گل سرخ و بهاران شد شگفت
موٹا تازہ سرخ ہو کر کھل گیا	مثل گل اور بہار کے پھر ... گیا
گه گهی می‌گفت کای خاتون من	که مبادا باشد این افسون و فن
وہ کبھی کہتا تھا اے بی بی ...	کہیں یہ سلسلہ ... افسوں ... ہو
لیک خاتون جرم می‌تفتیش که ها	در پی آنیم فارغ باش ها
لیکن عورت اس سے کہتی کہ ہم	ہیں اسی تدبیر میں ...
خواجه چون دید که فرخ و رفت گشت	رفت زو علت و آمد بگشت
خواجہ نے دیکھا جو تازہ دم ہو گئے	اور سب دکھ درد اس کے مٹ گئے
او وشاقی بود بس نغز و فسوس	تا فزون بیند نشاطش چون ...
دم دلا ہوا ... کہا ...	مثل ... [illegible]
خواجه جمعیت بکرد و دعوتی	که همی سازم فرج را وصلتی
خواجہ نے پھر جمع لوگوں کو کیا	اب فرج کا عقد ہے ...
تا جماعت مژده می‌دادند گل	کای فرج بادت مبارک اتصال
مژدہ لوگوں نے دیا ہو کر بہاں	اے فرج تجھ کو مبارک ہو وصال
تا یقین شد فرج را این سخن	علت از وی رفت کل از بیخ و بن
پھر فرج کو بھی یقین سا ہو گیا	دکھ گیا سب اور اچھا ہو گیا
بعد از آن اندر شب عشرت بفن	امردی را بست حنا چون زن
رات جب عشرت کی آئی کر کے فن	امرد ... کے مہندی لگائی ...
پس نگارش کرد ساعد چون عروس	تا کیان بنمودش ... خروس
پھر دلہن کی طرح ہاتھوں کو رنگا	مرغی ... دکھلا کر ...

له غلام کا نام ہے ۔

مقنعه و چادر عروسانه نکو	گنگ امرد را بپوشانید زو
چادر اور کپڑے زنانہ سجے ہاں	اک قوی ہیکل تھا گھونگٹ میں نہاں
شمع را هنگام خلوت زود کشت	ماند هندو با چنان گنگ درشت
شمع کی جلدی سے خلوت میں بجھا	خادم اس مرد قوی کے پاس تھا
هندوک فریاد می‌کرد و فغان	از برون نشنید کس از کف زنان
کر رہا تھا وہ غلام آہ و فغاں	کوئی سنتا بیچ رہی تھیں تالیاں
ضرب کف و دف و نعره مرد و زن	کرد پنهان نعره آن نعره زن
تھے بجتے تالی دف مرد و زن	غل میں غائب تھی فغان نعرہ زن
تا به روز آن هندوک را می‌فشاند	چون بود در پیش سگ انبان ز[1]
تڑکے تک اس نے جھنجھوڑا خوب سا	جیسے کتا چیرے تھیلا آٹے کا
روز آوردند طاس و بوق و زفت	رسم و آداب آن فرخ حمام رفت
تھالی جوڑا بیچ دم لایا گیا	اور فرخ حمام کو رسمًا چلا
رفت در حمام بس رنجوره جان	کون دریده همچو دلق تونیان
وہ گیا حمام میں با صد شکستگی	کون گدڑی رہزنوں کی سی پھٹی
آمد از حمام در خرگه فسوس	پیش بابا و بنشست فرخ چون عروس
آ کے بیٹھا خرگہ[2] میں حمام سے	اور دلھن آ بیٹھی اس کے سامنے
مادرش آنجا نشسته پاسبان	که مبادا کو کند زو امتحان
ماں بھی بیٹھی پاس بن کر پاسباں	وہ مبادا ان میں کرے امتحاں
ساعتی در وی نظر کرد از عناد	دو انگهان بر هر دو دستش وا بداد
دیکھتا کچھ دیر تک اس کو رہا	کر کے نفرین اس کو پھر دی بد دعا

[1] آٹا۔

[2] حجلۂ عروسی کو خرگاہ کہا ہے۔

گفت خود را کس نباید اتصال — با چو تو ناخوش عروس بد خصال

ہو نہ تجھ سے کوئی مانوس وصال — اے عروس ناگوار و بد خصال

روز زیبا چوں نکویانِ تتر — کیر زشتت شب بتر از کیر خر

تو سنواری حور دن کو ہے مگر — رات کو ہے کیر تیرا کیر خر

ہر شخص اس غلام کی طرح ہے

ہمچنیں جملہ نعیم ایں جہاں — بس خوش است از دور پیش از امتحاں

ہیں یہ سب ایسی ہی لذات جہاں — دور سے بہتر ہے ان کا امتحاں

مے نماید در نظر از دور آب — چوں روی نزدیک آں باشد سراب

دور سے دیکھو نظر آتا ہے آب — پاس جب جاؤ تو نکلے گا سراب

گندہ پیر است و از بس چاپلوس — خویش را جلوہ دہد چوں نو عروس

ہے یہ دنیا اک پرانی چاپلوس — جلوہ گر ہوتی ہے مانند عروس

ہیں مشو مغرور ایں گلگونہ اش — نیش نوش آلودہ او را مچش

اس کے گلگونہ سے تو نازش نکر — نیش[1] نوش آلود ہے چکھنے سے ڈر

تا نیفتی چوں فرج اندر حرج — صبر کن کالصبر مفتاح الفرج

تا نہ تو مثل فرج ہو مبتلا — صبر کر ہے صبر حل صد بلا

آشکارا داں نہ پنہاں دام او — خوش نماید ز اوّل انعام او

جال ظاہر اس کا ہے پنہاں نہیں — اوّلاً لذت ہے اس کی بہتریں

چوں بپوئی در دام اے ہوشیار — چند نالی در ندامت زار زار

اور جب تو جال میں پھنس جائے گا — پھر تو رو رو گا بھی اور پچھتائے گا

[1] یعنی نیش پر نوش کا رنگ چڑھا ہوا ہے۔

نام میری و وزیری و شہی — نیست الّا درد و مرگ جان دہی
یہ امیری و وزیری اور شہی — درد ہے اور موت ہے با جان دہی

بندہ باش و بر زمیں رو چوں سمند — چوں جنازہ نے کہ بر گردن نہند
بندہ بن اور چل زمیں پر اسپ سان — چڑھ نہ کندھوں پر جنازہ جیسے نا

جملہ را حمال خود خواہد کفور — بارِ مردم گشتہ چوں اہلِ قبور
ہیں سوار اوروں پہ ناشکرے ضرور — بار ہے مردم صورتِ اہلِ قبور

بر جنازہ ہر کرا بینی بخواب — فارس منصب بود عالی رکاب
جو جنازے پر ہو کوئی تجھو خواب — تو ہو سوار اس کو سمجھ عالی رکاب

زانکہ آں تابوت بر خلق ست بار — بار بر خلقاں نہادند ایں کبار
کیونکہ وہ تابوت ہے خلقت پہ بار — بار ہیں خلقت پہ رکھتے یہ کبار

بارِ خود بر کس منہ بر خویش نہ — سروری را کم طلب درویش بہ
بار اپنا اس طرح ہو خود اٹھا — ہو بہ درویشی ہے سرداری ہے کیا

مرکب اعناق مردم را مپاے — تا نیاید نقرس اندر دو پائے
مت نہ ہو لوگوں کی گردن پر سوار — تا نہ ہووے درد ہو پاؤں میں یار

مرکبے را کآخرش تو دہ دہی — کش بشہرے مانی و ویراں دہی
ہر سواری کو جسے آخر چھوڑنا — شہر میں کر کیوں ہے ویرانہ بنا

دہ دہش اکنوں کہ چوں شہرت نمود — تا نباید رخت در ویراں گشود
چھوڑ اسے جو شہر آتا ہے نظر — تا نہ ویرانے میں ہو تیرا گذر

دہ دہش اکنوں کہ صد بستانت ہست — تا نمانی عاجز و ویراں پرست
چھوڑ اس کو باغ لے سو بڑھ کر — تا نہ تو ویران اور عاجز ہو یوں

گفت پیغمبر کہ جنت از الٰہ — گر ہمے خواہی ز کس چیزے مخواہ
لوے سرور کہ جنت سے اگر — تو کسی سے کچھ نہ مانگ اے بیخبر

چوں نخواہی من کفیلم مر ترا — جنت الماوا و دیدار خدا

میں ہوں ضامن، پھر تجھے ہو گا عطا — جنت الفردوس، دیدار خدا

آں صحابی زاں کفالت شد عیاں — تا یکے روزے کہ گشتہ بد سوار

اک صحابی نے کیا جب امتحاں — تو سواری پر وہ نکلے ناگہاں

تازیانہ از کفش افتاد راست — خود فرود آمد ز کس چیزے نخواست

ہاتھ سے کوڑا جو اُن کے گر پڑا — خود ہی اُترے اور لیا اس کو اٹھا

آنکہ از دادش نباید ہیچ بد — داند او بے خواہشی خود میدہد

جو یہ جانے بد نہیں دادو عطا — بے طلب دیتا ہے وہ ہے جانتا

ور بامر حق نخواہی ہم رواست — آں چناں خواہش طریق انبیاست

امر حق سے مانگنا بھی ہے روا — ایسی خواہش ہے طریق انبیا

بد نماند چوں اشارت کرد دوست — کفر ایماں شد چو کفر از بہر اوست

بد کہاں ہے جب ہو اشارت دوست کے — کفر ایماں ہے جو ہو اس کے لئے

ہر بدی کہ امر او پیش آورد — آں ز نیکی ہائے عالم بگذرد

جو بدی ہو حکم سے اُس کے عیاں — بست ہیں اُس سے جہاں کی نیکیاں

زاں صدف گر خستہ گردد نیز پوست — دہ مدہ کہ صد ہزاراں دُر دروست

اُس صدف سے ہو جو خستہ جسم بھی — چھوڑ مت، اس میں ہیں موتی لاکھوں ہی

ایں سخن پایاں ندارد بازگرد — سوئے شاہ و ہم مزاج بازگرد

اس سخن کی حد نہیں، پھر لوٹ جا — سوئے سلطان[1] و مزاج بے لقا

باز رو در کاں چو زر دہ دہی — تا رہد دستان تو از دہ دہی

زر خالص کی طرح مل کان سے — تا چھٹے تو عیب سے چھٹکارا ملے

[1] سلطان مراد روح سے ہے اور مل جانے والا مزاج "نفس" کو کہا ہے +

صورت بدرا چو در دل ره دهند | از ندامت آخرش هم وا دهند

صورت بد کو جو دل میں راہ دیں | آخر پھر اس کو ندامت سے کرتے ہیں

دزد را چون قطع تلخی می دهد | ذوق دزدی را چو زان وا میدهد

ہاتھ کٹنے کا جو دکھ ہے چور کو | ذوق سے چوری کے کیوں تائب نہ ہو

دیدهٔ وه داون از دست حزین | وه بدادن زین بریده دست بین

ہاتھ سے دیتے ہوئے دیکھا وہ | اب کٹے ہاتھوں سے ڈسا کھڑے

همچنین قلابِ خوش دے لوند | وقت تلخی علتش را وا میدهند

اب دیکھی ہی دغا ماں اور برے | وقت تلخی علتش کے مارے پڑے

توبه سے آرند هم پروانه دار | باز نسیان شان شکسته کار

توبہ کو کرتے ہیں وہ پروانہ وار | بھول کر رہتے ہیں پھر کام اختیار

همچو پروانه ز دور آن نار را | نور دیده بسته آن سو یار را

دور سے پروانوں نے دیکھی جو نار | نور جانا اور ہوتے اس پہ مار

چون بیامد سوخت پر شد اگر گریخت | باز چون طفلان فتاده شمع ریخت

جب گرے اور پر جلے جاگتے ہیں | پھر گرے نادان روتے ہیں

بارِ دیگر بر گمان و طمع سود | خویش را اندر لهیبِ شمع زود

حرص اور لالچ میں پڑ کر سے گماں | شمع کے شعلوں پہ گرتے ہیں دناں

بارِ دیگر سوخت پروانه بجست | باز کردش حرص دل ناسی و مست

لوٹ جاتے ہیں جو پھر سنتے ہیں ہر | خود میں پھر کرتی ہے مستا وہ پھر

آن زمان کز سوختن وا میجهد | همچو هندو شمع را وا میدهد

جلتے ہیں کہ جو بچتا ہے وہ تمام | جیسے ہندو شمع کو کرتے سلام

کای رخت تابان چو شمع دلفروز | وے بصحبت کاذب و غدر سوز

سراپا رخ ... شمع دلفروز | صحبت کا دب ... سے روح سوز

باز از یادش رود توبہ و آن	کاؤ ھیں لرحمٰن کید الکافرین
نالہ و توبہ کو بھی بھولتا	آپ ہی کافر شکست کرتا ہے خدا

کلما اوقدوا نارا للحرب کی تفسیر

کلما ھم اوقدوا نارا لوغی	اطفاھا اللہ نارھم حتی نطفا
آگ جب روشن لڑائی کی ہوئی	تو اسے حق نے بجھایا۔ بجھ گئی
عزم کردہ کہ دلا اینجا مایست	گشتہ ناسی عزم زانکہ عزم نیست
عزم کرتے ہیں نہ رک اے دل یہاں	بھولتے ہیں۔ عزم صادق ہے کہاں
چوں نبودش تخم صدقے کاشتہ	حق براں نسیان او گماشتہ
راستی کا بیج جب بویا نہ تھا	حق نے اُن پر بھول کو غالب کیا
گرچہ بر آتش زنہ دل میزند	آں ستارہ اش را کف گل میزند
دل تو ہے لوٹا ہوا چقماق پر	وہ بجھائے آگ کو اس کی مگر

ایک خواجہ اور ایک چور

رفت دزدے شب بخانہ یک رگ	از رہ پنہاں در آمد ہمچو گرگ
چور اک شب کو کسی کے گھر گیا	راہ پوشیدہ سے۔ سے بھیڑیا
سرقہ بشنید شب آں معتمد	درگرفت آتش زنہ کاتش زند
کھٹکے کی جب صدا اس نے سنی	روشنی کو خواجہ نے چقماق دی

لہ قولہ تعالیٰ۔ إِنَّ اللَّهَ مُوهِنُ كَيْدِ الْكَافِرِينَ۔ یعنی اللہ کافروں کے ... کو خوار اور سست کر دیتا ہے

لہ قولہ تعالیٰ کُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ۔ یعنی جب کبھی انہوں نے لڑائی کی آگ بھڑکائی اللہ نے بجھا دی

میزد آتش بہر شمع افروختن	تا سر آواز را بیند علن
آگ ہر شمع تھا وہ جھاڑتا	تا پتا لے چور کی آواز کا
دزد آمد در زماں پیشش نشست	چوں گرفتے سوختہ کردیش پست
چور بیٹھا آکے اس کے سامنے	سوختے کو تاکہ اس کے گل کرے
مے نہاد آنجا سر انگشت را	تا شود استارۂ آتش فنا
رکھ دیا اس جا پہ انگلی کا سرا	جس سے نکلے ہی نہ شعلہ آگ کا
تر ہمے کرد او سر انگشت را	ز اصبع آں استارہ را کردے فنا
تر وہ کر لیتا تھا انگلی کا سرا	اس طرح کرتا تھا شعلے کو فنا
خواجہ مے پنداشت کو خود میمرد	ایں نمے دید آں کہ دزدش میبرد
خواجہ سمجھا بجھ رہی ہے آپ سے	یہ نہ سمجھا ہے بجھاتا چور اسے
خواجہ گفت ایں سوختہ نمناک بود	مے مرد استارہ از تریش زود
خواجہ سمجھا سوختہ شاید ہے تر	روشنی یہ اس تری کا ہے اثر
بسکہ ظلمت بود و تاریکی بہ پیش	مے ندید آتش کشے را نزد خویش
تھی جو ظلمت اور تاریکی بڑی	کچھ خبر گل کرنے والے کی نہ تھی
ایں چنیں آتش کشے اندر دلش	دیدۂ کافر نہ بیند از عمش
ایسا آتش کش ہے دل میں بھی نہاں	جو نہیں ہے چشم کافر پر عیاں
چوں نمے داند دل دانندۂ	ہست با گردندہ گردانندۂ
جانتا آگاہ دل ہے واقعی	پھیرنے والے کو پھراتا ہے کوئی
چوں نمے گوئی کہ روز و شب بخود	بے خداوندے کے آید کے رود
کیوں نہیں کہتا کہ یہ دن اور رات	کیونکہ آتے جاتے ہیں بے حکم ذات
گرد معقولات مے گردی ببیں	ایں چنیں بے عقلی خود اے مہیں
گرد معقولات تو پھرتا ہے دیکھ	اپنی بے عقلی یہ کیوں کھولا ہے دیکھ

خانه با بنّا بود معقول تر ‌‌ ‌ ‌ یا که بے بنّا بگو اے کم ہنر

گھر بھی معمار سے معقول تر ‌ ‌ ‌ یا کہ بے معمار - بول اے بے ہنر

خانهٔ با اینها بلند و با وقار ‌ ‌ ‌ کے بود بے اوستادے نغز کار

ایک گھر اتنا بلند و با وقار ‌ ‌ ‌ ہو گا بے استاد کیونکر پائدار

خط با کاتب بود معقول تر ‌ ‌ ‌ یا کہ بے کاتب بیندیش اے پسر

وہ تو ہے کاتب ہی سے معقول تر ‌ ‌ ‌ یا کہ بے کاتب؟ ذرا سوچ اے پسر

جیم گوش و عین چشم و میم فم[1] ‌ ‌ ‌ چون بود بے کاتبے اے متہم

میم منہ کا - جیم گوش، عین آنکھ کا ‌ ‌ ‌ کیسے بے کاتب کے ہے ناداں بتا

شمع روشن بے ز گیرانندہ[2] ‌ ‌ ‌ یا بگیرانندهٔ داننده

شمع کیا گیرندہ سے روشن ہوئی ‌ ‌ ‌ یا بغیر ... کے - سمجھ تو اے احمق

صنعت خوب از کف شل ضریر ‌ ‌ ‌ باشد اولیٰ یا ز گیرائے بصیر

دست نابینا کی صنعت ہے بھلی ‌ ‌ ‌ یا کسی اہل نظر کے ہاتھ کی

پس چو دانستی کہ قہرت میکند ‌ ‌ ‌ بر سرت دبوس محنت مے زند

بس جو تجھ کو قہر کا احساس ہے ‌ ‌ ‌ گرز محنت سے اگر ... پاس ہے

پس بکن دفعش چو نمرودے بجنگ ‌ ‌ ‌ سوئے او کش در ہوا تیر خدنگ

مثل نمرود اس سے لڑ کر دفع کر ‌ ‌ ‌ تیر پھینک اس کی طرف با شور و شر

ہمچو آں قوم مغل بر آسماں ‌ ‌ ‌ تیر مے انداز بہر نزع جاں

صورت قوم مغل ... آسماں ‌ ‌ ‌ تیر پھینک اور اس کی سنے اس طرح حال

یا گریز از وے اگر تانی برو ‌ ‌ ‌ چوں روی چوں در کف اوئی گرو

بھاگ سکتا ہے تو اس سے بھاگ جا ‌ ‌ ‌ ہاتھ میں اس کے ہے تو بھاگے گا کیا

---

[1] یعنی سر مثل میم کے ہے، کان مثل جیم کے ہے اور آنکھ مثل عین کے ہے۔ تو آخر یہ حروف جیسے لکھے ہوئے جسم پر کس طرح نمایاں ہوئے۔ [2] جلانے والا

ور عدم بودی نرستی از کفش	از کف او چون رہی اے دوست خوش
تو عدم میں بھی اسی کا تھا اسیر	ہاتھ سے اس کے نہ ہوگا راہ گیر
آرزو جستن بود بگریختن	پیش عدلش خون تقوی ریختن
آرزو کا ڈھونڈنا ہے بھاگنا	خون تقوی پیش عدل کبریا
ایں جہاں دامست و دانہ‌ش آرزو	در گریز از دامہائے آرزو
یہ جہاں ہے دام دانہ آرزو	حرص کے دانوں سے فوراً بھاگ تو
چوں چنیں رفتی بدیدی صد گشاد	چوں شدی در ضد آں دیدی فساد
جب چلے گا یوں تو پائے گا مراد	پڑ گیا ضد میں۔ تو دیکھے گا فساد
چوں شدی ضد بدانی ضد آں	ضد را از ضد شناسد اے جواں
ضد میں پڑ کر بیگ ضد ہوگا عیاں	ضد سے ضد کو جانتے اہل اے جواں
پس پیمبر گفت استفت القلوب	گرچہ مفتی‌تاں بروں گوید خطوب
قول پیغمبر ہے دل سے رائے لے	گو کہ مفتی کیسے ہی خطبے پڑھے

حدیث استفت قلبک کا بیان

گفتہ است استفت قلبک آں رسول[ص]	گرچہ مفتی‌ئت بروں گوید فضول
کہتے ہیں دل سے سوال مصطفےٰ	گو کہے بیہودہ مفتی تو کیا
آرزو بگذار تا رحم آیدش	آزمودم کایں چنیں مے بایدش
آرزو چھوڑے ہو رحم و رحمت اسے	دیکھ چکا ہوں امتحاں یہ چاہیے
چوں نتانی جست پس خدمت کنش	تا روی از حبس او در گلشنش
ڈھونڈ سکتا اگر نہیں خدمت کر	تاکہ ہو قید سے گلشن میں گذر

ـلہ استفت قلبک ولو افتاک المفتون یعنی اسے دل سے فتویٰ لے اگرچہ مفتی کیسا ہی فضول فتویٰ دے

دمبدم چوں تو مراقب مے شوی	داد مے بینی و داور اے غوی
جب توجہ تو کرے گا دمبدم	دیکھ لے گا اس کے الطاف و کرم
ور ببندی چشم خود را ز احتجاب	کار خود را کے گذارد آفتاب
اور اگر آنکھوں پہ ڈالے گا حجاب	کام چھوڑے گا نہ اپنا آفتاب
باز راں سوئے ایاز و رتبتش	واں فضیلت در کمال رفعتش
کر ایاز اور اس کے رتبے کا بیاں	وہ فضیلت جس سے رفعت تھی عیاں

ایاز و محمود

چوں امیراں از حسد جوشاں شدند	عاقبت بر شاہِ خود طعنہ زدند
جب امیروں کو ہوا جوش حسد	شاہ کو دینے لگے طعنے وہ بد
کایں ایازِ تو ندارد سی خرد	جامگی سی امیر او چوں برد
جب نہ عقلیں تیس ایاز اپنی رکھے	تیس امیروں کا وظیفہ کیوں لے
شاہ بیروں رفت با آں سی امیر	سوئے صحرا و کہستاں صید گیر
لے کے ہمراہ تیس امیر انجام کار	شاہ صحرا کو گیا بہر شکار
کاروانے دید از دور آں ملک	گفت امیرے را کہ رو اے مؤتفک
دیکھا شہ نے دور سے اک قافلا	اک امیر بد گماں سے یوں کہا
رو بپرس آں کارواں را بر رصد	کز کدامیں شہر ایدر مے رسد
جا کے یہ اس قافلے سے پوچھ لے	وہ ادھر وارد ہوا کس شہر سے؟
رفت و پرسید و بیامد کہ ز رے	گفت عزمش تا کجا درماند وے
وہ گیا ۔ آیا ۔ کہا "رے سے شہا"	پوچھا "جائیگا کہاں؟" وہ چپ رہا
دیگرے را گفت رو اے بو العلا	باز پرس از کارواں کہ "تا کجا"
بھیجا اور اک آدمی ہاں اے جواں	قافلے سے پوچھ "جائیگا کہاں؟"

رفت و آمد گفت تا سوئے یمن	گفت جنسش چیست آں اے موتمن
وہ گیا، آیا۔ کہا "سوئے یمن"	تو پوچھا کیا ساماں ہے ہمرہ کر سخن؟
ماند حیراں گفت با میرے دگر	کہ برو واپرس رخت آں نفر
تھا وہ حیراں، پھر ا بھیجا امیر	دیکھ کیا لائے ہیں ساماں راہ گیر
باز آمد گفت از ہر جنس ہست	اغلب آں کاسہاے رازیست
"ہے ہر اک جنس" اس نے آکر کہہ دیا	ہیں مگر رے کے پیالے کچھ سوا
گفت کے بیروں شدند از شہر رے	ماند حیراں آں امیر سست پے
تو پوچھا یہ رے سے ادھر کب سے چلے؟	تھا تحیر میں امیر۔ اب کیا کہے
آں دگر را گفت رو واپرس ہاں	تا کہ کے بود است نقل کارواں
پھر تیسرے کو بھیجا کہ جا کر پوچھ ہاں	کب ہوا ہے رے سے نقل کارواں؟
بازگشت و گفت سلخم از رجب	گفت در رے چیست تسعیر العجب
لوٹا اور کہنے لگا سلخ رجب	پھر پوچھا تو نرخ کیا ہے رے میں اب
چوں نمی دانست دیگر دم نزد	شہ فرستاد آں دگر را زاں عدد
پوچھنا تھا وہ واقف نہ تھا بس، چپ ہوا	ان میں سے اک اور پھر بھیجا گیا
ہمچنیں تا سی امیر و بیشتر	سست رائے ناقص اندر کر و فر
اس طرح وہ تیس امیر بے ہنر	عقل میں ناقص رہے سب کر و فر
ہر یکے رفتند بہر یک سوال	ناقص و عاجز ز ادراک کمال
سب نے جا جا کر کیا بس اک سوال	کیونکہ تھا کمزور ان سب کا کمال
گفت امیراں را کہ من روزے جدا	امتحاں کردم ایاز خویش را
بولا شہ۔ اک دن الگ ہوں لے چکا	امتحاں اپنے ایاز خوش کا
کہ بپرس آں کارواں را کز کجاست	او برفت و جملہ را پرسید راست
پوچھا تھا۔ آیا کہاں سے قافلہ؟	وہ گیا اور آکے سب کچھ کہہ دیا

بے حیلت بے اشارت یک بیک ‌‌ ‌‌ حال ایشاں در یافت بے ریب و شک

بے کہے اور بے سنے خود یک بیک ‌‌ ‌‌ ہو گیا حال سب بے ریب و شک

ہر چہ زیں سان میر اندر سی مقام ‌‌ ‌‌ کشف شد و آں بیکدم شد تمام

تیس امیروں سے ہوا جو تیس بار ‌‌ ‌‌ کر دیا دم بھر میں اس نے آشکار

پس بگفتندش امیراں کایں فنے ‌‌ ‌‌ از خدا پیداست کار جہد نیست

پس امیروں نے کہا یہ بھی ہے فن ‌‌ ‌‌ جہد کسب سے نہ ہے فضل ذو المنن

قسمت حق ست مہ را روئے نغز ‌‌ ‌‌ دادہ بخت گل را بوئے مغز

چاند کو چہرہ حسن قسمت کیا ‌‌ ‌‌ ہے دیا پھولوں کو خوشبو کیا

بلکہ سلطاں چوں عنایت میکند ‌‌ ‌‌ از تقاضا خیمہ بر مہ مے زند

اور جو اس پر عنایت شاہ کی ‌‌ ‌‌ ہے عطا اس کو بلندی ماہ کی

گفت سلطاں بلکہ آنچہ از نفس زاد ‌‌ ‌‌ ریع تقصیر است و دخل اجتہاد

بولا شہ جو نفس سے ہو مراد ‌‌ ‌‌ نقص کا محصول و دخل اجتہاد

ورنہ آدم کے بگفتے با خدا ‌‌ ‌‌ رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا

ورنہ آدم کہہ نہ سکتے اے خدا ‌‌ ‌‌ ظلم ہم نے اپنے نفسوں پر کیا

خود بگفتے کایں گناہ از نفس بود ‌‌ ‌‌ چوں قضا ایں بود جرم ما چہ سود

ہوتا جو کہتے یہ گناہ نفس تھا ‌‌ ‌‌ حکم رب یوں تھا تو کیا اس کی خطا

ہمچو ابلیسے کہ گفت اَغْوَیْتَنِی ‌‌ ‌‌ تو شکستی جام و ما را مے زنی

تھا کلام اَغْوَیْتَنِی ابلیس کا ‌‌ ‌‌ جام توڑے آپ ہم کو ہے سزا

بل قضا حق ست جہد بندہ حق ‌‌ ‌‌ ہیں مباش اعور چو ابلیس خلق

حکم حق برحق ہے سعی حق بھی ‌‌ ‌‌ ہو نہ یکا مثل شیطاں اے غوی

۱؎ آدم سے مقصود یہ کہ رسول و حضرت کا تصرف [illegible] سے [illegible] کو [illegible]
[illegible] کی طرح [illegible] آنکھ کھول کے [illegible] کر۔

در تردد مانده‌ایم اندر دو کار	این تردد کے بود بے اختیار
ہم [illegible] ہیں [illegible]	ہے تردد اختیار [illegible]
این کنم یا آن کنم خود کے شود	چون دو دست و پائے او بستہ شود
یہ کروں یا وہ کروں کیونکر ہو آپ سے	دست و پا بستہ ہوں جس کے [illegible]
ہیچ باشد این تردد بر سرم	کہ روم در بحر یا بالا پرم
یہ تردد کب ہوا ہے دل میں	کہ پڑوں دریا میں یا اوپر اڑوں
این تردد ہست کہ موصل روم	یا برائے سحر تا بابل روم
یہ تردد ہے کہ موصل جاؤں گا	یا برائے سحر بابل جاؤں میں
پس تردد را بباید قدرتے	ورنہ آن خندہ بود بر سبلتے
اس تردد میں بھی قدرت چاہیے	ورنہ ہے مضحکہ مونچھوں کے لئے
بر قضا کم نہ بہانہ اے جوان	جرم خود را چون نہی بر دیگران
حیلہ حق کا [illegible] اے جوان	رکھ قصور اپنا نہ اوروں پر یہاں
خون کند زید و قصاص او بہ عمرو	مے خورد عمرو و بر احمد حد خمر[1]
خون کرے زید اور بدلہ دے عمرو	مے پئے عمرو اور بکر پر حد ہو
گرد خود برگرد و جرم خود ببین	جنبش از خود بین و از سایہ مبین
غور کر اپنے پر ۔ دیکھ اپنی خطا	جنبش تجھ میں ہیں سایہ میں ہیں کہاں
کہ نخواہد شد غلط پاداش میر[2]	خصم را میداند آن میر بصیر
ہو نہیں سکتی غلط بادشاہ کی جزا	جانتا ہے دشمنوں کو وہ بصیر
تو عسل خوردی نیاید تب بغیر	مزد روز تو نیاید شب بغیر
شہد تو کھائے ۔ ہو تپ اوروں کو کیا	دن کی محنت رات کو تو پائے گا

[1] شراب کی قانونی سزا ۔

[2] خدا تعالیٰ سے مراد ہے ۔

تو چه کردی جهد کان با تو گشت | تو چه کاریدی که نامد ریع کشت
جو نہ ہوئی کی و تو نے سعی کیا؟ | کب نہ محصول اپنی کھیتی کا ملا؟

فعل تو کان زاید از جان و تنت | همچو فرزندت بگیرد دامنت
فعل جو کچھ جان و تن سے ہیں لگے | مثل بچوں کے ہیں دامن کش ترے

فعل را در غیر صورت می‌کنند | فعل دزدی را بدارے می‌زنند
فعل کی صورت بدل جاتی ہے یار | فعل دزدی کو بنا دیتے ہیں دار

دار کے ماند بدزدی لیک آں | هست تصویر خدائے غیب داں
دار چوری سے مشابہ گو نہیں | ہے وہ اک تصویر رب العالمین

در دل شحنه چو حق الهام داد | کایں چنیں صورت بساز از بهر داد
حق نے یہ الہام محتسب کو کیا | ایسی صورت داد دینے کو بنا

تا تو عالم باشی و عادل قضا | نامناسب چوں دهد داد و سزا
تاکہ تو عالم ہو اور عادل قضا | کب خدا دیتا ہے ناموزوں سزا

چونکه حاکم ایں کند اندر گزیں | چوں کند حکم احکم ایں حاکمیں
حاکموں میں یہ تناسب ہے یہاں | کیا کرے گا حاکموں کا حکمراں (۱)

چوں بکاری جو نروید غیر جو | قرض تو کردی که می‌خواهی گرو
جو اگر بوئے گا تو کاٹے گا جو | قرض کر کے کس سے لینا ہے گرو (۲)

جرم خود را بر کسے دیگر منه | گوش و هوش خود بدیں پاداش ده
جرم اپنا مت رکھ اوروں کے سر | ہو سزا اپنی سزا پر غور کر

جرم بر خود نه که تو خود کاشتی | با جزا و عدل حق کن آشتی
تو نے بویا جرم نے خود اپنے سر | اور جزا و عدل حق سے صلح کر

(۱) یعنی احکم الحاکمین خداوند تعالیٰ۔ مطلب یہ کہ اس کی سزاؤں میں کیسی کچھ مناسبت ہو گی۔

(۲) [illegible]

رنج را باشد سبب بد کردنے	بد ز فعل خود شناس از بخت نے
رنج دریوں کا سبب ہے بالیقیں	ہے برائی تجھ سے قسمت سے نہیں
آں نظر بر بخت چشم احول کند	قلب را کہدانے و کاہل کند
آنکھ قسمت پر پڑے احول بنے	قلب کو نبر سے وہی کاہل کرے
متہم کن نفس خود را اے فتے	متہم کم کن جزاے عدل را
متہم کر نفس کو تو اے پسر!	اور نہ رکھ تہمت جزائے عدل پر
توبہ کن مردانہ سر آور برہ	کہ فَمَن یَعمَل بِمِثقال یرہٗ[1]
توبہ کر مردانگی کی راہ چل	دیکھے وہ جو کوئی کرے بسا عمل
در فسون نفس کم شو غرہ	کافتاب حق نپوشد ذرہ
تو فریب نفس پر کم ناز کر	ذرہ سورج سے نہیں چھپتا پسر
ہست آں ذرات جسمی اے مفید	پیش ایں خورشید جسمانی پدید
جیسے ہیں ذرات جسمی ظاہری	جسم کے خورشید پر ہیں منجلی
ہست ذرات خواطر و افتکار	پیش خورشید حقائق آشکار
یوں ہی ذرے ہیں خاطر و افکار کے	یعنی خورشید حقیقت پر ہیں کھلے
پیش حق پیدا و پیش تو نہاں	سر غیب ست ایں مکن فکرے ازاں
حق پہ ظاہر ہے مگر تجھ سے نہاں	فکر مت کر یہ ہے راز غیب ہاں

شکاری اور پرندہ

رفت مرغے در میان لالہ زار	بود آنجا دام از بہر شکار
جب گیا اک مرغ سوئے لالہ زار	جال تھا پھیلا وہاں بہر شکار

[1] قولہ تعالیٰ ۔ فَمَن یَعمَل مِثقالَ ذَرَّۃٍ خَیراً یَرَہٗ وَمَن یَعمَل مِثقالَ ذَرَّۃٍ شَرّاً یَرَہٗ
یعنی جو ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا وہ اسے دیکھے گا۔ اور جو ذرہ برابر بھی بدی کرے گا وہ اسے بھی دیکھے گا

واندر چندے نہادہ بر زمیں ‌ ‌ ‌ ‌ ان یکے با او آنجا نشستہ در کمیں

اپنے گھوڑے سے زمیں پر تھے پڑے ‌ ‌ ‌ ‌ پردے میں [illegible]

خویش را پیچیدہ در برگ گیاہ ‌ ‌ ‌ ‌ وز گل و لالہ ورا بر سر کلاہ

گھاس پتے جسم پر باندھے ہوئے ‌ ‌ ‌ ‌ سر پہ پھولوں کی کلہ رکھے ہوئے

در کمیں بنشستہ و کردہ نگاہ ‌ ‌ ‌ ‌ تا درافتد صید بیچارہ ز راہ

گھات میں وہ کر رہا تھا انتظار ‌ ‌ ‌ ‌ راستے سے گر پڑے کوئی شکار

مرغکے بد شکے و از نا شناخت ‌ ‌ ‌ ‌ پس طوافے کرد و سوئے مرد تاخت

اک پرند آیا نہ سمجھا اُسے ‌ ‌ ‌ ‌ پھر طرف پھر کر کہا اس مرد سے

گفت او را کیستی اے سبز پوش ‌ ‌ ‌ ‌ در بیابان در میان ایں وحوش

کون ہے اے سبز پوش انسان بتا ‌ ‌ ‌ ‌ وحشیوں کے بن میں کیونکر آ گیا

گفت مردے زاہدم من منقطع ‌ ‌ ‌ ‌ با گیاہ و برگ ازینجا مقتنع

لو لگا کر اک تارک دنیا ہوں میں ‌ ‌ ‌ ‌ پھول پتوں پر گذر کرتا ہوں میں

زہد و تقویٰ را گزیدہ چوں کیش ‌ ‌ ‌ ‌ زانکہ مے بینم اجل را پیش خویش

زہد و تقویٰ ہے فقط مشرب مرا ‌ ‌ ‌ ‌ سامنے ہوں میں قضا کو دیکھتا

مرگ ہمسایہ مرا واعظ شدہ ‌ ‌ ‌ ‌ کسب و دکان مرا برہم زدہ

مرگ ہمسایہ سے عبرت میں نے لی ‌ ‌ ‌ ‌ سب کمائی اور دکاں چھوڑ دی

چوں بآخر فرد خواہم ماندن ‌ ‌ ‌ ‌ خو نباید کرد با ہر مرد و زن

جب ہے تنہائی مرا انجام کار ‌ ‌ ‌ ‌ مرد و زن سے کیوں رکھوں میں کاروبار

رو بسے خواہم کرد آخر در لحد ‌ ‌ ‌ ‌ آں بہ آید کہ کنم خو با احد

گور میں آخر میں اک دن جاؤں گا ‌ ‌ ‌ ‌ خوب ہے ہو جاؤں ہم خوئے احد

چوں زنخ را بست خواہید اے صنم ‌ ‌ ‌ ‌ آں بہ آید کہ زنخ کمتر زنم

جبکہ ٹھوڑی میری باندھی جائے گی ‌ ‌ ‌ ‌ ہیچ [illegible] ہرزہ سرائی ہے مری

اے بزر لفت دکمر آمیختہ	آخر ستت جامۂ نادوختہ
اسکو ہے زربفت سے آراستہ	سلے کو آخر کفن ہے بے سلا
رہ بخاک آریم گر زرشتہ ایم	دل چرا در بیوفایاں بستہ ایم
خاک سے ... ہوں جس سے ہم بنے	بے وفاؤں سے ہیں ناحق دل لگے
جدۂ خویشاں ما قدیمی چار طبع	ما بخویش عاریت بستیم طمع
جد ہمارے چار عنصر ہیں قدیم	عار بھی خویشوں کے ہم کیوں ہیں ندیم؟
سالہا ہم صحبتی و ہمدمی	با عناصر داشت جسم آدمی
ہم نشین و یار جسم تھے سالہا	جسم انساں ان عناصر سے رہا
روح او خود از نفوس و از عقول	روح اصل خویش را کردہ نکول
روح آئی تھی نفوس و عقل سے	کر لیا اعراض اپنی اصل سے
از نفوس و از عقول با صفا	نامہ مے آید بجاں کاے بیوفا
آں نفوس و عقل سے اب نامے	آرہے ہیں خط کہ بے وفا ...
یارگان پنج روزہ یافتی	رو ز یاران کہن سر تافتی
پنج روزہ یار تجھ کو کیا ملے	رنج ... یاراں کہنہ سے پھرے
کودکاں گرچہ کہ در بازی خوشند	شب کشانش سوے خانہ میکشند
کھیل بچوں کو ہوا ... ہو ...	کھینچتے ہیں گھر کی جانب رات کو
شد برہنہ وقت بازی طفل خرد	دزد ناگاہش قبا و کفش برد
کھیل میں بچہ برہنہ ہو گیا	چور بھی تھا اور کپڑے لے اُڑا
آں چناں گرم او ببازی در فتاد	کاں کلاہ و پیرہن رفتش زیاد
کھیل میں اس درجہ وہ مصروف تھا	ٹوپی کرتا بھی نہ یاد اس کو رہا

لے یعنی لباس قد سب اور رشتوں سے

شب شد و بازی او شد بے مدد	رو نہ دارد کہ سوئے خانہ رود
رات آئی ختم بازی ہو گئی	جائے کس منہ سے وہ اپنے گھر آتی
نے شنیدی انما الدنیا لعب	باد دادی رخت و گشتی مرتعب
کھیل ہے دنیا "بس کیا یہ سنا	تو ہے غمگیں اور ساماں لٹ گیا
پیش ازاں کہ شب شود جامہ بجو	روز را ضائع مکن در گفتگو
رات سے پہلے ہی ساماں ڈھونڈ لے	دن کو ضائع گفتگو میں کیوں کرے
من بصحرا خلوتے بگزیدہ ام	خلق را من دزد جامہ دیدہ ام
کی ہے یوں صحرا میں خلوت اختیار	چور ہے کپڑوں کی خلقت بیشمار
نیم عمر از آرزوئے دلستاں	نیم عمر از غصہ ہائے دشمناں
عمر آدھی عشق دلبر میں گئی	دشمنوں کے غم میں آدھی صرف کی
جبہ را برد آں کلہ را ایں ببرد	غرق بازی گشتہ ما چوں طفل خرد
وہ تو کرتا لے گئی اور یہ کلاہ	کھیل میں ہم مثل طفلاں تھے تباہ
نک شبانگاہ اجل نزدیک شد	خل ہذا اللعب بسک لا تعد
اب شبانگاہِ اجل ہے سامنے	چھوڑ دے یہ کھیل یا فرصت ملے
ہیں سوار توبہ شو و دزد رس	جامہا از دزد بستاں باز پس
ہو سوار توبہ اور جا چور تک	کپڑے واپس چور سے لے یک بیک
مرکب توبہ عجائب مرکب است	بر فلک تازد بیک لحظہ ز پست
مرکب توبہ سواری ہے عجیب	پہنچے اک لحظہ میں گردوں کے قریب
لیک مرکب را نگہ میدار ازاں	کو بدزدید آں قبایت ناگہاں
ہاں سواری کو مگر اُس سے بچا	جو چرا کر تیرے کپڑے لے گیا

۵۱ وہی صباد گل پوش کہہ رہا ہے

تا نہ زد مرکبت را نیز ہم ۔۔۔ پاس دار ایں مرکبت را دمبدم

وہ سواری بھی چرا کر لے نہ جائے ۔۔۔ کر سواری کی حفاظت ۔ مان رلے

ایک مرد اور ایک چور

آں یکے قچ داشت از پس میکشید ۔۔۔ دزد قچ را برد حبل او برید

مینڈھا پیچھے باندھا تھا اک شخص نے ۔۔۔ لے گیا چور اس کی رسی کاٹ کے

چونکہ آگہ شد دواں شد چپ و راست ۔۔۔ تا بیابد کاں قچ بردہ کجاست

جب ہوا معلوم تھا ہر سو دواں ۔۔۔ تا کرے دریافت ۔ مینڈھا ہے کہاں

بر سر چاہے بدید آں دزد را ۔۔۔ در فغان و گریہ و واویلتا

چور وہ اک چاہ پر بیٹھا ملا ۔۔۔ رونے چلانے میں پایا مبتلا

گفت نالاں از چہٖ اے اوستا ۔۔۔ گفت ہمیان زرم در چہ فتاد

پوچھا رونے کی ہے کوئی وجہ بھی ۔۔۔ بولا ہمیانی کنوئیں میں گر پڑی

گر توانی در روی بیروں کشی ۔۔۔ خمس بدہم مر ترا با دل خوشی

تو اگر لے آئے باہر کھینچ کے ۔۔۔ پانچواں حصہ خوشی سے دوں تجھے

ہست در ہمیان من پانصد درم ۔۔۔ گر کنی با من چنیں لطف و کرم

پانسو تھیلی میں رکھے ہیں درم ۔۔۔ تو اگر مجھ پر کرے لطف و کرم

صد درم بدہم ترا حالی بدست ۔۔۔ گفت با خود کایں بہائے دہ قچست

سو درم تجھ کو ابھی دیدوں یہیں ۔۔۔ تھی یہ دس مینڈھوں کی قیمت بالیقیں

گر درے بربستہ شد صد در کشاد ۔۔۔ گر قچے شد در عوض اشتر بداد

بند گو اک در ہوا سو در کھلے ۔۔۔ اونٹ مینڈھے کے عوض بھیجا تجھے

جامہ ہا بر کند و اندر چاہ رفت ۔۔۔ جامہا را ہم ببرد آں زد تفت

چھوڑ کے کپڑے ۔ چاہ کے اندر گیا ۔۔۔ چور وہ کپڑے بھی لے کر چل دیا

حازمے باید کہ رہ تا دہ برد	ورنہ گم شود تضیع و طاعون آورد
ہوشیاری ہی سے طے ہو راستا	ہو نہ ہشیاری تو ہے حرص و وبا
آں یکے نزدیست تشنہ سیرتے	چوں خیال او را بہر دم صورتے
تشنہ سیرت جو رہے بہ حرص بھی	شکل ہے مثل خیال اس کی سجی
کس نداند مکر او الا خدا	در خدا بگریز و وارہ زیں دغا
مکر اس کا ہے خدا ہی جانتا	مکر سے بھاگ اور پناہ حق میں جا

پرند اور شکاری کا مناظرہ

مرغ گفتش خواجہ در خلوت مایست	دین احمد را ترہب نیک نیست
مرغ بولا خواجہ خلوت ترک کر	دین احمد میں ترہب ہے [illegible]
از ترہب نہی فرمود آں رسول	بدعتے چوں برگرفتی اے فضول
منع کرتے ہیں ترہب سے رسول	کیوں کیا تو نے بدعت کی قصول
جمعہ شرط است و جماعت در نماز	امر معروف و ز منکر احتراز
ہے جماعت جمعہ شرط نماز	حکم ہاں اور منع سے کر احتراز
رنج بد خویاں کشیدن زیر صبر	منفعت دادن بخلقاں ہمچو ابر
غم بروں کے جھیلنا بکر اس پہ صبر	نفع دینا خلق کو مثل ابر
خیر ناس آں ینفع الناس اے پدر	گر نہ سنگی چہ حریفی با مدر
وہ ہے بہتر جو ہو نافع خلق کا	گر نہیں پتھر تو ڈھیلا کیوں سا
در میان امت مرحوم باش	سنت احمد مہل محکوم باش
درمیان امت مرحوم رہ	ترک سنت کو نہ کر محکوم رہ

لہ [illegible]

چون جماعت رحمت آمد اے پسر	جہد کن کز رحمت آیی تاج سر
جب جماعت ایک رحمت ہے اے پسر	ایسی کوشش کر کہ ہو جائے تو تاج سر
در رہ ابلیس گشتن بیارہ چیارہ	نیست مطلق این کہ گفتی پر شلہ
دوں جواب اس کو دیا صنادید نے	قول یہ ہیز مثل ہے بیدے کے
ہست تنہائی ہوا با یاران پدر	ہست چون باید نشستن بد شود
ہاں تنہا بیٹھنا ہے اک رہنا جدا	جب ترے دل میں نیک بیٹھے ۔ ہو بڑا
زانکہ عقل ہر کرا شد در سوخ	نیست عاقل ہیچ شلست کلوخ
ہو نہ حسن کی عقل کو حاصل رسوخ	ساتھ عاقل کے ہے سنگ و کلوخ
ہوش ہست آنکہ با او نیست	صحبت وحش تہیا ہست ست
ہر زور ... گی ہو روانی سے گدھا	راہی ہے پاس اس کے بیٹھنا
ہوش او نے علت باشد چو خر	بگذر از وے تا نمانی بے ہنر
لکہ حارہ کی اسے ہے مثل خر	چھوڑ اس کو تا نہ ہو تو بے ہنر
آنکہ غیر حق ہمہ گردد فنا	کل اپنے بعد حین فصوا
وہ سبھی فانی ہیں غیر مولا سے جو کچھ	ہو گا بعد موت ہو جاتے جو کچھ
ہر چہ جز آن جہ باشد ہالکست	ملک الملک یک ... پاک الکست
ہے جو کچھ اس کے سوا ہالک ہے وہ	ملکوں و ملک سب کا ایک مالک ہے وہ
گرچہ سایہ عکس شخصست اے پسر	ہیچ از سایہ نیابی خورد و بر
سایہ ہے عکس آدمی کا اے پسر	سایے سے کچھ کس کو ملتا ہے مگر
ہیچ سایہ ہست بے شخصے روان	اصل سایہ رو بجو اے کاروان
کوئی سایہ جسم بن کب ہے رواں	ڈھونڈ اصل سایہ کرا اے کاروان

[1] ہلاک ہو جانے والا ۔ [2] یعنی اس دنیا میں جو ملک ہیں اور اُن ملکوں کے سوا ملک ہیں ان سب کا صرف وہی ایک مالک ہے ۔

ہیں ز سایہ شخص را میکن طلب — در سبب وگذر کن از سبب

سائے سے تو جسم کر ہر دم طلب — آ سبب تک تو پھر گزر دو سبب

یار جسمانی بود رویش بمرگ — صحبتش شوم ست باید کرد ترک

ہیں یہ سارے دوست مرنے کے لئے — صحبتیں ان کی بری ہیں چھوڑ دے

حکم او ہم حکم قبلہ او بود — مردہ اش ان چونکہ مردہ جو بود

اس کو اور قبلہ کو اس کے ایک مان — ڈھونڈے جو مردے کو مردہ اس کو جان

ہر کہ با این قوم باشد راہب ست — کہ کلوخ و سنگ او را صاحب ست

ان کا جو ساتھی ہے راہب ہے وہی — ڈھیلے پتھر اس کے مالک ہیں یہی

خود کلوخ و سنگ کس را رہ زند — زین کلوخان صد ہزار آفت رسد

ہیں یہ روڑے فی الحقیقت راہ ہیں — ہیں انہیں ڈھیلوں سے لاکھوں آفتیں

گفت مرغش پس جہاد آنگہ بود — کاین چنین رہزن میان رہ بود

مرغ بولا ہے جہاد اس دم روا — ایسے رہزن سے گھرے جب راستا

از برائے حفظ یاری و نبرد — بر رہ نا ایمن آید شیر مرد

رستے ہیں بہر حفاظت یا نبرد — ایسی راہ پر خطر میں شیر مرد

عرق مردی آنگہے پیدا شود — کہ مسافر ہمرہ اعدا شود

ہو کبھی ظاہر رگ مردانگی — ہمرہ دشمن مسافر ہو کوئی

چون نبی السیف بودہ است آں رسول[1] — امت او صفدرانند و فحول

تھے نبی السیف شاہ کرد بر — ان کی امت بھی ہے صفدر اور نر

مصلحت در دین ما جنگ و شکوہ — مصلحت در دین عیسی غار و کوہ

مصلحت اس دین میں ہے جنگ و شکوہ — دین عیسیٰ میں تھے اصل غار و کوہ

[1] قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انا نبی السیف

مصلحت آن است ہر یک را جدا | مصلحت جو گر توئی مرد خدا
مصلحت ہر ایک کو دی ہے جدا | مصلحت ڈھونڈ جو ہے مرد خدا

گفت آن سے گر بود یاری بزور | تا بقوت بر زند بر شر و شور
بولا ہدہد ہاں جو ہو یار اور زور | تاکہ قوت سے دبا لے شر و شور

قوتے باید دریں رہ مردوار | یار مے باید دریں جا فرد وار
قوت مردانہ لازم ہے یہاں | دوست بھی ہو تو ہو یکتائے جہاں

چوں نباشد قوتے پرہیز بہ | در فرار از لایطاق آسان بجہ
جب نہ ہو قوت تو بچنا چاہئے | بھاگ کر آسانیاں پیدا کرے

صنعت اینست اے عزیز نامدار | فکرتے کن در نگر انجام کار
یہ ہنر ہے اے عزیز نامدار | فکر کر اور سوچ لے انجام کار

یار مے جو تا بیابی راہ را | ورنہ کے دانی تو راہ و چاہ را
ڈھونڈ رہبر تاکہ پائے راہ کو | ورنہ کیا سمجھیگا راہ و چاہ کو

گفت صدق دل بباید کار را | ورنہ یاراں کم نباید یار را
مرغ بولا صدق دل ہے لازمی | یار کو کیا ورنہ یاروں کی کمی

یار شو تا یار بینی بے عدد | زانکہ بے یاراں بمانی بے مدد
یار ہو تا یار پائے بے عدد | کیونکہ بے یاروں کے تو ہے بے مدد

دیو گرگ است و تو ہمچوں یوسفی | دامن یعقوب مگذار اے صفی
تو ہے یوسف اور شیطاں بھیڑیا | دامن یعقوب کو مت چھوڑنا

گرگ اغلب آں زماں گیرا بود | کز رمہ بزغالہ بخود تنہا شود
بھیڑیا کرتا ہے حملہ اس گھڑی | جب جدا گلے سے بکری ہو کوئی

۵۴ حدیث شریف ہے الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین یعنی جس بات کی قوت نہ ہو اس سے فرار کرنا انبیاء کی سنت ہے ٭

آنکہ سنت یا جماعت ترک کرد — در چنیں مسبع ز خونِ خویش خورد

جس نے سنت یا جماعت ترک کی — اُس نے خون اپنا بہایا آپ ہی

ہست سنت رہ جماعت چوں رفیق — بے رہ و بے یار افتی در مضیق

راہ ہے سنت جماعت غمگسار — تنگ ہو بے راہ و رہبر رہگذار

راہِ سنت با جماعت بہ بود — اسپ با اسپاں یقیں خوشتر رود

راہِ سنت با جماعت ہے بھلی — خوش چلے ہے گھوڑوں میں گھوڑا اچھی

لیک ہر گمراہ را ہمرہ مداں — نا فلانِ غفلتہ را آگہ مداں

راہبر سمجھ نہ ہر گمرہ کو ماں — نا فلاں غفلت کو آگہ نہ جان

ہمرہی را جو کزو یابی مدد — ہمدل و ہمدرد و جویانِ صمد

ایسا ساتھی ڈھونڈ لے جو دے مدد — ہمدم و ہمدرد جویائے صمد

ہمرہی نے کو بود خصمِ خرد — فرصتے جوید کہ جامہ تو برد

وہ نہیں جو تو ہو دشمن عقل کا — ہاتکے موقع چھین لے جامہ ترا

مے رود با تو کہ یابد عقبۂ — کہ تواند کردت آنجا نہبۂ

گھات میں ہے آ رہا کی ہمرہ نرے — اُس جگہ پر تا کہ تجھ کو لُوٹ لے

مے رود با تو برائے سودِ خویش — ہیں منوش از نوشِ او کاں ہست نیش

فائدے کی دُھن میں ہے یہ ہمرہی — نوش اس کا زہر ہے ہرگز نہ پی

یا بود اشتر دلے چوں دید ترس — گویدت بہرِ رجوع از راہِ ترس

یا وہ بزدل ہے کہ جب دیکھے خطر — لوٹنے کا راہ سے ہو درس تر

یار را ترساں کند ز اشتر دلی — ایں چنیں ہمرہ عدو داں نے ولی

بزدلی سے یار کو اسے ڈرائے — ایسا ہی ہے دشمن جانئے اُسے

یارِ بد عادت بہیں بگریز ازو — تا نبرد بر تو زہر آں زشت خو

یار بد [illegible] اُس سے بھاگ جا — تا نہ ڈالے [illegible]

یار را از وہ برد آں راہ زن	مرد نبود آنکہ افتد زیرِ زن
یار کو رہزن ہٹاتے راہ سے	مرد وہ کب ہے جو عورت سے ڈرے
راہِ جانبازی ست در ہر غیشۂ	آفتے در دفع ہر دل شیشۂ
راہِ جانبازی ہے عشق جاوداں	اس میں ہیں کمزور دل رنجیاں
راہِ دیں ہرگز نے نبود کے رود	جاں زمے باید کہ مردِ رہ بود
راہ دیں پر کب کوئی کم رہ چلے	ہاں ہو عارف ہو وہ مردِ رہ سنے
راہِ دیں زآں رو پُر از شور و شر است	کہ نہ ہر راہ مخنث گوہر است
راہ دیں ہے اس لئے پُر شور و شر	ہر مخنث کا نہیں اس میں گذر
در رہ ایں ترس امتحانہائے نفوس	ہمچو پرویزن بہ تمییزِ سبوس
خوف اس میں امتحاں کا ہے بڑا	چھلنی سے جیسے ہو بھوسی کو جدا
راہ چہ بود پر نشانِ پایہا	یار چہ بود نردبانِ رایہا
راہ کیا ہے ہے نشاں نقش پا	یار کیا ہے ہے زینہ راستے کا
گیرم آں گرگت نیابد ز احتیاط	بے ز جمعیت نیابی در نشاط
گو بچا کر احتیاط	کہ جمعیت سے پائے گا نشاط
آنکہ او تنہا براہِ خوش رود	با رفیقاں سیرِ او صد تو بود
وہ جو اپنی راہ پر تنہا چلے	دوست ہوں تو سو گنا پائے مرے
آں غلیظے خر ز یارانِ فقیر	در نشاط آید شود قوت پذیر
ساتھیوں کی جب صدا اک خر سنے	تو بہت مسرور ہو طاقت بڑھے
ہر خرے کز کارواں تنہا رود	بر وے آں راہ از تعب صد تو شود
جو گدھا ہو قافلے سے دور دور	راستہ دشوار ہو اس پر ضرور
چند زخم چوب و سیخ افزوں خورد	تا کہ تنہا آں بیاباں را برد
چھڑیوں کے زخم کھاتا ہے وہ تو	طے کرے ہے راہ تنہا دشت کی

مرترا می گوید آں خر خوش شلو	گر نہ ای خر ہمچنیں تنہا مرو
سن کہ تجھ سے کہہ رہا ہے وہ گدھا	گر نہیں ہے تو گدھا تنہا نہ جا
آنکہ تنہا خوش رود اندر رصد	با رفیقاں بیگماں خوشتر رود
جب کوئی تنہا بلندی طے کرے	دوستوں کے ساتھ وہ خوش خوش چلے
ہر نبیے اندریں راہِ درست	معجزہ بنمود و یاراں راجست
ہر نبی نے طے کیا یہ راستہ	ڈھونڈے ساتھی بھی - دکھا کر معجزہ
گر نباشد یاری دیوارہا	کے برآید خانہا و انبارہا
ساتھ دیواریں نہ دے سکتیں اگر	کس طرح انبار بنتے اور گھر
ہر یکے دیوار اگر باشد جدا	سقف چوں باشد معلق بر ہوا
ہو ہر اک دیوار اگر بالکل جدا	کس طرح چھت ہو معلق بر ہوا
گر نباشد یاری حبر و قلم	کے فتد بر روئے کاغذہا رقم
ہو نہ گر وصلِ سیاہی و قلم	کس طرح کاغذ پہ بن جائے رقم
آں حصیرے کہ کسے می گسترد	گر نہ پیوندد بہم بادش برد
وہ چٹائی جو بچھاتے ہیں کہیں	ہوں نہ گر پیوند وہ سکتی نہیں
حق ز ہر جنسے چو زوجین آفرید	پس نتائج شد ز جمعیت پدید
سب کا جوڑا حق نے ہے پیدا کیا	نتیجے جڑنے سے نمایاں ہوا
درمیانِ مرغ و صیاد اے عجب	بس شکال افتاد و شد نزدیک شب
مرغ اور صیاد میں اسکے بوا تعجب	چھڑ گئی اک بحث نزدیک آئی شب
ایں بگفت آں گفت از اہتزاز	بحث شاں شد اندریں معنی دراز
کچھ کہا اس نے کچھ اس نے جوش سے	قصہ رستہ بڑھ گئی بحث اس لئے
مثنوی را چابک و دلخواہ کن	ماجرا را موجز و کوتاہ کن
مثنوی کو چست اور دلخواہ کر	مختصر کر ماجرا کوتاہ کر

مرغ را چوں دیدہ بر گندم فتاد ۔ نفسِ او بے طاقت آمد در کشاد
جب پڑیں دانے پہ نظریں مرغ کی ۔ نفس بے طاقت ہؤا اور کشمکش بھی

بعد ازاں گفتش کہ گندم زاں کیست ۔ گفت امانت از یتیم بے وصی ست
پوچھا کس کا ہے یہ دانہ ۔ تو کہا ۔ ہے یتیموں کی امانت با خدا

مالِ ایتام ست امانت پیشِ من ۔ زانکہ پندارند ما را مؤتمن
ہے یتیموں کی امانت سامنے ۔ کیونکہ امیں مجھ کو ہیں وہ جانتے

گفت من مضطرم و مجروح حال ۔ ہست مردار ایں زماں بر من حلال
بولا میں مضطر ہوں اور ہوں خستہ حال ۔ ہے مجھے مردار بھی اس دم حلال

ہست دستورے کزیں گندم خورم ۔ اے امین و پارسا و محترم
دے اجازت کھاؤں دانہ بیش و کم ۔ اے امیں ۔ اے پارسا اے محترم

گفت مفتی ضرورت ہم توئی ۔ بے ضرورت گر خوری مجرم شوی
بولا مفتی ہے ضرورت کا تو ہی ۔ بے ضرورت کھاتا ہے مجرم اے اخی

ور ضرورت ہست پرہیز است بہ ۔ ور خوری بارے ضمانِ او بدہ
ہے ضرورت میں بھی بچنا ہی روا ۔ ورنہ ضامن ہے جو کھانا ہی پڑا

مرغ بس در خود فرو رفت آں زماں ۔ توسنش سر بستد از جذب عناں
[illegible] اسیرِ غور بے شکر [illegible] ۔ تو [illegible] نفس اس کا [illegible]

پس بخورد آں گندم و در فخ بماند ۔ چند او یاسین و الانعام خواند
دانہ کھا ما ۔ پھنس گیا پھندے میں بھی ۔ سورۂ انعام اور یسیں پڑھی

بعد درماندن چہ افسوس و چہ آہ ۔ پیش ازیں بایست ایں دودِ سیاہ
بعد مجبوری حصول افسوس و آہ ۔ اس سے پہلے اٹھنا ۔ دودِ سیاہ

لہ یعنی صیاد نے کہا ۔

۲ لہ یسین خدا کا نام تھا ۔

آں زماں کہ حرص جنبید و ہوس	دمبدم میگو کہ اے فریاد رس
اُس گھڑی جسمیں جب حرص و ہوس	دمبدم کہ ڈالے مرے فریاد رس
پیش ازاں کایں دانہ بر تو فخ شود	گرمی حرص تو ہمچوں یخ شود
پیشتر اس سے کہ یہ دانہ دام ہو	حرص کی آگ ہو برف اسے یہاں
آہ و دود و نالۂ آں دم کار بند	حرص را آوارہ کن اے ہوشمند
آہ اور نالے سے اُس دم کام لے	چھوڑ دے حرص و ہوس کے ولولے
آنکہ آں پیش از خرابی بصرہ است	بو کہ بصرہ وار بدہم زاں شکست
اور ہے جب تک خرابی سے رہا	آہ و نالے سے بچا بصرہ کو بچا
ابک لی یا باکثی یا شاکل	قبل ہدم البصرۃ والموصل
رو لے اے ساتھ میرے رو کام	وصل و بصرہ کے قبل انہدام
نح علی قبل موتی واعتصر	لا تنحلی بعد موتی واصطبر
چاہئے کثرت سے نوحہ قبل مرگ کر	بعد مرنے کے نہ رو تجھ پر صبر کر
ابک لی قبل الثبور فی الدوی	بعد طوفان الدوی خل البکا
مجھ پہ رو تو قبل داد بلائے مرگ	پھر رو جب سیل بن کر چھائے مرگ
آں زماں کہ دیو میشد راہزن	آں زماں بایست یاسیں خواندن
راہزن شیطاں جب آکر بنے	اس گھڑی یٰسین پڑھنا چاہئے
پیش ازاں کاشکستہ گردد کارواں	آں زماں چوبک بزن اے پاسباں
پاسباں! قبل شکست کارواں	چاہئے چوبک بجانا نگہباں!

ك یہ ایک مثل ہے اور اسی سے بعد از خرابی بصرہ محاورہ بنا ہے جو اردو میں بھی مستعمل ہوگیا ہے۔

ك چوبک زن چوکیداروں کے سردار ہوتے تھے۔ ایک لکڑی اور تختہ انکے دست دیا جاتا تھا وہ اسے دوسرے چوکیداروں کو ہوشیار کرنے کے لئے بجایا کرتے تھے

قافلے میں چوری ہونا اور پاسباں کا رونا

پاسبانے بود در یک کارواں | حارس مال و قماش آں جہاں

قافلے میں تھا کبھی اک پاسباں | حافظ اسباب و مال کارواں

پاسباں شب خفت و دزد اسباب برد | رختہا را زیر ہر خاکی سپرد

شب کو سویا چور ساماں لے گئے | دفن کچھ اسباب مٹی میں کئے

روز شد بیدار گشت آں کارواں | رفتہ دیدند اسپ و سیم و اشتراں

دن چڑھے بیدار ہو گئے اہل کارواں | اونٹ گھوڑے مال دیکھا رائیگاں

پاسباں رہ بی چو یک رہزن | گرم گشتہ خود ہم او بد راہزن

تھا ابھی جو ایک بچاتا پاسباں | راہزن تھا خود جو تھا گرم فعال

پس بدو گفتند کاے حارس بگو | تا چہ شد ایں رخت و ایں اسباب کو

پوچھا لوگوں نے پھر اس سے یہ بتا | کون یہ سب مال و دولت لے گیا

گفت دزداں آمدند اندر نقاب | رختہا بردند از پیشم شتاب

بولا یہ چور آئے تھے ڈالے نقاب | سب آگے سے لیا ساماں شتاب

قوم گفتندش کہ اے چوں تل ریگ | پس چہ میکردی چہ تو مردہ ریگ

پھر کہا لوگوں نے اسے مٹی کے ڈھیر | کر رہا تھا کیا تو اس دم اندھیر

گفت من یک کس بدم ایشاں گروہ | با سلاح و با شجاعت با شکوہ

بولا میں تھا ایک اور وہ تھے کئی | تھے مسلح تھی شجاعت و حشمت بھی

گفت اگر در جنگ کم بودت امید | نعرہ بایستی زدن کہ برجہید

بولے تھی کچھ کو نہ کچھ امید تو | نعرہ کرنا تھا کہ لوگو اٹھو

گفت آں دم کارد بنمودند و تیغ | کہ خمش ورنہ کشیمت بے دریغ

بولا چھرا [illegible] تیغ | میں جو چیخا [illegible] ان سے دریغ

آں زماں از ترس من بستم دہاں — ایں زماں فریاد و ہیہای و فغاں

خوف سے منہ بند میں نے کر لیا — اور اب کرتا ہوں فریاد و بکا

آں زماں بستہ دہم کہ دم زنم — ایں زماں چندانکہ خواہی مے کنم

اُس گھڑی دم مار سکتا تھا کہاں — اب کروں گا۔ جتنی چاہو گے فغاں

چونکہ عمرت برد دیو فاضحہ — بے نمک باشد اعوذ و فاتحہ

لُوٹ کر جب عمر شیطاں لے گیا — پھر اعوذ[1] اور فاتحہ میں کیا مزا

گرچہ باشد بے نمک اکنوں حنیں — ہست غفلت بے نمک تر زاں یقیں

بے مزہ گو اب ہے نالہ بالیقیں — اس سے غفلت بے نمک تر ہے کہیں

ایں چنیں ہم بے نمک نالاں نیز — کہ ذلیلاں را نظر کن اے عزیز

بے نمک رونا ہی اچھا ۔ کر دعا — ہم ذلیلوں پر نظر کر اے خدا

قادری بیگاہ چہ بود یا بگاہ — از تو چیزے فوت کے شد اے الٰہ

تو ہے قادر وقت کیا بے وقت کیا — فوت تجھ سے کب کوئی موقع ہوا

گفت لَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُم[2] — کے شود از قدرتش مطلوب گم

بولا حق ۔ مت غمگین ہو بگڑی پہ تم — اُس کی قدرت سے ہو کب مقصود گم

مرغ اور صیّاد

گفت آں مرغ ایں سزائے آں بود — کہ فسونِ زاہداں را بشنود

مرغ بولا ۔ ہے یہی اُس کی سزا — جس نے افسوں زہد والوں کا سنا

گفت زاہد نے سزائے آں نشاف — کہ خورد مالِ یتیماں از گزاف

بولا زاہد ۔ نہ ۔ ہے اس کی سزا — جو یتیموں کی امانت کھا گیا

[1] یعنی "اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم" کہتا یا سورۂ فاتحہ پڑھتا ۔ جس کے اثر سے شیطان بھاگ جاتا ہے [2] یعنی جو بات تم سے فوت ہو گئی سو اُس پر افسوس نہ کرو

بعد ازاں نوحہ گری آغاز کرد ‌ ‌ ‌ کہ قفس و صیاد لرزاں شد ز درد

بعد ازاں نالے کیے اُس مُرغ نے ‌ ‌ ‌ دام اور صیاد سب ہلنے لگے

کز تناقص ہائے دل پشتم شکست ‌ ‌ ‌ بر سرم جانا بیا می مال دست

کر دیا دل کے تلوّن نے تباہ ‌ ‌ ‌ میرے سر پر ہاتھ رکھ اے رشکِ ماہ

زیر دستِ تو سرم را راحتیست ‌ ‌ ‌ دستِ تو در شکر بخشی آیتیست

سر کو ہے آرام تیرے ہاتھ سے ‌ ‌ ‌ شکر بخشی عالم تیرے ہاتھ سے

سایۂ خویش از سرِ من بر مدار ‌ ‌ ‌ بے قرارم بے قرارم بیقرار

سائے کو اپنے نہ سر سے ریہار ‌ ‌ ‌ دُور کر یاں ہوں نہایت بے قرار

خوابہا بیزار شد از چشمِ من ‌ ‌ ‌ در غمت اے رشکِ سرو و یاسمن

نیند میری آنکھ سے بیزار ہے ‌ ‌ ‌ غم ترا اے غیرتِ گلزار ہے

گر نِیَم لائق چہ باشد گر دمے ‌ ‌ ‌ ناسزائے را بپرسی در غمے

گو میں نالائق ہوں ۔ لیکن تو ذرا ‌ ‌ ‌ پوچھ لے مجھ کو تو ہے دشوار کیا

مر عدم را خود چہ استحقاق بود ‌ ‌ ‌ کہ برو لطفت چنیں درہا کشود

اُس عدم کو کب یہ استحقاق تھا ‌ ‌ ‌ جو کہ تیرے لطف کا در کھل گیا

خاکِ غمگیں را کرم آسیب کرد ‌ ‌ ‌ دہ گہر از نورِ حس در جیب کرد

خاک پر غمگیں کرم کے جب ہوئے ‌ ‌ ‌ [illegible] حس کے اُس کو دس موتی ملے

پنج حسِ ظاہر و پنج نہاں ‌ ‌ ‌ کہ بشر شد نطفۂ مُردہ بداں

[illegible] پانچ ہی ہیں [illegible] نکلا ‌ ‌ ‌ نطفۂ مُردہ بشر جس سے ہوا

توبہ بے توفیقت اے نورِ بلند ‌ ‌ ‌ چیست جز بر ریشِ توبہ ریشخند

بے ترے توفیق توبہ کی اُمید ‌ ‌ ‌ ریشِ توبہ سے تمسخر ہے شدید

(۱) پنج حسِ ظاہری یعنی باصرہ ۔ سامعہ ۔ شامہ ۔ ذائقہ ۔ لامسہ ۔ اور پنج پوشیدہ

(۲) حسِ مشترک ۔ [illegible] ۔ [illegible] ۔ واہمہ ۔ خیال ۔

اسلتان توبہ یکیک بشکنی	توبہ سایہ ست و تو ماہ روشنی
مو پچھیں توبہ کی یکایک ہوں تباہ	توبہ سایہ ہے، مگر تو نور ماہ
اے ز تو ویراں دکان و منزلم	چوں ننالم چوں بیفشاری دلم
تجھ سے ویراں ہے مرا گھر اور دکاں	تو دکھائے دل تو کیا رو کوں فغاں
چونکہ بے تو نیست کارم را نظام	بے تو ہرگز کار کے گردد تمام
بن ترے کیونکر ہو کاموں کا نظام	بے ترے ہر کام کیونکر ہو تمام
چوں گریزم زانکہ بے تو زندہ نیست	بے خداوندیت بود بندہ نیست
بھاگوں کیونکر بے ترے زندہ نہیں	بے خداوندی تری بندہ نہیں
جان من بستان تو اے جان را اصول	زانکہ بے تو گشتہ ام از جاں ملول
اے اصول جاں، تو میری جاں لے	جاں سے بیزار ہوں میں بے ترے
عاشقم من بر فن دیوانگی	سیرم از فرہنگی و از فرزانگی
میں ہوں شیدائے فن دیوانگی	ترک کر دی عقل اور فرزانگی
چوں بدرد شرم گویم راز فاش	چند ازیں صبر و زحیر و ارتعاش
شرم اٹھ جائے تو راز افشا کروں	جس کے باعث رنج اور لرزش میں ہوں
در حیا پنہاں شدم ہمچوں سجاف	ناگہاں بجہم ازیں زیر لحاف
ابر کی صورت حیا میں ہوں نہاں	نکلوں اس پردہ سے اک دن ناگہاں
اے رفیقاں راہہا را بست یار	آہوئے لنگیم و او شیر شکار
راستے روکے ہوئے سب ہے وہ نگار	لنگڑے آہو ہم ہیں وہ شیر شکار
غیر تسلیم و رضا کو چارۂ	در کف شیر نرے خونخوارۂ
غیر تسلیم و رضا چارہ ہے کیا	شیر نر کے ہاتھ میں رہنا پڑا
او ندارد خواب و خور چوں آفتاب	روحہا را میکند بیخورد و خواب
اس میں خواب و خور کہاں جوں آفتاب	کرتا ہے روحوں کو بھی بے خورد و خواب

که بیا من باش یا همخوی من | تا ببینی در تجلی روی من
کہتا ہے آ اور ہم خو ہو مری | تا کہ دیکھے روشنی دیدار کی

ور ندیدی چون چنین شیدا شدی | خاک بودی طالب احیا شدی
گر نہیں دیکھا تو شیدا کیوں ہوئی | خاک تھی جینے کی جویا کیوں ہوئی

گر ز بیسو بیت نداد است علف | چشم جانت چون بماندست آن طرف
گر نہ بے سوئی کی پائی ہے غذا | کیوں نظر ہے اس طرف یہ تو بتا

گربه در سوراخ از آن شد معتکف | که از آن سوراخ او شد معتلف
بلی ہے سوراخ میں بیٹھی | ہے اُسی سوراخ میں خوراک بھی

گربهٔ دیگر همی گردد به بام | کز شکار مرغ یابد او طعام
بام پر پھرتی ہے بلّی دوسری | ہے غذا اُس کی شکار مرغ ہی

آن یکی را قبله شد جولاهگی | وان دگر حارس برای جاهگی
ہے جولاہاپن جو پیشہ ایک کا | پاسبانی میں ہے سعی کر دوسرا

آن یکی بیکار و رو در لامکان | که از آن سو دادیش قوت روان
ایک ہے بیکار سمجھو لامکاں | مل گئی اُس کو وہاں سے قوتِ جاں

کار آن دارد که حق را شد مرید | بهر کار او ز هر کاری برید
کام اُسی کا ہے جو ہے مرید کردگار | سب سے اُس کے واسطے ہے رستگار

دیگران چون کودکان این روز چند | تا شب اندر خاک بازی میکنند
دوسرے بچوں کی مانند اے پسر | شام تک کرتے ہیں بازی خاک پر

خوابناکی کو ز یقظه می جهد | دایهٔ وسواس عشوه اش میدهد
سوتے سوتے جب ہے کوئی چونکتا | دایۂ وسواس دیتی ہے سلا

رو بخسپ ای جان که نگذاریم ما | که کسی از خواب بجهاند ترا
اور کہتی ہے کہ سو جا تو وہی سے | نیند سے چونکائے گا کون اب تجھے

هم تو خود را بر کنی از بیخ خواب | همچو تشنه که شنود او بانگ آب

لاجرم تو کھود خود ہی بیخ خواب | جیسے اک پیاسا سنے آواز آب

بانگ آبم من بگوش تشنگاں | همچو باران میرسم از آسماں

میں صدائے آب پیاسوں کے لئے | مثل بارش آ رہا ہوں چرخ سے

بر جہ اے عاشق برآور اضطراب | بانگ آب و تشنه و آنگاه خواب

اٹھ جو عاشق ہے دکھا دے اضطراب | [illegible] سا اور سنے آواز آب

عاشق و معشوق کی حکایت

عاشقے بودہ است در ایام پیش | پاسبان عہد اندر عہد خویش

عاشق اک اگلے زمانہ میں تھا کوئی | جس کو تھی اپنے قول و فعل کی

سالہا در بند وصل ماہ خود | شاہ مات و مات شاہنشاہ خود

فکر وصل یار کی [illegible] | سا [illegible] تھا اور مات شاہنشاہ کی

عاقبت جوینده یابنده بود | که فرج از صبر زاینده بود

آخر [illegible] ہوا | اور ستارہ اس کا تابندہ ہوا

گفت روزے یار او کامشب بیا | که بپختم از پئے تو لوبیا

شب کو آنا یار نے اک دن کہا | پکا [illegible] واسطے ہے لوبیا

در فلاں حجرہ نشیں تا نیم شب | تا بیایم نیم شب من بے طلب

بیٹھنا اس حجرہ میں تا نیم شب | آؤں گا میں نصف شب بے طلب

مرد قرباں کرد و ناںہا بخش کرد | چوں پدید آمد مہش از زیر گرد

مرد [illegible] | گرد سے چاند اس کا نکلا [illegible]

کہ یعنی پیاسے کے کان میں پانی کی آواز آ جائے تو وہ سو نہیں سکتا
[illegible] خوشی تھا کہ اپنے معشوق [illegible] شاہ [illegible] سے مات کھا کے [illegible]

شب در آں حجرہ ہمے کرد انتظار — بر امید وعدۂ آں یار غار

حجرہ میں کرتا تھا شب کو انتظار — تھی امید وعدۂ یار نگار

منتظر بنشست خوابش در ربود — اوفتاد و گشت بیخویش آں عنود

منتظر ہی تھا کہ بس نیند آ گئی — بے خبر لیٹا تو غفلت چھا گئی

ساعتے بیدار بد خوابش گرفت — عاشق دلدادہ را خواب اے شگفت

کچھ گھڑی بیدار تھا پھر سو گیا — اے عجب! عاشق بھی غافل ہو گیا

بعد نصف اللیل آمد یار او — صادق الوعدانہ آں دلدار او

نصف شب کے بعد آیا اس کا یار — وعدے کا سچا تھا وہ سیمیں عذار

عاشق خود را فتادہ خفتہ یافت — اندکے از آستین او درید

دیکھا عاشق کو پڑا سوتا ہوا — چاک کر دی آستیں مختصرا

گردگانے چند اندر جیب کرد — کہ تو طفلی گیر ایں می باز نرد

جیب میں اخروٹ بھی کچھ رکھ دیئے — تو ابھی بچہ ہے کھیل اور کود لے

چوں سحر از خواب عاشق بر جہید — آستین و گردگاں ہا را بدید

صبح کو عاشق کی جب آنکھیں کھلیں — دیکھے اخروٹ اور چاک آستیں

گفت شاہ ما ہمہ صدق و صفاست — آنچہ بر ما می رسد آں ہم ز ماست

بولا سلطاں ہم سے صدق و صفا — سب کچھ ہم سے ہے جو ہم تک ہے ملا

اے دل بے خواب ما زاں ایمنیم — چوں حرس بر بام چوبک می زنیم

اے دل بے خواب ہم ہیں بے خطر — کیونکہ ہیں چوکیدار جاگتے ہم مگر

گردگان ما دریں مطحن شکست — ہر چہ گوئیم از غم خود اندک است

اس کی چکی میں لیے اخروٹ ہیں — کم ہے جتنا غم سنائیں یا ادب

ے احوال مولانا علیہ الرحمۃ

عاذلا چند ایں صداع و ماجرا
بعد ازیں پندے مدہ دیوانہ را
کب تلک اے ناصح یہ ذکر و دردِ سر
اب نصیحت تو نہ دیوانے کو کر

من نخواہم عشوۂ ہجراں شنود
آزمودم چند خواہم آزمود
کیا فریبِ ہجر سن کر چین پاؤں
آزمودہ کو کہاں تک آزماؤں

ہرچہ غیرِ شورش و دیوانگیست
اندریں رہ دوری و بیگانگی ست
سوائے شورش و دیوانگی
ہے رہِ الفت میں سب بیگانگی

ہیں منہ بر پایم آں زنجیر را
کہ دریدم سلسلہ تدبیر را
پاؤں میں کیا کام اب زنجیر کا
توڑ ڈالا سلسلہ تدبیر کا

غیرِ آں جعدِ نگارِ مقبلم
گر دو صد زنجیر آری بگسلم
اُن کے جوڑے اُن کی زلفوں کے سوا
سو ہوں زنجیریں تو توڑوں برملا

عشق و ناموس اے برادر راست نیست
بر درِ ناموس اے عاشق مایست
عشق اور ناموس کو یکجا نہ کر
رک نہ اے عاشق درِ ناموس پر

وقت آں آمد کہ من عریاں شوم
نقش بگذارم سراسر جاں شوم
وقت آپہنچا کہ میں عریاں بنوں
نقش کو چھوڑوں سراسر جاں بنوں

اے عدوئے شرم و اندیشہ بیا
کہ دریدم پردۂ شرم و حیا
اے عدوئے شرم - اب تو پاس آ
پھاڑ ڈالا پردۂ شرم و حیا

اے بستہ خواب جاں از جادوئی
سخت دل یارا کہ در عالم توئی
اے بندی روح کی - کی سحر سے
کون تجھ سا سنگ دل ہوگا - اے

ہیں گلوئے صبر گیر و مے فشار
تا خنک گردد دلِ عشق اے سوار
ہاں دبا دے صبر کا آکر گلا
تا کہ دل ہو جائے ٹھنڈا عشق کا

تا نسوزم کے خنک گردد دلش
اے دلِ ما خاندان و منزلش
بے جلے میرے نہ ہو ٹھنڈا کبھی
[illegible]

خانۂ خود را ہمے سوزی بسوز	کیست آنکس کو بگوید لا یجوز
گھر کو تو اپنے جلاتا ہے - جلا	کون ہے جو اس کو کہدے ناروا
خوش بسوز ایں خانہ را اے شیر مست	خانۂ عاشق چنیں اولیٰ ترست
پھونک دے اے مست! یہ گھر دے جلا	خانۂ عاشق کا جلنا ہی بھلا
بعد ازیں من سوز را قبلہ کنم	زانکہ شمعم من بسوزش روشنم
سوز کو قبلہ بنا لوں بعد ازیں	سوز سے روشن ہوں، ہیں شمع حزیں
خواب را بگذار امشب اے پدر	یک شبے در کوئے بیخواباں گذر
آج کی شب نیند کو چھوڑ اے پدر	کوئے بے خوابی میں اپنا کر گذر
بنگر آنہا را کہ مجنوں گشتہ اند	ہمچو پروانہ بوصلت کشتہ اند
دیکھ اُن کو جو ہیں مجنوں ہو گئے	وصل کے پروانے بن کر جل بجھے
بنگر ایں کشتی خلقاں غرق عشق	اژدہائے گشتہ گوئی حلق عشق
دیکھ غرق عشق کشتی جہاں	حلق عشق اژدر بنا ہے بے گماں
اژدہائے ناپدید دلربا	عقل ہمچوں کوہ را او کہربا
کیسا اژدر - ہے نہاں دردلربا	کوہ جیسی عقل کو ہے کہربا
عقل ہر عطار کاگہ شد ازو	طبلہا را ریخت اندر آب جو
حس کسی عطارؒ نے سمجھا اُسے	اپنے ڈبے پھینک ندّی میں دیے
رو کزیں جو بر نیائی تا ابد	لم یکن حقا لہ کفواً احد
جا۔ نہ اس ندّی سے نکلے تا ابد	ہو گیا کفو حق سے لا قسم احد
اے مزوّر چشم بکشا و ببیں	چند گوئی من ندانم آن و ایں
کھول اے مکار آنکھوں کو ذرا	اب یہ کہنا، میں نہیں کچھ جانتا

لہ بعض شارحین کا قول ہے کہ یہ کنایہ شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت کی طرف ہے
لہ یعنی خدا کی قسم وہ بے کفو ہو جاتا ہے۔ یعنی فنا فی اللہ۔ اور بقا باللہ۔

از ہوائے زرق و محرومی برآ — در جہان حی و قیومی درآ

مکر و محرومی کے طوفاں سے نکل — حی و قیومی کے میدانوں میں چل

تا ہمے بینیم ترا بینیم شود — واین نہ دانم ہات میدانم شود

تاکہ جو دیکھا نہیں نظروں میں آ سکے — اور جو جانا نہیں وہ جان جائے

بگذر از مستی و مستی بخش باش — زین تلون نقل کن در استواش

ہو کے مستی بخش مستی سے نکل — راستی سے اس تلون کو بدل

چند نازی تو بدین مستی بپست — بر سر ہر کوے چندین مست ہست

اپنی مستی پر ہے ناحق افتخار — ہر گلی میں مست ہیں اس کے ہزار

گر دو عالم پر شود سرمست یار — جملہ یک باشند آن یک نیست خوار

دونوں عالم بھی اگر ہوں مست یار — سب ہوں یکساں اور نہ ہو کوئی خوار

این ز بسیاری نیاید خوار ہے — خوار کہ بود تن پرستے نارسے

خوار کب ہوتے ہیں اس کثرت سے مست — خوار تو ہوتا ہے ناری تن پرست

گر جہاں پر شد ز تاب نور مہ — کے کساد آید بر صاحب ولہ

گر جہاں بھر جائے نور ماہ سے — عشق والوں میں خلل کیونکر پڑے

گر جہاں پر شد ز نور آفتاب — کے بود خوار آن آتش خوش التہاب

ذرے سورج سے ہو عالم بھرا — عشق کی گرمی کو ہے نقصان کیا

لیک با این جملہ بالاتر خرام — چونکہ ارض اللہ واسع بود و رام

لیکن ان سب سے تجھ اوپر کر خرام — وسعتیں [illegible] سرمدی [illegible]

گرچہ این مستی چو باز اشہب است — برتر از عرشے بر زمین قدس ہست

گرچہ اس مستی کا ہے نایاب دور — قدس کا [illegible] عالم ہے کچھ اور

ہست ابرار و مقرب ان ہست — ہر مقرب [illegible] رو باست

[illegible] کے ابرار و مقرب سے ہے [illegible] — [illegible]

رو سرافیلی شو اندر امتیاز / در دمندہ روح و مست مست ساز

بن کے اسرافیل کر کچھ امتیاز / در جہان حق مست مست ساز

مست را چون دل مزاح اندیشہ شد / این ندانم وان ندانم پیشہ شد

مست خوش طبعی پہ جس دم آ گئے / یہ نہ جانوں وہ نہ جانوں بول اٹھے

این ندانم وان ندانم بہر چیست / تا بگویی آنکہ میدانیم کیست

یہ نہ جانوں وہ نہ جانوں کس لئے / تا تو جانے ہم ہیں کس کو جانتے

نفی بہر ثبت باشد در سخن / نفی بگذار و ز ثبت آغاز کن

نفی ہے اثبات ہی کے واسطے / نفی کو چھوڑ اور چل اثبات لے

نیست این و نیست آن ہین واگذار / آنکہ آن ہست است آن را پیش آر

یہ نہیں اور وہ نہیں سب ترک کر / ہست ہے جو اس پہ اپنی رکھ نظر

نفی بگذار و ہمان ہستی پرست / این بیاموز ای پدر زان ترک مست

نفی کو چھوڑ اور ہو ہستی پرست / سیکھ یہ اس سے کہ جو ہو ترک مست

بگذر از نفی ای پسر ہستی طلب / این بیاموز ای پسر زان ترک [illegible]

نفی کو چھوڑ اور ہستی کر طلب / ترک اور بدمست سے یہ سیکھ اب

امیر ترک مخمور کا مطرب کے لئے استدعا کرنا

ای کہ تو مخموری حرمت / ما ز شیریم جز حلالی

جو تو پیتا ہے بادہ ہے وہ حرام / صرف پیتے ہیں ہم شراب حلال

جہد کن تا نیست ہست شوی / از شراب خدا مست شوی

سعی کر نیستی سے ہست ہو تو
اور شراب خدا سے مست ہو تو

انجمی ترکی سحر آگاہ شد
وز خمارِ خمر مطرب خواہ شد

صبح دم جاگا جو اک ترک عجمیہ
نشہ میں کی خواہش مطرب بہم

مطرب جان مونس مستاں بود
نُقل و قوت و قوتِ مست آں بود

ملت کا مونس ہے مطرب جان کا
ہے وہی نُقل و گزک بھی برملا

مطرب ایشاں راسوئے مستی کشد
باز مستی از دمِ مطرب چشد

مطرب اس کو سوئے مستی کھینچے ہے
پھر دمِ مطرب سے وہ مستی چکھے

آں شراب حق بداں مطرب برد
ویں شرابِ تن ازیں مطرب خورد

وہ شرابِ حق سے ہوتا ہے مگن
اور یہ مطرب سے ہے صہبائے تن

ہر دو گر یک نام دارد در سخن
لیک فرق است ایں حسن تا آں حسن

نام ہیں دونوں کے یکساں بے سخن
پر جدا ہیں یہ حسن اور وہ حسن

اشتباہے ہست لفظے درمیاں
لیک خود کو آسماں کو ریسماں

ہیں مشابہ لفظ دونوں بے گماں
پر جدا ہیں آسمان و ریسماں

اشتراک لفظ دائم رہزن ست
اشتراک گبر و مومن در تن ست

اشتراکِ لفظ سے ہوتا ہے شک
گبر و مومن کا بدن ہے مشترک

جسمہا چوں کوزہائے بستہ سر
تا کہ در ہر کوزہ چہ بود در نگر

جسم کوزوں کی طرح ہیں بستہ سر
بند کوزوں میں ہے کیا کس کو خبر

کوزۂ ایں تن پُر از آبِ حیات
کوزۂ آں تن پُر از زہرِ ممات

اس بدن کے کوزہ میں آبِ حیات
اُس بدن میں ہے بھرا زہرِ ممات

گر بمظروفش نظر داری شہی
ور بظرفش عاشقی تو گمرہی

ہے نظر مظروف پر تو شاہ ہے
ظرف پر عاشق ہے تو گمراہ ہے

۱ اقوالِ مولانا علیہ الرحمۃ ۲ یعنی مستِ مجاز ۳ یعنی حسن بن صباح اور جناب حسن علیہ السلام میں بہت فرق ہے

لفظ را مانندۂ ایں جسم داں	معنیش را اندرون مانند جاں
لفظ کو اس جسم کی مانند جان	اور معنی کو سمجھ لے اس میں جان
دیدۂ تن دائماً تن بیں بود	دیدۂ جاں جانِ پرفن بیں بود
جسم پر ہے دیدۂ تن کی نظر	دیدۂ جاں جان کو دیکھے مگر
پس ز نقش لفظہائے مثنوی	صورتش ضال ست و ہادی معنوی
ہے نقوش مثنوی بھی اے فتا	ظاہراً گمراہ و معنًا رہنما
در نبی فرمود کایں قرآں ز دل	ہادی بعضے و بعضے را مضل
نسبت قرآں نبی کہتا ہے خدا	بعض کا ہادی ہے ۔ رہبر بعض کا
اللہ اللہ چونکہ عارف گفت مے	پیش عارف کے بود معدوم شے
اللہ اللہ جب کہا عارف نے مے	کب ہے پھر اس کے لئے معدوم شے
فہم تو چوں بادۂ شیطاں بود	کے ترا فہم مے رحماں بود
فہم تیرا بادۂ شیطاں ہوا	کب تجھے فہم مے رحماں ہوا
ایں دو انباز اند مطرب با شراب	ایں بداں و آں بدیں آرد شتاب
ساز شتی ہیں دونوں مطرب اور شراب	اس کی جانب دوڑتی ہے وہ شتاب
پر خماراں از دم مطرب چرند	مطرباں شاں سوئے میخانہ برند
جوش دم مطرب سے ہیں اہل خمار	میکدے سے جائیں مطرب ہوشیار
آں سر میدان و ایں پایان دست	دل شدہ چوں گوی در چوگان اوست
وہ سرا یہ انتہا میدان کی	اور عاشق گیند اس چوگان کی
در سر آنچہ ہست گوش آنجا رود	در سر ار صفرا ست آں سودا شود
سر میں جو کچھ ہے وہ کانوں کو ملے	سر میں جو صفرا ہے وہ سودا ہے

۱؎ قولہ تعالیٰ یُضِلُّ بِهٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِهٖ کَثِیْرًا وَمَا یُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ یعنی بہت سے اس سے گمراہ ہوتے ہیں، بہت سے راہ پاتے ہیں، اور جو گمراہ ہوتے ہیں وہ صرف فاسق ہیں ۲؎ وہ یعنی مطرب اور یہ یعنی شراب

بعد ازاں ایں دو بہ بیہوشی روند — والد و مولود آنجا یک شوند
بے خبر ہوتے ہیں بعد اس کے وہ ایک — باپ بیٹے دونوں ہو جاتے ہیں ایک

چونکہ کردند آشتی شادی و درد — مطرباں را ترک ا بیدار کرد
دیکھ کر شادی و غم کو ایک جا — مطربوں کو ترک نے چونکا دیا

مطرب آغاز ید پیش خواب کرد — کہ املنی الکاس یا من لا اراک
چھیڑا مطرب نے عجب اک شعر جواب — اے نظر سے دور دے جام شراب

انت وجھی لا عجب ان لا اراہ — غایۃ القرب حجاب الاشتباہ
تو مری صورت ہے کیا دیکھوں تجھے — ہیں یہ پردے انتہائے قرب کے

انت عقلی لا عجب ان لم ارک — من وفود الالتباس المشترک
عقل ہے تو عقل کیا آئے نظر — ہے لباس مشترک میں جلوہ گر

جئت قربا من حبل الورید — لم اقل یا ایہا ذا للبعید
ہے رگ گردن سے بھی تو قریب — یا کہوں کیونکر یا تو ہے بہر بعید

بل اغالطہم ینادی فی القفار — کی اکتم من معی ممن اغار
یہ ہے ویرانوں کو دشت میں میری ندا — تا کہوں اغیار سے تجھ کو چھپا

ایں سخن پایاں ندارد وے سگرجیز — نکتۂ اکنوں نکتۂ الصاحب تمیز
دور بہو راس بات کا گیا اسے سرور — ایک نکتہ تجھ سے سن اے باتمیز

خانۂ آنحضرت صلعم میں ایک اندھے کا آنا

اندر آمد پیش پیغمبر ضریر — کای نوا بخش تنور از ہر خمیر
آیا اک اندھا حضور کے سامنے — اور کہا تم ہو ہر دل نعمت سرا

اے تو میر آب و من مستسقیم — مستغاث المستغاث ای یا فہیم
تو ہے میر آب میں ہوں تشنہ لب — مدد ساقی تیرے سے دیا داد

چوں رسید آں سرور از در شتاب — عائشہ بشتافت بہر احتجاب

گھر میں اندر تھا آیا جب دروازے سے — عائشہ تب تھا کہیں پردے سے لئے

زانکہ واقف بود آں خاتون پاک — از غیوری رسول رشکناک

کیونکہ واقف تھیں وہ بی بی باصفا — رشک و غیرت سے ہیں مملو مصطفیٰ

ہر کہ زیباتر بود رشکش فزوں — زانکہ رشک از ناز خیزد یا بنون

رشک زیبا تر سے ہوتا ہے فزوں — رشک پیدا ناز سے ہوتا ہے یوں

گندہ پیراں شوی را قما دہند — چونکہ از پیری و زشتی آگہند

مردوں کو بڑھیاں کھلاتی ہیں دوا — نقص پیری سے ہیں واقف برملا

چوں جمال احمدی در ہر دو کون — کے بدست از فر یزدانیش عون

دو جہاں میں مثل حسن احمدیؐ — تھی سرداں سے مدد کس کو ملی

نازہائے ہر دو کون او را رسد — غیرت آں خورشید صد تو را رسد

دو جہاں میں ناز اُن کو ہے بجا — غیرت اُس خورشید بے ہمتا کو روا

کہ در افگندم بکیواں[1] گوئے را — در کشیدے اختراں تو روئے را

کہتی ہے گویا بہ میں عالم ہوئی — اے ستارو تم چھپا لو شکل اپنی

در شعاع بے نظیرم لا شوید — ورنہ پیش نور من رسوا شوید

نیست ہو جاؤ شعاعوں میں مری — ورنہ پیش آئے گی رسوائی بڑی

از کرم من ہر شبے غائب شوم — کے روم الا نمایم کہ روم

رات کو ہوتا ہوں میں غائب کہیں — ورنہ حقیقت میں مگر چھپتا نہیں

تا شما بے من شبے خفاش وار — پر زناں پرید گرد ایں مطار

تاکہ چمگادڑ کی صورت رات بھر — گرد عالم کے چکر پھرا کرو

[1] فلک ہفتم پر تمام ستاروں سے بلند ایک ستارہ ہے

ہمچو طاؤساں پئے عرضہ کنید ‌ ‌ باز سست و منکر و معجب شوید
مور کی مانند بن جاؤ پری ‌ ‌ سست و منکر بن گئے یا خودسری

بنگرید آں پائے زشت از امتیاز ‌ ‌ ہمچو چارق کو بود شمعِ ایاز
پھر کرو تم پائے بد کا امتیاز ‌ ‌ جیسے چارق شمع تھا بہر ایاز

رو نمایم صبح بہر گوشمال ‌ ‌ تا نگردید از منی زاہل شمال
صبح پھر آؤں گا دینے کو سزا ‌ ‌ تا نہ کر دے دوزخی کبر و ریا

ترک کن زیرا درازست ایں سخن ‌ ‌ نہی کردست از درازی امر کن
چھوڑ دے ہے کیونکہ لمبی داستان ‌ ‌ منع ہے طولِ سخن اے خوش بیاں

آنحضرتؐ کی طرف سے حضرت عائشہؓ کا امتحان

گفت پیغمبر برائے امتحاں ‌ ‌ او نمے بیند ترا کم شو نہاں
بولے پیغمبر برائے امتحاں ‌ ‌ وہ ہے نابینا نہ ہو اُس سے نہاں

کرد اشارت عائشہؓ دستہا ‌ ‌ او نہ بیند لیک من بینم ورا
عائشہؓ نے یوں اشاروں سے کہا ‌ ‌ میں ہوں بینا گو نہیں وہ دیکھتا

غیرتِ عقل ست بر خوبیٔ روح ‌ ‌ پُر ز تمثیلات و تشبیہ اے نصوح
عقل کی غیرت ہے بہرہ روح کے ‌ ‌ ہے بھری تشبیہ اور تمثیل سے

با چنیں پنہانیے کیں روح راست ‌ ‌ عقل پر وے آنچنیں رشکیں چراست
روح ہے اپنے تجالوں میں گھر ‌ ‌ کیوں ہے اُس پر عقل کو رشک اس قدر

از کہ پنہاں میکنی اے رشک خو ‌ ‌ آنکہ پوشیدہ است نورش روئے او
کس سے تو اُس کو چھپاتی ہے بھلا ‌ ‌ نور ہے خود اک حجاب اُس روح کا

۱؎ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں کہ خیر الکلام ما قلّ ودلّ یعنی بہترین کلام وہ ہے جو کم ہو اور کثیر پر دلالت کرے۔

میرود بے روئے پوشش ایں آفتاب	فرطِ نورِ اوست رویش را نقاب
بے نقابی جا رہا ہے آفتاب	گر ہے فرطِ نور ہی اُس کا نقاب
از کہ پنہاں میکنی اے رشک ور	کافتاب او را کنے بلند اثر
کس سے تو اس کو چھپاتی ہے مگر	اُس کا سُورج بھی نہیں پاتا اثر
رشک اندر آں افزوں تر ست اندر تنم	کز خودش خواہم کہ پنہانش کنم [1]
رشک میرے دل میں ہے یوں بڑھ رہا	خود سے ہوں اُس کو چھپانا چاہتا
ز آتشِ رشکِ گراں آہنگ من	با دو چشم و گوش اندر جنگ من
آگ سے رشکِ گراں آہنگ کی	جنگ ہے آنکھ اور کانوں میں چھڑی
چوں چنیں رشکیست ہاں پنہاں جو دل	پس دہاں بربند و گفتن را بہل
ہاں اگر ہے رشک ایسا ہی تجھے	بند کر منہ، بولنا بھی چھوڑ دے
ترسم ار خامش کنم آں آفتاب	از سوئے دیگر بدرّاند حجاب
ڈر ہے گر خاموش ہوگا آفتاب	دوسری جانب سے پھاڑے گا حجاب
در خموشی گفتِ ما اظہر شود	کز منع آں میل افزوں تر شود
ہے خموشی ترجمانِ مدّعا	روکنے سے بڑھتی ہے خواہش سوا
گر بغرّد بحر غرّش کف شود	جوشِ اَحْبَبْتُ لِاَنْ اُعْرَفْ شود
شورِ دریا میں جو ہے صد کف ہے یہ	جوشِ اَحْبَبْتُ لِاَنْ اُعْرَفْ [2] ہے یہ
حرف گفتن بستنِ آں روزن ست	عینِ اظہارِ سخن پوشیدن ست
بندشِ روزن ہے گفتارِ سخن	ہے چھپانا عینِ اظہارِ سخن

[1] کیونکہ بولنا بھی تو رُوح ہی کا پتہ دیتا ہے اور گفتگو بھی تو ایک طرح رُوح ہی کا اظہار ہے۔

[2] بنحوائے۔ اَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ۔ یعنی میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ پس میں نے مخلوق کو پیدا کر دیا۔

بلبلانہ نعرہ زن بر روئے گل	تا کنی مشغول شاں از بوئے گل
روئے گل پر مثل بلبل نعرہ مار	بوئے گل سے پھیر اپنی سمت یار
تا بغفلت مشغول گردد گوش شاں	سوئے بوئے گل بپرد ہوش شاں
کان کب تک تیری باتوں پر لگا	تا نہ اُن کے ہوش بوئے گل اڑیں
پیش آں خورشید کو بس روشن است	در حقیقت ہر دلیلے رہزن است
سامنے خورشید روشن کے دلیل	ہے حقیقت رہزن ہے ہر دلیل

امیر ترک کی محفل میں مطرب کا غزل گانا

مطرب آغازید پیش ترک مست	در حجاب نغمہ اسرار الست
الغرض مطرب نے چھیڑا ترک مست	پردۂ نغمے میں اسرار الست
من ندانم کہ تو ماہی یا وثن	من ندانم تا چہ خواہی کرد من
تو ہے یا ماہ ہے یا بت ہے نہ جانوں میں کیا	کیا ہے تو ایسے مجھ سے نہ جانتا
من ندانم تا چہ خدمت آرمت	تن زنم یا در عبارت آرمت
میں نہ جانوں کیا کروں خدمت تری	چپ رہوں یا لاؤں الفت تری
اے عجب کہ ہستی از من جدا	من ندانم من کجاام تو کجا
گر نہیں مجھ سے جدا دل یا جان	میں نہ جانوں تو کہاں ہے میں کہاں
من ندانم کہ مرا چوں می کشی	گاہ در بر گاہ در خوں می کشی
میں نہ جانوں یار کیسے کھینچتا	کر کے آلودہ بخاک و خوں کھینچتا
ہمچنیں لب در ندانم باز کرد	من ندانم من ندانم ساز کرد
[illegible]	[illegible]
چوں ز حد شد من ندانم از شگفت	ترک ما زیں حرارت اندر گرفت
[illegible]	ترک کو [illegible] سے [illegible] گیا

بر جهید آن ترک و دبوسی کشید	تا علیها بر سر مطرب رسید
گرز لے کر ترک اٹھا اور دوڑا [illegible]	تاکہ توڑے اس سے میراثی کا سر
گرز را بگرفت سرهنگی بدست	گفت نه مطرب کشی این دم بدست
ایک سرہنگ نے ہاتھ سے گرز پکڑ لیا	بولا [illegible] مارنا اچھا ہے کام
گفت این تکرار بیحد و مرش	کوفت طبعم را بکوبم من سرش
[illegible] کی اس تکرار نے	کر دی [illegible] میں بھی مار دوں اس کے
قلتبانا می ندانی هم مخور	ور بدانی [illegible] بگو مقصود را
[illegible] علم ہے تو کچھ نہ کر	[illegible] جو کچھ [illegible] ہے اچھا
آن بگو ای گیج کی پیداستش	تا ندانم هم ندانم در کشش
کہہ وہی بات [illegible] ہے جا سا	[illegible] تو اس کی [illegible] لگا
چون بگویم از کجائی بی‌خبر	تو نمی‌دانی ز تخم و [illegible]
میرا [illegible] کہ پوچھوں [illegible]	[illegible] تیری
نه زنی دانی و نه زن [illegible]	نه ز شام و نه عراق و یاد [illegible]
[illegible] رومی و [illegible] کا	[illegible] ہے عراقی [illegible]
نه ندیدی [illegible] وصل و فراز	در گشتی [illegible] راه دراز
[illegible] وصل [illegible] سے گھر	بات تو [illegible] طول سے بے خبر
خود بگو تا از کجائی باز رس	[illegible] نشاط [illegible] بگیر
کیوں نہیں کہتا کہ [illegible] سے فلاں	[illegible] مطلب [illegible]
یا مگر [illegible] که چه تو ره ناشناس	تا بگوئی [illegible] شرابت [illegible]
[illegible]	[illegible] شرابی [illegible]

[illegible]

نہ بقول و نے بپیرو نے بصل ‏ — ‏ نہ ز شیر و نہ ز شکر نے عسل

ساگ کھایا ہے نہ پیاز اور نے پنیر ‏ — ‏ شہد کھایا ہے نہ شکر اور نہ شیر

نہ قدید و نے ثرید و نے عدس ‏ — ‏ آنچہ خوردی آں بگو تنہا و بس

گوشت کھایا ہے نہ ستو نے مسور ‏ — ‏ کھایا ہے جو کچھ وہی کہہ بے شعور

موتوا قبل ان تموتوا[1]

ایں سخن خائی دراز از بہر چیست ‏ — ‏ گفت مطرب زانکہ مقصودم نفیست

کیوں بڑھائی بات تو نے بے تکی ‏ — ‏ بولا مطرب میرا مقصد ہے نفی

میرد اثبات پیش از نفی تو ‏ — ‏ نفی کردم تا بری ز اثبات بو

تجھ سے دور اثبات - پہلے نفی ہی ‏ — ‏ از پئے اثبات میری نفی تھی

در نوا آرم بنفی ایں ساز را ‏ — ‏ چوں بمیری مرگ گوید راز را

نفی سے چھیڑا کتھا میں نے ساز کو ‏ — ‏ تو جو مر جائے تو سمجھے راز کو

جاں بسے کندی و اندر پردہٗ ‏ — ‏ زانکہ مردن اصل بُد نا وردہٗ

جاں کھپائی اور پردے میں رہا ‏ — ‏ اصل تھا مرنا، وہ کب حاصل ہوا

تا نمیری نیست جان کندن تمام ‏ — ‏ بے کمال نردباں نائی بہ بام

موت سے پہلے فقط ہے جانکنی ‏ — ‏ بام بے سیڑھی کے ملتا ہے کوئی

چوں ز صد پایہ دو پایہ کم بود ‏ — ‏ بام را کوشندہ نامحرم بود

جبکہ سو پایوں سے کم ہوں پائے دو ‏ — ‏ بام پر چڑھنے کی کب اُمید ہو

چوں رسن یک گز ز صد گز کم بود ‏ — ‏ آب اندر دلو از چہ کے رود

رسی گز بھی کم اگر سو گز سے ہو ‏ — ‏ کیسے پہنچائیں کنوئیں تک ڈول کو

[1] حدیث شریف۔ یعنی مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

غرق این کشتی نیاید اے امیر
غرق کشتی تیری کیونکر ہو سکے

تا کہ نہی اندر و من الاخیر
بوجھ پورا گر نہ تو اس پہ رکھے

من آخر اصل دان کاں طارقست
بوجھ پورے حادثے ہیں واقعی

کشتی وسواس و غی را غارقست
غرق جو کشتی کریں وسواس کی

آفتاب گنبد ازرق شود
گنبدِ ازرق کا وہ ہو آفتاب

کشتی ہش چونکہ مستغرق شود
ہوش کی کشتی جو کر دے غرق آب

چوں نمردی گشت جاں کندن ترا
یہ تو مرنا ہی ہے طولِ جاں کنی

مات شو در صبح اے شمع طراز
ہو فنا اے شمع ضو میں صبح کی

تا نگشتند اختراں ما نہاں
جب تلک ہوں گے نہ یہ تارے نہاں

دانکہ پنہان ست خورشید جہاں
کس طرح نکلے گا خورشید جہاں

گرز بر خود زن منی بر خود شکن
گرز خود ہی مار اپنے بد سخن

زانکہ پنبہ گوش آمد چشم تن
کیونکہ کانوں کی روئی ہے چشم تن

گرز بر خود مے زنی ہم اے دنی
گرز اپنے مارتا ہے اے منی

عکس تست اندر فعالم ایں منی
عکس میرے کر میں ہے تیرا ہی

عکس خود در صورت من دیدۂ
عکس اپنا میرے رخ پر دیکھ کر

در قتال خویش در پیچیدۂ
پیچ کھاتا ہے تو اپنے قتل پر

ہمچو آں شیرے کہ در چہ شد فرو
چاہ میں شیر اک ہوا جیسے فرو

عکس خود را خصم مے پنداشت او
جان کر دشمن خود اپنے عکس کو

نفی ضد ہست باشد بے شکے
نفی ضد ہے ہست کی بیشک ارے

تا ز ضد ضد را بدانی اندکے
تا کہ ضد کو ضد سے تو پہچان لے

ایں زماں جز نفی ضد اعلام نیست
نفی ضد کا یہ تو محض اعلام ہے

اندریں نشاۃ دمے بے دام نیست
اس جہاں کا لحظہ لحظہ دام ہے

بے حجابت باید آں اے ذو لباب	مرگ را بگزین و بر در آں حجاب
چاہیے اس کو دیکھنا گر بے نقاب	موت کا طالب ہو کر دے رفع حجاب
نے چناں مرگے کہ در گورے روی	مرگ تبدیلی کہ در نورے شوی
وہ نہیں مرنا کہ ہو خاک گور	ایسی تبدیلی جو ہو در حد سرور
مرد چوں بالغ شد آں طفلی بمرد	رومیی شد صبغۂ زنگی سترد
مرد جب بالغ ہوا طفلی مری	کھو کے زنگی رنگ اب رومی رہی
خاک زر شد ہیئت خاکی نماند	غم فرح شد خار غمناکی نماند
خاک سونا بن گئی کب خاکی رہی	غم ہوا شادی نہ غمناکی رہی
مصطفیٰ زیں گفت کاے اسرار جو	مردہ را خواہی کہ بینی زندہ تو
یہ سبب ارشاد نبی ...	ما ہے جو مردہ کو زندہ دیکھنا
می رود چوں زندگاں بر خاکداں	مردہ و جانش شدہ بر آسماں
جو رہیں یہ مثل زندوں کے پیشہ	جان اس کی آسمانوں پر رہتی
جانش را ایندم بہ بالا مسکنیست	گر بمیرد روح او را نقل نیست
... بالا ... مسکن ...	گر وہ مرے ... نقل ...
زانکہ پیش از مرگ او کردست نقل	ایں بمردن فہم آید نے بعقل
منتقل ... سے پہلے ...	موت سمجھا سکی اس کو ...
نقل باشد نے چو نقل جان عام	ہمچو نقلے از مقامے تا مقام
... منتقل ...	... نا گویا ...
ہر کہ خواہد کہ بیند بر زمیں	مردہ را کو می رود ظاہر چنیں
جو کوئی چاہے ... زمیں پر ...	... ایک مردہ ...

...

مر ابوبکرؓ تقی را گو ببین ۔ شد ز صدیقی امیر الصادقین

وہ ابوبکرؓ تقی کو دیکھ لے ۔ جو امیر الصادقین ہیں صدق سے

اندریں نشأہ نگر صدیق را ۔ تا بحشر افزوں کنی تصدیق را

دیکھ اس عالم میں تو صدیقؓ کو ۔ تا بڑھا دے حشر میں تصدیق کو

پس محمدؐ صد قیامت بود نقد ۔ زانکہ حل شد در فنائش حل و عقد

صد قیامت تھے محمدؐ آپ ہی ۔ کہ فنا سے اُن کے مشکل حل ہوئی

زادۂ ثانیست احمدؐ در جہاں ۔ صد قیامت بود او اندر عیاں

زادۂ ثانی تھے احمدؐ بے گماں ۔ صد قیامت اُن کے اندر تھی عیاں

زو قیامت را ہمے پرسیدہ اند ۔ کاے قیامت تا قیامت راہ چند

اُس قیامت سے یہ پوچھا جاتا ہے ۔ اب قیامت کا ہے کتنا فاصلہ

با زبانِ حال مے گفتے بسے ۔ کہ ز محشر حشر را پرسد کسے

یوں زبانِ حال سے تقریر کی ۔ پوچھتا ہے حشر محشر سے کوئی

بہر ایں گفت آں رسولِ خوش پیام ۔ رمزِ موتوا قبل موت یا کرام

مصطفےٰؐ نے اس لئے روحی فداہ ۔ رازِ موتوا قبل ان تموتوا کہہ دیا

ہمچنانکہ مردہ ام من قبل موت ۔ زاں طرف آوردہ ام ایں صیت و صوت

جیسے قبل موت میں مردہ ہوا ۔ اب اُدھر سے ہے مری صوت و صدا

پس قیامت شو قیامت را ببیں ۔ دیدنِ ہر چیز را شرطست ایں

پس قیامت ہو قیامت دیکھ لے ۔ شرط ہے یہ دیکھنے کے واسطے

تا نگردی او ندانیش تمام ۔ خواہ آں انوار باشد یا ظلام

ہو نہ کر ایسا نہ ہوگا کچھ عیاں ۔ خواہ تاریکی ہو یا ہو نور تاب

لہ یعنی مخلوق بعد فنا ۔

عقل گردی عقل را دانی کمال | عشق گردی عشق را بینی جمال
عقل بن تو عقل کا سمجھے کمال | عشق بن تو عشق کا دیکھے جمال

نار گردی نار را دانی یقین | نور گردی هم بدانی آن و این
نار ہو جا نار کا کر لے یقین | نور ہو جا اور سمجھ لے آن و این

گفتمے برہان این دعوے مبین | گر بدے ادراک اندر خورد این
کہہ نہ اس دعوے پہ اصرار و یقین | ہے کہاں ادراک ایسا اے قلیل

هست انجیر این طرف بسیار خوار | گر رسد مرغے قنق انجیر خوار
ہیں یہاں انجیر تو کثرت سے خوار | مرغ ہی کوئی نہیں انجیر خوار

در همه عالم اگر مرد و زنند | دم بدم در نزع و اندر مردن اند
مرد و زن دنیا میں ہیں یہ جس قدر | نزع میں اور موت میں ہیں منتظر

این سخن‌ها را وصیت‌ها شمر | که پدر گوید در آن دم با پسر
بھری باتوں کو وصیت جان لے | باپ جو کہتا ہے اپنے پوت سے

تا بروید رحمت و عبرت بدین | تا ببرد بیخ بغض و رشک و کین
تا کہ اس سے رحمت و عبرت بڑھے | بغض و رشک اور دشمنی کی جڑ کٹے

تو بدان نیت نگر در اقربا | تا ز نزع او بسوزد دل ترا
اقربا کو دیکھ اسی نیت سے تو | تا کہ سمجھے نزع کی حدت سے تو

کل آت آت آن را نقد دان | دوست را در نزع و اندر فقد دان
آنے والی شے کو جان آیا ہوا | نزع میں تو جان عالم دوست کا

ور غرض‌ها زین نظر گردد حجیب | این نظرها را برون افکن ز جیب
اور غرض سے ہو جو نظروں کو حجاب | ایسی نظروں سے ہے لازم اجتناب

ور نیاری خشک بر عجزت مایست | دانکه با عاجز گزیده معجزیست
مت ٹھہر عجز و نیاز خشک پر | معجزہ عجز حقیقی ہے مگر

عجز زنجیریست زنجیرت نہاد ۔۔۔ چشم در زنجیر نہ باید کشاد

عجز اک زنجیر ہے او بے خبر ۔۔۔ جس کی ہے زنجیر اُس پر غور کر

پس تضرع کن کہ اے ہادی زیست ۔۔۔ باز بودم پشہ گشتم ایں ز چیست

گڑ گڑا کر رو کہ اے مولا یہ کیا ۔۔۔ باز تھا پچھے میں کیوں تکہ ہو گیا

سخت تر افشردہ ام سرور قدم ۔۔۔ کہ لنگی خسرم ز قہرت دمبدم

دب گیا ہوں سر ہے قدموں پر مرا ۔۔۔ قہر سے تیرے ہوں نقصان میں پڑا

از نصیحت ہائے تو کر بودہ ام ۔۔۔ بت شکن دعوے و بتگر بودہ ام

ہو گیا بہرا نصیحت سے تری ۔۔۔ بُت شکن تھا، کر رہا ہوں بُت گری

یاد صنعت فرض تر یا یاد مرگ ۔۔۔ مرگ مانند خزاں تو اصل برگ

یادِ صنعت فرض تھی یا یادِ مرگ ۔۔۔ موت تھی مثلِ خزاں تو اصلِ برگ

سالہا ایں مرگ طبلک مے زند ۔۔۔ گوش تو بیگاہ جنبش مے کند

موت کی بجتی ہے کب سے ڈگڈگی ۔۔۔ بے محل سنتے ہیں تیرے کان ہی

نزع میں بیدار ہونے والا غافل

گوید اندر نزع از جاں آہ مرگ ۔۔۔ ایں زماں کردت ز خود آگاہ مرگ

نزع میں اب کہہ رہا ہے آہ موت! ۔۔۔ کر دیا اب تو نے خود آگاہ موت!

ایں گلوئے مرگ از نعرہ گرفت ۔۔۔ طبل او بشگافت از مرگ اے شگفت

موت کا اس شور سے دابا گلا ۔۔۔ موت نے خود فیصلہ اس کا کیا

در دقائق خویش را در تافتی ۔۔۔ رمز مردن ایں زماں دریافتی

نکتے سلجھاتا رہا تا عمر سب ۔۔۔ رمز مرنے کی ہوئی دریافت اب

روز عاشورا ہمہ اہل حلب ۔۔۔ باب انطاکیہ اندر تا بشب

روزِ عاشورا حلب کے نوحہ گر ۔۔۔ جاتے ہیں سب باب انطاکیہ پر

گرد آید مرد و زن جمعے عظیم	ماتم آں خانداں دارد مقیم
ہوتے ہیں اُس جا اکٹھے مرد و زن	ماتم سادات کا ہے یہ چلن
تا بشب نوحہ کنند اندر بکا	شیعہ عاشورا برائے کربلا
رات بھر کرتے ہیں فریاد و بکا	شیعہ عاشورا برائے کربلا
بشمرد آں ظلمہا و امتحاں	کز یزید و شمر دید آں خانداں
اور کریں بیداد و خواری کا بیاں	جو یزید و شمر سے پہنچی وہاں
از غریو و نعرہا در سرگذشت	پر ہمے گردد ہمہ صحرا و دشت
گونجتا ہے شور و شیون سرگذشت	جس سے بھر جاتے ہیں سب صحرا و دشت

عاشورا کے دن ایک شاعر کا حلب میں پہنچنا

یک غریبے شاعرے از رہ رسید	روزِ عاشورا و آں افغاں شنید
پہنچا اک بیچارا شاعر بھی وہاں	روزِ عاشورا سنی آہ و فغاں
شہر را بگذاشت و آں سو رائے کرد	قصد جستجوئے آں ہیہائے کرد
شہر چھوڑا اور ادھر وہ بھی چلا	ہاؤ ہو کا تا لگائے کچھ پتا
پرس پرساں مے شد اندر افتقاد	چیست ایں غم بر کہ ایں ماتم فتاد
ڈھونڈتا پھرتا تھا وہ سب سے وہاں	کیا ہے یہ غم کس کا ماتم ہے یہاں
ایں رئیسِ زفت باشد کو بمرد	ایں چنیں مجمع نباشد کارِ خرد
کیا رئیس اعظم اب کوئی مرا	غیر معمولی ہے یہ مجمع بڑا
نام او و القابِ او شرحم دہید	کہ غریبم من شما اہلِ دہید
نام اور القاب سب کچھ اُس کا کہو	ہاں مسافر ہوں تم اہلِ شہر ہو
چیست نام و پیشہ و اوصافِ او	تا بگویم مرثیہ الطافِ او
نام اور پیشہ کہتا کیا - اوصاف کیا	تا کہوں میں مرثیہ الطاف کا

مرثیہ سازم کہ مردِ شاعرم ۔۔۔ تا ازینجا برگ و لالنگے برم
میں ہوں شاعر، اک لکھوں گا مرثیہ ۔۔۔ پاؤں آذوقہ میں تا کوئی صلہ

آں یکے گفتش کہ تو دیوانۂ ۔۔۔ تو نۂ شیعہ عدوّ خانۂ
ایک بولا آہ تو دیوانہ ہے ۔۔۔ کیا نہیں شیعہ، عدوئے خانہ ہے؟

روزِ عاشورا نمیدانی کہ ہست ۔۔۔ ماتمِ جانے کہ از قرنے بہ است
روزِ عاشورا ہے، کیا واقف نہیں ۔۔۔ اُس کا غم ہے، جان تھی جو بہترین

پیشِ مومن کے بود ایں قصہ خوار ۔۔۔ قدرِ عشقِ گوش عشقِ گوشوار
پیشِ مومن یہ فسانہ کب ہے خوار ۔۔۔ عشق کی ہے [illegible] اس کو قدر یار

پیشِ مومن ماتمِ آں پاک روح ۔۔۔ شہرہ تر باشد ز صد طوفانِ نوح
ماتم آں پاک کا مومنوں کے واسطے ۔۔۔ ہے اہم تر نوح کے سو طوفان سے

شیعانِ حلب کو شاعر کا جواب

گفت آرے لیک کو دورِ یزید ۔۔۔ کے بُدست ایں غم چہ دیر اینجا رسید
بولا شاعر، کب یہ دورِ یزید تھا ۔۔۔ اور کب پہنچا یہاں یہ ماجرا

چشمِ کوراں آں خسارت را بدید ۔۔۔ گوشِ کراں آں حکایت را شنید
دیکھیں اندھوں نے وہ ساری خواریاں ۔۔۔ اور بہروں نے سنیں وہ زاریاں

خفتہ بودستید تا اکنوں شما ۔۔۔ تا کنوں جامہ دریدید از عزا
کیا ابھی تک سو رہے تھے تم پڑے؟ ۔۔۔ اب جو ماتم میں ہو کپڑے پھاڑتے

پس عزا بر خود کنید اے خفتگاں ۔۔۔ زانکہ بد مرگیست ایں خوابِ گراں
سونے والو! اپنا خود ماتم کرو ۔۔۔ ہے یہ غفلت موت [illegible]

روحِ سلطانے ز زندانے بجست ۔۔۔ جامہ چوں درّیم و چوں خائیم دست
روحِ سلطاں پائی چھوٹی قید سے ۔۔۔ کیوں گریباں ہم [illegible] کپڑے پھاڑتے

چونکہ ایشاں خسرو دیں بودہ اند — وقت شادی شد چو بگسستند بند

چونکہ وہ سب دین کے سردار تھے — جب رہائی مل گئی خوش ہو گئے

سوئے شادروان دولت تاختند — کندہ و زنجیرہا انداختند

قصر دولت کی طرف رخصت ہوئے — کاٹھ اور زنجیر سب کچھ چھوڑ کے

دور ملک ست و گہ شاہنشہی — گر تو یک ذرہ از ایشاں آگہی

دور اب اُن کا ہے اور شاہنشہی — کاش ذرہ بھر ہو تم کو آگہی

ورنہٗ آگہ برو بر خود گری — زانکہ در انکار نقل و محشری

گر نہیں آگاہ رو اے زشت خُو — کیونکہ حشر و نشر کا منکر ہے تو

بر دل و دین خرابت نوحہ کن — چوں نمے بیند جز ایں خاک کہن

دین اور دل پر خود اپنے نوحہ کر — دل کو کیا بجز خاک آتا ہے نظر

ور ہمے بیند چرا نبود دلیر — پشت دار و جاں سپار و چشم سیر

دیکھتا ہے۔ تو نہیں پھر کیوں دلیر — پشت دار اور جاں سپار اور چشم سیر

در رخت کو از پے دیں فرخی — گر بدیدی بحر کو کف سخی

ہے کہاں پھر سے بر دیں کی فرخی — بحر دیکھا۔ تو کہاں دست سخی

حریص دنیا کی تشبیہ چیونٹی سے

آنکہ جو دید آب را نکند دریغ — خاصہ آں کو دید دریا را و میغ

جس نے دیکھی نہر پانی کیوں نہ دے — خاص کر جو ابر و دریا دیکھ لے

مور بر دانہ ازاں لرزاں بود — کز خرمنگاہ خود عمیاں بود

اس لئے لرزاں ہے چیونٹی دانہ پہ — اس کو خرمن کی نہیں کچھ بھی خبر

مے کشد یک دانہ را از حرص و بیم — چوں نمے بیند چناں چاش عظیم

لاتی ہے اک دانہ حرص و خوف سے — جب بھرا خرمن نظر آتا ہے

صاحبِ خرمن ہمیگوید کہ ہے — اے زکوری پیشِ تو معدوم شے
صاحبِ خرمن یہ کہتا ہے کہ ہے — دانۂ ناچیز بھی یہ کوئی شے
تو ز خرمنہائے ما آں دیدۂ — کاندراں دانہ بجاں پیچیدۂ
دیکھا ہے خرمن سے دانہ ایک ہی — اس لئے تو اس میں ہے لپٹی ہوئی
اے بصورت ذرہ کیواں بہ بیں — مور لنگے رو سلیماں را بہ بیں
تو تو اک ذرّہ ہے کیواں کو بھی دیکھ — لنگڑی چیونٹی، جا سلیماں کو بھی دیکھ
تو نۂ ایں جسم بل آں دیدۂ — وارہی از جسم گر جاں دیدۂ
تو نہیں یہ آنکھ۔ تو ہے وہ نظر — جسم سے چھوٹے، ہو وجد جاں اگر
آدمی دیدہ ست و باقی پوست ست — دید آں باشد کہ دید دوست ست
آدمی دیدہ ہے باقی پوست ہے — دید اس کی جس کو دید دوست ہے
آدمی دیدہ است و باقی لحم و پوست — ہر چہ چشمش دیدہ است آں خیر اوست
آدمی دیدہ ہے باقی گوشت ہی — جو نظر آتا ہے، بہتر ہے وہی
کوہ را غرقہ کند یک خم ز نم — منفذے گر باز باشد سوئے یم
ایک مٹکا بھی ڈبو دے کوہ کو — ہاں سمندر میں گر اس کی سوت ہو
چوں بدریا راہ شد از جان خم — خم با جیحوں بر آرد اشتلم
راستہ خم کا جو دریا سے ملے — کیوں نہ پھر جیحوں پہ خم غالب رہے
زیں سبب قل گفتۂ دریا بود — گرچہ نطق احمدی گویا بود
اس لئے قل گفتۂ دریا ہوا — گرچہ نطق احمدی گویا ہوا
گفتۂ او جملہ دُرِّ بحر بود — کہ دلش را بود در دریا نفوذ
گوہر دریا تھا قول مصطفےٰ[۱] — ان کا دل دریا میں تھا ڈوبا ہوا

[۱] یعنی اس لئے قرآن مجید میں جو حقائق کے ساتھ امر آیا ہے وہ گو جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کہلوایا گیا ہے لیکن حقیقت میں دریا یعنی خدائے تعالےٰ کا کہا ہوا ہے۔

وادیِ دریا چوں ز چشمِ ما بود	چہ عجب گر ماہیِ دریا بود
اے دریا گر ہمارے چشم سے ہو	کیا عجب دریا ہو مچھلی دوستو
چشمِ حس افسردہ بر نقشِ ممر	تو ممرش می نہی و او مستقر
چشمِ حس ٹھٹھری ہے نقشِ راہ پر	وہ ٹکا ہے قائم اور تو کہتا ہے ممر
ایں دوئی اوصافِ دیدہ احولست	ورنہ اول آخر آخر اول است
یہ دوئی ہے چشمِ احول کا پتا	ورنہ جو ہے ابتدا و انتہا
ہیں گذر از نقشِ چشم در چشم نگر	کاندرو بحریست بے پایان و سر
نقشِ چشم کو چھوڑ چشم پہ غور کر	جس میں اک دریا ہے بے پایان و سر
پاک از آغاز و آخراں عذاب	ماندہ محروماں ز تہرش در عذاب
ابتدا اور انتہا سے بے حجاب	جو رہے محروم ہیں تہ تب عذاب
ایں چنیں چشم را تو دریا داں یقیں	زندہ از وے آسمان و ہم زمیں
ایسے چشمے کو تو دریا کر یقیں	اس سے زندہ آسماں ہیں اور زمیں
شد ز دریائے دوئی در عینِ وصل	شد ز دور و بسوئی در عینِ وصل
[illegible] دوئی سے عین [illegible]	ہو گئے یکسو نے سوئی ہے عین وصل
لیک حادث گشتہ اورا ہر وصال	شد خطاب و خطابِ ذوالجلال
مدا ایسا حاصل ہے تو یید وصال	ہے خطاب اس کا خطابِ ذوالجلال
لیک از آں گو یار چشم منصور وار	تا شود بردارِ شہرت و سوار
ہے لگنا سے وہ حق منصور وار	تاکہ ہو شہرت کی سولی پہ سوار
تا چنیں سر در جہاں ظاہر شود	مستقبل اندر جستجو ظاہر شود
تاکہ [illegible] ظاہر [illegible]	تو تلاشِ مقصد اس سے [illegible] ظاہر [illegible]

[illegible] ماہی حالت قائم [illegible] مگر تو اسے [illegible] سمجھتا ہے [illegible] کر دی

[illegible]

تا فزاید در جهاد و کوشش او | تا میسر گرددش دیدار او
تا کہ کوشش کی بڑھا دے آرزو | اور میسر اس کو ہو دیدار ہو

اهل دل آن جویها کز جو روان | بی دوئی یک گشته در دریای جان
اہل دل دریا میں ہیں نہر رواں | بے دوئی دریا میں ہو کر ایک جان

هین ز چه معکوس گرد این زندیش | بعث را کم کن اندر بعث بحث
مر کے جی اٹھنے سے واں کی خبر | جستجو سے بات چھوڑ اور بحث کر

شرط روز بعث اول مردنست | زانکه بعث از مرده زنده کردنست
شرط روز بعث ہے اول فنا | بعث ہے مر کر پھر آنا مردے کا

جمله عالم زین غلط کردند راه | کز عدم ترسند و آن آمد پناه
ساری دنیا نے غلط کی اپنی راہ | وہ عدم سے ڈرتے ہیں جو تھا پناہ

از کجا جوییم علم از ترک علم | از کجا جوییم سلم از ترک سلم
ہے نشان علم ترک علم سے | دوستی یا دوستی کے ترک سے

از کجا جوییم مال از ترک مال | از کجا جوییم قال از ترک قال
مال ترک مال سے ہوگا بحال | قال ترک قال ہی سے ہے عیاں

از کجا جوییم هست از ترک هست | از کجا جوییم سیب از ترک دست
[illegible] ہستی سے ابتر ترک کر | [illegible]

هم تو تانی کرد یا نعم المعین | دیده معدوم بین را هست بین
تو ہی کر سکتا ہے اے نعم المعین | دیدۂ معدوم بیں کو ہست بیں

دیده کو از عدم آمد پدید | ذات هستی را همه معدوم دید
آنکھ جو پیدا ہوئی ہے عدم سے [illegible] | ذات ہستی کو سمجھے [illegible] عدم

[illegible] اشارہ ہے

ایں جہاں منتظم محشر بود   گر دو دیدہ مبدل وانور شود

ہو جہاں منتظم محشر اگر   ہو مبدل اور روشن آنکھ اگر

زاں نہ بیند آں حقائق را تمام   کہ بریں خاماں بود فہمش حرام

اس لئے پنہاں حقائق ہیں تمام   خام لوگوں پر ہے فہم اس کا حرام

نعمتِ جنات خوش بر دوزخی   شد محرم گرچہ حق آمد سخی

نعمتیں جنت کی اہل نار پر   ہیں حرام ازبس سخی ہے دادگر

در دہانش تلخ گردد شہدِ خلد   چوں نبود از وافیانِ عہدِ خلد

اُن کے منہ میں تلخ تر ہے شہدِ خلد   کیونکہ توڑا ہے اُنہوں نے عہدِ خلد

مر شمارا نیز در سوداگری   دست کے جنبد چو نبود مشتری

اپنی ہی سوداگری کو دیکھ لو   ہاتھ کب ہلتا ہے جب گاہک نہ ہو

کے نظارہ اہلِ بخریدن بود   آں نظارہ گول گردیدن بود

دیکھنے والے میں اہلیت کہاں   ہے حماقت ہی حماقت بے گماں

پرس پرس ایں کایں بچند و آں بچند   از پے تضییعِ وقت و ریشخند

پوچھتا ہے دام ہر اک چیز کے   وقت ٹلنے اور تمسخر کے لئے

از ملولی کالا مے خواہد ز تو   نیست آں کس مشتری و کالہ جو

بے دلی خاطر سے ہے سودا مانگتا   وہ نہیں گاہک ترے اسباب کا

کالہ را صد بار دید و باز داد   جامہ کے پیمود او پیمود باد

مال دیکھا بار ہا سے لوٹا دیا   کپڑا کیا ناپا کہ ناپی تھی ہوا

کو قدوم و کرّ و فرِّ مشتری   کو مزاح و گنگلی سرسری

اس میں کب ہے کرّ و فرِّ مشتری   ہزل ہے یا مذاق سرسری

چونکہ در ملکش نباشد حبۂ   جز پئے گنگل چہ جوید جبۂ

جب گرہ میں اس کی اک کوڑی نہیں   جز تمسخر کیا کرے وہ بے یقیں

در تجارت نیستش سرمایۂ ۔ پس چہ شخص زشت او چون سایۂ

مول کیا لیگا کہ بے سرمایہ ہے ۔ جسم پر اُس کا مثال سایہ ہے

مایہ در بازار ایں دنیا زرست ۔ مایہ آنجا عشق و دو چشم ترست

پونجی اس بازار دنیا کی ہے زر ۔ اور اُس دنیا کا عشق اور چشم تر

ہر کہ او بے مایہ در بازار رفت ۔ عمر رفتش بازگشت و خام تفت

جو کوئی بازار بے پونجی گیا ۔ عمر بیتی۔ اور ناکارہ پھرا

ہی کجا بودی برادر ہیچ جا ۔ ہی چہ پختی بہر خوردن شوربا

یہ جگہ ہے ہیچ اس سے باہر آ ۔ کیا ہے کھانے کو پکاتا شوربا

مشتری شو تا بجنبد دست من ۔ لعل زاید معدن آبستِ من

مشتری ہو ہاتھ تا میرے ہلیں ۔ لعل چمکیں مخزن پوشیدہ میں

مشتری گرچہ کہ سست و باردست ۔ دعوتِ ایں کن کہ دعوت واردست

مشتری گو سست ہے اور سرد سا ۔ دے اُسے دعوت کہ دعوت ہے روا

باز پران کن حمام روح گیر ۔ در رہِ دعوت طریقِ نوح[1] گیر

باز اُڑا کر لے کبوتر روح کا ۔ رکھ تو دعوت میں طریقہ نوحؑ کا

خدمتے مے کن برائے کردگار ۔ با قبول و ردِ خلقانت چہ کار

کر فقط خدمت خدا کے واسطے ۔ کیا قبول ورد سے مطلب تجھے

نے قبول اندیش و نے ردّ اے غلام ۔ امر او و نہی او مے بیں مدام

چھوڑ دے اندیشۂ ردّ و قبول ۔ دیکھ امر و نہی کو مت ہو ملول

[1] یعنی جیسے حضرت نوح علیہ السلام باوجود مخالفت نو سو برس تک دعوت توحید میں مصروف رہے ۔۔

خالی مکان میں ایک سائل کا آنا

آں یکے میزد سحوری بر درے	در گہے بود و رواق مہترے
در پر اک سائل تھا سحری مانگتا	تھی وہ اک درگاہ و قصر بڑا
نیم شب میزد سحوری را بجد	گفت او را قائلے کاے مستند
نصف شب تھی سعی سحری کے لئے	کہنے والے نے کہا یہ دیکھ کے
اول وقت سحر زن ایں سحور	نیم شب نبود گہ ایں شر و شور
صبح دم آ کر تو سحری مانگنا	شور و شر کرنا ہے نصف شب برا
دیگر آنکہ فہم کن اے بوالہوس	کاندریں خانہ درون خود ہست کس
کچھ سمجھنا چاہئے اسے بوالہوس	اس مکاں میں کوئی رہتا بھی ہے یا نہیں
کس دریں جا نیست جز دیو و پری	روزگار خود چہ یاوہ میبری
کون ہے اس گھر میں بجز دیو و پری	وقت کیوں کھوتا ہے اپنے بس ہے توئی
بہر گوشے میزنی دف گوش کو	ہوش باید تا بداند ہوش کو
دف بجاتا ہے کوئی سنتا بھی ہو	چاہئے کو ہوش والا بھی تو ہو
گفت گفتی بشنو از چاکر جواب	تا نمانی در تحیر و اضطراب
بولا سائل کہہ چکا اب سن جواب	تا نہ ہو حسرت سے تجھ کو اضطراب
گرچہ ہست ایں دم بر تو نیم شب	نزد من نزدیک شد صبح طرب
گو ہے تیرے واسطے یہ نیم شب	ہے مگر میرے لئے صبح طرب
ہر شکستے نزد من پیروز شد	جملہ شبہا پیش چشمم روز شد
سب شکستیں فتح ہیں میرے لئے	سب یہ راتیں ہو گئی ہیں دن مجھے
پیش تو خونست آب رود نیل	پیش من آبست نے خون اے نبیل
تجھ کو ہے دریائے نیل خون کا	سامنے میرے ہے پانی خوں نہیں

در حق تو آهن ست آن ور خام	پیشِ داؤدِ نبی موم ست و رام
تیری نظروں میں ہے لوہا ناتمام	سامنے داؤدؑ کے ہے موم و رام
پیشِ تو گه بس گرانست و جماد	مطرب ست او پیشِ داؤدِ استاد
بھی اک کوہ ہے تیرے لئے	اور ہے مطرب سامنے داؤدؑ کے
پیشِ تو آں سنگریزه ساکت ست	پیشِ احمدؐ بس فصیح و قانت ست
تیرے آگے سنگریزہ ہے خموش	پیشِ احمدؐ ہے فصیح و نطق کوش
پیشِ تو استونِ مسجد مرده ایست	پیشِ احمدؐ عاشقِ دل برده ایست
گو ستونِ مسجد کا مُردہ ہے تجھے	پیشِ احمدؐ ہے وہ عاشق جاں سے
جمله اجزائے جہاں پیشِ عوام	مرده و پیشِ خدا دانا و رام
مُردہ اجزائے جہاں پیشِ عوام	اور ہیں پیشِ خدا دانا و رام
وانچه گفتی کاندریں قصر و سرا	نیست کس چوں میزنی ایں سنگ را[۱]
کیا کہا تو نے نہیں گھر میں کوئی	کیوں ستاتا ہے یہاں تو حجر بھی
بہرِ حق ایں خلق زرہا مے دہند	صد اساسِ خیر و مسجد مے نہند
بہرِ حق دیتی ہے خلقت مال و زر	رکھتے ہیں مسجد کی بنیادیں بشر
مال و تن در راهِ حج دور دست	خوش ہمے بازند چوں عشاقِ مست
مال اور تن حج زیارت کے لئے	صورتِ عشاق دیتے ہیں ہارے
ہیچ میگویند کاں خانه تہی ست	ایں سخن کے گوید آنکش آگہیست
کوئی کہتا ہے نہ خالی ہیں مکاں	ہے جو واقف کب کہے یہ آگہ یہاں
بلکه بینند سرائے دوست را	آنکه از نورِ الستش ضیا
دیکھتے ہیں دوست سے آباد گھر	ہے جنہیں سوزِ الٰہی کی خبر

۱؎ سنگ مرمر

بس سرابے جز رجوع و نہی | پیش چشم عاقبت بینان تہی

اس سراب ... [illegible] | دو ... آنکھ ... جو خالی ہیں

ہر کرا خواہی تو در کعبہ بجو | تا بدو یابی در زماں پیش تو او

ڈھونڈ ... [illegible] | ... نظر آنے لگے

گر نبودے کو تا خر و خالی بودے | از زیب اللہ کے خالی بود

... فاخر و خالی کو ... | ... اللہ ... خالی کو ...

ور بود حاضر منزہ از رتاج | باقی ... برائے احتیاج

ہونے ... حاضر ... [illegible] | ... کو کسی کے ...

ہیچ ... گوید کہ ہیں لبیک ہا | ... کہ نیم آخر چرا

... [illegible] | کبھی ... کہ ہم جب ... سنتے ...

کو ندا ما خود آنکہ لبیک ... | ... چوں شہ تہی

... کتا ... لبیک ... | ... دعائیں تھی

بلکہ تو قشتے کہ لبیک آمد | ... از احد

بلکہ ... لبیک کی | ... کو ...

من ... [illegible] | ... کیمیا

... سمجھ ... کہ یہ قصہ ... | ... [illegible]

پس خود را بر طریق نیروم | ... سے زخم

اپنے ... کو ... [illegible] | ... [illegible]

تا بجو شد زاں ... [illegible] | ... [illegible]

... [illegible] | ... [illegible]

... یعنی ... [illegible]

خلق در صفت ثنائی کارزار ۔ جان ہمے بازند بہر کردگار

بندۂ حق درمیان کارزار ۔ جان کر دیتے ہیں خالق پر نثار

آن یکے اندر بلا ایوب وار ۔ وان دگر در صابری یعقوب وار

اک بلاؤں میں اگر ایوب ہے ۔ دوسرا بھی صبر میں یعقوب ہے

آن یکے در خوی نوح اندر [illegible] ۔ وان دگر چون احمد اندر صدق حرب

ایک مثل نوح ہے ہم [illegible] ۔ دوسرا ہے مثل مصطفیٰ

آن یکے [illegible] بوذر پر صدر ۔ وان دگر در استقامت چون عمرؓ

[illegible] ۔ دوسرا ہے استقامت میں عمرؓ

صد ہزاران خلق تشنہ و ستمند ۔ بہر حق از طمع جہدے می کنند

[illegible] ۔ جہد کرتے ہیں خدا کے واسطے

من ہم از بہر خدا در حق ولے ۔ [illegible]

[illegible] ۔ کھو بیٹھا ہوں [illegible] بہر سحور

[illegible] مشتری ۔ [illegible] کے باشد ای جان مشتری

مشتری ہے [illegible] ۔ [illegible]

[illegible] ۔ بیند [illegible] نور ضمیر مقتبس

[illegible] ۔ [illegible] ہے تجھے نور ضمیر

می ستاند این جسم فنا ۔ میدہد ملکے برون از وہم ما

[illegible] جسم [illegible] وہ ۔ [illegible] اک ملک [illegible]

می ستاند قطرۂ چندے ز اشک ۔ میدہد کوثر کہ آرد قند رشک

لیتے ہیں چند قطرے اسکے ۔ دیتا ہے کوثر [illegible] وہ [illegible] سے

می ستاند آہ پر سودا و دود ۔ میدہد ہر آہ را صد جاہ و سود

لیتے وہ پر درد آہیں حق سے ۔ دیتا ہے [illegible] آہ کو [illegible]

نقد آور تا کنی سودا ازاں ‏ ‏ ‏ ‏ شبہ اگذار تا نکنی زیاں

نقد لا تا اُس سے کچھ سودا پٹے ‏ ‏ ‏ ‏ چھوڑ شبہ، تا نہ نقصاں میں رہے

پادشاہے کابر اشکِ چشم ساند ‏ ‏ ‏ ‏ مر خلیلے را بداں اوّاہ خواند

بادشہ ایسا جو ابر اشک اٹھا ‏ ‏ ‏ ‏ پھر ابراہیمؑ اوّاہ کا[1] کہا

ہیں دریں بازار گرم بے نظیر ‏ ‏ ‏ ‏ کہنہ ہا بفروش و ملکِ نو بگیر

گرم یہ بازار ہے غفلت نہ کر ‏ ‏ ‏ ‏ بیچ کہنہ سے بیا ملک اے پسر

ور ترا شکّے و ریبے رہ زند ‏ ‏ ‏ ‏ تاجرانِ انبیا را کن سند

اور اگر دل میں ہو تیرے شکِّ بد ‏ ‏ ‏ ‏ تاجرانِ انبیاء سے لے سند

بسکہ افزود آں شہنشہ بختِ شاں ‏ ‏ ‏ ‏ مے نتانند کشیدن رختِ شاں

بس بڑھایا اُن کا رتبہ شاہ نے ‏ ‏ ‏ ‏ کوہ سے اسباب اُن کا کب اٹھے

حضرتِ بلال رضؓ کا قصّہ

تن فدائے خار میکرد آں بلالؓ ‏ ‏ ‏ ‏ خواجہ اش میزد برائے گوشمال

خار سے مجروح تھا جسمِ بلالؓ ‏ ‏ ‏ ‏ مارتا تھا خواجہ بہرِ گوشمال

کہ چرا تو یادِ احمدؐ مے کنی ‏ ‏ ‏ ‏ بندۂ بد منکرِ دینِ منی

کس لئے کرتا ہے یادِ مصطفےٰؐ ‏ ‏ ‏ ‏ کیوں ہے میرے دیں سے منکر ہوا

میزد اندر آفتابش او بخار ‏ ‏ ‏ ‏ او احد میگفت بہرِ افتخار

دھوپ میں وہ مارتا تھا اُن کے خار ‏ ‏ ‏ ‏ اور وہ کہتے تھے "احد" با افتخار

تاکہ صدیق آں طرف میگشت تفت ‏ ‏ ‏ ‏ آں احد گفتن بگوشش در رفت

حضرتِ صدیقؓ جا نکلے اُدھر ‏ ‏ ‏ ‏ وہ "احد" کہنا سُنا ٹھٹکے مگر

[1] قولہ تعالیٰ اِنَّ اِبْرٰہِیْمَ لَاَوَّاہٌ حَلِیْمٌ ۵ یعنی حضرت ابراہیمؑ دردمند اور بُردبار ہیں ۔

چشمِ او پُر آب شد دل پُر عنا	زاں احد مے یافت بوئے آشنا
آنکھ بھر آئی، تو دل غمگیں ہوا	اُس "احد" سے آئی بوئے آشنا
بعد ازاں خلوت بدیدش پند داد	کز جہوداں خفیہ میدار اعتقاد[2]
پھر یہ خلوت میں نصیحت ان کو کی	تو یہودی سے چھپا مذہب ابھی
عالم السرست پنہاں دار کام	گفت کردم توبہ پیشت اے ہمام
وہ خدا دانا ہے۔ چھپ کر کام لے	بولے وہ۔ توبہ ہے میری آج سے
روزِ دیگر از پگہ صدیقؓ تفت	آں طرف از بہرِ کارے مے برفت
دوسرے دن پھر گئے صدیقؓ اُدھر	صبحدم کچھ کام تھا۔ پہنچے مگر
باز احد بشنید و ضربِ زخمِ خار	بر فروزید از دلش سوز و شرار
پھر "احد" اور پھر وہ ضرب زخمِ خار	سُلگے بھڑکے قلب میں غم سے شرار
باز پندش داد و باز او توبہ کرد	عشق آمد توبۂ او را بخورد
پھر نصیحت کی انھوں نے توبہ کی	عشق آیا اور توبہ توڑ دی
توبہ کردن زیں نمط بسیار شد	عاقبت از توبہ او بیزار شد
توبہ اس صورت جو ٹوٹی چند بار	توبہ کرنے سے ہوئے وہ رستگار
فاش کرد اسپرد تن را در بلا	کاے محمدؐ اے عدوئے توبہا
بس بلا بس، راز کھولا مُو بہ مُو	اے محمدؐ! دشمنِ توبہ ہے تو
اے تنِ من وائے رگِ من پُر ز تو	توبہ را گنجا کجا باشد درو
جسم کی رگ رگ تجھی سے ہے بھری	اب کہاں توبہ کی گنجایش رہی
توبہ را زیں پس ز دل بیروں کنم	از حیاتِ خلد توبہ چوں کنم
توبہ سے توبہ ہے میری، کیا کروں	کیا حیاتِ خلد سے توبہ کروں؟

[1] یعنی حضرت بلالؓ نے کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں۔ [2] آیندہ علانیہ اعلانِ مذہب و اعتقاد نہ کروں گا۔

عشق قہارست و من مقہور عشق
چوں قمر روشن شدم از نور عشق

عشق ہے قہار میں مقہور عشق
جوں قمر روشن ہوں لیکن نور عشق

برگ کاہم پیش تو اے تند باد
من چہ دانم تا کجا خواہم فتاد

اے ہوائے تیز برگ کاہ ہوں
کیا خبر مجھ کو کہاں جا کر پڑوں

گر ہلالم ور بلالم میدوم
مقتدی [illegible] میشوم

ہوں ہلال اور یا بلال اب اے نبی
[illegible]

ماہ را با زردی و زاری چہ کار
در پئے خورشید پوید سایہ وار

چاند کو کیا گر یہ و زاری سے ہے کام
دوڑتا ہے پیچھے سورج کے مدام

با قضا سرکوفت زرے مے دہد
ریشخند سبلت تو مے کند

ہے قضا سے جو کوئی اڑنا چاہتا
ایسی مونچھوں کا اڑائے مضحکہ

کاہ برگے پیش باد آنگہ قرار
رستخیزے وانگہانے فکر کار

کاہ ہو پیش ہوا اور پھر قرار
رستخیز کا دن سامنے اور فکر کار

گربہ در انبانم اندر دست عشق
یکدمے بالا و یکدم پست عشق

ہوں میں بلی ہاتھ میں اس عشق کے
کبھی بالا کبھی پست کرتا ہے وہ مجھے

او ہمے گرداندم بر گرد سر
نے بزیر آرام دارم نے زبر

سر سے اونچا ہے گھماتا بار بار
نیچے کر اوپر ہے نہ نیچے قرار

عاشقاں در سیل تند افتادہ اند
بر قضائے عشق دل بنہادہ اند

تیز طوفاں میں ہیں عاشق سر بسر
رکھ دیا ہے دل قضائے عشق پر

ہمچو سنگ آسیا اندر مدار
روز و شب گرداں و نالاں بیقرار

مثل سنگ آسیا اندر مدار
روز و شب چکر میں ہیں اور بیقرار

ل؎ عکی عامہ

گردش بہر جوئے جویان شی ہاست | تا نگوئی کہ ایں جور آمد است

گردش اس کی بہت بڑی اکثر ہے | [illegible] والی [illegible] کوئی کہہ سکے

گر نمی بینی تو جور ا در کنیں | گردش دولاب آبی را ببیں

پھر اگر تجھ کو بس آئی نظر | دور دولاب فلک پر غور کر

چوں قرارے نیست گردوں را ازو | اے دل اختر وار آرامے مجو

آسماں ہے بے قرار اس سے بد | دل لے مارے [illegible] سکوں ہرگز کبھی

گر زنی در شاخ دستے کے بود | ہر کجا پیوند سازی بسلد

شاخ اصلی ہے اگر تو کیوں ہلے | گر کرے پیوند بھی تو فصل پڑے

گر نمی بینی تو تدبیر قدر | در عناصر گردش و جنبش نگر

[illegible] | گر دکھتی نہ گر عناصر کی نظر

زانکہ گردش ہائے آن خاشاک و کف | با [illegible] دریا شرف

گردش [illegible] کی [illegible] | جوش دریا ہی سے ہیں اے مدعی

باد سرگرداں ببیں اندر خروش | پیش امرش موج دریا بیں بجوش

[illegible] | [illegible] دریا [illegible] کوشش

آفتاب و ماہ [illegible] | [illegible] گردش [illegible] بیں

[illegible] | [illegible] وقت ہی [illegible] دیکھ لو

اختراں [illegible] | ہر کجا ہر نحس و سعدے مے شوند

تارے پھرتے ہیں کہ دل میں شوق ہے | [illegible] مرکب [illegible] سعد و نحس کے

اختراں چرخ گردوں سے | دیں حواس کا [illegible]

چرخ کے تارے [illegible] | [illegible] حواس

اختران چشم و گوش ہوش را | شب کجا [illegible] بیداری کجا

تارے چشم و گوش کے اے مہرباں | ہاں کہاں دن ہیں [illegible] شب کہاں

گاه در سعد و وصال دلخوشی	گاه در نحس و فراق مهوشی
گہ سعادت ہے خوشی وصل کی	اور جدائی کی نحوست ہے کبھی
ماه گردون چون درین گردش بدست	گاه تاریک و زمانی روشن ست
چونکہ اس چکر میں ہے چاند آ گیا	اسلئے تاریک اور روشن ہوا
گه بهار و صیف همچون شهد و شیر	گه سیاست هائے برف و زمهریر
ہے کبھی تو فصل گل میں شہد و شیر	اور کبھی سختی برف و زمہریر
چونکه کلیات پیش او چو گوست	مسخره و سجده کن تسخیر اوست
گیند سا ہے اس کے آگے سب جہاں	سجدے میں ہے اور مسخر ہے گماں
تو که یک جزوی دلا زین صد هزار	پیش حکمش چون نباشی بیقرار
تو کہ ہے اک جزو خلق بے شمار	کیوں نہ اس کے حکم سے ہووے فرا
چون ستورے باش در حکم امیر	گه در آخور حبس و گاہے در مسیر
مان گھوڑے کی طرح حکم امیر	تھاں پہ ہے اور کبھی صرف مسیر
چونکه بر میخت ببندد بسته باش	چون گشاید چابک و برجسته باش
میخ سے جب باندھ دیں خاموش ہو	کھول دیں تو چست اور پھرتی ہو
آفتابے بر فلک کژ سر جهد	در سیه روئی کسوفش میدهد
چرخ پر ٹیڑھا چلے گر آفتاب	تو سیہ روئی سے ہوتا ہے خراب
کز ذنب پرهیز کن هین هوش دار	تا نگردی تو سیه رو دیگ وار
ہوش میں آ چھوڑ بد افعال کو	تا سیہ روئی نہ مثل دیگ ہو
ابر را هم تازیانه آتشین	میزند کانچنان رو نے چنین
آتشیں لگتا ہے کوڑا ابر کے	اس طرح چل، اور نہ ٹیڑھی راہ لے

ؔ۵ سیر گاه

برفلاں وادی ببارایں سو مبار	گوشمالش میدہد کہ گوش دار
کر فلاں وادی پہ بارش یاں نہ کر	گوشمالی نہی ہے سن اے کپر
عقلِ تو از آفتابے بیش نیست	اندراں فکرے کہ نہی آمد مایست
عقل تیری کب ہے سورج سے سوا	پھر تو فکر نہی میں رکتا ہے کیا
کم زنہ اے عقل تو ہم گامِ خویش	تا نیابد آں کسوفت نہ وبہ پیش
تو بھی اے عقل اب نہ رکھ ٹیڑھا قدم	تاکہ گہن کا تجھ کو حاصل ہو نہ غم
چوں گنہ کمتر بود از آفتاب	منکسف بینی و نیمے نور و تاب
ہوتے ہیں سورج سے جب کمتر گناہ	نصف روشن نصف رہتا ہے سیاہ
کہ بقدرِ جرم مے بینم ترا	ایں بود تقدیر در داد و جزا
ہوں بقدرِ جرم تجھ کو دیکھتا	ہے یہی اندازۂ داد و جزا
خواہ نیک و خواہ بد فاش و ستیر	بر ہمہ اشیا سمیعیم و بصیر
نیک ہو یا بد ہو - پیدا یا نہاں	دیکھتے سنتے ہیں ہم سب کچھ یہاں
زیں گذر کن اے پدر نوروز شد	خلق از اخلاقِ خوش بہ فوز شد
آگیا[1] نوروز چھوڑ اسکو پدر	خلق ہے اخلاق خوش سے بار ور
باز آمد شاہِ ما در کوئے ما	باز آمد آبِ جاں در جوئے ما
شاہ پھر گلیوں میں اپنی آگیا	آبِ جاں ندی میں اپنی پھر چڑھا
مے خرامد بخت و دامن میکشد	نوبتِ توبہ شکستن مے رسد
ہے خرامِ بخت با ناز و ادا	وقت توبہ ٹوٹنے کا آگیا
توبہ را بارِ دگر سیلاب برد	فرصت آمد پاسباں را خواب برد
توبہ کو طوفاں کی موجیں لے گئیں	پاسباں کی بند اب آنکھیں ہوئیں

[1] حضرت بلال رضـ حضرت صدیق اکبرؓ سے کہہ رہے ہیں۔

ہر خماری مست گشت بادہ نوش	زحمت را امشب گرد خو ہیچم کرد
مست ہے ہر مست ... پی ہیں ...	آج سب رکھ دینگے رہن اسباب ہم
زاں شراب لعل و لعل جاں فزا	لعل اندر لعل اندر لعل ما
ہے شراب لعل و لعل جاں فزا	لعل میں ہے لعل اسے تیسرے لعل
باز خرم گشت مجلس دل فروز	خیز دفع چشم بد اسپند سوز
خرم دل افروز ہے صرف سرور	اٹھ جلا اسپند کہ چشم بد ہو دور
نعرۂ مستانہ خوش می آیدم	تا ابد جانا چنیں می بایدم
نعرۂ مستانہ بھاتا ہے مجھے	تا ابد جاناں یہی بس چاہیے
تک ہلالے با بلالے یار شد	زخم خار او گل و گلزار شد
وہ ہلال اب ہو گیا یار بلال	زخم خار اس کے ہیں گلزار و جمال
گر ز زخم خار تن غرباں شد	جان و جسمم گلشن اقبال شد
جسم زخم خار سے غربال ہے	جان اب گلشن اقبال ہے
تن بہ پیش زخم خار آں جہود	جان من مست و خراب آں ودود
جسم ہے میرا پئے زخم یہود	جان میں ہے مستی عشق ودود
بوئے جانی سوئے جانم می رسد	بوئے یار مہربانم می رسد
بوئے جاناں سے رہی ہے جاں میں	بوئے یار مہرباں آتی ہے مجھے

حضرت صدیق رض آنحضرت صلعم کے حضور میں

از سوئے معراج آمد مصطفیٰ صلعم	بر بلالش حبذا آں حبذا
مصطفیٰ صلعم معراج سے لوٹے ادھر	مرحبا اُن کے بلال رض ان پر
چونکہ صدیق او بلال دم درست	ایں شنید از توبہ او دست شست
دیکھ کر صدیق رض بر حال بلال رض	توبہ سے ہاتھ دھو لیے اُن کی کمال

بعد ازاں صدیق نزد مصطفیٰ	گفت حال آں بلالؓ با صفا
بعد ازاں [illegible]	کہہ دیا حال بلال رضہ با صفا
کاں فلک پیمائے میموں بال چست	ایں زماں از عشق اندر دام تست
آسماں پیما ہے [illegible]	آپ کے دام محبت میں اسیر
باز سلطانست زاں چغداں برنج	در حدث مدفون شدست آں زفت گنج
باز سلطاں کو ہے ان چغدوں سے رنج	دفن ہے کسی نجاست میں وہ گنج
چغدکاں بر باز استم میکنند	پر و بالش بے گناہے میکنند
بہت کرتے ہیں ستم اس باز پر	بے گنہ نوچتے ہیں اس کے بال و پر
جرم او اینست کو بازست و بس	غیر خوبی جرم یوسفؑ چیست پس
جرم یہ ہے باز ہے وہ باوفا	جرم یوسفؑ ہے سوا خوبی کے کیا
چغد را ویرانہ باشد زاد و بود	ہستشاں بر باز زاں خشم و جحود
چغد کا ویرانہ میں ہوتا ہے گھر	باز سے ہے اس لئے ترچھی نظر
کہ چرا مے یاد آری تو ازاں	لالہ زار و جویبار و گلستاں
کس لئے کرتا ہے یاد اسے بے نوا	لالہ زار اور جوئبار اور گلستاں
یا بیاری یاد دست بود آں دیار	یا ز قصر و ساعد آں شہریار
یاد تجھ کو آتا ہے گھر وہ دیار	قصر شاہی اور دست شہریار
در دہ چغداں فضولی مے کنی	فتنہ و تشویش در مے افگنی
گاؤں میں چغدوں کے بک بک کرے	فتنہ اور تشویش دیتا ہے بڑھا
مسکن ما را کہ شد رشک اثیر[1]	تو خرابہ دانی و خوانی حقیر
گھر ہمارا جو کہ ہے رشک اثیر[1]	جانتا ہے تو خرابہ اور حقیر

[1] آسماں

قید آوردی کہ تا چند این ما ۔۔۔ مر ترا سازند شاہ و پیشوا
دیتا ہے دھوکے کہ چندوں کا حصا ۔۔۔ تجھ کو سلطاں مان لے یا پیشوا

وہم و سودائے در ایشاں مے تنی ۔۔۔ تا ہم اہل فردوس ویراں میکنی
وہم و سودا اُن میں پھیلاتا ہے تو ۔۔۔ عہد کو ویران ٹھہراتا ہے تو

بہر حسرت چنداں نیم اے صفات ۔۔۔ تا بگوئی ترک شد ترہات
انی دھولیں سر پہ ماریں گے ترے ۔۔۔ تا کہ چھوٹے تو فریب اور مکر سے

پیشِ مشرق چار میخش مے کنند ۔۔۔ تن برہنہ شاخ خارش مے زنند
چار میخہ؎ کرکے وہ مثلِ سحر ۔۔۔ مارتے ہیں خار ننگے جسم پر

از تنش صد جائے خوں بر مے جہد ۔۔۔ او احد مے گوید و سر مے نہد
سو جگہ سے خون ہوتا ہے رواں ۔۔۔ وہ "احد" کہتا ہے ۔ ہو کر ناتواں

پند ہا دادم کہ پنہاں دار دیں ۔۔۔ سر بپوشاں از جہودانِ لعیں
کی نصیحت میں نے رکھ مذہب نہاں ۔۔۔ ان لعینوں سے نہ کر اس کو عیاں

عاشق ست او را قیامت آمدہ است ۔۔۔ تا در توبہ برو بستہ شدہ است
وہ ہے عاشق ۔ اس پہ ٹوٹا حشر آہ ۔۔۔ ہو گیا سد اس پہ در توبہ کا شاہ

عاشقی و توبہ یا امکانِ صبر ۔۔۔ این محالے باشد اے جاں بس سطبر
عاشقی اور توبہ یا امکانِ صبر ۔۔۔ ہیں محالاتِ محبت ۔ اور جبر

توبہ کرم و عشق ہمچوں اژدہا ۔۔۔ توبہ وصفِ خلق واں وصفِ خدا
توبہ کیڑا ۔ عشق مثلِ اژدہا ۔۔۔ توبہ وصفِ خلق؛ وہ وصفِ خدا

عشق ز اوصافِ خدائے بے نیاز ۔۔۔ عاشقی بر غیرِ او باشد مجاز
عشق ہے وصفِ خدائے بے نیاز ۔۔۔ عشق کرنا دوسروں سے ہے مجاز

؎ چار میخ کرنے کی سزا عہدِ فرعون میں ایجاد ہوئی تھی۔ اس طرح کہ دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں میں میخیں ٹھونک کر چھاتی پر بوجھ رکھ دیا جاتا تھا۔

زانکہ آں حسن زراندود آمدہ است — ظاہرش نور اندروں دود آمدہ است

کیونکہ اس میں ہمہ ملمع ہے عیاں — ظاہر اسکے نور اندر دھواں

چوں رود نور و شود پیدا دخاں — بفسرد عشق مجازی آں زماں

نور جب رخصت ہو اور چھٹکے دھواں — ماند ہو عشق مجازی بے گماں

چوں شود پیدا و غارت غم فزا — بفسردے عشق ماندے ہوا

جبکہ پیدا ہو یہ دود غم فزا — ہو ہوس باقی نہ عشق اس سوا

وا رود آں حسن سوئے اصل خود — جسم ماند گندہ و رسوا و بد

حسن اپنی اصل کی جانب اڑے — جسم گندہ اور برا باقی رہے

نور مہ راجع شود ہم سوئے ماہ — وا رود عکسش ز دیوار سیاہ

چاند کا جب نور لوٹے سوئے ماہ — عکس جائے اور ہوں دیواریں سیاہ

لیک زاں نورے بود نے زندگی — بے جمالش ماند و نے فرخندگی

منتظر اس جب نور ہو نے زندگی — حسن ہو باقی نہ کچھ فرخندگی

پس بماند آب و گل بے آں نگار — گردد آں دیوار بے مہ دیووار

آب و گل رہ جائے باقی بے نگار — گرد اس دیوار کے شیطان وار

قلب اکاں زر ز روئے او بجست — باز گشت آں زر بکان خود نشست

کھوٹا سکہ قلب پر زر کا کسا — لوٹ کر زر کان میں اپنی گیا

پس مس رسوا بماند دود وش — رو سیہ تر زد بماند عاشقش

رہ گیا تانبا بہت رسوا ہوا — رو سیہ تر عاشق اس کا ہوا

عشق بینایاں بود بر کان زر — ہر زمانے لاجرم مشغول تر

کان سے کرتے ہیں عشق اہل نظر — جو کہ بڑھ جاتا ہے ہر دم بیشتر

لہ مجازاً یہاں ڈاڑھی سے مراد ہے ۔

زانکہ کان را در زری نبود شریک
مرحبا اے کان زر لا شک فیک

کان کے زر میں نہیں کوئی شریک
آفریں اے کان زر لاریب فیک

ہر کہ قلبے اکند انبار کان
وارہد زر تا بکان از لامکاں

کھوٹے کو گر کان میں کوئی ملا سکے
لامکاں سے دور نہ وہ کان جانے

عاشق و معشوق مردہ ز اضطراب
ماندہ ماہی رفتہ زاں گرداب آب

عاشق و معشوق میں ہے اضطراب
رہ گئی مچھلی گیا طوفان آب

عشق ربانیست خورشید کمال
امر نور اوست خلقاں چوں ظلال

عشق ربانی ہے خورشید کمال
سایہ خلقت امر نور ذو الجلال

آنحضرت صلعم کا جناب صدیق رضی اللہ عنہ کو بیع بلال رض کے لئے وکیل بنانا

مصطفےٰ زیں قصہ چوں خوش برشکفت
رغبت افزوں گشت او را ہم بگفت

کھل گئے سن کر یہ قصہ مصطفے
کی بیاں دل میں بڑھی رغبت سوا

مستمع چوں یافت ہمچو مصطفےٰ
ہر سر مویش زبانے شد جدا

مصطفےٰ سا سامع پایا جب کمال
ہو گیا گویا زباں ہر بال بال

مصطفےٰ گفتش کہ اکنوں چارہ چیست
گفت ایں بندہ خریدار ویست

پوچھا اسے صدیق اب چارہ ہے کیا
بولے یہ بندہ خریدار ہے یا مصطفےٰ

ہر بہا کہ گوید او را من خرم
در زیان و حیف ظاہر ننگرم

دوں گا جو کچھ مجھ سے مانگے گا وہ دام
کچھ نہ دیکھوں گا میں نقصاں لا کلام

کو اسیر اللہ فی الارض آمدست
سخرہ خشم عدو اللہ شدہ است

وہ اسیر حق ہے اب بے بس ہوا
دشمنوں کے حق کے آ کر پھنس گیا

لہ یعنی تجھ میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

مصطفیٰ را وعدہ کرد الطاف حق — [illegible] بشنوم انباز تو

[illegible] — میں ابھی [illegible] ہوا ہوں [illegible]

تو دلیلا باش [illegible] — [illegible] تا [illegible]

نصیحت [illegible] — [illegible] سے تو

گفت صد حجت [illegible] — [illegible] خدا ان [illegible]

تو نے میں حاضر ہوں اور [illegible] — سب [illegible] یہودی نے [illegible]

گفت با خود کز [illegible] گہر — [illegible] آب [illegible] فریدون [illegible]

دل میں سوچا [illegible] گہر — [illegible]

[illegible] ایشاں [illegible] — [illegible] خرد [illegible] بیاد [illegible] غول

عقل والوں [illegible] — [illegible]

آں چناں زینت دہد مردار را — کہ خرد زایشاں دو صد گلزار را

وسوسہ کے شیطان [illegible] — [illegible] دل نے [illegible] سو گلزار کو

آں چناں [illegible] بنماید سحر — کہ خساں صد [illegible] سحر

[illegible] — مسلماں [illegible]

انبیا [illegible] — [illegible] ایشاں شمع دیں افروختند

انبیاء [illegible] — [illegible] آگے [illegible] کی حلاوت

دیو و غول [illegible] ساحرا [illegible] — [illegible] نظر شاں زشت کرد

[illegible] — [illegible] سے ان کو [illegible] کر دیا

زشت [illegible] چادر [illegible] — تا طلاق افتد میان جفت و شو

سحر سے دشمن کے ہوتا ہے طلاق — [illegible] درمیان مرد و زن تا ہو طلاق

۱ یعنی دنیا کو۔

دیدہ ہا شان را بسحرے دوختند	تا چنین گوہر بخس بفروختند
خوب سی دیں ان کی آنکھیں سحر سے	تا کہ تنکے سے گہر کو بیچ دے
این گہر از ہر دو عالم برترست	ہین بخر زین طفلِ نادان کو خرست
یہ گہر کونین سے ہے بے بہا	مول اس لڑکے سے لے جو ہے گدھا
نزدِ خر خرمہرہ و گوہر یکیست	آن اشک را در دُر و دریا شکیست
ہے گدھے کو ایک کوڑی اور گہر	ہے دُر و دریا پہ شک اس کو مگر
منکرِ بحرست و گوہرہائے او	کے بود حیوان دُر و پیرایہ جو
منکرِ دریا و گوہر ہے سدا	اس کو خوبی کیا نظر آئے بھلا
در سرِ حیوان خدا ننہادہ است	کو بود در بندِ لعل و دُر پرست
سر میں حیواں کے یہ قوت ہی نہیں	لعل و گوہر وہ سمجھا ہے کہیں؟
مر خران را ہیچ دیدی گوشوار	گوش و ہوش خر چہ باشد سبزہ زار
گوشوارہ کب گدھے کو سازگار	اس کے گوش و ہوش کہاں ہیں؟ سبزہ زار
احسن التقویم در والتین بخوان[1]	کہ گرامی گوہرست ای دوست جان
احسن التقویم پڑھ والتین میں	مرتبے انسان کے تجھ پر کھلیں
احسن التقویم از فکرت برون	احسن التقویم از عرشش فزون
احسن التقویم[2] باہر فکر سے	احسن التقویم افزوں عرش سے
گر بگویم قیمتِ آن ممتنع	ہم بسوزم ہم بسوزد مستمع
قیمت اس نایاب شے کی کر بیاں	میں جلوں اور سننے والا بھی جلے

[1] سورہ والتین میں خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ یعنی بے شک ہم نے انسان کو اچھی صورت اور اچھی حالت پر پیدا کیا

[2] یعنی فکر سے بالاتر ہے۔

لب ببند آنجا و آنسو تر مران — رفت آن صدیقؓ سوئے آن خران

اس لئے خاموش رہنا چاہئے — پہنچے صدیق رضؓ اُن گدھوں کے سامنے

حلقہ بر در زد چو در را واگشود — رفت بیخود در سرائے آن یہود

وی جو دستک اور دروازہ کھلا — بیخود اس گھر میں پہنچے با صفا

بیخود و سرمست و پر آتش نشست — از دہانش بس کلام سخت جست

بیخود و سرمست تھے اور گرم تھے — سخت کلمے نکلے منہ سے آپ کے

کاین ولی اللہ را چون میزنی — این چہ حقد است اے عدو روشنی

کیوں ولی اللہ کو ہے مارتا — دشمن اسلام یہ کینہ ہے کیا

گر ترا صدقیست اندر دین خود — ظلم بر صادق دلت چون میدہد

ہے اگر تجھ میں صداقت دین کی — ظلم کیوں کرتا ہے صادق پر شقی

اے تو در صدق جہودی مادہ — کاین گمان داری تو بر شہزادہ

صدق میں بھی مادہ ہے تو سر کہاں — جو ہے شہزادے سے اتنا بدگماں

در ہمہ آئینہ کژ ساز خود — منگر اے مردود نفرین ابد

سر سے دل کا آئینہ ہے کج نما — دیکھ تو اُس پار سب کو ایک سا

آنچہ آن دم از لب صدیقؓ جست — گر بگویم گم کنی تو پا و دست

اُس گھڑی صدیقؓ نے جو کچھ کہا — گر کہوں تو تجھ کو حیرت ہو سوا

آن ینابیع الحکم ہمچون فرات — از دہان او روان از بیجہات

چشمۂ حکمت تھے وہ مثل فرات — چشمے ان کے منہ سے جاری بے جہات

ہمچو از سنگے کہ آبے شد رواں — نے ز پہلو مایہ دارد نے میاں

جیسے اک پتھر سے پانی ہو رواں — بیچ میں کچھ ہو نہ پہلو میں نشاں

اسپر خود کردہ حق آن سنگ را — برگشادہ آب مینا رنگ را

اس کو حق نے کر لیا اپنی سپر — آب مینا رنگ اُس سے کھول کر

همچناں کز چشمۂ چشم تو نور — اور واں کر [illegible] بے تخیل و فتور

جیسے تیری آنکھ کے چشموں سے نور — کر دیا [illegible]

بے ز پیچاں [illegible] — رشتۂ پوشی [illegible] دوست

بے عقلی اُس سے جدائی اور پیوست — آز [illegible] ایجاد میں رہتا ہے دوست

در خلائے گوش باد جاذبست — مدرک صدق کلام و کاذبست

کان کے پردوں پر [illegible] دی ہے ہوا — جھوٹ سچ [illegible] کر دی ہے ہوا

ایں چہ بادست اندراں خرد استخواں — کہ پذیرد حرف و صوت قصہ خواں

[illegible] استخواں — [illegible] قصہ خواں

استخوان و باد روپوش ست و بس — در دو عالم غیر یزداں نیست کس

[illegible] استخواں [illegible] — دو جہاں میں [illegible] خدا کے [illegible]

مستمع او قائل او بے احتجاب — زانکہ الاذنان من الراس اے مثاب

[illegible] قائل [illegible] — کان تو سر ہی سے ہیں [illegible]

گفت گر رحمت [illegible] — [illegible] اکرام تو

بولا وہ [illegible] — [illegible] کے مجھ کو سیم و زر

[illegible] — [illegible] مشکلت

[illegible] اگر [illegible] — [illegible] مشکل [illegible]

گفت [illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] سپاہ و ابکیر — [illegible] سپاہ [illegible]

تن سپیدہ [illegible] — [illegible] خادم [illegible]

[illegible] پیادہ [illegible] — [illegible] سخت [illegible] پیاد آں غلام

[illegible] ایک شخص [illegible] — [illegible] ایک غلام

آں چناں کز نالہ حیراں آں جہود ۔۔۔ آں بلال [illegible] ز بہر رقت زود

[illegible] حیراں ہیں ہوا ۔۔۔ دل [illegible] ہوئی [illegible]

حالت صورت پرستاں ایں بود ۔۔۔ [illegible] شد از صورت [illegible] پیش بود

حال [illegible] صورت پرستوں کا یہی ۔۔۔ دل [illegible] دیکھ کر [illegible] اٹھی

باز گردد [illegible] و راضی نشد ۔۔۔ [illegible] فزوں بہر [illegible]

پھر بھی [illegible] راضی [illegible] ۔۔۔ اور [illegible] اور دو اس کے سوا

[illegible] فزود ۔۔۔ تا کہ راضی گشت [illegible] آں جہود

اور [illegible] بھی [illegible] ۔۔۔ ہو گیا راضی [illegible] یہودی لعیم

بیع کردہ داد و بستد بے غرض ۔۔۔ داد گوہر [illegible] بستد در عوض

بیع [illegible] داد و ستد کی بے غرض ۔۔۔ لے لیا [illegible] دے کے عوض

بر خیال آنکہ سود [illegible] کردہ ام ۔۔۔ داد [illegible] بیضے [illegible]

[illegible] حال اس کو [illegible] ۔۔۔ کالی [illegible] گوری [illegible]

یہودی کا حضرت صدیق رضہ پر ہنسنا

منعقد چوں گشت بیع [illegible] ۔۔۔ یافت ایجاب و قبول ہر دو حال

جب ہوا داد و ستد کا فیصلا ۔۔۔ اور ایجاب و قبول اُن میں ہوا

قہقہہ زد آں جہود سنگدل ۔۔۔ از سر افسوس و طنز و غش و غل

سنگ دل کافر نے مارا قہقہا ۔۔۔ خوب ہی طنز و تمسخر سے ہنسا

گفت صدیقش کہ ایں خندہ چہ بود ۔۔۔ در جواب پرسش او خندہ فزود

بولے صدیق رضہ اس قدر ہنستا ہے کیوں ۔۔۔ اور بھی ہنسنا ہوا اُس کا فزوں

گفت اگر جدت نبودے و اہتمام ۔۔۔ در خریداری ایں اسود غلام

[illegible] گر [illegible] اہتمام ۔۔۔ مول لیتے [illegible] زنگی غلام

من ز استیزه همی افروختم | خود بہایش می بفروختم
میں نہ ہوتا اس قدر افروختہ | بیچتا دوست ہی کو بر ملا

گر بنزد من نیرزد نیم دانگ | تو گران کردی بہایش را بہانگ
میرے نزدیک اس کی قیمت کچھ نہ تھی | آپ نے قیمت بڑھا دی آپ ہی

پس جوابش داد صدیق ای غبی | گوہرے دادی بجوزے چون صبی
یوں جواب اس کو دیا صدیق رض نے | دے دیا کوڑی میں اک موتی تجھے

او بنزد من همی ارزد دو کون | من بجانش ناظرستم نے بلون
دو جہاں ہے اس کی قیمت بے درنگ | میں نے اس کی روح دیکھی ہے نہ رنگ

زر سرخ ست او سیہ تاب آمده | از برائے رشک این احمق کده
سرخ سونا بن کے آیا تھا سیاه | رشک سے احمق کده نا ہو تباه

دیدهٔ این هفت رنگ جسمها | در نیابد زین نقاب آن روح را
رنگ ظاهر دیکھنے والے ہیں جو | کس طرح پردے میں دیکھیں روح کو

گر مکیسی کرده در بیع بیش | دادمے من جمله ملک و مال خویش
بیع میں دیتی زیاده گر جدال | میں تجھے دیتا سب اپنا ملک و مال

در مکیس افزودئی من زاهتمام | دامنے زر کردمے از غیر وام
اور بھی اصرار اگر بڑھتا ترا | قرض لے کر کچھ کو دیتا میں صلا

سهل دادی زانکه ارزان یافتی | در ندیدی حقه را نشگافتی
تجھ کو سستا تھا ملا سستا دیا | موتی دیکھا اور نہ ڈبہ ہی کھلا

حقهٔ سربسته جهل تو بداد | زود بینی که چه غبنت اوفتاد
ڈبہ سربستہ دیا تو نے تجھے | اب کھلیگا کیا ہوا نقصان تجھے

حقهٔ پر لعل را دادی بباد | ہمچو زنگی در سیہ روئی تو شاد
کھو کے ڈبہ موتیوں کا نامراد | مثل زنگی ہے سیہ روئی میں شاد

عاقبت اسیرا کوئی بے | بخت و دولت چوں فروشد خود کسے

آخر کار ایک دن پچھتائے گا | بخت و دولت کوئی کھوتا ہے بتا

بخت با جامہ غلامانہ رسید | چشم بدبخت بجز ظاہر ندید

بھیس میں خادم کے دولت آئی تھی | آنکھ تھی بدبخت ظاہر میں تری

او نمودت بندگی خویشتن | خوئے زشتت کرد با او مکر و فن

بندگی کا حق کیا اُس نے ادا | تیری خوئے بد نے مکر اس سے کیا

ایں سیاہ اسرار تن اسپید را | بت پرستانہ بگیر اے ژاژ خا

پر سیہ دل اور گورا جسم کا | بت پرستانہ تو لے اے ژاژ خا

ایں ترا و آں مرا بردیم سود | ایں لکم دینکم ولی دین اے جہود

یہ ترا وہ میرا ہم اچھے رہے | دین ترا تجھ کو میرا دین مجھے

خود سزائے بت پرستاں ایں بود | جلش اطلس اسپ او چوبیں بود

بت پرستوں کی یہی تو ہے سزا | جھول اطلس کی ہے گھوڑا کاٹھ کا

ہمچو گور کافراں پر دود و تار | وز بروں بربستہ صد نقش و نگار

مثل گور کافراں تاریک و تار | اور باہر سے بڑے نقش و نگار

ہمچو مال ظالماں بیروں جمال | وز دروں خون مظلوم و وبال

مال ظالم کی طرح باہر جمال | اور اندر خون مظلوم و وبال

چوں منافق از بروں صوم و صلوٰۃ | وز دروں خاک سیاہ و بے ثبات

جوں منافق ظاہرا صوم و صلوٰۃ | باطنی خاک سیہ اور بے ثبات

ہمچو ابر بے نم پر قر و قر | نے دراں نفع زمیں نے قوت بر

خشک بادل جیسے گرجوں سے بھرا | نفع مٹی کو نہ میووں کو غذا

لہ اُس غلام سے مراد ہے جو حضرت بلال رضہ کے عوض میں یہودی کو حضرت صدیق اکبر نے دیا تھا۔

هیچ وعده مکر و گفتار دروغ
مثل وعدہ مکر و گفتار دروغ
آمده ز رسوا و دل با فروغ
اس دل با فروغ آیا

بعد از آن بگرفت دست آن بلال
بعد اس کے پکڑا بلال کا ہاتھ
آن ز دست تن شکسته چون خلال
جس کا تن ابداً سے خلال ہوا

شد خلالی در رہ سوئے خانہ
شد خلالی ... راہ وہاں
جانب شہر آمد بادے شتافت
اور دوڑے وہ سوئے شہر

آمدند تا بنزد آن رسول
لائے آخر ان کو نزدیک رسول
گر بجان آورده پیش قبول
جن کا تن ان کو تھا دل جان قبول

چون بدید آن خسته روی مصطفیٰ
جب ان ہوں نے دیکھا روئے مصطفیٰ
گفت طالع در دخل ما را
بوسہ ... کیا در حلقہ کا

چون بلال این را شنید از مصطفیٰ
سن سکے لقب رسول ذوالجلال
خر معشیا شد و او بر قفا
گر پڑے غش ہو گئے ... بلال

تا بدیرے بیخود و بیہوش ماند
دیر تک بیہوش اور بیخود رہے
چون بہوش آمد ز شادی اشک راند
ہوش میں آئے تو اس روئے لگے

مصطفیٰ اش در کنار خود کشید
مصطفیٰ نے ... آغوش ...
کس چه داند بخششی کو را رسید
کون جانے کیا ملا ... جو اس پر

چون بود مسی که بر اکسیر زد
کیا ہو ... جو ... سے تانبا
مفلسی بر گنج پر توفیر زد
اور ... ہو فائدہ گنج سے

ماهیی پژمرده در بحر اوفتاد
ماہی پژمردہ دریا میں گری
کاروان گم شده زد بر رشاد
کاروان گم ... منزل ملی

آن خطاباتی که گفت آن دم نبی
جو خطاب ... اس دم حضرت نے کئے
گر زند بر شب برآید از شبی
... دل ... تو ... کیوں

روز روشن گردد آں شب چوں زحل ۔۔۔ من نتانم باز گفت آں اصطلاح
روز روشن ہو وہ شب مشکل سخت ۔۔۔ اصطلاحاً کیا کہوں میں بیشتر

خود تو دانی کافتاب اندر حمل ۔۔۔ تا چگوید با نباتات و بقل
جیسے ہو برج حمل میں آفتاب ۔۔۔ سبز بھولوں سے ہو کیسے خطاب

خود تو میدانی کہ آں آب زلال ۔۔۔ مے چگوید با ریاحین و نہال
تو سمجھتا ہے کہ آب زلال ۔۔۔ باغ کو کرتا ہے صد درجہ بحال

صنع حق با جملہ اجزائے جہاں ۔۔۔ چوں دم و حرف است از افسوں گراں
صنعت میں ساری دنیا بہم ۔۔۔ ایسی ہے جس طرح جادوگر کا دم

جذب یزداں با اثرہا و سبب ۔۔۔ صد سخن گوید نہاں بے حرف و لب
جذب حق کا اثر اور ہر سبب ۔۔۔ سیکڑوں باتیں کرے بے حرف و لب

نے کہ تاثیر از قدر معمول نیست ۔۔۔ لیک تاثیرش از و معقول نیست
یوں تو تاثیر قدر معمول ہے ۔۔۔ پر اثر اس کا کہاں معقول[1] ہے

چوں مقلد بود عقلش اندر اصول ۔۔۔ داں مقلد در فروعش اے فضول
جب اصول میں مقلد ہو ۔۔۔ سمجھ فروع میں بھی مقلد مان لو

گر بپرسد عقل چوں باشد مرام ۔۔۔ گو چناں کہ تو ندانی والسلام
عقل اگر پوچھے ہو کس طرح کام ۔۔۔ کہہ دو جیسے تو نہ جانے والسلام

حضرت صدیق پر آنحضرت کا عتاب

سید کونین سلطان جہاں ۔۔۔ در عتاب آمد بصدیق بعد ازاں
سید کونین سلطان جہاں ۔۔۔ در عتاب حضور میں آئے بعد ازاں

[1] یعنی سمجھ میں نہیں آتا

گفت اے صدیقؓ آخر گفتمت ‏ ‏ ‏ ‏ کہ مرا انباز کن در مکرمت
بولے اے صدیقؓ میں نے تھا کہا ‏ ‏ ‏ ‏ میری شرکت میں تو اس کو مول لا

تو چرا تنہا خریدی بہر خویش ‏ ‏ ‏ ‏ باز گو احوال اے پاکیزہ کیش
کیوں خریدا تو نے خود اپنے لیئے ‏ ‏ ‏ ‏ حال اس کا مجھ بتانا چاہیئے

گفت ما دو بندگان کوئے تو ‏ ‏ ‏ ‏ کردمش آزاد من بر روئے تو
بولے، دو نوں ہیں اسی در کے غلام ‏ ‏ ‏ ‏ کر دیا آزاد میں نے لا کلام

تو مرا میدار بندہ و یار غار ‏ ‏ ‏ ‏ ہیچ آزادی نخواہم زینہار
تو مجھے رکھ اپنا بندہ اور یار ‏ ‏ ‏ ‏ میں نہیں آزادیوں کا خواستگار

کہ مرا از بندگیت آزادی ست ‏ ‏ ‏ ‏ بیتو بر من محنت و بیدادی ست
میری آزادی ہے بس یہ بندگی ‏ ‏ ‏ ‏ ظلم ہے مجھ پر جدائیؐ آپ کی

اے جہاں را زندہ کردہ ز اصطفا ‏ ‏ ‏ ‏ خاص کردہ عام را خاصہ مرا
آپ نے زندہ جہاں کو کر دیا ‏ ‏ ‏ ‏ عام کو خاص اور مجھے مختص کیا

خوابہا میدید جانم در شباب ‏ ‏ ‏ ‏ کہ سلامم کرد قرص آفتاب
میں نے دیکھا تھا جوانی میں یہ خواب ‏ ‏ ‏ ‏ کہ سلامیں کر رہا ہے آفتاب

از زمینم برکشید او تا سما ‏ ‏ ‏ ‏ ہمرہ او گشتہ بودم زار تقا
آسماں پر مجھ کو کھینچا خواب سے ‏ ‏ ‏ ‏ ساتھ اس کے بڑھ گئے رتبے مرے

گفتم این ماخولیا بود و محال ‏ ‏ ‏ ‏ ہیچ گردد مستحیلے وصف حال
میں نے اس کو خبط جانا اور محال ‏ ‏ ‏ ‏ کیا کبھی ہوتا ہے ناممکن بھی حال؟

چوں ترا دیدم بدیدم خویش را ‏ ‏ ‏ ‏ آفریں آں آئینہ خوش کیش را
آپ کو دیکھا تو خود آیا نظر ‏ ‏ ‏ ‏ آفریں آئینۂ خوش کیش پر

چوں ترا دیدم محالم حال شد ‏ ‏ ‏ ‏ جان من مستغرق اجلال شد
حال مجھ کو دیکھ کر ٹھہرا محال ‏ ‏ ‏ ‏ ہو گیا مستغرق جاہ و جلال

چوں ترا دیدم من اے مدح البلاد ۔ مہر ایں خورشید از چشمم فتاد
آپ کو دیکھا جو اے شہروں کی جاں ۔ گر گیا سورج نظر سے بے گماں

گشت عالی ہمت از تو چشم من ۔ جز بخواری ننگرم اندر زمن
آپ سے آنکھوں کی ہمت بڑھ گئی ۔ ذلت و خواری ہے دنیا میں بھری

نور جستم خود بدیدم نورِ نور ۔ حور جستم خود بدیدم رشکِ حور
نور ڈھونڈا اور دیکھا نورِ نور ۔ حور کو ڈھونڈا تو پایا رشکِ حور

یوسفے جستم لطیف و سیم تن ۔ یوسفستانے بدیدم در تو من
ڈھونڈا اک یوسف لطیف و سیم بر ۔ یوسفستاں آپ کو دیکھا مگر

در پے جنت بدم در جستجو ۔ جنتے بنمود از ہر جزوِ تو
جستجوئے خلد میں تھا میں پڑا ۔ آپ کا ہر جزو جنت بن گیا

ہست ایں نسبت بمن مدح و ثنا ۔ ہست ایں نسبت بتو قدح و ہجا
میری نسبت سے یہ ہے مدح و ثنا ۔ آپ کی نسبت ہے ہجو و ملا

ہمچو مدح مردِ چوپاں سلیم ۔ مر خدا را پیشِ موسیٰ کلیم
مدح جیسے تھا گڈریا کر رہا ۔ اس خدا کی پیش موسیٰ باصفا

کہ بجویم اشپشت شیرت دہم ۔ چارقت واد وزم و پیشت نہم
میں جوئیں دیکھوں تری اور دودھ دوں ۔ سامنے جوتا ترا سی کر رکھوں

قدح او راحق بمدحے برگرفت ۔ گر تو ہم رحمت کنی نبود شگفت
ہجو اس کی مدح سمجھا کبریا ۔ آپ بھی رحمت کریں تو ہے بجا

رحم فرما بر قصورِ فہمہا ۔ اے ورائے فہمہا و وہمہا
رحم اے آقا قصورِ فہم پر ۔ تو نہ فہم و وہم سے ہے دور تر

ایہا العشاق اقبالِ جدید ۔ از جہانِ کہنۂ نو دور رسید
اے کہاں عشاق اقبالِ جدید ۔ ہے جہاں کہنہ میں دورِ سعید

زین جہان کو پارہ پارہ چون رست	صد ہزاران نادرہ عالم در وست
چارہ سے بیچارگاں ہے جو جہاں	ہیں ہزاروں [illegible]
ابشروا یا قوم اذ جاء الفرج	افرحوا یا قوم قد زال الحرج
مژدہ ہو اے قوم دست آگئی	[illegible]
آفتابی رفت در کازہ ہلال	در تقاضا کہ ارحنا یا بلال
آسمان [illegible] بیت ہلال	یہ تقاضا ہے کہ راحت دے بلال
زیر لب می گفتی از بیم عدو	کوری او بر منارہ رو بگو
خوف سے دبا کھا رہے تھے اذاں	چڑھ کے اب مینار پر دے بے گماں
می دمد در گوش ہر غمگین بشیر	خیز ای مدبر رہ اقبال گیر
[illegible]	[illegible] منصب اقبال [illegible]
ای پس حبس و در این آکندہ ریش	ہین کہ ناگہ بشکند سستی عیش
محبوس [illegible] اور [illegible] گندگی	[illegible] واقف ہو کوئی
چون کنی خاموش کنون ای یار من	کز بن ہر مو بر آمد طبل زن
لیکن اب خاموش تو کیونکر رہے	[illegible]
آن چنان کر شد عدو در شتاب خود	کو بداند این چنین [illegible] بانگ کو
اس درجہ بہرا ہے دشمن ناشنیں	ڈھول کی آواز بھی سنتا نہیں
تیز شد روشن [illegible] کہ طلب است	ور کوری کو بداند آیست چیست
[illegible] دیکھتا	[illegible]
[illegible] شہ [illegible] کشد	کور حیران [illegible] بشکند
[illegible]	[illegible]

ئے مراد ہے کہ اذان سے راحت پہنچا

این [illegible] حیرت بر دست تنم ⁂ خفتہ‌ام بگذار تا خوابے کنم

کیسا [illegible] جسم پر ⁂ سو رہا ہوں - سونے دے - حیران نہ کر

آنکہ زو تو اندر [illegible] ذوق و لیست ⁂ چشم بکشا کاں ہمہ شیوہ ویست

[illegible] ڈھونڈتا ہے کوئی ⁂ کھول آنکھیں دیکھ صورت چاند سی

[illegible] ہر عزیزاں بیش بود ⁂ کاں بخشش یار با خوباں نمود

[illegible] ملاپ میں ہوا ⁂ یار گل رو پھول سا شیدا ہو گیا

لاغ با خوباں کند در ہر دمے ⁂ تیز کوراں را بشوراند گہے

چھیڑ معشوقوں سے کرتے ہر گھڑی ⁂ ڈالتا ہے شورش اندھوں میں کبھی

خویش را بکمہ [illegible] بیں کوراں [illegible] ⁂ تا غریو از کوئے کوراں بر جہید

کرتا ہے ان سے [illegible] آپ کو ⁂ تا کہ ان اندھوں میں پیدا شور ہو

بلال اور اس کے شوق ایمان کا قصہ

ہیں شنیدی [illegible] قصۂ بلال ⁂ بشنو اکنوں قصۂ ضعف بلال

[illegible] ⁂ [illegible] ضعف بلال

[illegible] ⁂ [illegible] گلش

[illegible] ⁂ [illegible]

[illegible] ⁂ [illegible]

[illegible] ⁂ [illegible] کو ہر [illegible]

[illegible] ⁂ خواجہ از ایام [illegible] پرسید

[illegible] ⁂ پوچھا خواجہ نے - ہے کیا [illegible] حال

[illegible]

گفت عمرت چند سال است اے پسر ۔ باز گوے و در مدزد و بر شمر

بولا کتنے برس کی عمر ہے اب اے پسر ۔ صاف کہہ کوئی فریب اس میں نہ کر

گفت ہجدہ ہفدہ نے شانزدہ ۔ اے برادر خواندہ یا کہ پانزدہ

پہلے اٹھارہ کہا پھر سترہ ۔ پھر کہا سولہ، یا آخر پندرہ

گفت واپس واپس اے خیرہ سرت ۔ باز میرو تا بجنس مادرت

بولا خواجہ لوٹ جا اے خیرہ سر ۔ کُس مادر تک یونہی جا لوٹ کر

آں یکے اسپے طلب کرد از امیر ۔ گفت رو آں اسپ اشہب را بگیر

مانگا اک گھوڑا کسی نے ایک سے ۔ بولا جا وہ سبزہ[۱] گھوڑا کھول لے

گفت آں را من نخواہم گفت چوں ۔ گفت او واپس رو است و بس حروں

بولا وہ گھوڑوں گا نہیں، پوچھا یہ کیا ۔ بولا وہ پس رو ہے اور سرکش بڑا

سخت پس پس میرود او سوئے بن ۔ گفت دُمش را بسوئے خانہ کن

ڈالتا ہے جانب پس اپنے سُم ۔ بولا خواجہ گھر کی جانب کر دے دُم

دُم ایں استور نفست شہوت ست ۔ زاں سبب پس پس رود آں خود پرست

دُم ہے شہوت نفس کی پہچان لے ۔ اس کے پیچھے یہ پڑا ہے اس لئے

شہوت او را کہ دُم آمد ز بن ۔ اے مبدّل شہوتہ را عقبیش کن

اس کی شہوت کو جو دُم ہے اے فلاں ۔ گر دُہ تابع سے بدل دے بے گماں

چوں ببندی شہوتش را از رغیف[۲] ۔ سر کند آں شہوت از عقل شریف

روکے گا ٹکیا سے شہوت کو اگر ۔ عقل میں ہوگی وہ شہوت جلوہ گر

ہمچو شاخے کہ ببری از درخت ۔ سر کند قوت ز شاخ اے نیکبخت

جس طرح جب شاخ کاٹیں پیڑ کی ۔ شاخ میں پیدا ہو اک قوت نئی

---

۱ سبزہ - ابلق ۔

۲ کم کھانے سے مراد ہے ۔

چونکہ کردی ذم او را آں طرف	گر رود واپس رود تا مکتنف
دم ہو کردی اُس طرف اے خوش نگاہ	اب وہ لوٹے گا سوئے جائے پناہ
چند اسپان را ہم پیش رو	سوئے پس رانے حرونی را گرو
ہیں مبارک پیشرو اسپان رام	جو نہ سرکش ہیں سرپس رو لاکلام
گرم رو چوں جسم موسیٰ کلیم	تا بحرینش چو پہنائے گلیم
نیز رو ہیں صورت جسم کلیم	مجمع البحرین تھا نرد گلیم[1]
ہست ہفصد سالہ راہ آں حقب	کہ بکرد او عزم در سیران حسب
ہفت صد سالہ تھا رستہ بحر کا	جب ارادہ سیر کا اُس کا کیا
ہمت سیرش چوں این بود	سیر جانش تا بہ علیین بود
جب ہو سیرتن کی ہمت اس قدر	سیر جاں کیوں ہو نہ علیین[2] پر
شہسواراں در سباقت تاختند	خربطاں در پایگاہ انداختند
لے گئے سبقت جو گردرے شہسوار	تھے جو لچے گند گی میں ہیں سزاوار
آں چنانکہ کاروانے در رسید	در دہے آمد درے را باز دید
جیسے اک قصبے میں پہنچا قافلہ	دیکھا بہے اک گھر کا دروازہ کھلا
آں یکے گفت اندریں سرمائے سخت	چند روزا اینجا بنہیم رخت
ایک بولا۔ اب کہاں سردی میں جائیں	آؤ کچھ دن تک یہیں بسر جائیں

[1] یعنی حضرت موسیٰؑ جب حضرت خضرؑ کی ملاقات کے لئے مجمع البحرین کی طرف چلے تو گو اس کی مسافت سات سو برس کی راہ تھی۔ مگر شوق و محبت کی وجہ سے ایک کمبل سے زیادہ نہ تھی۔ کما قال اللہ تعالیٰ نے۔ قال موسیٰ لفتٰہ لا ابرح حتیٰ ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا۔ یعنی حضرت موسیٰؑ نے اپنے شاگرد سے کہا کہ میں ہمیشہ اُس کی طلب میں رہوں گا۔ چاہے کتنے ہی سال گذر جائیں [2] جنت کے اعلیٰ ترین درجے

بانگ آمد کہ بیرون آز بر دلے | وانکہ ہاتف اندر آ تو اندرون

آئی ایک آواز سامان چھوڑ کر | اندر آ آنے کی خواہش ہے اگر

ما بروں را ننگریم و قال را | در بیا با آنکہ مجلس سنی ست

[illegible] باہر جو [illegible] | ہے [illegible] بزرگ [illegible]

مر بلال استاد دل جان رشتے | راتش و بندہ امیر مومنے

تھا بلال استاد روشن دل تمام | ایک مومن کا تھا سائیں اور غلام

سالتی کردے در آخر ایک غلام | ایک سلطان سلاطین بندہ نام

اصل میں [illegible] ایک سائیں تھا | [illegible] بندہ نام کا

[illegible] | [illegible]

اس کا سائیں [illegible] | [illegible]

آں امیر از حال بندہ بے خبر | کہ نبود آنجا جز بیب نظر

حال سے اس کے تھا خواجہ بے خبر | [illegible] اس کی نظر

آب و گل [illegible] | [illegible]

آب و گل دیکھا [illegible] | [illegible]

رنگ [illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

آں [illegible] | [illegible]

دیکھا [illegible] | مرغ [illegible] گھر

[illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

گفت آخر چیستم سوئے موئے نہ	تا نہ پیچی مو نہ بکشاید گرہ
سچ و شو ... کہ اسی الجھ	کیا گرہ وا ہو، نہ دیکھے بال اگر
آں یکے گل دید نقشیں در وحل	واں دگر دل دید پُر علم و عمل
دیکھی اس نے کیچ میں نقشیں گل	اس نے دیکھا علم سے لبریز دل
تن منارہ علم و طاعت ہمچو مرغ	خواہ سی صد مرغ گیر و یا دو مرغ
تن منارہ علم و طاعت مرغ جاں	تین سو لے مرغ یا دو ...
مرد اوسط مرغ بین است و دون	غیر مرغے مے نبیند پیش و بیں
مرد اوسط بس وہی ...	... دیکھے ... سوا اک مرغ کے
نیست آں در لیست پنہان آں مرغ	کہ بود پایندہ باشد جان مرغ
ماں کیا ہے ... مرغ کا	... جان مرغ کو ہے اک بقا
مرغ کاں موجیست در منقار او	ہیچ نادر سے نباشد کار او
مرغ جو ... بیٹھے ہوئے عمر میں	... کا ... اس کے پیچھے ہیں
علم او از جان او جوشد مدام	ہیچ ... سے عاریت باشد قوام
ذات سے ... کی ... علم ہی	... ہے ... فرض کی

بلالؓ کی بیماری اور آنحضرتؐ کی بیمار پرسی

از قضا رنجور شد روزے بلال	مصطفیٰؐ را وحی شد غماز حال
ہو گیا بیمار اک دن وہ بلال	مصطفیٰ پر وحی نے کھولا یہ حال
بُد ز رنجوریش خواجہ بے خبر	کہ بر او بُد کاسد و بے خطر
خواجہ تھا اس کے مرض سے بے خبر	کیونکہ وہ ناقدر دان تھا ...

ف۱ میں مرغ سے مراد ... علم ہے ... قرآن و حدیث جو اصل علم ہیں

خفتہ نُہ روز اندر آخُر محسنے	ہیچ کس از حال او آگاہ نے
سوتا تھا اصطبل میں نو روز سے	لوگ اس کے حال سے واقف نہ تھے
آنکہ کس بود و شہنشاہِ کساں	عقل چوں صد قلزمش ہر جا رساں
مصطفےٰ ؐ تھے بادشاہ بیکساں	مثل صد قلزم تھی عقل اُن کی رواں
وحیش آمد رحمِ حق غمخوار شد	کہ فلاں مشتاق تو بیمار شد
وحی لائی رحمتِ ربِ جلیل	وہ جو ہے مشتاق تیرا ہے علیل
مصطفےٰ ؐ بہرِ بلال ؓ باشرف	رفت از بہرِ عیادت آں طرف
مصطفےٰ ؐ بہرِ بلال ؓ باشرف	پہنچے کرنے کو عیادت اُس طرف
در پے خورشیدِ وحی آں مہ رواں	واں صحابہ در پیش چوں اختراں
چاند مہرِ وحی کے پیچھے چلا	مثل انجم اُس کے پیچھے قافلہ
ماہ مے گوید کہ اصحابی نجوم	للسری قدوہ و للطاغی رجوم
تارے ہیں اصحابؓ[1] - ہے ارشادِ ماہ[2]	رہبر شب رو[3] - رجوم سرکشاں[4]
میر را گفتند کاں سلطاں رسید	او ز شادی بیدل و جاں برجہید
آمدِ سلطاں کی خواجہ کو خبر	جب ملی - خوش ہو گیا وہ سربسر
برگمانِ آں ز شادی زد دو دست	کاں شہنشہ بہرِ آں میر آمدہ است
اس خوشی سے تھا بجاتا تالیاں	میرے پاس آئے ہیں سلطانِ جہاں
چوں فرود آمد ز غرفہ آں امیر	جاں ہمے افشاند با مژدہ بشیر
آیا کوٹھے سے اُتر کر وہ امیر	جاں چھڑکی، بہرِ پا مژدۂ بشیر[5]

۱ اصحاب کبار رضہ ۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اقتدیتم اھتدیتم ۔ یعنی میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤگے ۔ ۳ رات کو چلنے والا ۴ اشقیا بدکا لے را ۔ ۵ خیر مقدم :

پس زمیں بوسید و سلام آورد او
کرد رخ را از طرب چوں ورد او
پھر زمیں چومی کیا اس سے سلام
منہ خوشی سے مثلِ گل تھا لالہ فام

گفت بسم اللہ مشرف کن وطن
تاکہ فردوسے شود ایں انجمن
بولا بسم اللہ ناصر ہے وطن
تاکہ یہ فردوس ہو یہ انجمن

تا فزاید قصرِ من بر آسماں
تاکہ دیدم قطبِ دورانِ زماں
گھر یہ رتبے میں ہو رتبہ آسماں
سامنے ہے قطبِ دورانِ زماں

گفتش از بہرِ عتاب آں محتشم
من برائے دیدنِ تو نامدم
بولے غصے سے ایسے سردارِ دیں
تجھ سے ملنے کو یہاں آیا نہیں

گفت روحم آنِ تو خود روح چیست
ہاں بفرما کیں تجشم بہر چیست
بولا میری روح ہے سرمایہ ترا
اور کہو ہے باعثِ تکلیف کیا؟

تا شوم من خاکِ پائے آں کسے
کہ بباغِ لطف تستش مغرسے
تاکہ خاکِ پا بنوں اس شخص کی
ہے عنایت آپ کی جس پر ہوئی

چوں چنیں گفتا و نخوت ابر ند
مصطفیٰ ترکِ عتابا و بخواند
جب وہ عاجز ہو کے یوں کہنے لگا
ہو گیا کم غصّہ و عتابِ مصطفیٰ

پس بگفتش کاں ہلالِ عرش کو
ہمچو مہتاب از تواضع فرش کو
وہ ہلالِ عرش پوچھا ہے کہاں؟
چاندنی کی طرح پامال یہاں

آں شہے در بندگی پنہاں شدہ
بہرِ جاسوسی بہ دنیا آمدہ
ہے جو بندہ میں چھپا وہ بادشا
بہرِ جاسوسی جو ہے آیا ہوا

تو مگو کاں بندہ و آخرچیِ ماست
ایں بداں کہ گنج در ویرانہاست
یہ نہ کہہ وہ ہے طویلہ کا غلام
گنج ویرانے میں ہے وہ لا کلام

اے عجب چونست از سقم آں ہلال
کہ ہزاراں بدر ہستش پائمال
کیسا ہے بیمار کیسا ہے حالِ ہلال
جس سے ہیں ہزاروں چاند سے پامال

گفت از رنجش مرا آگاہ نیست — لیک روزے چند بر درگاہ نیست

بولا خواجہ رنج سے ہوں بے خبر — وہ کئی دن سے نہیں آیا ادھر

صحبتِ او با ستور و استر ست — سائس ست و منزل او آخر ست

اس کی صحبت ہیں پاس خچر اور خر — ہے وہ سائیس اور طویلے میں ہے گھر

رفت پیغمبر پئے رغبت برِ او — اندر آخر آمد اندر جستجو

مصطفیٰؐ رغبت سے ملنے کو گئے — آ گئے [illegible] اس کو ڈھونڈھتے

بود آخر مظلم و زشت و پلید — این ہمہ برخاست چوں پیغمبر رسید

وہ طویلہ تھا نجاست سے بھرا — پہنچے جب سید تو بالکل پاک تھا

بوئے پیغمبر ببرد آں شیر نر — ہمچنانکہ بوئے یوسف را پدر

سونگھی بوئے شاہ اُس محبوب نے — جس طرح یوسف کی تو یعقوبؑ نے

موجبِ ایماں نباشد معجزات — بوئے جنسیت کند جذبِ صفات

موجب[1] ایماں نہیں کچھ معجزات — بوئے جنسیت سے ہے جذب صفات

معجزات از بہرِ قہرِ دشمن ست — بوئے جنسیت سوئے دل بردن ست

معجزے ہیں قہرِ دشمن کے لئے — بوئے جنسی دلبری کے واسطے

قہر گردد دشمن اما دوست نے — دوست کے گردد ببستہ گردنے

دشمنی مقہور ہو نازاں دوستی — باندھنے سے کون گردن دوست کی

اندر آمد او ز خواب از بوئے او — گفت سرگین دان درو این گونہ بو

آئی بوئے شاہ جو نکلا خواب سے — بولا خوشبو [illegible] تو نہ دے

از میانِ پائے استوراں بدید — دامنِ پاکِ رسولِ بے ندید

گھوڑوں کے درمیاں آیا لٹا — دامنِ پاکِ رسول سرور [illegible]

[1] یہاں سے مولانا علیہ الرحمہ کے اقوال ہیں۔

پس ز کنجِ آخُر آمد غژ غژاں | روئے بر پایش نہاد آں پہلواں
پس گھسٹتا لوٹتا آیا اُدھر | رکھ دیا پائے ہی پر اپنا سر

پس پیمبرؐ روئے بر رویش نہاد | بر سر و بر چشم درویش بوسہ داد
اُس کے منہ پر منہ پیمبرؐ نے رکھا | آنکھ سر اور چہرے پر بوسہ دیا

گفت یارا تو چہ پنہاں گوہری | اے غریبِ عرش چونے خوشتری
بولے کیوں اے دوست اے گوہر چھپے | حال کیا ہے اے مسافر عرش کے؟

گفت چوں باشد خود آں شوریدہ خواب | کہ در آید در دہانش آفتاب
عرض کی میں تو ہوں وہ شوریدہ خواب | جس کے منہ میں گھس گیا ہو آفتاب

چوں بود آں تشنۂ کو گل خورد | آب از سر بنہدش خوش مے برد
کیا کرے وہ تشنہ لب کیچڑ جو کھائے | پانی اس کو سر پہ رکھ کر لے ہی جائے

حضرت عیسیٰؑ کا پانی پر چلنا اور ارشاد آنحضرتؐ

ہمچو عیسیٰؑ بر سرش گیرد فرات | کایمنے از غرقہ در آبِ حیات
جیسے عیسیٰؑ کو اٹھاتا تھا فرات[1] | غرق کر سکتا نہیں آبِ حیات

گفت احمدؐ گر یقینش افزود اے | خود ہوایش مرکب و ہامول شدے
قول[2] یہ ہے۔ گر یقیں ہوتا سوا | خود سواری اُن کی بن جاتی ہوا

ہمچو من کہ بر ہوا راکب شدم | در شبِ معراج مستصحب شدم
جیسے میں ہو کر ہم آغوشِ ہوا | صحبتِ حق میں شبِ معراج تھا

گفت چوں باشد سگے کور پلید | جست او از خواب و خود را شیر دید
بولا[3] وہ ناپاک کتا کیا کرے | خود کو دیکھے شیر اُٹھ کر خواب سے

[1] فرات ایک مشہور دریا کا نام ہے۔ [2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے۔
[3] یہ گفتگو حضرت بلالؓ کی ہے۔

ستہ پنہاں شیر ہے کہ کس تیرش نہد	بلکہ ہمیش تیغ و پیکاں بشکند
شیر وہ [illegible] مارا جائے	بلکہ اس کے ڈر سے پیکاں ٹکڑے ٹکڑے
کور بر استر روندہ پیچ مار	چشم با بکشادہ در باغ و بہار
پیٹ کے بل کور [illegible] مار	جب کھلیں آنکھیں ملے باغ و بہار
چوں با بوداں چوں کہ از جوحی رسد	در جہانستان جوحی رسد
اس کو [illegible] تال	نام ہے [illegible] جان
گشت جوحی جنش اندر لامکاں	گرد خوانش جملہ شیراں چوں سگاں
جب ہوا جوحی [illegible] لامکاں	شیر کتوں کی طرح تھے گرد خوان
اندر سے جوحی دہد شان استخوان	در جنابت تن زناں سورہ مخواں
اس نے [illegible] جوحی سے ہڈی اُن کو دی	[illegible] سورت [illegible] تو سہی
تا نہ جوحی غسل ناری تو تمام	ہیں بروں مصحف منہ کف اے غلام
غسل جب تک ہو نہ جوحی سے ترا	ہاتھ اس مصحف پہ رکھنا ہے [illegible]
گر بپرہم در لطیفہ اے شہاں	[illegible] تو [illegible] ہیں چہ خوانم در جہاں
پاک [illegible] پاک میں تیرا [illegible]	[illegible]
تہ مرا گوئی کہ از بیر ثواب	غسل ناکردہ مرو در حوض آب
[illegible]	[illegible] غسل سوئے حوض آب
ہر کہ اندر حوض نابد پاک نیست	[illegible] بر وقت سوئے تکبیر ناک نیست
[illegible] پاک [illegible]	[illegible] ہلاک کیا
گر نباشد آب ہارا [illegible] گرم	کہ نہ برد [illegible] حبست [illegible]
ہو نہ پانی میں [illegible] گرم	[illegible]

شہ جوحیاں سے جوحی کی صدقہ ہے [illegible] جگہ [illegible]

واے بر مشتاق و بر امید او	حسرتا بر حسرت جاوید او
حیف ہو مشتاق کی اُمید پر	حسرت اس کی حسرت جاوید پر
آب دارد صد کرم صد احترام	که پلیداں را پذیرد والسلام
حرمت و بخشش ہے پانی میں مگر	ہے پلیدوں پر نوازش بیشتر
اے ضیاء الحق حسام الدین که نور	پاسبان تست از شر الطیور
اے ضیاء الحق ہے تیرا نور ہلال	طائروں کے شر سے ہے تیرا پاسباں
پاسبان تست نور و ارتقاش	اے تو خورشید مستر از خفاش
ہے تری انوار و بلندی پاسباں	تو ہے چمگادڑ سے خورشید نہاں
چیست پرده پیش روئے آفتاب	جز فروغ و شعشع و تیزی تاب
پردہ ہے کیا پیش آفتاب	ہے فقط تیزی تسلط تیزی و تاب
حجب این خورشید ہم نور ویست	بے نصیب از وے خفاش ست و شبست
نور رب پردہ ہے اس خورشید کا	بے نصیب اس سے ہیں چمگادڑ - بے نیا
ہر دو چوں در بعد و پرده مانده اند	یا سیه رویاں فسرده مانده اند
دونوں دوری سے ہیں پردے میں پڑے	کل سیہ رویوں کے ساتھ ہیں ٹھٹھرے ہوئے
چوں نوشتی بعضے از قصه ہلال	داستان بدر آر اندر مقال
لکھا کچھ قصہ ہلال کا	داستان بدر کی اب کچھ سنا
آں ہلال و بدر دارند اتحاد	از دوئی دور اند و از نقص و فساد
ہے ہلال و بدر میں اک اتحاد	دور رکھتا ہے انہیں نقص و فساد
آں ہلال از نقص در باطن بریست	آں بظاہر نقص تدریج آوریست
نقص سے ہے پاک باطن میں ہلال	ہے بظاہر نقص، مدرج و کمال

عرفانی اور روحانی سے مراد ہے جس کو اکثر لوگ نقص ۔ بدروں کی پردہ داری اور نقص کی آوازیں اکثر عام سے پیش دوراں سے ہستے اور شکوں کیا کرتے ہیں +

درس گوید شب بشب تدریج را	ور تانی بر دہد تفریج را
شب کو دیتا ہے سبق تدریج کا	ہے تاُمل ہی کا پھل فرحت فزا
ور تانی گوید اے عجول خام	پایہ پایہ بر تواں رفتن ببام
کہتا ہے اے جلد باز اب غور کر	چڑھتے ہیں ایک ایک سیڑھی بام پر
دیگ را تدریج و استادانہ جوش	کار ناید قلیۂ دیوانہ جوش
دیگ میں آتا ہے استادانہ جوش	اور ہے قلیہ کا گستاخانہ جوش
حق نہ قادر بود بر خلق فلک	در یکے لحظہ بکن بے ہیچ شک
کیا نہ تھا قادر خداوند جہاں	کرتا لحظہ میں بنا سے آسماں ؟
پس چرا شش روز آں را بر کشید	کل یوم الف عام اے مستفید
کیوں کیا چھ روز میں پھر آشکار	وہ بھی اک دن میں برس کتنے اک ہزار
خلقت آدم چرا چل صبح بود	اندر آں گل اندک اندک می فزود
خلقت آدم میں کیوں چلہ لگا	تھوڑی تھوڑی مٹی بڑھواتا رہا
نہ ہیں سحر تا آں سحر سال ہزار	تا بہ آخر یافت ایں صورت قرار
صبح سے تا صبح تھے سال اک ہزار	پایا یوں آخر کو صورت نے قرار
خلقت طفل از چہ اندر نہ مہ است	زانکہ تدریج از سنتہائے اللہ است
بچہ کیوں پیدا ہوا نو ماہ میں ؟	ہے تاُمل سنت اللہ میں
نے چو تو اے خام کا کنوں تاختی	طفلے خود را تو شیخے ساختی
ورنہ کیا تیری طرح اے خامکار	بن گیا بچپن میں شیخ نامدار
بر دویدی چوں کدو فوق ہمہ	کو ترا پائے جہاد و ملحمہ
تو کدو کی طرح سب سے بڑھ گیا	تجھ میں کیا دم ہے جہاد و جنگ کا
تکیہ کردی بر درختان و جدار	بر شدی اے قرعک ہم قرع دار
تکیہ سے دیوار اور پیڑوں پر تو	چڑھ گیا اے سنجے نند کدو

اول ارشد مرکبت سرو سہی | لیک آخر گشت بے مغز و تہی
گو کہ مرکب تھا ترا سرو سہی | پھر رہا آخر کو بے مغز و تہی

رنگ سبزت زرد شد اے فرخ زدو | زانکہ از گلگونہ بود اصلی نبود
سبز رنگ آخر ترا زرد ہو گیا | کیونکہ وہ اصلی نہ تھا غازہ تھا

نوے سال کی بڑھیا

بود کمپیرے نود سالہ کلاں | پر تشنج روئے و رنگش زعفران
بوڑھی اک عورت تھی نوے سال کی | جھریاں منہ پر تھیں رنگت زرد تھی

چوں سر سفرہ رخ او تو بتو | لیک در وے بود مانده عشق شو
مثل دسترخوان تھا منہ سمٹا ہوا | عشق شوہر اس کو تھا لیکن بڑا

ریخت دندانہاش و مو چوں شیر شد | قد کمان و ہر حسش تغییر شد
موئے سپید اور دانت تھے ٹوٹے ہوئے | قد کماں، ہوش و حواس اس میں نہ تھے

عشق شو و شہوت و حرصش تمام | صید خواہ و پارہ پارہ گشته دام
حرص و شہوت عشق شوہر مار مار | جال بوسیدہ مگر شوق شکار

مرغ بے ہنگام و راہ بے رہی | آتشے پر در بُن و دیگے تہی
بے تکی سی مرغ بے ہنگام تھی | آگ زیر دیگ خالی تھی بھری

عاشق میدان و اسپ و پائے نہ | عاشق زمر و لب و سرنائے نہ
اسپ و میداں کی ہوس اور پاؤں لنگ | بے نوازی کی تھی دُھن بے ساز و چنگ

حرص در پیری جہوداں را مباد | اے شقیے کش خدا ایں حرص داد
ہے نہ حرص ایسی بڑھاپے میں جہود | حرص جس نے کی - شقی وہ ہو گیا

ریخت دندانہائے سگ چوں پیر شد | ترک مردم کرد و سرگیں گیر شد
ٹوٹے جب دنداں سگ بڈھا ہوا | آدمی کو چھوڑ کے سرگیں پر گرا

ایں سگان شصت سالہ را بگیر	ہر دمے دندان سگشان تیز تر
ساٹھ سالہ ہیں ... وہ کتے مگر	دانت ان کے ہو رہے ہیں تیز تر
پیر سگ را ریخت پشم از پوستیں	ایں سگان پیر اطلس پوش بیں
... کتوں سے تو جھڑ جاتے ہیں بال	پہنے ہیں ... کتے ا طلس اور شال
عشقشان و حرصشان در فرج و زر	دمبدم چون نسل سگ بیں بیشتر
... زر کی ... ہے اور عشق انہیں	نسل سگ کی طرح ہیں افراط ہیں
ایں چنیں ... کہ مایہ دوزخ ست	مر قصابان غضب را مسلخ ست
... عمر بھی	... ہے ...
چوں بگویندش کہ عمرے تو دراز	می شود دل خوش دہانش خندہ باز
... عمر دو حسب مراد	باچھیں کھل جاتی ہیں ہو جاتے ہیں شاد
ایں چنیں نفریں دعا پندارد او	چشم نگشاید سرے بر نارد او
... کو وہ ... دعا ...	بند آنکھوں کو کئے رہتے ہیں وہ
گر بدیدے یکسر مو از معاد	او بگفتے کایں چنیں عمرت مباد
... انجام سے	کہتے ... عمر ...

خواجہ گیلان اور ایک بھک منگا

گفت یک ... خواجہ گیلیے	نان ... از ...
...	ایک بھک ... لے ... الو حظا
...	تا بگویم مر ترا ایں یک دعا
...	تا کہ ... کچھ کرے ... دعا

... ان لوگوں کی ... سے
... لے ...

پس ستیهنده بنالید ای مستعان ‖ خویش بخانِ خود بازش رسان

روئی اس سے پھر جب دی بددعا ‖ اس کو گھر تک اس کے پہنچا اے خدا

گفت اگر آنست خان کو دیده ام ‖ حق ترا آنجا رساند ای دژم

بولا خواجہ سے دیکھا ہے جو گھر ‖ ہے اگر وہ ہی تو جائے تو ادھر

هر محدث را خسان بد دل کنند ‖ حرفش ار عالی بود نازل کنند

کرتے ہیں بد دل سخن گو کو کمیں ‖ پست کر دیتے ہیں گو عالی سخن

زانکه قدر مستمع آید نبا ‖ بر قد خواجه برد درزی قبا

سننے والے کے مطابق ہو سخن ‖ ناپتا ہے قد پہ درزی پیرہن

چونکه مجلس بی چنین پیغاره نیست ‖ از حدیث پست نازل چاره نیست

طعن سے خالی نہیں مجلس کوئی ‖ اس لئے آتی ہیں گھٹیا اچھی بری

واستان هین این سخن را از گرو ‖ سوی داستان عجوزه باز رو

رہن باتوں کو چھڑا اے ذی شرف ‖ یعنی چل بڑھیا کے قصے کی طرف

بڑھیا کا قصّہ

چون سنی گشت و درین ره نیست مرد ‖ تو بنه نامش عجوزه سال خورد

جب سن بڑا ہوئے مرداں نہ ہو ‖ تو بڑا مان اس کو بوڑھا تم کہو

نه مر او را سرمایه و نه پایه‌ای ‖ نه پذیرای قبول مایه‌ای

اب نہ اس کے پاس دولت ہے نہ مایا ‖ اور ہے اب تو تمول بس محال

نه دهنده نه پذیرنده خوشی ‖ نه درو معنی نه فحوا نه کشی

اب نہ خوشی سے اور نہ خوش کرتا ہے وہ ‖ اس میں معنی کیا کہ بے معنی ہے وہ

له یعنی مولانا علیہ الرحمہ کہتے ہیں۔ له حدیث شریف میں آیا ہے کہ کلّموا الناس علی قدر عقولهم یعنی لوگوں سے ان کی عقل کے مطابق بات کرو

نے زباں نے گوش نے عقل و بصر — نے ہُش و نے بیہشی و نے فکر

اب زباں ہے اور نہ عقل و امتیاز — ہوش سے اور بے ہشی سے بے نیاز

نے نیاز و نے جمالے بہر ناز — تو بتو ریشش گندہ مانند پیاز

اب جمال اُس میں نہ ہے ناز و نیاز — ہیں پراگندہ تہیں مثل پیاز

نے رہے بہریدہ و نے پائے راہ — نے تپش آں قحبہ را نے سوز و آہ

پاؤں ہی باقی نہیں کیا طے ہو راہ — سوز قحبہ میں نہ گرمی ہے نہ آہ

نے تعصب نے ندامت مرد را — نے بدل عزم سلامت مرد را

اب تعصب یا ندامت کچھ نہیں — قلب میں عزم سلامت کچھ نہیں

صاحب خانہ اور سائل

سائلے آمد بسوئے خانۂ — خشک نانے خواست یا تر نانۂ

سائل آیا گھر کے اک دروازے پر — اور کہا دے نان سوکھی ہو کہ تر

گفت صاحب خانہ نان اینجا کجاست — خیرۂ ایں کہ دکان نانواست

بولا گھر والا یہاں روٹی کہاں — کیا ہے یہ بھی نان بائی کی دکان

گفت آخر پارۂ پیہم بیاب — گفت آخر نیست دکان قصاب

پھر کہا چربی کا اک ٹکڑا سہی — بولا یہ دکان نہیں قصاب کی

گفت مشتے آرد دہ اے کدخدا — گفت پنداری کہ ہست ایں آسیا

پھر کہا اک مٹھی آٹا ہی ملے — بولا کیا چکی نظر آتی ہے تجھے

گفت بارے آب دہ از کردیہ — گفت نے نیست جوئے و مشرعہ

پھر کہا پانی پلا دے مشک سے — بولا ہے اس جا نہیں نہ رود نے

ہرچہ او درخواست از نان و سبوس — چربکے میگفت و میکرد او فسوس

روٹی یا بھوسی جو مانگی کچھ نہ دی — مسخرہ کرتا رہا اور دل لگی

آں گدا در رفت و دامن در کشید	**واندراں خانہ بجست و خواست رید**
وہ گدا دامن اٹھا کر گھس گیا	گھر میں پاخانہ کو بیٹھا ایک جا
گفت ہی ہی گفت من زن اے زنم	**تا دریں ویرانہ خود فارغ کنم**
بولا گھر والا یہ کیا۔ بولا ٹھہر	فارغ اس ویرانہ میں ہو لوں مگر
خود درینجا نیست وجہ زیستن	**در چنیں خانہ بباید ریستن**
زندگی کے جب یہاں ساماں نہیں	کیوں نہ پاخانہ پھروں میں یاں یقیں
چوں نہ بازی کہ گیری تو شکار	**دست آموز شکار شہریار**
جب نہیں تو باز جو پکڑے شکار	اور ہو زیب دست شہریار
نیستی طاؤس با صد نقش و بند	**کہ بنقشت چشمہا روشن کنند**
جب نہیں تو مور پر جس کے سجے	تا ہو روشن آنکھ تیرے نقش سے
ہم نہ طوطی کہ چوں قندت دہند	**گوش سوئے نطق شیرینت نہند**
جب نہیں طوطی کہ تجھ کو قند دیں	اور تیرے نغمۂ شیریں سنیں
ہم نہ بلبل کہ عاشق وار زار	**خوش بنالی در چمن یا لالہ زار**
جب نہیں بلبل کہ مثل عاشقاں	لالہ زار و باغ میں ہو نوحہ خواں
ہم نہ ہدہد کہ پیکیہا کنی	**نے چو لکلک کہ وطن بالا کنی**
جب نہیں ہدہد کہ لے جائے پیام	اور نہ لکلک تا ہو پیڑوں پہ قیام
در زمستاں سوئے ہندستاں روی	**در بہاراں سوئے ترکستاں شوی**
جب کہ جاڑا آئے تو ہندستان جائے	جب بہار آئے تو ترکستان آ سکے
در چہ بازاری و ہیچت خرند	**تو چہ مرغی و ترا با چہ خورند**
پھر بتا کس کھیت کی مولی ہے تو	کھائیں کس کے ساتھ تجھ کو مشغلہ جو
زیں دکان باکسیاں برتر آ	**تا دکان فضل اللہ اشتری**
اس دکان بے زباں سے باہر آ	جانب دکان اللہ اشتری

کالۂ کہ ہیچ خلقش ننگرید	از خلاقت آں کریم آں را خرید
بلو چھتا جس کو نہیں کوئی ندیم	ہے خریدار اُس کا وہ ربِّ کریم
ہیچ قلبے پیش او مردود نیست	زانکہ قصدش از خریدن سود نیست
دل نہیں مردود کوئی بھر جو ہو	ہے خریداری مگر بے قصدِ سود
سود در بیع آں یارِ نکو	کوش نیکو خلق دا ہم نیکوش خو
ہے خریداری میں اُس کی سودِ خلق	نیک ہے خوش خلق سے معبودِ خلق
ہیچدست افضالِ او آتش مشو	سوئے دستانِ عجوزہ باز رو
سمجھ نہ کہ اُس کا کرم ہے بیکراں	پھر عجوزہ کی بیاں کر داستاں

بڑھیا کا چہرے کو آراستہ کرنا

باز مے گردم سوئے قصہ عجوز	زانکہ پایانے ندارد ایں موز
پھر بیاں کرتا ہوں میں بڑھیا کا حال	کیونکہ یاں یہ قصہ ہے پایاں کمال
بود در ہمسایہ اش سورِ عجیب	گردہ بود ندائے تجب ور اطلب
اُس کے ہمسائے میں اک شادی ہوئی	اور بڑھیا بھی وہاں ہوتی تھی
چوں عروسی خواست رفت آں نحیف	پیش رو آئینہ بگرفت آں حریف
واسطے شادی میں جانے کے لئے	آئینہ بڑھیا نے رکھا سامنے
مے ابرو پاک میکرد آں عجوز	تا بیارا ید رخ و رخسار و پوز
بال ابرو کے کئے بڑھیا نے صاف	تا سنوارے چہرہ بالاف و گراف
چند گلگونہ بمالید از بطر	سفرۂ رویش نشد پوشیدہ تر
تا ہے گلگونہ کسا ہی ملا	لیک چہرے پر شکنیں تھیں جا بجا
عشر ہائے مصحف از جا میبرید	مے بچسپانید بر رو آں پلید
کاٹ کر قرآن کی دس آیتیں	[illegible] چپکا [illegible]

تا کہ اسرار ہے پنہاں شود	تا کہ بگیرین لطف نو پا بستہ شود
تا کہ تشکنیں ۔ کی ہو بیان	حاصلہ خوبان میں ۔ کی بیان
عشرہا پرّ شے سر جاسے نیا	چونکہ پر ست بست چادر سیفتا
آیتیں ۔ وہ چپکائی بھی	اور ستی چادر تو گر پڑی نہیں
باز او آن عشرہا را آن خدو	سے بچیبا نبید بر اطراف سارو
لب ۔ کر پھر وہ چپکائی آئیں	۔ کچھوں ۔ اطراف بھی
باز چادر راست کرد از کمیں	عشرہا افتادے اندر و بریزیں
اور سی چادر جو پھر وہ سٹے ہیں	آیتیں گر تیں پھر مشد سے تھوڑ شد کر
چون بدید میکرد خون آن بد نیتا او	گفت صد لعنت بر آن ابلیس باد
لوسدے سکے لاکھوں، مگر وہ بھی نہ	بولی ۔ مسند ۔ ابلیس ہے
شد مصور در زمان ابلیس دو	گفت اے تجبہ قدید وروہ
آگیا ۔ سامنے	اور کہا اُس تجبہ سو کبھی ڈساہے سے
نرمہ سراب ۔ ند	نے زجر تو تجبہ اہل دیدہ
عمر کہ ۔ ایسی فکر کی	تجھ سی تحفہ کبھی ۔ نہ تھی کبھی
تحفہ نادر در فصاحت کاشفی	در جہاں تو مصحفے ۔ نجی
کہ ہو ۔ فصاحت کا	تجھ سے مصحف کو شایانی تھا
تعد علیمی تو تجید اندر خمیس	ترک حسن تو ۔ عجوز دروئیں
۔ کی سے ستہ طال تو	۔ تجھی کو ۔ پرانی زشت رد
چند روزی تا شنا زاسرار الکتب	تا شود مرو ۔ تو ان ہیچو بسیب
آیتیں سکا ۔ کی ۔ ما کی	ما ۔ مسئلہ سب ۔ تیرا
چند روزی احرف مردان خدا	تا مر درستی ۔ سنائی مرحبا
تا ۔ مردان ۔ کی تا	۔ حرا کر ۔ اکا مرحبا

رنگ بربستہ ترا گلگوں نکرد ۔ شاخ بربستہ فنِ عرجوں نکرد

رنگ بدلے پر وہ گلگوں ہو سکا ۔ شاخ باندھی پر نہ قد سیدھا ہوا

عاقبت چوں چادرِ مرگت رسد ۔ از رخت ایں عشرہا اندر فتد

موت کی چادر سے بکھرا انجام کار ۔ آہٹیں رخ سے گریں گی بار بار

چونکہ آید خیز خیزان رحیل ۔ گم شود زاں پس فسونِ قال و قیل

کوچ کا جس وقت آئے گا وبال ۔ بھول جائے گا یہ ساری قیل و قال

عالمِ خاموشی آید پیش بیست ۔ وائے آنکہ در درون سینش نیست

اک خموشی روک دے گی بس وہاں ۔ عیب اس پہ جس کو بس اس کا نہیں

صیقلے کن یک دو روزے سینہ را ۔ دفتر خود ساز آں آئینہ را

صاف تم کر دے ایک دو دن سینے کو ۔ پھر بنا لے دفتر اس آئینے کو

کہ ز سایہ یوسفِ صاحبقراں ۔ شد زلیخائے عجوز از نو جواں

یوسفِ صاحبقراں کے سائے سے ۔ پھر زلیخا کے جواں تھے ولولے

میشود مبدل بخورشید تموز ۔ آں مزاجِ بارد و بردِ العجوز

گرمی کے سورج سے جاتا ہے بدل ۔ ہو اگر ٹھنڈا مزاج اسے بے دخل

میشود مبدل ز سوزِ مریمی ۔ شاخ یبس گشتے بنخل خرمی

سوزِ مریم سے بدل جاتی ہیں حال ۔ شاخ کی سر سبز ہو کر ٹہنیاں

اے عجوزہ چند کوشی با قضا ۔ نقد جو اکنوں رہا کن ما مضیٰ

مت لڑے بڑھیا قضا سے جنگجو ۔ حالت موجودہ پر قانع ہو تو

چوں رخت ایست در خوبی امید

خوبصورت اب نہ ہوگا منہ ترا

خود نہ گلگوں شود خواہی مدید

لا سیاہی یا کہ گلگوں نہ لگا

ایک بیمار کی حکایت

آں یکے رنجور شد نزدِ طبیب ۔۔۔ گفت نبضم را نگہدار اے لبیب[1]

پاس چارہ گر کے بیمار اک گیا ۔۔۔ دیکھ میری نبض یہ اُس سے کہا

تا ز نبض آگہ شوی بر حالِ دل ۔۔۔ کہ رگِ دستست با دل متصل

نبض سے معلوم ہوتا حالِ دل ۔۔۔ ہاتھ کی اک رگ ہے دل سے متصل

چونکہ دل غیبست خواہی زو مثال ۔۔۔ زاں بجو کہ با ویستش اتصال

جب دل پوشیدہ سے چاہے مثال ۔۔۔ متصل جو رگ ہو اُس پر ہاتھ ڈال

باد پنہان ست از چشم اے امیں ۔۔۔ در غبار و جنبشِ برگش ببیں

ہے ہوا پنہاں مگر ہے بے گماں ۔۔۔ وہ غبار اور اپنی حرکت سے عیاں

کز یمینست آں وزاں یا از شمال ۔۔۔ جنبشِ برگت بگوید وصفِ حال

دائیں سے یا بائیں سے ہے اس کی چال ۔۔۔ سو اس کی جنبش سے کھلتا ہے یہ حال

مستیِ دل را نمے دانی کہ کو ۔۔۔ وصفِ آں از نرگسِ خمّار جو

مستیِ دل گر نہ ہو اظہار میں ۔۔۔ ڈھونڈ اس کو نرگسِ خمّار میں

چوں ز ذاتِ حق بعیدی وصفِ ذات ۔۔۔ باز دانی از رسول و معجزات

ذاتِ حق سے دور ہے تو وصفِ ذات ۔۔۔ تجھ سے کہہ دیں گے رسول اور معجزات

معجزاتے و کراماتے خفی ۔۔۔ بر زند بر دل ز پیران صفی

معجزات اور کچھ کراماتیں خفی ۔۔۔ ڈالتے ہیں دل میں پیرانِ صفی[1]

کاندروں شاں صد قیامت نقد ہست ۔۔۔ کمترین آنکہ شود ہمسایہ مست

ان کے دل میں حشر کے ہیں بندوبست ۔۔۔ سب سے کم یہ ہے کہ ہو ہمسایہ مست

[1] یعنی صاف باطن ۔

پس جلیس اللہ گشت آں نیکبخت	کو بپہلوے سعیدے برد رخت
نیک وہ بندہ خدا کا ہے جلیس	اُن کے پہلو میں جو ہے اُنکا انیس
معجزہ کاں بر جمادی کرد اثر	یا عصا یا بحر یا شق القمر
معجزہ ظاہر ہے جس کا ہوا اثر	یا عصا یا بحر یا شق القمر
گر اثر بر جاں زند بے واسطہ	متصل گردد بہ پنہاں رابطہ
گر اثر بے واسطہ جان پر کرے	متصل ہو جائے ربط جان سے
بر جمادات آں اثرہا عاریہ است	آں پے روح خوش متواریہ است
معجزوں کا وہ اثر ہے عارضی	ہے [illegible] روح موجود ہے چھپی
تا ازاں جامد اثر گیرد ضمیر	حبذا ناں بے ہیولائے خمیر
تا کہ ظاہر سے اثر لے ضمیر	[illegible] وہ [illegible] جو ہوے خمیر
حبذا خوان مسیح بے کمی	حبذا بے باغ میوہ مریمی
خوان عیسیٰ خوب ہے جو ہو نہ کم	[illegible]
بر زند از جان کامل معجزات	بر ضمیر جان طالب چوں حیات
روح کامل سے نکل کر معجزات	روح طالب سے [illegible] متصل [illegible]
معجزہ بحر است ناقص مرغ خاک	مرغ خاکی سست در یم [illegible] ہلاک
معجزہ دریا ہے ناقص مرغ [illegible]	مرغ خاکی [illegible]
مرغ آبی [illegible] اند ہلاک	[illegible] خاک
[illegible] سکتا ہلاک	[illegible]

۱؎ یعنی عصائے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سانپ بن جانا یا [illegible] دریا کا حضرت موسیٰ کے لئے خشک ہو جانا یا حضور سرور کائنات صلعم کے اشارہ انگشت سے چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا وغیرہ۔

۲؎ یعنی اللہ [illegible] یعنی بے واسطہ

عجز بخشِ جانِ ہر نامحرمے	لیک قدرت بخشِ جانِ ہمدمے
معجزے نامحرموں کو عجز دیتا	ہمدموں کو بخشتے ہیں قدرتیں
چون نیابی این سعادت در ضمیر	پس ز ظاہر ہر دم استدلال گیر
جب حقیقت سے ہو نہ خالی ضمیر	لے تو ظاہر سے دلیل اے دلپذیر
کہ اثرہا بر مشاعر ظاہرست	وین اثرہا از مؤثر مخبرست
ہیں اثر طاری عبادت گاہ پر	اور مؤثر سے ہیں مخبر یہ اثر
ہست پنہان معنیِ ہر داوری	ہمچو سحر و صنعتِ آن سامری
[illegible] ہیں نہاں	جیسے سحر سامری و دستاں
چون [illegible] آثارش کشی	گرچہ پنہانست اظہارش کنی
[illegible] آثار میں	جو چھپی ہے [illegible] اظہار میں
قوتے کان در درونش مضمرست	چون بفعل آید گواہ و مظہرست
قوت جو اس کے اندر ہے نہاں	کام میں آنے سے وہ ہوتی عیاں
چون بافعال این ہمہ پیدا شدہ است	چون نشد ظاہر بآثار ایزدست
سب سبب آثار سے پیدا ہوئے	نہ ظاہر ہو سکے صرف ایک خدا
این سببہا و اثرہا مغز و پوست	چون بجوئی سربسر آثار اوست
یہ سبب اور اثر ہیں مغز و پوست	ڈھونڈو تو سب ہیں اس آثار دوست
دوست گیری چیزہا را از اثر	پس چرا ز آثار بخشی بے خبر
[illegible] کرتا ہے پسند	خالق آثار سے پھر کیوں ہے بد؟

۱؎ صدائی ۔ [illegible] دعوت

۲؎ جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر [illegible] گئے تو سامری جادوگر نے ایک سونے کا بچھڑا بنایا اور اس کے منہ میں [illegible] ڈال دی [illegible] بولنے لگا۔ ظاہر ہے کہ [illegible] جبریل [illegible] تھا اور اس [illegible] ملا تھا

از خیالے دوست گیری خلق را ‖ چوں نگیری شاہِ غرب و شرق را

دوست ہے مخلوق از راہِ خیال ‖ کیوں نہیں پھر دوستیٔ ذوالجلال

ایں سخن پایاں ندارد اے قباد ‖ حرصِ ما را اندریں پایاں مباد

یہ ہے بے پایاں سخن سن اے حبیب ‖ حرص کو اس میں نہ ہو پایاں نصیب

بازگرد و قصۂ رنجور خواں ‖ با طبیب آگہِ ستّار داں

پھر وہی قصہ سنا بیمار کا ‖ اور اس چارہ گر ہشیار کا

بیمار کا باقی قصہ

نبضِ او بگرفت و واقف شد ز حال ‖ کہ امیدِ صحتِ او بُد محال

نبض دیکھی حال سے واقف ہوا ‖ یعنی سمجھا مستقل دشوار تھا

گفت ہر چت دل بخواہد آں بکن ‖ تا رود از جسمت آں رنجِ کہن

بولا جو کچھ دل ترا چاہے وہ کر ‖ تا کہ علت جسم سے جاوے گزر

ہرچہ خواہد خاطرِ تو وا مگیر ‖ تا نگردد صبر و پرہیزت زحیر

کر وہی باتیں جو تیرے دل میں آئیں ‖ صبر اور پرہیز پیچش بن نہ جائیں

صبر و پرہیز ایں مرض را داں زیاں ‖ ہرچہ خواہد دل درآرش در میاں

صبر اور پرہیز سے نقصانِ جاں ‖ دل جو چاہے کر وہی تو بے گماں

ایں چنیں رنجور را گفت اے عمو ‖ حق تعالیٰ اعملوا ما شئتمو

ایسے بیماروں کے حق میں ہو بہو ‖ قولِ حق ہے اعملوا ما شئتموا

گفت رو ہیں خیر بادت جانِ عم ‖ من تماشائے لبِ جو میروم

بولا اچھا خیر ہو اے جانِ عم ‖ سیر کو ندی کی اب جاتے ہیں ہم

قولہ تعالیٰ۔ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۔ ترجمہ۔ جو ایسی ہے چاہو کرو۔ خدا تمہارے کام دیکھنے والا ہے۔

برمراد دل ہمے رفت او شتاب — تا کہ صحت را بیابد فتح باب
دل کی خواہش پر رواں تھا وہ شتاب — تا کہ ہو صحت پر اپنی فتح یاب

بر لب جو صوفئے بنشستہ بود — دست و روئے شست پاکی مے فزود
صوفی اک ندی پہ تھا بیٹھا ہوا — ہاتھ منہ اپنا وہاں تھا دھو رہا

او قفایش دید چوں تخییلے — کرد او را آرزوے سیلیے
پیچھے سے اُس شخص نے دیکھا اُسے — دل نے یہ چاہا کہ اک دھپ مارئیے

بر قفائے صوفی آں حیرت پرست — راست میکرد از برائے صفع دست
صوفی کے پیچھے وہ آ کر شوق سے — تولتا تھا ہات دھپ کے واسطے

کانزور اگر ترانم تا رود — نے طبیبم گفت کاں علت شود
کیونکہ گر پوری نہ ہوئی یہ غرض — چارہ گر کہتا ہے دُکھ دیگا مرض

سیلیش اندر برم در معرکہ — زانکہ لا تلقوا بایدی تہلکہ
پھر یہ سوچا تھپڑ بس دو دونگا جما — حق نے لا تلقوا بایدیکم کہا

تہلکہ ست ایں صبر و پرہیز اے فلاں — خوش بکوبش تن مزن چوں کاہلاں
بولا دل یہ ہے تہلکہ صبر اے فلاں — خوب مار اور رُک نہ مثل کاہلاں

چوں زدش یک سیلی آمد در طراق — گفت صوفی ہے ہے اے قواد عاق
زور سے آخر دبا ہی دھپ جما — صوفی چلا اٹھا کہ بیہودے یہ کیا!

خواست صوفی تا دو سہ مشتش زند — سبلت و ریشش یکایک برکند
چاہا صوفی نے کہ دو اک تین دے — مونچھ اور داڑھی سب اس کی نوچ لے

لہ مجھے خیال آیا کہ خدا کا حکم ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکہ یعنی اپنے ہاتھ ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اگر میں اس وقت اس کے دھپ ماروں گا تو یہ سر ہو جائے گا اور بھیڑ میں ماروں گا تو اسے حرج نہ ہوگی۔

لیک او را خستہ و رنجور دید | بس ضعیف و زار و زرد و عور دید

اُس نے دیکھا بس کھڑی بیمار اُسے | درد کا مارا نحیف و زار اُسے

باز اندیشید او ضعف ورا | گفت اگر تشنیع زنم گردد فنا

ضعف کا اس کے اُسے آیا خیال | بولا دوں اک دھپ تو جینا ہو محال

رنج دق اندر سر آورد و ما را | دیدہ او را سخت رنجور و نزار

دق سے اس کو خود ہی مُردہ ہے کیا | [illegible] آزار آشنا

خلق رنجور دق و بیچارہ اند | وز خداع دیو سیلی بارہ اند

لوگ ہیں آزار دق میں مبتلا | مکر شیطاں سے طپانچہ آشنا

جملہ در ایذائے بیچارگاں حریص | در قفائے ہمدگر جویاں قصص

بے گناہوں کے ستانے پر تلے | ایک کے پیچھے پڑے ہیں دوسرے

اے زنندہ بیگناہاں را قفا | در قفائے خود نمی بینی چہ را

بے گناہوں کے ہو پیچھے کیوں پڑے | اپنے پیچھے کیوں نہیں ہو دیکھتے

اے ہوا را طب خود پنداشتہ | بر ضعیفاں صفع را بگماشتہ

تو ہوس کو اپنا سمجھا ہے طبیب | مارتا ہے [illegible] کو بد نصیب

بر تو خندد آنکہ گفتت این دواست[1] | اوست کادم را بگندم رہنماست

ہنس رہا ہے جس نے دی ہے یہ دوا | جس نے آدم[2] کو دیا گیہوں[3] کا [illegible]

کہ خورید این دانہ را اے مستعین | بہر دارو تا تکونا خالدین

طالب امداد ! کھاؤ یہ دانہ کھا | خلد میں دائم رہو ہے [illegible] کی دوا

اوش لغزانید و داد او را قفا | آں قفا وا گشت و شد بر ما جزا

اُس نے لغزش آگے سے تھپڑ دیا | اور [illegible] اب [illegible] کو [illegible]

لہ یعنی شیطان سے جس نے یہ دوا بتائی ہے اور (جو) تجھ پر ہنس رہا ہے [illegible]

ادش لغزانید سخت اندر زلق | لیک پشت و دستگیرش بود حق

اُس نے لغزش دی کر کر ڈالا اسے تباہ | لیکن خدا ان کی نگہ پشت و پناہ

کوہ بود آدم اگر پر مار شد | کان تریاقست و بے اضرار شد

کوہ تھے آدمؑ اگر پُر مار تھے | کان تھے تریاق کی بے ڈر رہے

تو کہ تریاقے نداری ذرۂ | از خلاصِ خود چرائے غرّۂ

جب نہیں تریاق تیرے پاس ہی | کیوں ہے آزادی پہ غرّہ اے اخی

آں خلیلانہ توکل کو ترا | واں کرامت چوں کلیمت از کجا

وہ خلیلانہ توکل ہے کہاں | ہے کلیمانہ کرامت بے نشاں

تا نبرد تیغت اسمٰعیلؑ را | تا کنی شہراہ قعر نیل را

تا نہ کاٹے تیغ اسمٰعیلؑ کو | تا کرے شہراہ بحر نیل کو

گر سعیدی از منارہ اوفتید | بادش اندر جامہ افتاد و رہید

گر پڑے مینار سے گر نیک ذات | تو ہوا کپڑوں میں بھر کر دے نجات

چوں یقینت نیست آں بادِ حسن | تو چرا برباد دادی خویشتن

جب یقیں تجھ کو نہیں اُس باد پر | خود کو کیوں برباد کرتا ہے پسر

زیں منارہ صد ہزاراں ہمچو عاد | در فتادند و سر و تن باد داد

اِس منارے سے بہت مانندِ عاد | گر پڑے اور مٹ گئے سب نامراد

سرنگوں افتادگاں زیرِ منار | در نگر تو صد ہزار اندر ہزار

گرنے والے سرنگوں میں بار ہا | سینکڑوں ہاں اور ہزاروں دیکھ لے

تو رسن بازی نمیدانی یقیں | شکر پا ہا گو و میرو بر زمیں

جب رسن بازی سے ہے ناآشنا | چل زمیں پر شکر ادا کر پاؤں کا

پر مپر بازار کاندر او کہ مپر | کاندر آں سودا بسے شکست سر

اُڑ نہ کر پر سے با دشمن کا عدسے پر | اس ہوس نے کھوئے بے اندازہ سر

اگرچہ آں صوفی پُر آتش شد ز خشم	لیک ہم بر عاقبت انداخت چشم
تھا وہ صوفی آگ غصے سے مگر	عاقبت پر بھی رہی اس کی نظر
اوّل صف بر کسے ماند بکام	کو نگیرد دانہ بیند بند دام
سب سے پہلے ہو وہی فائز مرام	جو نہ دیکھے دانہ دیکھے بند دام
حبذا دو چشم پایان بین راد	کہ نگہدارند دیں را از فساد
اچھی وہ آنکھیں جو ہیں انجام بیں	رکھتی ہیں جھگڑوں سے جو محفوظ دیں
آنکہ پایاں دید احمد بود کو	دید دوزخ را ہم اینجا تو بتو
تھے محمد ناظر انجام کار	تہ بہ تہ دوزخ کو دیکھا آشکار
دید عرش و کرسی و جنات را	بردرید او پردۂ غفلات را
عرش و کرسی اور جن دیکھے تھا	پردۂ غفلت اُٹھا کر رکھ دیا
گر ہمے خواہی سلامت از ضرر	چشم ز اول بند و پایاں را نگر
ہونا چاہے گر ضرر سے رستگار	ابتدا کو چھوڑ، دیکھ اختتام کار
تا عدمہا را ببینی جملہ ہست	ہستہا را بنگری محبوس و پست
تا عدم تجھ کو نظر آجائے ہست	ہستیاں آئیں نظر محبوس و پست
ایں ہمی بینی کہ ہر کش عقل ہست	روز و شب در جستجوئے نیست مست
عقل کی جس کو ملی ہے نعمتیں	رات دن ہے جستجوئے نیست میں
در گدائی طالب جودے کہ نیست	بر دکانہا طالب سودے کہ نیست
تو جو دریوزہ گری میں رہا ہے جود نیست	سود کا طالب دکاں پر سود نیست
در مزارع طالب دخلے کہ نیست	در مغارس طالب نخلے کہ نیست
کھیت میں حاصل کی دُھن حاصل ہے نیست	باغ میں پیڑوں کی دُھن غافل ہے نیست
در مدارس طالب علمے کہ نیست	در صوامع طالب حلمے کہ نیست
علم کا طالب ہے تو اور علم نیست	حلم کا عاشق ہے تو اور حلم نیست

ہستہا را سوئے پس افگندہ اند
نیستہا را طالبند و بندہ اند

ہستیوں کو لوگ پیچھے ڈال کر
نیستی کی ہیں طلب میں ہیت

زانکہ کان و مخزنِ صنعِ خدا
نیست غیر نیستی در انجلا

کیونکہ مخزن صنعت اللہ کے
نیستی ہی میں چمکتے ہیں پڑے

پیش ازیں رمزے بگفتستیم ازیں
این و آں را تو یکے بیں و ببیں

اس سے پہلے کہی کہے ہیں ہم نے راز
دونوں کو تو ایک جان اے جانِ ناز

گفتہ شد کہ ہر صناعت گر کہ رست
در صناعت جایگاہِ[له] نیست جست

یہ کہا تھا جو بھی صنعت گر ہوا
جستجو میں نیست ہونے کی رہا

جست بنا موضعے ناساختہ
گشتہ ویراں سقفہا انداختہ

ڈھونڈے ویراں سرزمیں معمار لے
کچھ چھتیں افتادہ۔ گھر ٹوٹے ہوئے

جست سقا کوزۂ کش آب نیست
واں درودگر خانۂ کش باب نیست

چاہے سقا کوزہ بے آب اگر
ڈھونڈے نجار بے چوکھٹ کا گھر

وقت صید اندر عدم اند جملہ شاں
وز عدم آنگہ گریزاں جملہ شاں

ہیں عدم میں حیلے سے کام شکار
پھر عدم سے سب وہ کرتے ہیں فرار

چوں امیدت لاست زو پرہیز چیست
با انیسِ خویشتن استیز چیست

تیری حسرت لا ہے پھر پرہیز کیا
دوست سے اپنے ہے لڑنا بار وا

چوں انیسِ طبعِ تو آں نیستی ست
از فنا و نیست ایں پرہیز چیست

جب انیس طبع ٹھہری نیستی
پھر فنا سے کیوں ہے پرہیز اے اخی

گر انیسِ لا نۂ اے جانِ پسر
در کمینِ لا چرائی منتظر

لا ہی کا گر نہیں ہے غمگسار
کیوں ہے پھر یہ نیستی کا انتظار

له یعنی ہستی ؛

زانچه داری جمله دل برکنده‌ای — شست دل در بحر لا افگنده‌ای
اپنے دل سے سب کو توڑے ہوئے — بحر لا میں شست ہے ڈالے ہوئے

پس گرت چه بیت زین بحر مراد — کو بشستت صد هزاران بیت داد
کیوں تو اس دریا سے کرتا ہے مراد — شست کو اس نے دیئے ہیں سو شمار

از چه نام برگ استی تو مرگ — جادوئی زان می‌نمودت مرگ برگ
نام رکھتا برگ کا کیوں ہے تو نے مرگ — شعبدہ سے ہے نظر میں مرگ برگ

هر دو چشمت بست صنع سنتش — تا که جان را در چه ره رغبتش
دونوں آنکھیں بند صنعت سے ہوئیں — اور ہوئی راغب کنوئیں کی راہ نشیب

در خیال او ز مکر کردگار — جمله صحرا فوق چه زیر است مار
مکر حق سے ہے خیال اُس کا خراب — جز اس میں کہ وحشت ... سب ... خراب

لاجرم چه را بیابانی ساخته است — تا که مرگ ور از چه را انداخته است
بس کنویں کو جا سا ہے وہ بناتا — موت آیا اس سے جسکو ... ہے بناتا

آنچه گفتم از غلط‌ها ای عزیز — همچنین بشنیده‌ام از عطار[2] نیز
غلطیاں اس کی سنائیں جو تجھے — ایسے ہی میں نے سنیں عطارؒ سے

رحمة الله علیه گفته است — ذکر شه محمود غازی گفته است
رحمت اللہ کی اب یہ سرا — ذکر شہ محمود غازی کا کیا

سلطان محمود اور ایک ہندو غلام

گر نبودت هندوئی پیش آن همام — در غنیمت اوفتادش یک غلام
جنگ ہندوستان کی جب ہوئی تمام — لوٹ میں ایک اُن کے ہاتھ آیا غلام

[1] یعنی ساز و سامان

[2] حضرت والا فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ ہے

پس خلیفہ اش کرد و بر تخت نشاند ۔ بر سپہ بگزیدش و فرزند خواند
دی اسے کرسی خلیفہ کر دیا ۔ کر دیا سپہ دار اور بیٹا کہا

طول و عرض و وصف قصہ تو بتو ۔ در کلام آں بزرگ دیں بجو
طول اور قصہ اور مفصل داستاں ۔ ہے کلام پاک میں اُن کے بیاں

حاصل آں کودک بر آں تخت نضار ۔ شستہ پہلوئے قباد و شہریار
مختصر یہ ہے کہ وہ اس تخت پر ۔ پہلوئے سلطان میں بیٹھا بے خطر

گریہ میکرد و اشک میراند او بسوز ۔ گفت شاہ او را کہ اے پیروز روز
ایک دن لڑکے کے جاری تھے گہر ۔ شاہ نے پوچھا کہ اے فرخندہ فر

از چہ گریی دولتت شد ناگوار ۔ فوق افلاکی قرین شہریار
کیوں ہے نالاں کیا ہے دولت ناگوار ۔ ہے فلک رتبہ قریب شہریار

تو بریں تخت و وزیران و سپاہ ۔ پیش تختت صف زدہ چوں مہر و ماہ
تخت پر تو اور سردار و سپاہ ۔ سامنے تیرے ہیں مثل مہر و ماہ

گفت کودک گریہ ام زانست زار ۔ کہ مرا مادر در آں شہر و دیار
بولا لڑکا ہے یہ زاری اس سبب ۔ جب وطن میں تھا تو میری ماں تجھے

از توام تہدید کردی ہر زماں ۔ بینمت در دست محمود ارسلاں
یوں ڈراتی تھی کہ میں دے دوں تجھے ۔ قید کر دوں ہاتھ میں محمود کے

پس پدر مر مادرم را در جواب ۔ جنگ کردی کیں چہ خشمست و عتاب
باپ میرا ماں کو دیتا یہ جواب ۔ اور لڑتا تھا کہ ہے یہ خشم عتاب

می نیابی ہیچ نفرینی دگر ۔ زین نہ بیش نفرین مہلک سہل تر
اور کیا کوئی نہیں ہے کوسنا ۔ ہو جو اس لعنت سے کم ایسا ہے کیا

سخت بیرحمی و بس سنگیں دلی ۔ کہ بشمشیرش ازو قاتلی
سخت بے رحم اور سنگیں دل ہے تو ۔ کشتہ ہو گی تلوار سے قاتل سے تو

من ز گفتِ ہر دو حیراں گشتمے — در دل از خوفے مراہیم و غمے

گفتگو سے دونوں کی حیراں تھا میں — خوف سے غمگین اور لرزاں تھا میں

تا چہ دوزخ خوست محمود اے عجب — کز تخیّل گشت در دل کرب

کون یہ محمود ہے دوزخ شعار — جس کا نام آتے ہی ہوتا ہوں نزار

من ہمے لرزیدمے از بیم تو — غافل از اکرام و از تعظیم تو

خوف سے میں آپ کے کتنا کانپتا — قابلِ عظمت نہ تھا نام آپ کا

مادرم کو تا ببیند ایں زماں — مر مرا بر تخت اے شاہِ جہاں

اب کہاں اماں کہ جو دیکھے سمجھے — تخت پر بیٹھا ہوا پاس آپ کے

یا پدر کو تا مرا بیند چنیں — خوش نشستہ پہلوی سلطانِ دیں

اب کہاں ابا کہ دیکھیں بالیقیں — وہ مجھے ہم پہلوئے سلطانِ دیں

فقر آں محمودِ تست اے بے وسعت — طبع از وی دائم ہمے ترساندت

فقر وہ محمود ہے اے بے کشاد — جس سے ڈرتا ہے ہمیشہ نامراد

گر بدانی رحم ایں محمود راد — خوش بگوئی عاقبت محمود باد

تو جو دیکھے رحمتِ محمود کو — دے دعائیں عاقبت محمود ہو

فقر آں محمودِ تست اے بیم دل — کم شنو زیں مادرِ طبعِ مضل

فقر وہ محمود ہے نادان جان — طبع سے گمراہ بات اس کی نہ مان

چوں شکارِ فقر گردی تو یقیں — ہمچو کودک اشکباری یوم دیں

فقر سے لگا بیٹھے جس دم شکار — مثلِ اس لڑکے کے ہوگا اشکبار

گرچہ اندر پرورش تن مادرست — لیک از صد دشمنت دشمن ترست

گرچہ مادر [illegible] نما ہے یہ — سیکڑوں میں ایک ہی دشمن ہے یہ

تن چو شد بیمار دارو جوت کرد — ور قوی شد مر ترا طاغوت کرد

جب ہوا بیمار تو دے کی دوا — جب قوی تھا تجھ کو شیطان کر دیا

چوں رہا کن ایں تنِ پُر حیف را ۔ نہ شتا را شاید و نے صیف را[۱]

تو رہا کر جان اس تن بیکار کو ۔ گرمی و سردی کے جو لائق نہ ہو

یارِ بد نیکوست بہرِ صبر را ۔ کہ کشاید صبر کردن صدر را

یارِ بد اچھا ہے خوئے صبر کو ۔ صبر کرنا کھولتا ہے صدر کو

صبرِ مہ با شب منور دارد ش ۔ صبرِ گل با خار اذفر دارد ش

صبر سے مہ شب کو جلوہ بار ہے ۔ صبر سے گل ہم نفس خار ہے

صبرِ شیر اندر میانِ فرث و خون ۔ کرد او را ناعشِ ابن اللبون

صبر ہی سے دودھ گوبر خوں میں بار ۔ پرورش کرتا ہے طفل شیر خوار

صبرِ جملہ انبیا با منکراں ۔ کردشاں خاصانِ حق و صاحبقراں

منکروں سے صبر کرکے انبیا ۔ ہو گئے خاصانِ حق نامِ خدا

ہر کرا بینی یکے جامہ درست ۔ دانکہ او آں را بکسبِ صبر جست

جس کسی کے پاس دیکھے جامہ چست ۔ صبر ہی سے وہ ہوا ہوگا درست

ہر کرا دیدی برہنہ بے نوا ۔ ہست بے صبری او آں را گوا

اور جسے دیکھے برہنہ بے نوا ۔ بس سمجھ لے وہ نہیں صبر آشنا

ہر کہ مستوحش بود پُر غصہ جاں ۔ کردہ باشد با دغائی اقتراں

غصہ کی وحشت ہو جس کی جان پر ۔ پُر دغا سے وہ ملا ہوگا مگر

صبر اگر کردے ز الف آں بیوفا ۔ از فراقِ او نخوردے ایں قفا

بے وفا کے ملنے سے کرتا جو صبر ۔ لوں جدائی کا نہ ہوتا اُس کی جبر

خوئے با حق ساختی چوں انگبیں ۔ با لبین کہ لا احب الآفلین[۲]

حق سے مل جاتا جو مثلِ انگبیں ۔ اور کہتا لا احبُّ الآفلیں

---

[۱] سمیعہ ؛

[۲] یعنی میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں

لاجرم تنہا نماندی ہمچناں	کہ کشتے ماندہ براہ از کاروان
تو کبھی یوں تنہا نہ رہتا چاہ میں	آگ جیسے تا قافلے کی راہ میں
چون ز ہمسیری قرین غیر شد	در فراقش پر ز خشم و جنبے خیر شد
ہو کے سب سے سر غیروں سے ملی	ہجر نے غم کی نصیحت اُس کو دی
صحبتت چون ہست زر دہ داہی	پیش خائن چون امانت مے نہی
سب کے زر دہ خالص کی صحبت تجھے	پاس خائن کے امانت کیوں رکھے
خوے با او کن کہ امانت ہاے تو	نیکن آید از فول و ار عتو
اُس کا خو گر ہو امانت جو تری	نیست ہو سے [illegible]
خوے با او کن کہ خود را اے پدر	خو بہاے انبیا را پروریدہ
اُس کا خو گر ہو جو ہے تو آدمی	انبیا کی عادتیں جس سے بنیں
بندہ ہد ہی رسد بازت ہد	پروردہ ہر صفت خود رب دہد
گردو اُس کو [illegible] سے تجھے	[illegible]
بترہ پیش گرگ امانت مے نہی	گرگ و یوسف را مفرما ہمرہی
بھیڑیے کو دو تو ہے سوچتا	گرگ و یوسف کا [illegible]
گرگ اگر با تو نماید روبہی	ہیں مکن باور کہ نآید زو بہی
[illegible]	وہ نیکیں تجھ کو [illegible]
جاہل ار با تو نماید ہمدلی	عاقبت زخمت زند از جاہلی
[illegible]	آخر اُس سے بدگی رحمت دے گی
او دو آلت دارد و خفتہ بود	فعل ہر دو بے گماں پیدا شود
[illegible]	[illegible]
ہر دو گیرد از زناں پنہاں کند	تا کہ خود را خواہر ایشاں کند
[illegible]	[illegible]

شتے از مرداں بحجت پنہاں کنند	تا کہ خود را او پے ایشاں کنند
تشنہ کو مردوں سے یہ ملبت چھپا	تا کہ بھائی اُن کا بن جائے ذرا
گشت یزداں زاں کسی مکتوم او	شلۂ سازیم در خرطوم او
اور خدا [illegible] ہے ، ہم سے [illegible] کیا	شلہ اُس کی سونڈ میں دیں گے ملا
تا کہ بینا یان ما زیں دو دلال	در نیفتند از فن او در جوال
دو دلیلیں تا کہ بینا دیکھ کر	مکر سے ہو جائیں اُس کے سب [illegible]
عاقل آں کز ہر دو کرتا یہ نری	ہیں ز جاہل ترس اگر دانشوری
ہر دو [illegible] کہاں مرد [illegible]	بھاگ جاہل سے یہ ہے دانشوری
دوستی جاہل شیریں سخن	کم شنو کاں ہست چوں زہر کہن
جاہل شیریں سخن کی دوستی	ہے [illegible]
جان مادر چشم روشن گویدت	ز غم و حسرت اندوہ فزویدت
[illegible]	[illegible]
[illegible]	کہ ز مکتب [illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
ہیں [illegible] دو رو [illegible] او	[illegible] او
[illegible]	[illegible]

[illegible]

هست مادر نفس و بابا عقل راد	اول تش تنگی و آخر بس کشاد
نفس ماں اور عقل ہے باپ اے فتا	ابتدا تنگی ، کشائش انتہا
اے دہندہ عقلہا فریاد رس	تا نخواہی تا نخواہد ہیچ کس
تجھ سے ہے فریاد اے خالق مری	تو نہ چاہے تو نہ چاہے گا کوئی
ہم طلب از تست و ہم آں نیکوئی	ما کئیم اول توئی آخر توئی
ہے طلب تجھ سے تجھی سے نیکوئی	ہم ہیں کیا اول تو ہی آخر تو ہی
ہم تو گوئی و ہم تو بشنو ہم تو باش	ما ہمہ لاشیم باچندیں تراش
تو ہی کہتا اور سنتا ہے ہمہ	ہے تو ہی موجود اور لاشے ہیں ہم
زیں حوالت رغبت افزا در سجود	کاہلی و جبر مفرست و خمود
اس طرح سجدوں کی رغبت کو بڑھا	کاہلی چھوڑ مردگی لے کر نہ جا
جبر باشد پرّ و بالِ کاملاں	جبر ہم زندان و بندِ کاہلاں
جبر پر ہے مرد کامل کے لئے	جبر ہی زنداں ہے کاہل کے لئے
ہمچو آبِ نیل داں ایں جبر را	آب مومن را و خوں مر گبر را
مثلِ آبِ نیل جاں اس جبر کو	پانی ہے مومن کو خوں ہے گبر کو
بال بازاں را سوئے سلطاں برد	بال زاغاں را بگورستاں برد
ایک پر سوئے سلطاں لے گئے	پر سے قبرستاں کو کوے گئے
باز گرد اکنوں تو در شرحِ عدم	کو چو پازہرست و پندارش تو سم
لوٹ جا کر بیاں شرحِ عدم	زہر کی دافع ہے۔ مت جان اس کو سم
ہمچو ہندو بچہ ہاں اے خواجہ تاش	رو ز محمودِ عدم ترساں مباش
ہندو بچہ کی طرح اے بے خبر	جا نہ محمودِ عدم سے خوف کر
از وجودے ترس کاکنوں در وئی	آں خیالت لاشئے و تو لاشیئی
ڈر وجود اپنے سے اے فرخندہ فال	تو ہے لاشے اور لاشے یہ خیال

لاشیٔ بر لاشیٔ عاشق شدہ است ‏ ‏ ‏ ‏ ہیچ نے مر ہیچ نے را رہ زدہ است
شیفتہ لاشے پہ لاشے ہے یہاں ‏ ‏ ‏ ‏ ہے فنا رہزن فنا کی بے گماں

لیس للماضین ہم الموت کی تفسیر

راست فرمود آں سپہدار بشر ‏ ‏ ‏ ‏ کہ ہر آنکو کرد از دنیا گذر
سچ ہے ارشادِ سیدِ جن و بشر ‏ ‏ ‏ ‏ جن کا اس دنیا سے ہوتا ہے سفر

چوں ز دل رفت ایں خیالات ایں بیاں ‏ ‏ ‏ ‏ گشت نامعقول او پیدا و عیاں
درمیاں سے جب ہٹتے ہیں خیال ‏ ‏ ‏ ‏ امر نامعقول کا کھلتا ہے حال

نیستش درد و دریغ و غبنِ موت ‏ ‏ ‏ ‏ بلکہ ہستش صد دریغ از بہرِ فوت
موت کا اُن کو نہیں ہوتا ہے غم ‏ ‏ ‏ ‏ فوت ہونے کا وہ کرتے ہائے الم

لیس للماضین ہم الموت گفت ‏ ‏ ‏ ‏ لیک شاں با حسرت فوتند جفت
جانے والوں کو نہیں غم موت کا ‏ ‏ ‏ ‏ فوت کی حسرت مگر ہے غم فزا

کہ چرا قبلہ نکردم مرگ را ‏ ‏ ‏ ‏ مخزن ہر دولت و ہر برگ را
موت کو قبلہ نہ کیوں اپنا کیا ‏ ‏ ‏ ‏ تھی جو مخزن دولت اور ساماں کا

قبلہ کردم من ہمہ عمر از حول ‏ ‏ ‏ ‏ آں خیالاتے کہ گم شد در اجل
عمر بھر قبلہ وہی سے کیا ‏ ‏ ‏ ‏ اُن خیالوں کو جو تھے رہزن وا

حسرتِ آں مردگاں از موت نیست ‏ ‏ ‏ ‏ زانست کاندر نقشہا کردیم ایست
موت کا غم کیا یہ غم ہے کہ کام ‏ ‏ ‏ ‏ کیوں کیا نقش اور صورت میں قیام

ف حدیث شریف لیس للماضین ہم الموت وانما لہم حسرت الفوت
ماضی گزرے ہوئے لوگوں کو موت کا غم نہیں ہے مگر اعمال و کسب حال کے فوت
ہو جانے کی حسرت ہے ۔
ک یعنی اجل کے حق میں رہزن قاتل تھے ۔

ما بدیدیم آنکه این نقش است و کف ॥ کف ز دریا جنبد و یابد علف

یہ دیکھا ہم نے یہ ہیں نقش و کف ॥ کف سے دریا سے اور پائے علف[1]

چونکه بحر افگند کفها را بهبر ॥ رو بگورستان و کفها را نگر

جبکہ دریا جھاگ اپنے دے نکال ॥ دیکھ قبرستان میں جا کر ان کا حال

پس بگو کو جنبش و جولان تان ॥ بحر افگندست در بحران تان

اب کہاں وہ جنبش اور ہیجان میں ॥ بحر نے ڈالا اُنہیں بحران میں[2]

تا بگویندت بلب نے بل بحال ॥ کہ ز دریا کن نه از ما این سوال

وہ نہ لب سے کہیں زبان حال سے ॥ کیا کہیں ہم بحر ہی سے پوچھ لے

نقش چون کف کے بجنبد بے ز موج ॥ خاک بے بادے کجا آید باوج

نقش کف بے موج ہل سکتا نہیں ॥ بے ہوا بھی خاک اُڑتی ہے کہیں

چون غبار نقش دیدی باد بین ॥ کف چو دیدی قلزم ایجاد بین

جب غبار نقش دیکھا باد دیکھ ॥ دیکھ کر کف قلزم ایجاد دیکھ

هین ببین کز تو نظر آید بکار ॥ باقیت شحمی و لحمی پود و تار

اصل یہی کہ دیکھا وہ ہوشیار ॥ باقی ہے سب گوشت و چربی پود و تار

شحم تو در شمعها نفزود تاب ॥ لحم تو مخمور را نامد کباب

شمع نے پائی نہ اس چربی سے تاب ॥ گوشت سے مستوں کو کب پہنچے کباب[3]

[1] چارہ۔ غذا یعنی سرمایہ زندگی۔

[2] اصطلاح طب میں بحران وہ حالت ہے جب طبیعت مرض کی مدافعت میں مصروف ہوتی ہے۔

[3] یعنی بعض حیوان ایسے ہیں کہ اُن سے شمعیں بنتی ہیں اور محفلوں میں روشنی ہوتی ہے مگر تیری چربی سے تو کوئی شمع بننے کی اُمید نہیں بعض جانوروں سے کباب بنتے ہیں جو مست و مخمور لوگ کھاتے ہیں اور لذت اُٹھاتے ہیں۔ مگر تیرا گوشت تو کسی کام بھی نہ آسکے گا۔

در گذار این جمله تن را در بصر	در نظر رو در نظر رو در نظر
چھوڑ دے نظارہ کرنا جسم کا	جا تو نظر در نظر [illegible] نظر میں سما
یک نظر دو گز همی بیند ز راه	یک نظر دو کون دید و روی شاه
اک نظر دو گز ہی طے کرتی ہے راہ	اک نظر دیکھے دو عالم روئے شاہ
در میان این دو فرقی بی‌شمار	سرمه جو والله اعلم بالسرار
فرق ان نظروں میں بھی ہے بے شمار	ڈھونڈ سرمہ جانے ہے [illegible]
چون شنیدی شرح بحر نیستی	کوش دائم تا برین بحر ایستی
شرح بحر نیستی تو سن چکا	سعی کر اس بحر میں ٹھہرا تو جا
چونکه اصل کارگاه این نیستیست	کو خلاو بی‌نشانست و تهیست
اصل ہے ہستی کی مطلق نیستی	جو ہے خالی اور نہیں کچھ [illegible]
جمله استادان پی اظهار کار	نیستی جویند و جای انکسار
کرتے ہیں آغاز کا [illegible]	ڈھونڈتے ہیں [illegible]
لاجرم استاد استادان صمد	کارگاهش نیستی و لا بود
ہے جو استادوں کا وہ استاد آلہ	نیستی کا عالم ہے اس کا کارگاہ
هر کجا این نیستی افزون‌تر است	کار حق و کارگاهش آن سر است
ہے جہاں جتنی زیادہ نیستی	کار حق اور کارگہ ہے [illegible]
نیستی چون هست بالایین طبق	از همه بردند درویشان سبق
ہستی کے طبقے بالا تر جو ہے	ان سے لے درویش سبقت لے گئے
خاصه درویشی که شد بی جسم و مال	کار فقر جسم دارد نی سؤال
خاص کر وہ جو ہوا بے جسم و مال	فقر [illegible] [illegible] نہ کر [illegible] سوال
سائل آن باشد که جسم او گداخت	قانع آن باشد که [illegible] باخت
ہے وہ سائل جسم کو جو دے گلا	وہ ہے قانع [illegible] دیا

پس ز درد اکنوں شکایت بر مدار　　　کوست سوئے نیست اسپے راہوار
درد کی اپنے شکایت کر نہ یار　　　درد سوئے نیستی ہے راہوار

ایں قدر گفتیم باقی فکر کن　　　فکر اگر جامد بود رو ذکر کن
اتنا ہم نے کہہ دیا۔ اب فکر کر　　　فکر اگر افسردہ ہو تو ذکر کر

ذکر آرد فکر را در اہتزاز　　　ذکر را خورشید ایں افسردہ ساز
ذکر جنبش میں ہے لاتا فکر کو　　　آفتاب فکر کر دے ذکر کو

اصل خود جذب است لیک اے خواجہ تاش　　　کار کن موقوف آں جذبہ مباش
اصل گو جذبہ ہے لیکن اے پسر　　　صرف جذبہ پہ نہ رہ۔ کچھ کام کر

زانکہ ترک کار چوں نازے بود　　　ناز کے در خورد جانبازے بود
کیونکہ ترک کار خود اک ناز ہے　　　ناز منصب کب عادت جانباز ہے

نے قبول اندیش نے رد اے غلام　　　امر را و نہی را مے بیں مدام
کر قبول و رد سے پرہیز اے غلام　　　رکھ تو امر و نہی پر نظریں مدام

مرغ جذبہ ناگہاں پرد ز عش　　　چوں بدیدی صبح شمع آں گہ بکش
آشیاں سے مرغ جذب اڑ جائے گا　　　جب تو دیکھے صبح شمعیں دے بجھا

چشمہا چوں شد گذارہ نور اوست　　　مغزہا مے بیند او در عین پوست
نور حق کرتا ہے آنکھوں میں گذر　　　پوست میں بھی مغز آتا ہے نظر

بیند اندر ذرہ خورشید بقا　　　بیند اندر قطرہ کل بحر را
دیکھتا ہے ذرے میں سورج عیاں　　　قطرے میں دریا نظر آتا ہے ہاں

ندی پر بیٹھنے والے صوفی کی باقی حکایت

گفت صوفی در قصاص یک قفا　　　سر نشاید باد دادن بر عمی
سوچا صوفی نے کہ اک ٹھوکر کے لئے　　　اندھے پن سے سر نہ دینا چاہیے

خرقۂ تسلیم اندر گردنم — بر من آساں کرد سیلی خوردنم

ہے گلے میں خرقہ جو تسلیم کا — اُس نے کی نا وجہ کا آساں کر دیا

دید صوفی خصم خود را سخت زار — گفت اگر مشتش زنم من خصم وار

دیکھا صوفی نے کہ دشمن ہے نزار — مُسِل دشمن کر گیا گھونسے کا وار

او بیک مشتم بریزد چوں رصاص — شاہ فرماید مرا زجر و قصاص

ایک ہی گھونسے سے وہ مر جائے گا — اُس کا بدلہ مجھ سے لے گا پھر خدا

خیمہ ویران ست و بشکستہ وتد — او بہانہ مے کند تا در فتد

خیمہ ویران میخ ٹوٹی پر لگا — وہ ہے گرنے کا بہانہ ڈھونڈتا

بہرِ ایں مردہ دریغ آید دریغ — کہ قصاصم افتد اندر زیرِ تیغ

ایک مُردہ کے لئے ہے یہ دریغ — اپنا سر بدلے میں دیدوں زیرِ تیغ

چوں نمے تانست کف بر خصم زد — عزمش آمد کش بر قاضی برد

بدلہ لینے سے ہوئی جب اُس کو یاس — سوچا اس کو لے چلوں قاضی کے پاس

کہ ترازوئے حق ست و کیلِ او — زاں سوئے حق ست اکثر میلِ او

کیونکہ قاضی ہے ترازوئے خدا — اس لئے رہتا ہے سوئے حق جھکا

مخلص است از مکرِ دیو و حیلہ اش — امنست از قیدِ دیو و قیلہ اش

مکرِ شیطاں سے وہ ہے جائے پناہ — اس کی قید و تول سے ہے امن گاہ

ہست مقراضِ اختلاد و جدال — قاطعِ جنگ و خصوم و قیل و قال

وہ ہے قینچی کینے کی اور جنگ کی — دور کر دیتا ہے جنگ و دشمنی

دیو در شیشہ کند افسونِ او — فتنہا ساکن کند قانونِ او

دیو شیشہ بند افسوں سے ہوئے — فتنے سب قانون سے اُس کے دبے

چوں ترازو دید خصمِ پر طمع — سرکشی بگذارد و گردد تبع

جب ترازو آئے دشمن کو نظر — سرکشی اپنا جھکا دیتی ہے سر

ور ترازو نیست گر افزون و بیش | از قسم راضی نگردد وا بهیش

بے ترازو گر اسے زائد ملے | بے وقوفی سے نہ راضی ہو سکے

کے شود راضی ز تو طبع تهیش | از پئے بے دانشی پر اطهیش

تجھ سے کب راضی ہو وہ طبع تہی | اُس میں ہے بے دانشی والی

ہست قاضی رحمت و دفع ستیز | قطرۂ از بحر عدل رستخیز

قاضی ہی دفع جنگ کرنے والا ہے | عدل کے دریا کا ہیں اک قطرہ ہے

قطرہ گرچہ خرد و کوتہ پا بود | لطف آب بحر ازو پیدا بود

قطرہ گر ہوتا ہے چھوٹا بے کماں | لطف دریا اُس سے ہوتا ہے عیاں

از غبار ار پاک داری کلہ را | تو ز یک قطرہ ببینی دجلہ را

گرد سے ہو پاک اگر آنکھ اور جاں | دجلہ کو اک قطرے میں دیکھے رواں

جزوہا بر حال کلہا شاہد ست | چون شفق غماز خورشید آمدہ است

جزو میں پوشیدہ کل کا راز ہے | جیسے سورج کی شفق غماز ہے

آں قسم بر جسم احمد راند حق | آنچہ فرمودہ است کلا والشفق

جسم احمد کی قسم کھاتا ہے حق | اور فرماتا ہے کلا والشفق[1]

مور بر دانہ چرا لرزاں بدے | گر ازاں پیمانہ خرمن آگہ بدے

کیوں ہلا دیتی چیونٹی بس اک دانہ پہ[2] | دانہ میں خرمن اگر آتا نظر

بر سر حرف آکہ معنی پیداست | ور مکافات جزا مستعجل است

آں ... ہے قرار | بدلہ لینے کے لئے ہے اختیار

[1] ... لا اقسم بالشفق واللیل وما وسق۔ یعنی میں قسم کھاتا ہوں شفق کی اور رات کی اور اس کی جو جمع کرلے۔

[2] یعنی ... ایک دانہ بھی ... سے نہ چھوٹ جائے۔

اے تو کردہ ظلمہا چوں خوشدلی	از تقاضائے مکافی غافلی
ظلم کرکے آہ کیوں خوش دل ہے تو	بدلہ لینے والے سے غافل ہے تو
یا فراموشت شد است آں کرہا	کہ فرو آویخت غفلت پردہا
یا دئیے ہیں ظلم سب تو نے بھلا	یا کہ ہے غفلت کا پردہ پڑ گیا
جرم گردوں رشک بُردے بر صفات	گر نہ خصمیہا ستے اندر قفات
رشک گردوں کو صفا پر تھا ترے	گر نہ ہوتے تیرے پیچھے خصمے
لیک محبوسی برائے آں حقوق	اندکے اندک بعذر میخواہ از عقوق
ہے مگر قید حقوق رسم و راہ	کرتا رہ کچھ کچھ تو بھی عذر گناہ
تا بہ یکبارت نگیرد محتسب	آب خود روشن کن اکنوں یا محب
تا نہ پکڑے محتسب یکبارگی	آب روشن اپنی کرلے اے اخی

صوفی اور چپت مارنیوالا

رفت صوفی سوئے آں سیلی زنش	دست زد چوں مدعی بردامنش
صوفی اُس کے پاس پہنچا جلد ہی	دامن اُس کا پکڑا مثل مدعی
اندر آوردش بر قاضی کشاں	کایں خر ادبار را بر خر نشاں
سامنے قاضی کے لایا اور کہا	اس کو خر پر دو بٹھا یہ ہے گدھا
یا بزخم دِرّہ دہ او را جزا	آنچنانکہ رائے تو بیند سزا
دیجئے دُرّے سے یا اس کو سزا	یا کرے جو رائے عالی فیصلہ
کانکہ از زخم تو میرد در دمار	بر تو تاواں نیست باشد آں جبار
زخم سے جو آپ کے ہو جاں سپیر	کچھ نہیں ہے اس کا تاواں آپ پر
زانکہ از زخم تو بیند مرگ خویش	قانع از دوزخ رود تا خلد بیش
جو سزا سے آپ کی مر جائے گا	چھٹ کے وہ دوزخ سے جنت پائیگا

بر حد و تعزیرِ قاضی ہر کہ مرد	نیست بر قاضی ضمان کو نیست خرد
قاضی کی حد و سزا سے جو مرا	بار قاضی پر نہ کہ اس کا پڑا
نائب حق است و سایۂ عدلِ حق	آئینۂ حق است و باشد مستحق
نائب حق ہے نشانِ عدلِ حق	آئینہ حق کا ہے اس کا مستحق
گر ادب از بہرِ مظلومے کند	نے برائے غرض و خشم و دخلِ خود
دینا سزا مظلوم کی خاطر سزا	نہ اپنے غصے اور غرض سے کام کیا
چون برائے حق و روزِ آجل ست	گر خطائے شد دیت بر عاقل است
ہے جو حق اور حشر سے وابستگی	ہے دیت عاقل پہ بھول اور چوک کا
عاقل او کیست دانی ہست حق	سوئے بیت المال بر گردان ورق
کون ہے عاقل؟ وہ عاقل ہے خدا	اپنے بیت المال سے دے گا صلہ
آنکہ بہرِ حق زند او آمن است	وانکہ بہرِ خود زند او ضامن است
مارے جو حق کے لئے آمن ہے وہ	اور خود مارے تو خود ضامن ہے وہ
گر زند والد پسر را او بمرد	آن پدر را خونبہا باید شمرد
باپ کے مارے سے گر بیٹا مرا	باپ کو اس کے بیٹے خون بہا
زانکہ او را بہرِ کارِ خویش زد	خدمتِ او واجب آمد بر ولد
کیونکہ مارا ہو گا اپنے کام سے	لازمی خدمت تھی بیٹے کے لئے
چون معلم زد صبی را شد تلف	بر معلم نیست چیزے لا تخف
مارے استاد اور بچہ جائے مر	تو نہیں الزام کچھ استاد پر
کان معلم نائب افتاد و امین	ہر امینے ہست حکمش ہمچنین
ہے معلم نائب حق اور امین	ہے امین کے واسطے خاطر یہ بھی
نیست واجب خدمتِ استا بر او	پس بزجرِ استا نبودش کار او
خدمت اس پر تھی نہ فرض استاد کی	اس کی بہتری کی کا علم - تھا نہ کیا

وپدر رزد او برائے خود زدہ ست	لاجرم از خونبہا دادن بجست
باپ کو مارا تو خود اپنے لئے	اس لئے وہ خوں بہا سے یوں بچے
پس خودی را سر ببر اے ذوالفقار	بیخودی شو فانی و درویش وار
سر خودی کا کاٹ دے اے ذوالفقار	فانی و بے خود ہو اور درویش وار
چوں شدی بیخود ہر آنچہ تو کنی	ما رمیت اذ رمیت ایمنی[۱]
جب تو بے خود ہو گیا تو جو کچھ بھی کرے	ما رمیت اذ رمیت اے پسر
آں ضماں بر حق بود نے بر امیں	ہست تفصیلش بفقہ اندر مبیں
ہے ضماں اُس کا خدا ہے ذمہ وار	یہ لکھا ہے فقہ میں تفصیل وار
ہر دکانے راست بازارے دگر	مثنوی دکان فقرست اے پسر
ہر دکاں کا ہے الگ بازار اجی !	اک دکان فقر ہے یہ مثنوی
در دکان کفشگر چرمست خوب	قالب کفش ست اگر بینی تو چوب
ہے دکان کفش گر میں چرم خوب	کفش کا قالب ہے گر دیکھے تو چوب
پیش بزازاں قز و ادکن بود	بہر گز باشد اگر آہن بود
[illegible] کپڑے بیچیں بزازاں	لوہا جو ہوتا ہے تو ہے گز کے لئے
مثنوی ما دکان وحدت است	غیر واحد ہرچہ بینی آں بت است
مثنوی اپنی ہے وحدت کی دکاں	بت ہے جو ہے ماسوائے حق یہاں
غیر واحد ہرچہ بینی اندریں	سنگہا نے جلوہ است داں یقیں
ماسوا حق کے جو کچھ آئے نظر	ہے یہاں بادہ سے بت ہی کر

[۱] قول تعالیٰ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ۔ یعنی جس وقت تو نے تیر پھینکا ۔ تو وہ نے تھیں پھینکا بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکا ہ

بت ستودن بہر دام عامہ را	ہمچناں خواں کالغرانیق العلیٰ
دام ہے بُت کی ستائش عام کا	تو سمجھ اس کو عن ابسقت العلی[۱]
خواندش اندر سورۂ والنجم زُود	لیک آں فتنہ بُد از سورہ نبود
سورۂ والنجم سے یہ پڑھ دیا	تھا وہ فتنہ نقص سورۃ کا نہ تھا
جملہ کفار آں زماں ساجد شدند	ہم سری بود آنکہ سر بر در زدند
سارے کافر اس گھڑی ساجد ہوئے	رکھ دیئے سر ہمسری کے واسطے
بعد ازیں حرفیست پیچا پیچ و دور	با سلیماںؑ باش و دیواں را مشور
بعد ازیں اک بات ہے کچھ پیچ دار	چھوڑ دو اور کر سلیمانؑ اختیار[۲]

[۱] اس کی اصل کیفیت یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانۂ کعبہ میں سورۂ والنجم پڑھ رہے تھے۔ اور اس لئے کہ سننے والے اچھی طرح سمجھ لیں۔ ہر آیت کے بعد کچھ ٹھہر جاتے تھے۔ جب اس مقام پر پہنچے کہ افرأیتم اللات والعزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ" (کیا دیکھا تم نے لات اور عزّیٰ اور تیسرے منات کو جو اور ہے) تو یہاں بھی ٹھہر گئے۔ اُس وقت شیطان نے لوگوں کے کان میں ڈال دیا کہ "تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجیٰ" (یہ بڑے بڑے بت ہیں جن سے شفاعت کی امید کی گئی ہے) مشرکین بہت خوش ہوئے کہ محمد نے ہمارے بتوں کی تعریف کی۔ پس سجدہ کے وقت مسلمانوں کے ساتھ انہوں نے بھی اپنا سر جھکا دیا۔ جبرئیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی۔ آنحضرت صلعم بہت رنجیدہ ہوئے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی "وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ" (نہیں بھیجا ہم نے کسی رسول اور کسی نبی کو تجھ سے پہلے مگر جس وقت کہ ان میں سے کسی نے کچھ آرزو کی شیطان نے اس کی آرزو میں کچھ اپنی طرف سے ڈال دیا) اس آیت کے نزول سے حضور سرورِ کائنات کو تسکین ہو گئی۔

[۲] مطلب یہ ہے کہ تجھے اس پیچیدگی سے کیا کام تو شورش والے شیطانوں کو چھوڑ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ رہ یعنی بے شورش پیدا کر۔

بیں حدیثِ صوفی و قاضی بیا ‖ واں ستمگارِ ضعیفِ زارِ زار

صوفی و قاضی کا یہ افسانہ لا ‖ اور اس ظالم ضعیف و زار کا

صوفی اور قاضی کا قصہ

گفت قاضی ثبت العرش اے پسر ‖ تا بر او نقشے کنیم از خیر و شر

قاضی چھت کہاں ہے اے پسر ‖ جس پہ کھینچوں میں نقوش خیر و شر

کو زننده کو محلِ انتقام ‖ کایں خیالے گشته است اندر سقام

س نے مارا کیا ہے جائے انتقام ‖ یہ ہے صرف اک وہم اسے برگشتہ کام

شرع بہرِ زندگانِ اغنیاست ‖ شرع بر اصحابِ گورستاں کجاست

رع ہے زندوں امیروں کے لئے ‖ شرع کب ہے مرنے والوں کے لئے

آں گروہے کز فقیری بے سرند ‖ صد جہت زاں مردگانِ فانی ترند

ہے جماعت جو فقیروں کی سدا ‖ ہے فنا میں مرنے والوں سے سوا

مرده از یک روست فانی در گزند ‖ صوفیاں از صد جہت فانی شدند

ردہ فانی صرف ہے اک سمت سے ‖ سو طرف سے مُردہ یہ صوفی ہوئے

مرگ یک قتل ست ایں سی صد ہزار ‖ ہر یکے را خوں بہائے بے شمار

وت ہے اک قتل یہ لاکھوں ہزار ‖ پھر ہر اک کا خوں بہا ہے بے شمار

گرچہ کشت ایں قوم را حق بارہا ‖ ریخت بہرِ خوں بہا انبارہا

ی نے ان لوگوں کو مارا بارہا ‖ خوں بہا کے واسطے ڈھیر اک لگا

ہمچو جرجیس اند ہر یک در سرار ‖ کشتہ گشتہ زندہ گشتہ چند بار

صورت جرجیسؑ ہے ان کا شعار ‖ زندہ ہو جاتے ہیں مر کر بار بار

ف ۱ جرجیس پیغمبر (علیہ السلام) کو اُن کی قوم نے ایذا دے دے کے مار ڈالا۔ گروہ پھر زندہ ہو ہو گئے اور وہ توحید پر قائم رہے ؛

گشت از ذوقِ سنانِ دادگر — سے نزار و کہ بیرون زخمِ دگر

ہیں سنانِ ذوق کے مارے ہوئے — بھرا ہے پُر اور بھی اک زخم ہے

واللہ از عشق وجودِ جاں پرست — کشتہ بر قتلِ دوم عاشق ترست

بس کہ ہے عشق مجازی سے فنا — رتبہ عشق حقیقی کا سوا

گفت قاضی من قضا دار حیم — حاکمِ اصحابِ گورستاں کیم

زندوں کا منصف ہوں قاضی نے کہا — گور والوں پر حکومت میری کہاں

ایں بصورت گر نہ در گورست پست — گورہا در دودمانش آمدہ است

یہ نہیں گو قبر میں اب تک گیا — سیکڑوں قبریں ہیں اس میں بن رہا

بس بدیدی مردہ اندر گورِ تو — گور را در مردہ بیں اے کورِ تو

گور میں دیکھے بہت مردے پڑے — گور اس مردے میں اندھے دیکھ لے

گر نہ گورے بر تو خشتے اوفتاد — عاقلاں از گور کے خواہند داد

قبر سے اک اینٹ اگر تجھ پر گرے — ہو گی تجھ کو کیا شکایت قبر سے

گردِ خشم و کینۂ مردہ مگرد — ہیں مکن با نقشِ گرمابہ نبرد

ہے یہ مردہ اس کے غصے پر نہ جا — نقش سے حمام کے لڑتا ہے کیا

شکر کن کہ زندہ بر تو نہ زد — کانکہ زندہ رد کند حق کرد رد

شکر کر مارا نہ زندہ نے تجھے — زندہ کے ٹھکرائے خدا نے رد کئے

خشمِ احیا خشمِ حق و زخمِ اوست — کز حق زندہ است آں پاکیزہ پوست

زندوں کا غصہ ہے خشمِ کبریا — ہے تعلق حق سے اس کے پوست کا

حق بکشتش و اندر پاچہ اش دمید — نادرہ قصابانہ جلد از وے کشید

پھونک بھر دی اس میں حق نے مار کر — جیسے قصائی[1] کھینچ لی جلد اس سے سر

[1] یعنی جس طرح قصائی جانوروں کو ذبح کر کے کھال کا ساکھر دیتے ہیں ۔

نفخ تو زے باقی آید تا سبب ۔۔۔ نفخ حق باشد ز نقش آں قصاب

پھونک یہ باقی رہنے کی باعث ۔۔۔ پھونک حق کی ہے قصائی کی نہیں

فرق بسیار است بین النفختین ۔۔۔ ایں ہمہ زین است باقی جملہ شین

دونوں پھونکوں میں ہے فرق اسے مدکی ۔۔۔ پھونک یہ ہنر ہے باقی سب شین

ایں حیات از وے برید و شد بسر ۔۔۔ آں حیات اندر نفخ حق شد مستمر

پھونک سے اس کی زندگی کی ہے بسری ۔۔۔ ہے خدا کی پھونک سے دائم زندگی

ایں دم آں دم نیست کاید آں بشرح ۔۔۔ ہست ہمانیں قدر چہ بالائے شرح

شرح ہو اس پھونک کی کیونکہ بھلا ۔۔۔ مختصر یہ ہے کہ حد سے بیشیوں سے باہر آ

پیش نقش بر خر نشاندن چشم بد ۔۔۔ نقش ہیزم را کسے بر خر نہد

ہے بٹھانا خر پہ اس کا نا روا ۔۔۔ کون لادے نقش لکڑی کا کھلا

جائے مستاں ونیز پشت خر سزد ۔۔۔ پشت تابوتیش اولیٰ تر سزد

ہے گدھے کی پیٹھ اس کو ٹھیک ہی ۔۔۔ پشت اس کو چاہیئے تابوت کی

ظلم چہ بود وضع غیر موضعش ۔۔۔ ہیں مکن در غیر موضع ضایعش

ظلم ہے چیزوں کو رکھنا بے محل ۔۔۔ کر نہ ضائع بے محل کر کے عمل

گفت صوفی پس روا داری کہ او ۔۔۔ سیلیم زد بے قصاص بے لتسو

بولا صوفی کیا مناسب ہے یہی ۔۔۔ کچھ نہ تخصیص کی سزا دی جائیگی؟

کے روا باشد کہ ہر خرسے قلاش ۔۔۔ صوفیاں را صفع اندازد بلاش

کیا روا یہ ہے کہ ہر قلاش اب ۔۔۔ صوفیوں کے مارے تھپڑ بے سبب

گفت صوفی را چہ باک از صفع تیز ۔۔۔ با چنیں بیمار کمتر کن ستیز

بولا قاضی صوفی کو پروا ہے کیا ۔۔۔ ایسے بیماروں سے لڑنا ہے بُرا

لہ قاضی کا مطلب ہے کہ اس شخص کے لئے کوئی سزا مناسب نہیں۔ اور ہر سزا بے محل ہے۔

ہین چہ داری صوفیا از بیش و کم	گفت دارم زیر پنہان من شش درم
کیا ہے تیرے پاس صوفی بیش و کم	بولا صوفی - پاس ہیں اب چھ درم
گفت قاضی سہ درم تو خرج کن	واں سہ دیگر را بدو دہ بے سخن
بولا قاضی تین تو رکھ خرچ کو	تین دے اس کو پھر جو ہو سو ہو
زار و رنجورست و درویش و ضعیف	سہ درم بایدش ترہ و رغیف
ہے بیمار - اس کو دینا چاہیئے	خرچ تھوڑا ساگ روٹی کے لئے
قاضی و صوفی بہم در قیل و قال	پیک آں رنجور زار و سخت حال
قاضی و صوفی میں تھی یہ گفتگو	کشمکش بیمار کو تھی ہو بہو
بر قفائے قاضی افتادش نظر	از قفائے صوفی آمد خوب تر
قاضی کی گدی پہ ڈالی اک نظر	صوفی کی گدی سے تھی وہ خوب تر
راست میکرد از پے سیلیش دست	کہ قصاص سیلیم ارزاں شدہ است
ہاتھ سیدھا اس نے تھپڑ کو کیا	کیونکہ تھپڑ کی تو سستی تھی سزا
سوئے گوشش قاضی آمد بہر راز	سیلئے آورد قاضی را فراز
کان کو جب تب وہ قاضی کے بڑھا	اور تھپڑ ایک قاضی کو دیا

صوفی کا قاضی کو ملامت کرنا

گفت بر شش را بیابید اے دو خصم	تا بروم آزاد بے خرخاش و خصم
پھر کہا - دو چھ درم اسے دشمو	جاؤں میں تا کچھ خرخشہ مجھ کو نہ ہو
گشت قاضی تیرہ صوفی گفت ہی	حکم تو عدلست لاشک نیست غی
قاضی غصے میں تھا صوفی نے کہا	حکم تیرا سر بسر انصاف تھا
آنچہ نپسندی بخود اے شیخ دیں	چوں پسندی بر برادر اے امیں
جو نہیں اپنے لئے تجھ کو پسند	کیوں وہ بھائی کے لئے پھر ہو پسند

این ندانی کز پئے من چہ کنی	ہم در آں چہ عاقبت خویش افگنی
تو نے کھودا تھا کنواں میرے لئے	خود ہی اُس میں گر پڑا تو جھٹ سے
من حفر بیرا نخواندی از خبر	آنچہ خواندی کن عمل جان پدر
من حفر بیرا نہیں تو نے پڑھا	جو پڑھا اُس پر عمل بھی تھا روا
آں یکے حکمت چنیں بُد در قضا	کاں ترا آورد سیلی در قفا
تھی خدا کی اس میں حکمت برملا	تیری گدی پر بھی اک تھپڑ لگا
وائے بر احکام دیگرہائے تو	تا چہ آرد بر سر و بر پائے تو
وائے تیرے دوسرے احکام پہ	جانے کیا بدلا ملے۔ کیا ہو ترا
ظالمے را رحم آری از کرم	کز برائے نفقہ بدہش سہ درم
ایک ظالم پہ ہوا اس در کرم	خرچ کو دلوائے دینے تین درم
دست ظالم را ببر چہ جائے آں	کہ بدست او دہی حکم و عناں
تھا مناسب جیسے ہاتھ اُس کا کاٹنے	اُلٹا تو نے اُس کو دیدیا
آں بزے مانی اے مجہول او	کہ نزاد او گرگ را او شیر داد
مثل بکری کے ہے تو جس نے کبھی	کی رضا سے بھیڑئیے کی مثل تھی

قاضی کا صوفی کو جواب دینا

گفت قاضی واجب آمد ما رضا	ہر جفا و ہر قفا کارد قضا
بولا قاضی۔ میں ہوں راضی برضا	جو قضائے حق ہے مجھ پہ ہو جفا
خوش دلم در باطن از حکم زبر	گرچہ رویم شد ترش کالمرّ مُر
خوش ہے دل حکم خدا کے حکم سے	گر ترش رو ہوں کو ہو کڑوی اس سے

لہ حدیث نبوی ہے کہ من حفر بئرا لاخیہ فقد وقع فیہ یعنی کسی نے اپنے بھائی کے لئے کنواں کھودا وہ خود ہی اس میں گرا۔

ابرِ غم باغست و چشم ابر وش — ابر گرید باغ خندد شاد و خوش
ابر ہیں آنکھیں مرا دل ہے چمن — ابر جب روئے چمن ہو خندہ زن

سال قحط از آفتاب خیرہ خند — باغ ہا در مرگ و جاں کندن رسند
قحط میں ہنستا ہے کیا کیا آفتاب — موت کا باغوں کو ہوتا ہے عذاب

زامرِ حق وَابْكُوا كَثِيرًا خواندۂ — چوں سرِ بریاں چہ خنداں ماندۂ
علیم حق "وَابْکُوا کَثِیرًا" ہے پڑھا — بھنے سر کی طرح ہنسنا ہے کیا

روشنیٔ خانہ باشی ہمچو شمع — گر فرو باری تو ہمچوں شمع دمع
روشنی گھر کی ہے بننا چاہتا — شمع کی مانند تو آنسو بہا

ذوق خندہ دیدۂ اے خیرہ خند — ذوق گریہ بیں کہ ہست آں کانِ قند
لطف ہنسنے کا تو پایا ہے گزند — ذوق گریہ دیکھ جو ہے مثلِ قند

آں ترشروئی مادر یا پدر — حافظِ فرزند شد از ہر ضرر
ترشروئی ماں کی ـ غصہ باپ کا — بچے کو نقصاں سے لیتا ہے بچا

چوں جہنم گریہ آرد یاد آں — پس جہنم خوشتر آمد از جناں
یاد سے دوزخ کی ہوں آنسو رواں — تو ہے دوزخ بہتر از باغِ جناں

خندہا در گریہا پنہاں کنیم — گنج در ویراں ہا جوئے کلیم
رونے میں پنہاں ہنسی ہے اے بشیر — جیسے ویرانوں میں پنہاں گنج زر

ذوق در غمہاست پے گم کردہ اند — آبِ حیواں را بہ ظلمت بردہ اند
وہ ہیں گمرہ ـ ذوق غم سے جو بچیں — آبِ حیواں ہے چھپا ظلمات میں

بازگونہ نعل از دہ تا رباط — چشمہا را چار کن در احتیاط
اُلٹا باندھا ہے بساط وہر کو — اپنی آنکھیں چار کر ہشیار ہو

ـلہ قولہ تعالیٰ ـ "فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا" ـ یعنی چاہیئے کہ تم کم ہنسو اور بہت روؤ ۔

چشمِ خود را چار کن در اعتبار — یار کن با چشمِ خود دو چشمِ یار

چار آنکھیں کر بڑھا لے اعتبار — اپنی آنکھوں سے ملا دو چشمِ یار[1]

اَمْرُهُمْ شُوریٰ بخواں اندر صحف — یار را باش و مکن از ناز اف

امر[2] هم شوریٰ کو پڑھ قرآن میں — یار کا ہو تا نہ اُٹھا پا لذتیں

یار باشد راہ را پشت و پناہ — چونکہ نیکو بنگری یار است راہ

دوست ہی منزل کی ہے پشت و پناہ — غور کر وہ دوست ہی ہے تیری راہ

چونکہ در یاراں رسی خامش نشیں — اندراں حلقہ مکن خود را نگیں

دوستوں میں بیٹھ کر خاموش ہو — کر نمایاں تو نہ اپنی ذات کو

ور نمازِ جمعہ بنگر خوش بہوش — جملہ جمعند و یک اندیش و خموش

تو نمازِ جمعہ پر رکھ چشم و گوش — جمع ہیں سب ایک ہی دُھن میں خموش

رخت ہا را سوئے خاموشی کشاں — چوں نشاں جوئی مکن خود را نشاں

دے حواسوں کو خموشی کی زباں — ہے تلاش اُس کی تو ہو جا بے نشاں

گفت پیغمبر کہ در بحرِ ہموم — در دلالت دان تو یاراں انجوم

غم کے دریا میں پیمبر نے کہا — مثل انجم دوست کو کر رہنما

چشم بر استارگاں نہ رہ بجوی — نطق تشویش نظر باشد مگوی

تارے دیکھ اور جستجوئے راہ کر — کچھ نہ کہہ۔ کہنا ہے تشویش نظر[3]

گر دو حرفِ صدق گوئی اے فلاں — گفتِ تیرہ در عقب گردد رواں

تو نے دو باتیں اگر سچی کہیں — لغو پھر بکنا پڑے گا بالیقیں

[1] مرشد کی آنکھوں سے مراد ہے ؎

[2] قولہ تعالیٰ۔ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ
یعنی وہ لوگ جو خدا کا حکم مانتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور اپنے کام ایک دوسرے کے مشورے سے کرتے ہیں، [3] یعنی بولنے سے دھیان بٹ جاتا ہے ؎

ایں نخواندی کالکلام اے مستہام	فی شجون جرہ جر الکلام
کیا نہ سمجھا "الکلام" اے بیکس نام	گفتگو کو کھینچ لیتا ہے کلام
ہیں مشو شارع دراں حرف رشد	چوں سخن بیشک سخن را می کشد
تو ہدایت کے لیے شارع نہ بن	کھینچ لیتا ہے سخن ہی کو سخن
نیست در ضبطت چو بکشادی دہاں	از پے صافی شود تیرہ رواں
جب نہیں منہ کھولنے پر اختیار	تیرہ دل سے ہو بے بصر کیا اعتبار
آنکہ معصوم رہ وحی خدا است	چوں ہمہ صافست بگشاید رواست
ہے جو معصوم رہ وحی خدا	ہے فقط منہ کھولنا اس کو روا
زانکہ ما ینطق رسول بالہوی	کے ہوا زاید ز معصوم خدا
ہوا سے خالی ہے نطق مصطفیٰ	ہے ہوس سے دور معصوم خدا
خویشتن را ساز منطیقی بحال	تا نگردی ہمچو من سخرہ مقال
تو بنا لے آپ کو	تا نہ میری طرح ہو بیہودہ گو

صوفی کا سوال اور قاضی کا جواب

گفت صوفی چوں ز یک کانست زر	ایں چرا نفع است و آں دیگر ضرر
پوچھا صوفی نے ہے جب اک کان زر	سونے میں یہ کیا ہے کیوں نفع و ضرر
چوں ہمہ از یک کفے دست آمدست	ایں چرا ہشیار و آں مست آمدست
او ہے جب ہر ... اک ہاتھ سے	مست اور ہشیار کیوں ہیں سوچئے

لہ یعنی الکلام فی شجون جرہ جر الکلام۔ کلام کشیدہ شاخوں میں ہے جو کلام کو کھینچتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کلام کرنے سے کلام شاخ در شاخ پیدا ہوتا ہے

لہ وما ینطق عن الہوی یعنی وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دل کے چاؤ اور خواہش سے بات نہیں کرتے ۔ سورہ ۔ مصرعہ مولانا نے مصرعہ ... فرمایا ہے

چوں زیک دریاست ایں جوہا رواں	ایں چرا زہرست و آں نوش رواں
ایک دریا سے ہیں جب نہریں رواں	تلخ و شیریں کیوں ہیں پانی بیگماں

چوں ہمہ انوار از شمس بقاست	صبح کاذب صبح صادق از کجاست
ایک ہی سورج سے جب سب نور ہیں	صبح صادق اور کاذب پھر ہو کیوں

چوں زیک سرمہ است ناظر را کحل	از چہ آمد راست بینی و حول
ایک ہی سرمہ ہو جب ہر آنکھ میں	کیوں یہ بینا اور بھینگا پھر نہیں

چوں زدار الضرب سلطان است است	نقدہا چوں ضرب جیب نا رواست
ایک دار الضرب ہے جب شاہ کا	کس لئے سکہ ہو پھر کھوٹا کھرا

چوں خدا فرمود رہ را راہِ من	ایں خفیر و چیست آں یک راہزن
جبکہ ہے ہر راہ راہِ ذو المنن	کیوں ہے پھر اک رہبر و ذات اہرمن

چوں زیک بطن اند ایں جبر و سفیہ	چوں یقیں شد کالولد سر ابیہ
عاقل و دیوانے ہیں اک بطن سے	کس طرح کہیں باپ کا بیٹا ہے

وحدتے کو با جنہ ہزار	صد ہزاراں جنبش از عین قرار
اس وہ تحقیق میں وحدت کہاں	ہر سکوں سے جنبشیں ہیں سو عیاں

گفت قاضی صوفیا خیرہ مشو	یک مثالے در بیان ایں شنو
بولا قاضی بن نہ صوفی [illegible]	سن میں دیتا ہوں تجھے اس کی مثال

ایں سکون جہاں پیش ایں را نیک داں	ورنہ بینی حال را نیکو بخواں
غور سے جو دیکھتا ہے اس پہ غور کر	اور سمجھ اس کو نہ دیکھا جائے گر

ہمچناں کہ بیقراری عاشقاں	حاصل آمد از قرار دلستاں
بیقراری جس طرح عشاق کی	ہے قرار دوست سے حاصل ہوئی

آں چو کہ بر ناز ثابت آمدہ	عاشقاں چوں برگہا لرزاں شدہ
وہ ہے مثل کوہ قائم ناز پر	لرزتا ہے مدام عاشق ہاں وہ ہر

خندهٔ او گریها انگیخته — آب رویش آبروها ریخته

اس کے ہنسنے سے ہے گریاں آبرو — حسن نے اس کے مٹا دی آبرو

اینهمه چون و چگونه چون زبد — بر سر دریای بیچون می طپد

مثل کف چون و چگونہ بے گماں — ساحل دریائے بے چوں پر تپاں

ضد و ندش نیست در ذات و عمل — زاں بپوشیدند هستیها حلل

ضد[1] و ند کچھ ذات میں اس کی نہیں — ہستیاں یوں صاحب خلعت ہوئیں

ضد ضد را بود و هستی کے دهد — بلکه زو بگریزد و بیروں جهد

ضد سے ہستی کو میل کیا با ہمہ گر — بلکہ اس سے بھاگتی ہے کود کر

ند چه بود مثل مثل نیک و بد — مثل مثل خویشتن را کے کند

مثل کی یہ ہے بتوری ایسی مثال — مثل کب پیدا کرے ایسی مثال

چونکه دو مثل آمدند اے متقی — این چه اولیٰ تر ازاں در خالقی

مثل جب دونوں ہوئے اے متقی — کون اولیٰ تر ہو پھر خالقی

بر شمار برگ بستاں ضد و ند — چوں کفے در بحر بے ند ست و ضد

پتیوں سے بھی سوا ہیں ضد و ند — تو بھی کف دریا کا ہے بے ند و ضد

بیچگونه بیں تو برد و مات بحر — چوں چگونه گنجد اندر ذات بحر

بحر میں چوں و چگونہ ہے کہیں؟ — ان کی اس دریا میں گنجائش نہیں

کمترین لعبت او جان تست — ایں چگون و چون جاں کے شد درست

اس کی اک لعبت تیری جان ہے — اس میں کب چوں و چگوں کی شان ہے

پس دراں بحرے که هر قطره ازاں — از بدن ناشی تر آمد عقل و جاں

پس وہ دریا جس کا ہر قطرہ ہوا — عقل و جاں والا بدن سے بھی سوا

[1] مثل ۱۲ منہ

کے بگنجد در مضیقِ چند و چوں ‏— عقلِ کل اینجاست از لا تعلمون

چند و چوں کی تنگیوں میں کب سمائے ‏— یہ سمجھے ہیں عقل کی کس طرح آئے

عقل گوید مر جسد را کاے جماد ‏— بوے بردی ہیچ ازاں بحرِ معاد

عقل کرتی ہے بدن سے یہ سوال ‏— جانتا ہے کچھ تو اس دریا کا حال

جسم گوید من یقیں سایہ توام ‏— بوے از سایہ کہ جوید جانِ عم

جسم کہتا ہے۔ میں ہوں سایہ ترا ‏— سائے سے ملتا ہے کس کو کچھ پتا

عقل گوید کایں نہ آں حیرت سراست ‏— کہ سزا گستاخ تر از نا سزاست

عقل کہتی ہے کہ۔ یہ ہے حیرت کا گھر ‏— اہل سے نا اہل ہے گستاخ تر

شیر ایں سو پیشِ آہو سر نہد ‏— باز ایں جا نزدِ تیہو پر نہد

شیر سر جھکے ہرن کے سامنے ‏— باز پر پھیلائے تیہو کے لئے

اندریں جا آفتابِ پُر نورے ‏— خدمتِ ذرہ کند چوں چاکرے

اور سورج باوجود اس نور کے ‏— مثلِ نادم خدمتِ ذرہ کرے

ایں ترا باور نباید مصطفٰے[1] ‏— چوں ز مسکیناں ہمی جوید دعا

یہ تجھے باور نہ ہوگا۔ مصطفٰے[1] ‏— لیتے تھے مسکین لوگوں کی دعا

گر تو گوئی از پئے تعلیم بود ‏— عینِ تجہیل از چہ رو تفہیم بود

تو کہے گا۔ یہ بھی اک تعلیم تھی ‏— ناشناسی کس طرح تفہیم تھی؟[2]

بلکہ میداند کہ گنجِ بے شمار ‏— در خرابی ہا نہاد آں شہریار

جانتے تھے وہ کہ گنج بے شمار ‏— رکھتا ویرانوں میں ہے وہ شہریار

بدگمانی نعلِ معکوسِ ویست ‏— گرچہ ہر جزوش جاسوسِ ویست

بدگمانی سے یہ ہے پیچیدگی ‏— تھی خبر حضرت[2] کو ہر اک حال کی

[1] و [2] یعنی وہ تو اپنے حال سے بالکل انجان ہو جاتے تھے پھر ہم اپنی تفہیم کس طرح سمجھ لیں نہیں۔ بلکہ وہ دعا کو عین دعا ہی جانتے تھے۔

هر حقیقت را حقیقت غرقه شد | زیں سبب هفتاد بل صد فرقه شد

ہر حقیقت میں حقیقت کی ہے رو | اس لئے فرقے ہیں ستر بلکہ سو

با تو قلماشیست خواہم گفت ہاں | صوفیا خوش پہن بگشا گوش جاں

اور کچھ باتیں ہیں میرے دل میں ہاں | سن لے صوفی کھول کر تو گوش جاں

مر ترا ہر زخم کاید ز آسماں | منتظر میباش خلعت بعد ازاں

سب فلک سے کوئی پہنچے اضطرار | بعد ازاں خلعت کا بھی کر انتظار

چوں قفا دیدی صفا را ہم ببیں | گرد راں تا گردن آمد اے اہیں

جب قفا دیکھی۔ صفا بھی دیکھ لے | جس نے گردن تک ترا پایا ہے تجھے

کاں نہ آں شاہست کت سیلی زند | کہ نہ تاج و تخت بخشد مستند

یہ نہیں وہ شاہ جو تھپیڑ تو دے | اور نہ تاج و تخت کچھ بھی دے تجھے

جملہ دنیا را پر پشہ بہا | سیلیے را رشوت بے منتہا

قیمت دنیا ہے اک مچھر کا پر | رشوت اک تھپیڑ کی ہے حد سے بسر

گردنت زیں طوق زریں جہاں | چست در دزد ز حق سیلی ستاں

اپنی گردن طوق دنیا سے بچا | ہاں مگر تھپیڑ خدا کا اس پہ کھا

آں قفا ہا کانبیا بر داشتند | زاں بلا سرہائے خویش افراشتند

انبیاء نے وہ جفائیں جھیل لیں | ان کو سر افرازیاں اس سے ملیں

لیک حاضر باش در خود اے فتی | تا بخانہ او بیابد مر ترا

تجھ کو حاضر باش ہونا چاہیے | تا وہ گھر میں آئے تو پائے تجھے

ورنہ خلعت را برد او باز پس | کہ نیابیدم بخانہ ہیچ کس

ورنہ واپس خلعتیں لے جائے گا | جب کسی کو بھی نہ گھر میں پائے گا

گفت آں صوفی چہ بودے کایں جہاں | ابروئے رحمت کشادے جاوداں

بولا صوفی۔ حرج کیا تھا گر جہاں | صرف رحمت ہی سے رہتا شادماں

ہر دمے شورے نیاوردی بپیش ۔۔۔ بر نیاوردے ز تلوینہاش نیش
ہر دم اک شورش نہ رہتی گرد و پیش ۔۔۔ یوں تلوّن کے نہ لگتے دل میں نیش

شب نمردے چراغ روزہا ۔۔۔ وے نبودے باغ عیش اندوز را
بجھ نہ سکتا رات سے دن کا چراغ ۔۔۔ اور نہ مرجھاتا خزاں سے عیش باغ

جام صحت را نبودے جام تب ۔۔۔ ایمنی را خوف ناوردے کرب
جام صحت کے لئے ہوتی نہ ضرب ۔۔۔ اور بے خوفی کو کچھ ہوتا نہ کرب

خود چہ کم گشتے ز جود و رافتش ۔۔۔ گر نبودے خرخشہ در نعمتش
کم نہ ہو جاتا کچھ اس کے رحم سے ۔۔۔ گر نہ ہوتے نعمتوں میں خرخشے

عالم از ذوق خوشے چوں شکّرگاں ۔۔۔ تیرہ کم بودے روان انس جاں
ہوتے سب خوش حال یہ اہل جہاں ۔۔۔ یوں نہ ہوتی گندہ جان انس و جاں

جاوداں بودے حضور ذوق خوش ۔۔۔ دائما در جاں بدے ہم شوق نوش
اس طرح رہتا ہمیشہ ذوق خوش ۔۔۔ روح میں ہوتا ہمیشہ شوق جوش

صوفی کا قاضی کو جواب

گفت قاضی بس تہی رو صوفیے ۔۔۔ خالی از فطنت چو کاف کوفیے
بولا قاضی صوفی اک سادہ ہے تو ۔۔۔ کاف کوفہ کی طرح کورا ہے تو

تو نہ بشنیدی کہ آں پر قند لب ۔۔۔ غدر خیاطاں ہمے گفتے بشب
کیا نہیں معلوم۔ وہ پُر قند لب ۔۔۔ درزیوں کے کہہ رہا تھا مکر شب

خلق را در دمدمہ آں طائفہ[1] ۔۔۔ بیہدہ افسانہائے سالفہ
اک جماعت سے جو کی تھیں چرب زباں ۔۔۔ کر رہا تھا وہ فسانے ہیں بیاں

[1] قصہ گو۔

قصہ پارہ ربائی درزیان | مے حکایت کرد او با آن عوام
پارہ لے جانے کا قصہ درزیوں کا | کر رہا تھا اس سے اُس سے وہ بیان

در سمر مے خواند درزی نامۂ | گرد او جمع آمدہ ہنگامۂ
درزی نامہ پڑھ رہا تھا بر ملا | اور اس کے گرد اک ہنگامہ تھا

مستمع چوں یافت جاذب زان وفود | جملہ اجزایش حکایت گشتہ بود
سننے والے جذب جیسے ہوئے | سب وہ اجزا سے حکایت بن گئے

اِنَّ اللہَ یُلَقِّنُ الحِکمۃَ[۱] کی تفسیر

جذب سمعست ار کسے را خوش لبیست | گرمی و جد معلم از صبیست
جذب کرتی ہے سماعت جوش لبی | لڑکوں سے گرمی ہے سب استاد کی

چنگیے کو در نوازد بیست و چار | چوں نیابد گوش گردد چنگ بار[۲]
چنگی جو بہتر بجائے چنگ کو | چنگ ہے خود سننے والا جب نہ ہو

نے حرارت یادش آید نے غزل | نے دہ انگشتش بجنبد در عمل
اس میں گرمی ہو نہ یاد آئے غزل | انگلیاں اُس کی دسوں کھولیں عمل

گر نبودے گوشہائے غیب گیر | وحی ناوردے ز گردوں یک بشیر
وحی کانوں کو نہ ہوتی گر قبول | کیوں فلک سے اس کا پھر ہوتا نزول

ور نبودے دیدہائے صنع بیں | نے فلک گشتے نہ خندیدے زمیں
اور اگر آنکھیں نہ ہوتیں صنع بیں | تو فلک پھرتا نہ ہنستی یہ زمیں

۱ه حدیث شریف - ان اللہ یلقن الحکمۃ علی لسان الواعظین بقدر ھمم المستمعین - یعنی بیشک اللہ تعالیٰ واعظوں کی زبان پر سننے والوں کے شوق اور ہمت کے مطابق حکمت تلقین کرتا ہے

۲ه یعنی شرمندہ - سر جھکائے ہوئے :

آں دم لولاک ایں باشد کہ کار
از برائے چشم تیز ست و نظار

حاصل لولاک ہیں جلوے سبھے
غور کرنے اور نظارے کے لئے

عامہ را از عشق ہمخوابہ طبق
کے بود پروائے صنع عشق حق

عشق ہم خوابہ ہے لیکن ذوق عام
کیا انہیں ہے صنعت صانع سے کام

آب تتماجی نریزی در تغار
تا سگے چندی نباشد طعمہ خوار

آش کا پانی نہ تو کر برتن میں ڈال
تا کہیں کتے نہ پینے کا خیال

رو سگ کہف خداوندیش باش
تا رہاند زیں تغارت اصطفاش

ساتھ بن کہف خداوندی کا تو
تا کہ تو برتن سے رہا ہو تیرا تن

ایک ترک کا درزیوں کی چوری کی حکایت سننا

چونکہ دزدیہائے بیحیا گفت
کہ کنند آں درزیاں اندر نہفت

کہہ دیں اسے حرانہ ساری درزیاں
درزی کرتے تھے جو چھپ چھپ کر نہاں

اندراں ہنگامہ ترکی از خطا
سخت تیرہ گشت از کشف غطا

اس میں اک شہر خطا کا ترک تھا
حال پر سنکر پریشاں وہ ہوا

شب چو روز رستخیز آں رازہا
کشف میکرد از پئے اہل نہی

رات وہ اس پر قیامت ہو گئی
پوچھتا تھا بھید ملتا جب کوئی

ہر کجا آئی تو در جنگ فراز
بینی آنجا دو عدو در کشف راز

جس جگہ دیکھے گا تو جنگ دراز
پائے گا دو دشمنوں میں کشف راز

آں زماں را محشر مذکور داں
واں گلوئے راز گو را صور داں

اس گھڑی کو حشر مذکور مان
اور گلے کو راز گو کے صور جان

کہ خدا اسباب خشمی ساختہ ست
واں فضائح را گلوئے انداختہ ست

حق نے غصے کے بنائے ہیں سبب
اور فضیحت کو کیا شہرت طلب

بسکہ غدر درزیاں را ذکر کرد ‎ ‎ حیف آمد ترک را خشم و نبرد

درزیوں کے مکر و فن کا ذکر تھا ‎ ‎ ترک کے دل کو ہوا افسوس سا

گفت اے قصاص در شہر شما ‎ ‎ کیست چالاکتر دریں فن و دغا

بولا۔ تیرے شہر میں اے قصہ خواں ‎ ‎ کون ہے چالاک تر اس فن میں ہاں

چور درزی اور ترک کا ادّعا

گفت خیاطیست نامش پور شش ‎ ‎ اندریں دزدی و چستی خلق کش

بولا۔ اک درزی ہے نامی پور شش ‎ ‎ چستی و چوری میں ہے وہ خلق کش

گفت من ضامن کہ با صد اضطرار ‎ ‎ او نیارد برد از من رشتہ تار

ترک بولا۔ میں ہوں اس کا ذمہ دار ‎ ‎ مجھ سے لے سکتا نہیں وہ ایک تار

پس بگفتندش کہ از تو چست تر ‎ ‎ مات او گشتند در دعوی مپر

لوگ بولے تجھ سے بھی چالاک تر ‎ ‎ مات اس سے ہو گئے۔ دعویٰ نہ کر

تو بعقل خود چنیں غرہ مباش ‎ ‎ کہ شوی یاوہ تو در تزویرہاش

عقل پر اپنی نہ ہو مغرور تو ‎ ‎ ہو گا اس کے مکر سے مجبور تو

گرم تر گشت او و بست آنجا گرو ‎ ‎ کہ نیارد برد نہ کہنہ نہ نو

تیز ہو کر شرط اس نے باندھ لی ‎ ‎ میں نہ دوں گا تجھے پرانی یا نئی

مطمعانش گرم تر گشتند زود ‎ ‎ او گرو بست و رہاں را برگشود

اور بھی گرما دیے سب لالچی ‎ ‎ آخر اس نے یوں یہاں سے شرط کی

گفت رہن من بپای مرکب تازی من ‎ ‎ بدہم ار دزدد قماشم او بفن

بولا گھوڑا اپنا عربی دوں اسے ‎ ‎ کچھ بھی لے جائے جو میرے پاس سے

ور نتاند برد اسپے از شما ‎ ‎ وا ستانم بہر رہن مبتدا

اور اگر کچھ بھی نہ وہ لے جا سکا ‎ ‎ ایک گھوڑا تجھ سے لوں گا برملا

ترک را آن شب نبرد از فکر خواب
باخیال دزد میکرد او حساب
فکر سے اُس ترک کو آیا نہ خواب
تھا خیال اُس چور کا اور پیچ و تاب

بامدادان اطلسے زد در بغل
شد ببازار و دکان آن دغل
صبح کچھ اطلس بغل میں داب کر
پہنچا اُس مکّار کی دُکان پر

پس سلامش گرم کرد آن اوستاد
جست از جا لب بترحیبش کشاد
پس سلام اُستاد نے اُس کو کیا
اُٹھا۔ بولا، مرحبا صد مرحبا

گرم پرسیدش ز حد ترک بیش
تا فگنده اندر دل او مہر خویش
حد سے زائد پرسش احوال کی
الفت اُس کی ترک کے دل میں بڑھی

چون شنید از وے نوائے بلبلے
پیشش افگند اطلس استنبلے
مثل بلبل جب سُنی اُس کی صدا
اطلس رومی کو دیکر یوں کہا

کہ ببر این را قبائے روز جنگ
زیر نافم واسع و بالاش تنگ
سی قبا سے جنگ اک میرے لئے
تنگ ہو چولی سے رہیں دامن کھلے

تنگ بالا بہر جسم آرائے را
زیر واسع تا نگیرد پائے را
تنگ ہو چولی کہ سب اعضا سجیں
چوڑے دامن تا نہ اُلجھیں پاؤں میں

گفت صد خدمت کنم اے ذو وداد
دست بر دو چشم و بر سینہ نہاد
بولا میں خدمت کروں گا سر بسر
ہاتھ رکھے آنکھ اور سینے پر

پس بپیمود و بدید او روئے کار
بعد ازان بکشاد لب را در فشار
ناپا اور پھر دیکھی صورت کام کی
اور پھر کچھ گفتگو ہونے لگی

از حکایتہائے میران دگر
وز کرمہا و عطائے آن نفر
کچھ امیروں کی سنائی داستاں
بخششوں کا پھر کیا اُن کی بیاں

وز بخیلان و ز تحنیثات شان
از برائے خندہ ہم وا داد نشان
ذکر پھر اُس نے بخیلوں کا کیا
اور اُن کے حال ...

پھر تو آتش کرد مقراضے پو لا | سے ہد ہد دل برافسانہ وفسوں

کھڑ نکالی پھر قینچی آگ سی | کپڑا کاٹا ، گفتگو ہوتی رہی

اُستاد درزی کا پارۂ اطلس چرانا

یک مضاحک گفت آں چست و شنا | ترک مست از خندہ شد جست و شتاو

اک ہنسی کی بات کی اُستاد نے | لوٹا ہنستے ہنستے ترک اس بات سے

چونک خندیدن گرفت از رو انساں | چشم تنگش گشت بستہ آں زماں

آئی قہقہے پر ہنسی اس کو دو چند | اور آنکھیں ہو گئیں ہنسنے میں بند

پارۂ دزدید و کرد او زیر راں | غیر چشم حق ز جملہ آں نہاں

ٹکڑا زیر ران میں لے رکھا | ہر نظر سے [illegible] چھپایا

حق ہمیدید آں ولیکن ستار خوست | لیک چوں از حد بری غماز اوست

تو نے دیکھا ہے وہ حق ستار ہو | اور ہے غماز اگر آگے بڑھ جائے تو

ترک را از لذت افسانہ اش | رفت از دل دعوی پیشانہ اش

پائی لذت ترک نے افسانے سے | [illegible] سب جاتے رہے

اطلس چہ دعوی چہ رہن چہ | ترک سرمست است در لاغ اے اچہ

کیسی اطلس ، کیسا دعویٰ ، شرط کیا | ترک اس کی شوخیوں سے مست تھا

لابہ کردش ترک کز بہر خدا | لاغ میگو کہ مرا شد مغتذی

کی خوشامد اور کہا بہر خدا | ہزل کہہ کہ ہزل ہے میری غذا

گفت لاغ خندہ انگیز آں دغا | کہ فتاد از خندہ آں ترک از قفا

ہزل کہا پھر اور کچھ اس نے ہنسا | جو گرا ہنستے ہنستے وہ چت

پارۂ اطلس سبک در نیفہ زد | ترک غافل خوش مضاحک می مزد

اس نے نیفے میں وہ اطلس داب لی | ترک تھا غافل ہنسی کی تھی چوتی

پس چنیں بار سوم ترک خطا	گفت لاغے گوئی از بہر خدا
ترک نے ... بس اس سے کہا	ہزل کہہ اک اور تو بہر خدا
گفت لاغے خندہ بیں تراز دو یا	کرد او آں ترک را کلی شکار
ہزل پھر اس نے کہی اک خوب سا	کر لیا اس ترک کو بالکل شکار
تنگ چشم بستہ عقل بستہ ہوا	مست ترک مدعی در قہقہہ
... غافل اور سیرت زدہ	ترک تھا بالکل ہی مست قہقہہ
چوں سیم بار از قبا وا دزد نیز	کز خندہ اش یافت میدان فرخ
پھر لیا سہ بار کچھ کپڑا اچرا	فائدہ تھا اس کے ہنسنے سے بڑا
چوں چہارم بار آں ترک خطا	لاغ از استاد ہمی کرد اقتضا
حسب دستور تھا تقاضا ترک نے	ہزل کے کہنے کے استاد سے
رحم آمد بر وے آں استاد را	کرد در باقی فن و بیداد را
رحم اس پر آگیا استاد کو	رکھ لیا باقی فن و بیداد کو
گفت مولع گشتہ ایں مفتوں بدیں	بے خبر کیں چہ خسارہ است و غبیں
... لوٹنے ... ہنسنے	بے خبر ہے کیا خسارہ ہو گیا
بوسہ افشاں گشت بر استاد او	کہ ز بہر حق خدا افسانہ گو
رکھ بوسے دیا کھا استاد کو	اک فسانہ ہاں خدا را اور ہو
اے فسانہ گشتہ و محو از وجود	چند چند افسانہ خواہی آزمود
... خود ... افسانہ ...	آزمائے ... نے نا ...

خندہ ہیں تراز تو ہیچ افسانہ نیست
تجھ سے بڑھ کر مضحکہ افسانہ نہیں
بر لب گور خراب خود بایست
...

ایسی ہی بلا میں مبتلا نفس سے خطاب

اے فرو رفتہ بقعرِ جہل و شک	چند جوئی لاغ و دستانِ فلک
اے کنوئیں میں گرنے والے جہل کے	داستاں کب تک سنے گا چرخ سے
تا بکے نوشی تو عشوہ زیں جہان	کہ نہ عقلت ماند بر قانوں نہ جان
دھوکے کب تک اس جہاں کے کھائیگا	عقل و جاں باقی نہیں تجھ میں ذرا
لاغ ایں چرخ ندیم کرد و مرد	آبروئے صد ہزاراں چوں تو برد
ہزل[1] کیوں اس چرخ کی سنتا ہے تو	جس نے لاکھوں کی ہے چھینی آبرو
می درد می دوزد ایں درزی عام	جامۂ صد سالک و صد طفلِ خام
یہ ہے درزی جس نے پھاڑے اور سیئے	کپڑے سالک اور طفلِ خام کے
پیر و طفلاں شستہ پیشش بہر کد	تا بسعد و نحس او لاغے کند
بوڑھے بچے بیٹھے ہیں سب سامنے	تا کریں لاغ اس کے سعد و نحس سے
لاغ او گر باغہا را داد داد	چوں دے آمد دادہا بر باد داد
ہزل سے اس کی چمن[2] کو داد دی	اور خزاں میں پھر تھی بربادی وہی

درزی کا خطاب ترک سے

گفت درزی ترک اے ازیں در گذر	وائے بر تو گر کنم لاغ دگر
بولا درزی۔ ترک اب کر در گذر	ہزل میں اک اور کہدوں گا اگر
پس قبایت تنگ آید باز پس	ایں کند با خویشتن خود ہیچکس
تنگ تر ہو جائے گی تیری قبا	کون ہے اپنے لئے رکھے روا

[1] ہزل +
[2] یعنی خوش دل خوش گئے +

خنده چون رمز آگر دانستنی	آں ز صد گریه بتر دانستنی
رمز ہنسنے کی تو سمجھتا	اس کو سو گریہ سے بدتر جانتا
ترکِ خنده کن بیا ای ترکِ مست	زانکه عمرت رفت خواهی گشت پست
بس ہنسی کو ترک کر اے ترک مست	عمر تیری جا چکی ہوگا تو پست
چونکه بنهاد آں قبا درزی ز دست	اسپ را بنهاد و داد آں ترکِ مست
ہاتھ سے رکھ دی جو درزی نے قبا	ترک نے گھوڑا دیا
خلعتش بشنو تو ای آں ترکِ گول	عالمِ غدار چون خیاطِ غول
اب خلعت سن کہ ہے وہ ترک گول	عالم غدار درزی ہو بہو
اطلسی کز بهر تقوی و صلاح	دوخت باید خرج کردی از مزاح
کتنی جو اطلس بہر تقوی و صلاح	ہنس کے کردی تو نے سب صرف مزاح
اطلس عمرِ تو ضاحک شهوت است	روز و شب مقراضِ خنده غفلت است
عمر اطلس ہزل شہوت سے تری	رات دن قینچی ہے غفلت اور ہنسی
اسپِ ایمانت و شیطان در کمین	با خود آ افسانه را بگذار هین
گھوڑا ہے ایمان شیطاں گھات میں	کچھ نہ وقت اپنا ہنسی کی بات میں
اطلس عمرت بمقراضِ شهور	برد پاره پاره خیاطِ غرور
عمر کی اطلس مہینوں سے کہی	ٹکڑے ٹکڑے کرکے سب درزی نے لی
تو تمنا می بری کاختر مدام	لاغ کردی سعد بودی بر دوام
ہے تری حسرت کہ یہ تارے مدام	سعد رہیں اور پھر ہنستے مدام
سخت می‌تولد ز تربیعاتِ آں	ذر دبال و کینه و آفاتِ آں
کتنا ہے اس قدر نظرات سے	اور وبال و کینہ و آفات سے

نحوست معنی ... ستاروں کے مقابل سے کسی ستارے کا ...یں سیدھے سے مراد... آسمان کے ... اس کو تربیع یا تسطیری نحس کہتے ہیں اور یہ نحس و دشمنی و عداوت کی ہوتی ہے ۔

سخت بیزر گجی زخاموشی آں ۔ وز نحوس قبض گیں کوشی آں
ان کی ہیبت سے سخت گھبراتا ہے تو ۔ اور نحوست سے ڈرا جاتا ہے تو

مشتری و زہرہ چوں رقص نیست ۔ چونکہ بہرام و زحل را نقص نیست
جس زہرہ مشتری کا کیوں نہیں ؟ ۔ نقص مریخ و زحل میں ہو کہیں

یا چرا زہرہ طرب در رقص نیست ۔ بر سعود رقص و سعد او ما نیست
کیوں نہیں زہرہ کا وہ رقص طرب؟ ۔ جم نہ رقص و سعد پرائے ما ادب

تو ببیں قلابیِ ایں اختراں ۔ عشق خود بر قلب زن ہیں ایں فلاں
انقلاب ان تاروں کا کیا دیکھنا ۔ ضرب اپنے عشق کی دل پر لگا

زمانے کے ظلم سے فقیروں کی تسکین

آں یکے میشد برہ سوئے دکاں ۔ پیش رہ را بستہ بد او از زناں
جاتا تھا دکان کی جانب کوئی ۔ راہ لیکن عورتوں سے بند تھی

پائے او میسوخت از تعجیل و راہ ۔ بستہ از جوقِ زناں ہمچو ماہ
مضطرب جانے کو وہ اور راہ میں ۔ سدِّ رہ کچھ چاند سی کچھ عورتیں

رو بیک زن کرد و گفت ایستہاں ۔ ہیں چہ بسیارید ایں دختر چگاں
ایک عورت سے کہا اس نے یہاں ۔ کس قدر ہیں چھوٹی چھوٹی لڑکیاں

رو بدو کرد آں زن و گفت اے عمیں ۔ ہیچ بسیاریِ ما منگر چنیں
وہ مخاطب ہو کے عورت نے کہا ۔ کیا ہے تو کثرت ہماری دیکھتا

ہیں نگر با بسیاریِ ما بر بساط ۔ تنگ مے آید شما را انبساط
گو یہ کثرت سے مگر ہم سے کہیں ۔ تنگ ہیں مردوں کو بستر ہی نہیں

ور لواطہ مے قعید از قحطِ زن ۔ فاعلاں مفعولِ رسوائے زمن
قحطِ زن سے پاس لواطت میں پھنسے ۔ فاعل و مفعول رسوا ہوگئے

تو مبیں ایں واقعاتِ روزگار	کز فلک میگردد اینجا ناگوار
تو نہ دیکھ اب واقعات روزگار	آسماں کرتا ہے جن کو ناگوار
تو مبیں تخسیرِ روزی و معاش	تو مبیں ایں قحط و خوف و ارتعاش
تنگ روزی پر نہ کر اپنی نظر	قحط اور غم پر نہ اتنا غور کر
بیں کہ با ایں جملہ تلخی ہائے او	مردۂ اوئی و با پرواۓ او
باوجود ان تلخیوں کے چار سو	ایسی باتوں پر مٹا جاتا ہے تو
رحمتے داں امتحانِ تلخ را	نقمتے داں ملکِ مرو و بلخ را
جان رحمت امتحانِ تلخ کو	اور بلا اقلیمِ مرو و بلخ کو
آں براہیم از تلف نگریخت ماند	ویں براہیم از شرف بگریخت اند
ایک ابراہیم بھاگے۔ ہو تلف	ایک ابراہیم پا جاۓ شرف
ایں نسوزد واں بسوزد اے عجب	نعل معکوس ست در راہِ طلب
یہ نہیں جلتے وہ جل جاتا ہے سب	ہے بہت پُر پیچ یہ راہِ طلب

صوفی کا پھر سوال کرنا اور قاضی کا جواب

گفت صوفی قادر ست آں مستعاں	کہ کند سوداۓ ما را بے زیاں
بولا صوفی۔ وہ ہے قادر بے گماں	کر دے سودے کو ہمارے بے زیاں
آنکہ آتش را کند ورد و شجر	ہم تواند کرد ایں را بے ضرر
جو بنا دے آگ کو پھول اور شجر	کیا عجب کر دے اسے بھی بے ضرر

۱ے مرو اور بلخ دو شہروں کے نام ہیں مطلب کشادگی اور عیش و عشرت سے ہے۔
۲ے پہلے ابراہیم سے مراد زردشت ہے اور دوسرے ابراہیم سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام مراد ہیں۔
۳ے معاملات۔

آنکہ گل آرد برون از عین خوار	ہم تواند کرد این دے را بہار
خار سے کرتا ہے جو حصول اُس گل کا	وہ خزاں کو ہے بنا سکتا بہار
آنکہ زو ہر سرو آزادی کند	قادرست ار غصہ را شادی کند
سرو جس سے کسب آزادی کرے	وہ ہے قادر رنج کو شادی کرے
آنکہ شد موجود از وے ہر عدم	گر بدارد باقیش او را چہ غم
وہ ہوا موجود جس سے ہر عدم	گر رکھے باقی تو کیا ہو اُس کو غم
آنکہ تن را جان دہد تا حے شود	گر ستاند زیانش کے شود
جسم و جان کو جو ہے دیتا زندگی	وہ جو مارے تو ہو اس میں کیا کمی
خود چہ باشد گر ببخشد آں جواد	بندہ را مقصود جاں بے اجتہاد
کیا ہو گر وہ داد اپنے رحم سے	بندے کو مقصد بغیر سعی دے
دور دارد از ضعیفاں در کمیں	مکر نفس و فتنۂ دیو لعیں
وہ ضعیف انساں سے رکھے دور دور	نفس کا مکر اور شیطاں کا غرور
وقت طالب را پریشاں کم کند	آئینہ دل را چو جام جم کند
وقت طالب کا پریشاں کم کرے	دل کے آئینے کو جام جم کرے
گفت تا قاضی گر نبودے امر مُر	ور نبودے خوب و زشت و سنگ و دُر
بولا قاضی [illegible]	اور یہ اچھے بُرے سنگ و گہر
ور نبودے نفس و شیطان و ہوا	ور نبودے زخم و چالیش و وغا
گر نہ ہوتا نفس و شیطان اور ہوا	گر نہ ہوتی جنگ اور زخم و وغا
پس بچہ نام و لقب خواندے ملک	بندگان خویش را اے متہک
بندوں کو کس نام سے کرتا ندا	کیا [illegible] بتا اے پس تُو جواب
چوں بگفتے اے صبور و اے حلیم	کیسے کہتا اے شجاع و اے کریم
کہتا تو کیونکر صبور اور اے حلیم	کہتا کیونکر [illegible] اے کریم

صابرین و صادقین و منفقین — کے بُدے بے رہزن و دیو لعین
صابر و صدیق اور پرہیزگار — ہوتے بے شیطان کیونکر آشکار

رستم و حمزہ و مخنث یک بدے — علم و حکمت باطل و مندک بدے
ہوتے رستم اور مخنث ایک سال — علم و حکمت دونوں ہوتے رائیگا ل

علم و حکمت بہر راہ بیرہی ست — چوں ہمہ رہ باشد آں حکمت تہی ست
علم و حکمت ہیں برائے بے رہی — راہ ہو سیدھی تو حکمت ہے تہی[1]

بہر ایں دکان طبع شورہ آب — ہر دو عالم را روا داری خراب
اس طبیعت کے لئے جو ہے عذاب — چاہتا ہے دونوں عالم ہوں خراب

من ہمے دانم کہ تو پاکی نہ خام — ویں سوالت ہست از بہر عوام
جانتا ہوں پاک ہیں مجھ کو نہ خام — اور ہے تیرا سوال از بہر عام

جور دوران و ہر آں رنجیکہ ہست — سہل تر از بُعد حق و غفلت ست
جور دنیا، رنجدہ ہر ایک شے — دوری و غفلت سے اُس کی سہل ہے

رنج و درد و جوع و فقر ایں دیار — صعب نبود چوں فراق و بُعد یار
بھوک پیاس اور رنج اس سنسار کے — سخت تر کب ہیں فراقِ یار سے[2]

زانکہ اینہا بگذرد واں نگذرد — دولت آں دارد کہ جاں آگہ برد
کیونکہ وہ فانی ہیں یہ فانی نہیں — وہ غنی ہے جس کو اس کا ہو یقیں

میاں بیوی کی حکایت

آں یکے زن شوئے خود را گفت ہے — اے مروت را بیکرہ کردہ طے
ایک عورت نے یہ شوہر سے کہا — رکھ دی تہ کرکے مروت تو نے کہا

[1] یعنی فضول و بیکار۔
[2] یعنی فراقِ یار۔

ہیچ تمثالے نمی داری مرا	این چنین داری درین خواری مرا
کیا ہے کچھ نہیں مجھ پر ترس آتا	جو اس قدر تو ذلت میں رکھتا ہے
گفت شوہر گفت پارہ سر کنم	گرچہ عورم دست و پائے سر کنم
بولا شوہر دل میں ڈھونڈتا	تو ہوں ننگا مارتا ہوں دست و پا
نقش و صورت است جسم الصنم	اندر میان دو دست ...
کھلا انکار ہے ترا حق اے صنم	دونوں ... میں ایک ...
آستین پیراہن بنمود زن	پس درشت و پر و بد پیرہن
اپنی عورت نے دکھائی آستین	سخت بدبو دار میلی بد ...
گفت کیستی ... خورد	کر کسے را کسوہ زینسان آورد
اور کہا یہ کہاں ...	کوئی کسی کا لاتا ہے ایسا ...
گفت ایں ... والت ...	ہر ... آید
بولا شوہر ... میرا ...	... اور ... میرا ...
ایں درشت و غلیظ و ناپسند	لیکن ... ایں اندیشہ ...
سخت ہے اور میلا ناپسند	سوچ لیکن ... اندیشہ ...
... زشت ... خورد ...	... آلودہ ...
... اور سخت ...	... تجھ کو ناگوار ...
... خواب ...	...
ہے ...	...
...	... بحق ... است
...	...
گرچہ ... صوم ...	...
گو جہاد ...	...

رنج کی مدد سے کان ذوالمنن — گویدت چونی تو اے رنجور من

کبار سے فہم سے تجھ خود ذو الجلال — اے میرے بیمار کیا ہے تیرا حال؟

ورنہ گویدت نہ آں فہم و فن است — لیک آں ذوق تو پرسش کردنست

پرسش اس کی فہم میں کم آئے گی — ذوق تیرا اس کی پرسش ہے ہی

آں مسیحاں کہ طبیبان دلند — سوئے رنجوراں بپرسش مائلند

ہیں طبیب دل سا ان خوش خصال — پوچھتے ہیں اپنے بیماروں کا حال

ور حذر از ننگ و از نامے کنند — چارہ سازند و پیغامے کنند

اور اگر ڈرتے ہیں ننگ و نام سے — چارہ سازی کرتے ہیں پیغام سے

ورنہ در دل شاں بود آں مفتکر — نیست معشوقے ز عاشق بےخبر

ورنہ اندیشہ ہو دل میں عاشق کا — بےخبر معشوق عاشق سے نہیں

اے تو جویائے نوادر داستاں — ہم فسانہ عشقبازاں را بخواں

ہے سننے نقول نوادر داستاں — عشق بازوں کا فسانہ پڑھ ذرا

بس بجوشیدی دریں عہد مدید — ترک جوششہم نکردی اے قدید

جوش کیا تو اس عمر کے مدت — گوشت آدھا کچے نہ چھوڑ سکا

دیدۂ عمرے تو داد و داوری — وانگہ از نادیدگاں ناشی تری

دیکھی ساری عمر داد و داوری — نادیدوں سے بھی ہے ناشی تری

ہر کہ شاگردیش کرد استاد شد — تو سپس تر رفتۂ وے کور لد

ہو گئے استاد شاگرد اس کے سب — رہ گیا پیچھے مگر تو بے ادب

خود نبود از والدین اعتبار — ہم نبودت عبرت از لیل و نہار

ہے آدم علیہ السلام پہ تجھ کو اعتبار — اور نہ تجھ کو عبرت لیل و نہار

یعنی حالت بیماری میں جو ایک قسم کی کیفیت دل پیدا ہوتی ہے پس یہ کلمہ کی پرسش ہے کیونکہ حضرت اوشان کے استاد ہیں لیکن تو تمام کی تغیر و تبدل سے کبھی عبرت حاصل نہیں کرتا

عارف اور زاہد آتش پرستاں

عارفے پرسید ازاں پیر کشیش | کہ تو اے خواجہ مسن تر یا کہ ریش

پوچھا اک عارف نے زاہد سے بتا | ہے بڑی ڈاڑھی تری یا تو بڑا

گفت نے من پیش ازاں آئیدہ ام | لیک بے ریشی جہاں را دیدہ ام

بولا میں پیدا ہوا ہوں پیشتر | کی ہے بے ڈاڑھی کے دنیا پر نظر

گفت ریشت شد سفید از حال گشت | خوئے زشت تو نگردیدست دشت

پوچھا ڈاڑھی ہو گئی تیری سپید | اور بری عادت نہ بدلی۔ کیا ہے بھید

او پس از تو زاد و از تو بگذرید | تو چنیں خشکی ز سودائے ثرید

یہ ہی ڈاڑھی تجھ سے آگے بڑھ گئی | بکر ہیں روٹی کے تو ہے خشک ہی

تو بداں رنگی کہ اول زادۂ | یک قدم زاں پیشتر ننہادۂ

یعنی تو جس رنگ میں پیدا ہوا | اک قدم اس سے نہیں آگے بڑھا

ہمچو دوغ ترشی در معدنے | تو نگردی ز و مخلص روغنے

تو ہے معدن میں وہی کھٹا مٹھا | روغن خالص نہ اب تک مل سکا

ہم خمیرے خمر الطینۃ دری | گرچہ عمرے در تنور آذری

خام ہے تیرا خمیرا اے مدعی | عمر گو تنور آذر میں کٹی

چوں حشیشی پا بگل در رہ شتہ | گرچہ از باد و ہوا سر گشتۂ

گھاس ہے تو پا بگل اے بے خبر | گو ہوا سے پیرا ہل جاتا ہے سر

ہمچو قوم موسیٰ اندر حر تیہ | ماندۂ چل سال بر جائے سفیہ

دھوپ کی گرمی میں جوں قوم کلیم | ہے برس چالیس سے تو بھی مقیم

ے جنگل۔ صحرا

میدوی ہر روز تا شب ہروله خویش را بینی در اول مرحله
صبح سے تا شام تو ہے دوڑتا پہلی منزل میں ہے بس تو پڑا

نگذری زین بعد سیصد ساله تو تا که داری عشق این گوساله تو
تین صدیوں تک نکل سکتا نہیں عشق گوسالہ اگر ہے دل نشیں

تا خیال عجل از جانشان نرفت بد بر ایشان تیه چون گرداب زفت
ان کو بھی جب تک رہا اس کا خیال گرم صحرا تھا وہ گرداب وبال

غیر آن عجلے کزو یابیدۂ بے نہایت لطف و نعمت دیدۂ
دین خدا نے ماسوا گوسالہ کے نعمتیں بے حد و بے غایت تجھے

گاو طبعی زان نکوئیہائے زفت از دلت در عشق این گوساله رفت
گاؤ طبعی سے تری احسان سب عشق میں گوسالہ کے غائب ہیں اب

باری اکنون تو ز ہر جزوت بپرس صد زبان دارند این اجزائے خرس
پوچھ اعضا سے کر استفسار یار ترجمان اعضا کی زباں ہیں ہزار

ذکر نعمت ہائے رزاق جہان کہ نہان شد در اوراق زمان
ذکر نعمت رازق بے مثل کا جو زمانہ کے پردہ میں خود ہے چھپا

روز و شب افسانہ جویانی تو چست جزو جزوت تو فسانہ گوی تست
رات دن ہے تو ہی افسانہ جو اور ترا ہر عضو ہے افسانہ گو

جزو جزوت تا برستہ است از عدم چند شادی دیدہ اند و چند غم
جب سے اعضا یہ ترے پھوٹے از عدم چند خوشیاں دیکھی ہیں اور چند غم

زانکہ بے لذت نروید ہیچ جزو بلکہ لاغر گردد از ہر پیچ جزو
عضو بے لذت نہ پیدا ہو کوئی اور اگر ہو بھی تو لاغر واقعی

لہ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو
ٹہ یعنی گوسالہ کے

جزو ماند و آں خوشی زیاد رفت ‏ ‏ ‏ ایں نرفت آں خفیہ شد از پنج و ہفت

رہ گئے اعضا بھلا دیں لذتیں ‏ ‏ ‏ اب وہ پوشیدہ ہیں پانچ اور سات میں

ہمچو تابستاں کہ از وے پنبہ زاد ‏ ‏ ‏ ماند پنبہ رفت تابستاں زیاد

گرمیوں میں جیسے پیدا ہو روئی ‏ ‏ ‏ گرمی بھولی اور روئی باقی رہی

یا مثال یخ کہ زاید از شتا ‏ ‏ ‏ شد شتا پنہان و آں یخ پیش ما

برف پیدا جیسے سردی سے ہوئی ‏ ‏ ‏ برف ہے موجود سردی چھپ گئی

ہست آں یخ زاں صعوبت یادگار ‏ ‏ ‏ یادگار صیف در دے از ثمار

برف ہے ان سختیوں کی یادگار ‏ ‏ ‏ میووں سے ہے یاد گرمی کی بہار

ہمچنیں ہر جزو جزوت اے فتیٰ ‏ ‏ ‏ در تنت از نعمتے گوید ثنا

بس یوں ہی ہر جزو تیرے جسم کا ‏ ‏ ‏ نعمت خالق کی کرتا ہے ثنا

چوں زنے کہ بیست فرزندش بود ‏ ‏ ‏ ہر یکے حاکی حال خوش بود

جیسے اک عورت کے ہوں فرزند بیس ‏ ‏ ‏ سب کہیں خوشحالیاں اپنی نفیس

حمل نبود بے ز مستی بے زباغ ‏ ‏ ‏ بے بہارے کے شود زائندہ باغ

حمل کا ہے ہزل و مستی سے قرار ‏ ‏ ‏ باغ کی ہے وجہ پیدائش بہار

حاملان و بچگانشاں در کنار ‏ ‏ ‏ شد دلیل عشق بازی بہار

کوئی حامل کوئی بچہ در کنار ‏ ‏ ‏ ہے دلیل عشق بازی بہار

۱ یعنی پانچ حواس اور سات اعضا میں۔ حواس خمسہ باصرہ۔ سامعہ۔ شامہ۔ ذائقہ۔ لامسہ۔ ہفت اعضا۔ دل۔ دماغ۔ جگر۔ تلی۔ معدہ۔ پھیپھڑہ اور گردہ یا پتہ

۲ یعنی برف باری سے جو تکلیف ہوئی تھی اس کی یادگار ہے [illegible]

۳ یعنی کوئی درخت پھول اور میوے کے مادے سے بھرا ہوا ہے اور کسی میں پھول اور میوے کھلے ہوئے ہیں

هر درختی در شکم کودکان	همچو مریم حامل از شاه نهان
دودھ بچوں کو پلاتے ہیں درخت	جیسے حمل سے مریم تھیں تخت
گرچه در آب آتشی پوشیده شد	صد هزاران کف برو جوشیده شد
آگ ہے اک گرچہ پانی میں نہاں	جھاگ ہیں لاکھوں مگر اس سے عیاں
اگرچه در سنگ پنهان هست تند	کفهٔ بر آتش اشارت می کند
گو کہ دریا سے ... پوشیدہ ہے	جھاگ اشارے سے ساتھ لاتا ہے
همچنین اجزای مستان وصال	حامل از تمثالهای حال و قال
[illegible]	ہاتھ دل حامل بیں حال و قال سے
در جهان روح واماندہ دهان	جسم غائب ... نقش جهان
ہیں یہ ... سے حیرانیاں	... ہیں نہاں
آن موالید از جهان پارسیست	لاجرم ...
ان کی پیدائش ...	اس طرح ...
آن موالید از تجلی زاده اند	لاجرم مستور پرده ساده اند
ان کی پیدائش تجلی سے ہوئی	ان کی سادہ پردے میں ...
... حقیقت ... نیست	... اشارہ نیست
...	... عبارت کے لئے
... پادشاه ...	... با این جنس گل
جب ہی ... عبارت ...	... لئے ... ہے
این گل گویا ...	بلبلا ... گوش را
...	... اور ...

ـ جبھی ... عناصر کے ... نہیں ...

ـ جبھی ... ہے ...

هر دو کون تمثال پاکیزه مثال	شاهد عدلند بر سر وصال
دونوں عالم جو ہیں پاکیزہ مثال	ان سے سب ظاہر ہیں اسرار وصال
هر دو کون سر لطیف مرتضی	شاهد احیاء و حشر ما مضی
دونوں عالم بعد کی کہتے ہیں بات	پھر ملے گی مرنے والوں کو حیات
همچو یخ کاندر تموز مستجد	هر دم افسانهٔ زمستان میکند
موسم گرما میں جیسے برف یاں	موسم سرما کی ہے افسانہ خواں
ذکر آن ایام سرد زمهریر	اندر آن ایام و از مان عسیر
ذکر کرتی ہے ہوائے سرد کا	سخت موسم میں جو چلتی تھی سدا
یا چو آن میوه که در وقت شتا	میکند افسانهٔ لطف صبا
یا یہ میوے سردیوں میں برملا	کہتے ہیں افسانہ لطیف صبا
قصهٔ دور تبسمهای شمس	وان عروسان چمن را لمس و طمس
وہ تبسم شمس کا سے لے کے آڑ	وہ عروسان چمن سے چھیڑ چھاڑ
حال رفته ماند جوئی یادگار	یا از ایشان پرس یا خود یاد آر
خاک کی ہیں یادگار احر ایسر	یا تو ان سے پوچھ یا خود یاد کر
چون فرو گیرد غمت گر چستی	ز انده هم نومید گشتن واجستی
غم جو گھیرے وجہ کی کر جستجو	تا کہ ہو آزاد نومیدی سے تو
گفتمش ای غصه منکر بحال	راتبه انعام خود را از کمال
غم سے کہہ اے غم ہے تو بھی نا گہاں	نعمتیں تجھ کو ملیں سہلے انتہا
هر درخت گر لیے بهار و خرمیست	همچو جامش گل تنت انبار چیست
گر بہاروں کی نہیں ہے پیرہن	خرمن گل کیوں ہے پھر تیرا بدن
جامش گل هست فکر تو همچو گلاب	منکر گل شد گلاب اینت انقلاب
خرمن گل ہے تو مشتیل گلاب	منکر گل ہے گلاب ـ اے انقلاب

آنکہی خوبان کفران کرد ریغ	بر نبی خوبان ببارد زہر میغ
خوبیاں ناسکے ہے گذارہ ان سے کر	ہر نبی خوبیہ ہو صدقے اے پسر
آن بجان و کفر قانون کہی ست	وان سپاس و شکر منہاج نبی ست
یہ ہیں بندہ کافر و ناحق شناب	ہے یہ طریق انبیاء شکر و سپاس
با کہی خوبان نہنگہا چہ کرد	با نبی رویان تمسکہا چہ کرد
کیا بھٹک کفر والیوں کا ہوا	کیا خدا والی سے نبیوں کو ملا
در عمارت ہا سگانند و عقور	در خرابی ہاست گنج عز و نور
باؤ ہے کتے گھروں میں ہیں چھپے	اور ویرانوں میں مخزن نور کے
گر نبودی این بزوغ اندر خسوف	گم نکردی راہ چندین فیلسوف
روسی قائم نہ کہتا گر خسوف	اپنا رستہ بھولتے کیوں فیلسوف
زیرکان و ہوشکافان دہی	دیدہ بر خرطوم داغ الٰہی
عاقلوں اور ہوشگافوں اے پسر	الٰہی کا داغ دیکھا تاک

بے کسب روزی طلب فقیر کا قصہ

آن یکے بیچارہ مفلس ز درد	کوز بیچیزی ہزاران زہر خورد
ایک تھا بیچارہ مفلس پُر درد	حال تھا اس کا غریبی سے خراب
لابہ کردے در نماز و در دعا	کاے خداوند و نگہبان رعا
وہ نمازوں میں بہت زاری کرتا تھا	اور کہتا تھا کہ اے سب کے خدا
بے ز جہدی آفریدی مر مرا	بے فن من روزیم دہ زین سرا
بے مری کوشش بے مری طاقت ہیں ہے گتی	بے مشقت بخش مجھ کو رزق بھی
پنج گوہر دادیم در درج سر	پنج حس دیگرے ہم مستتر
پانچ گوہر سر کو ہیں تو نے دیئے	پانچ حس ہیں اور بھی پوشیدہ کئے

لابد این داد و لابد این زر تو — ای کلیمم از بیانش شرم رو

ہے یہ سب تیری ہی داد و عطا — میں تو تو تنگا ہوں کروں اظہار کیا

چونکه در خلاقیم تنها توئی — کار رزاقیم هم کن مستوی

ہاتھ میں بید الخلق میں تنہا ہے تیرا — رزق بھی اب تو ہی مجھ کو کر عطا

سالها زین دعا بسیار شد — عاقبت زاری او بر کار شد

التجا اس نے یہی کی چند سال — آیا آخر اس کی زاری کا خیال

همچو آن شخصی که روزی حلال — از خدا می‌خواست بی کسب و کلال

جس طرح اک شخص روزی حلال — مانگتا تھا حق سے بے کسب و کمال

[illegible] سعادت عاقبت — [illegible] لدی [illegible]

[illegible] سعادت اس کو دی — عہد داؤد لدنی میں [illegible]

[illegible] بیشتر زاری نمود — [illegible] میدان اجابت [illegible]

[illegible] سست رو کر رہا — [illegible] میدان اجابت دیکھتا

ناگاه [illegible] — [illegible] وجزا

[illegible] — [illegible] ناخیر [illegible] حوال

باز [illegible] — [illegible] بشارت [illegible] زعیم

پھر امید اللہ سے [illegible] — اس کو [illegible] بشارت اور خوشی

چون [illegible] — از جناب حق شنیدی کو تعال

[illegible] — [illegible] نا امید [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

خفض و رفع این زمین نوعی دگر | نیم سالی خشک و نیمی سبز و تر
ہے زمیں بھی پست و رفیع یوں مگر | چھ مہینے خشک اور چھ ماہ تر

خفض و رفع روزگار با کرب | نوع دیگر نیم روز و نیم شب
ہے زمانے کی جو دو رنگی کا یہ ڈھب | آدھا حصہ دن کا ہے اور نصف شب

خفض و رفع این مزاج ممتزج | گاه صحت گاه رنجوری مضج
ہے طبیعت میں کبھی یہ عالم نہاں | ہے کبھی صحت کبھی بیماریاں

همچنین دان جمله احوال جهان | قحط و خصب و جنگ و صلح و افتتان
ہے یہی القصہ اس دنیا کا رنگ | قحط و ارزانی فساد و صلح و جنگ

این جهان با این دو پر اندر هواست | زین دو جانها موطن خوف و رجاست
اڑ رہا ہے ان پروں سے یہ جہاں | خوف اور امید میں ہے ان سے جاں

تا جهان لرزان بود مانند برگ | در شمال و در سموم بعث و مرگ
تاکہ ہے یہ دنیا کو لرزش بار بار | ہے خزاں موت اور جینا ہے بہار

تا خم یکرنگی عیسی ما | بشکند نرخ خم صد رنگ را
تاکہ یکرنگی خم عیسیٰ کا | اس خم صد رنگ کو توڑے ابھی

کان جهان همچون نمکزار آمدست | هر چه آنجا رفت بی تلوین شدست
وہ جہاں کان نمک ہے دور تک | جو گیا اس میں ہوا وہ ایک رنگ

بین که خاک این خلق رنگارنگ را | میکند یکرنگ اندر گورها
خلق رنگارنگ کو اس خاک نے | کر دیا ہے ایک رنگ اندر قبر کے

این نمکزار جسوم ظاهرست | خود نمکزار معانی دیگرست
ظاہری جسموں کا ہے یہ شور زار | ہے نمک زار معانی اور یار

ل یعنی اسباب کے پیروں سے

ایں نمکزار معانی معنویست | از ازل آں تا ابد اندر نویست
ہے نمک زارِ حقیقت معنوی | ہے ازل سے تا ابد اُس میں نوی

ایں نوی را کہنگی ضدش بود | واں نوی بے ضد و ند است و عدد
اس نئے پن کی تو ضد ہے کہنگی | اُس نئے پن کی نہیں ضد ہی کوئی

آنچناں کز نور روئے مصطفیٰ علیہ السلام | صد ہزاراں نوع ظلمت شد ضیا
جیسے روئے مصطفیٰ علیہ السلام کے نور سے | ہیں اندھیرے لاکھوں روشن ہو گئے

ایں جہود و مشرک و ترسا و مغ | جملگی یکرنگ شد زاں الب الغ
یہ یہود و مشرک اور کافر تمام | ہو گئے یکرنگ اُن سے لاکلام

صد ہزاراں سایہ کوتاہ و دراز | شد یکے در نور آں خورشید باز
سینکڑوں ہزاروں سائے جو چھوٹے بڑے تھے | نور میں خورشید کے گم ہو گئے

نے درازی ماندنے کوتہ نہ پہن | گونہ گونہ سایہ در خورشید رہن
پھر نہ لمبائی رہی اُن کی نہ پہن | ہو گئے سب سائے وہ سورج میں رہن

لیک یکرنگی کہ اندر محشرست | بر بد و بر نیک کشف و ظاہرست
ہوگی محشر میں جو یکرنگی عیاں | نیک و بد پر ہے وہ ظاہر بے گماں

کہ معانی آنجہاں صورت شود | نقشہا اندر خور خصلت شود
ہوگی ہر معنی میں پیدا صورتیں | نقش بن جائینگے عادت حسب ہر ایک

گردد آنگہ فکر نقش نامہا | ایں بطانہ روی کار جامہا
فکر کے نقشے بنیگے نامہاں | اب چھپے پوشیدہ سے جب ہوگا عیاں

ایں زماں سرہا مثال گاو پیس | دوک نطق اندر ملل باریک ریس
ہوئے سب سر مثل ابری گائے کے | نطق سے کے باریک رشتے کاتے

نوبت صد رنگیست و صد دلی | عالم یکرنگ کے گردد جلی
اب ہے نوبت صد رنگی یہاں اور صد دلی | دیکھیا ہو عالم یکرنگ کی

نوبت زنگی ست رومی شد نہاں — ایں شبست و آفتاب اندر [illegible]

زنگی کی نوبت ہے رومی ہے نہاں — رات ہے اور سورج کے [illegible]

نوبت گرگ ست و یوسف زیر چاہ — نوبت قبطی ست فرعونست شاہ

بھیڑیا باشاہی ہے یوسف زیر چاہ — دور ہے قبطی کا ہے فرعون شاہ

تا ز رزق بیدریغ خیرہ خند — آں سگاں را حصہ باشد روز چند

تا کہ مکاروں کے رزق و مکر سے — حصہ ان کتوں کو بھی کچھ دن ملے

در درون بیشہ شیراں منتظر — تا شود امر تعالوا منتشر

جنگلوں میں منتظر بیٹھے ہیں شیر — ہے تعالوا منتشر[۱] کہنے کی دیر

پس بروں آیند آں شیراں ز مرج — بے حجابی حق نماید دخل و خرج

شیر جنگل سے نکل کر آئیں گے — اور دبنے رو نما ہو جائیں گے

جوہر انساں بگیرد بر و بحر — پیش گاواں بسملان روز نحر

ہوگا انساں بادشاہ بر و بحر — پیش ہوں گے بسملاں روز نحر[۲]

روز نحر رستخیز سہمناک — مومناں را عید و گاواں را ہلاک

دن قیامت کا وہ ہوگا خوفناک — عید مومن اور کافر کی ہلاک

جملہ مرغان آبی روز نحر — ہمچو کشتی ہا رواں بر روئے بحر

مرغ آبی حشر کے دن بے زیاں — مثل کشتی ہوں گے دریا پہ رواں

[۳]تا کہ یہلک من ہلک عن بینۃ — [۳]تا کہ یحیو من حیا و استیقنہ

تا سزا پائے ہلاک آفریں — تا کہ ہو آزاد جو لائے یقیں

[۳]تا کہ بازاں جانب سلطاں روند — [۳]تا کہ زاغاں سوئے گورستاں روند

تا کہ پھر سلطاں کی جانب باز آئیں — اور گورستان کی جانب زاغ جائیں

۱ اُٹھو اور پھیل جاؤ ۲ روز نحر جس دن اونٹ ذبح ہوتے ہیں ۳ قولہ تعالیٰ۔ لیہلک من ہلک عن بیّنۃ یعنی تا کہ ہلاک کرنے والا حجت واضح کے ساتھ ہلاک ہو جائے

جیفه و سرگین و خشک استخوان	نُقل زاغان آمدست اندر جہان
گوبر اور مُردار، سوکھی ہڈیاں	ہے غذا کوؤں کی دنیا میں یہاں
قند حکمت از کجا زاغ از کجا	کرم سرگیں از کجا باغ از کجا
قند حکمت کی کہاں کوا کہاں	کیڑے گوبر کے نہ پائیں بوستاں
نیست لائق غزو نفس و مرد غر	نیست لائق مشک و عود و کون خر
لائق عزت نہیں غافل کستر	مشک کے قابل نہیں ہے کونِ خر
چوں غزا ندہد زناں را ہیچ دست	کے دہد آنکہ غزائے اکبرست
عورتوں کو جب نہیں حاصل غزا	پھر غزائے اکبر اُن کو ہو گی کیا
جز بنادر در تن زن رستمے	گشتہ باشد خفیہ ہمچوں مریمے
شاذ و نادر عورتوں کے جسم میں	مثل مریم رستم عالم چھپیں[ط]
آنچناں کاندر تن مرداں زناں	خفیہ اند و مادہ از ضعف جناں
ایسے ہی مردوں کے تن میں عورتیں	ہیں چھپی اور مادہ ہے ضعف سے
آں جہاں صورت شود آں مادگی	ہر کہ در مردی ندید آمادگی
اُس جہاں میں پائے گا وہ مادگی	جس کو مردی میں نہ تھی آمادگی
روز عدل و داد آمد خورست	کفش را با کلاہ آں سرست
ہے وہ روز انصاف کا اے داد خواہ	پاؤں کی جوتی ہے اس دن کلاہ
تا بمطلب در رسد ہر طالبے	تا بغرب خود رود ہر غاربے
تا کہ ہر طالب کو مطلب ہو حصول	ڈوبنے والا کرے مغرب قبول
نیست ہر مطلوب از طالب دریغ	جفت تابش شمس و جفت آب میغ
ہاں نہیں مطلوب طالب سے جدا	جوڑ تابش و شمس آب و ابر کا

ط ۵۶ کافر نا اہل سے مراد ہے ۱۰

ط ۵۲ یا جیسے حضرت عیسیٰ شکم مریم میں چھپے تھے ۔

هست دنیا قهرخانهٔ کردگار — قهر بین چون قهر کردی اختیار
ہے خدا کا قہر خانہ یہ جہاں — قہر ہی ہے قہر کا بدلا یہاں

استخوان و موی مقهوران نگر — تیغ قهر افگنده اندر بحر و بر
دیکھ مقہوروں کے بال اور ہڈیاں — پھینکا تیغ قہر نے ان کو کہاں

پر و بال مرغ بین بر گرد دام — شرح قهر حق کننده بیکلام
مرغ کے کچھ بال اور پر گردِ دام — شرح قہر حق ہیں کرتے بے کلام

مرد او بر جاش خرپشته نشاند — وانکه کهنه گشت خرپشته نماند
پشتہ[۱] باندھا رام والا جب مرا — پھر گرایا ہے کہ وہ بھی گر پڑا

هر کسی را جفت کرده عدل حق — پیل را با پیل و بق را جنس بق
عدل حق ہے جفت سب کے واسطے — عدل ہے ہمجنس کا ہمجنس[۲] سے

مونس احمد بمجلس چار یار — مونس بوجهل عتبه و ذوالخمار
تھے جلیسِ بزم احمد[۳] چار یار — مونس بوجہل عتبہ ذوالخمار

کعبهٔ جبریل و جانها سدره‌ای — کعبهٔ عبدالبطن شد سفره‌ای
کعبۂ جبریل و جاں سدرہ بنا — پیٹ کے بندوں کا کعبہ خوان تھا

قبلهٔ عارف بود نور وصال — قبلهٔ عقل مفلسف شد خیال
عارفوں کا قبلہ ہے نورِ وصال — فلسفہ والوں کا قبلہ ہے خیال

قبلهٔ زاهد بود یزدان بر — قبلهٔ طامع بود همیان زر
زاہدوں کا قبلہ ہے مولا سبھی — لالچی کا قبلہ تھیلی مال کی

۱ یعنی کسی آدمی کے لئے پشتہ باندھ کر اس کی قبر بنادی۔
۲ یعنی ہاتھی کا عدل ہاتھی کے ساتھ اور مچھر کا عدل مچھر کے ساتھ
۳ عتبہ اور ذوالخمار عرب کے دو مشہور گروہ شرک بہادر تھے۔ ذوالخمار کا اصل اسود عنسی
تھا زخمی اس کے منہ پر نقاب پڑا رہتا تھا۔

قبلۂ مردان حق اعمال نیک — قبلۂ نا اہل جہل مردہ ریگ
قبلۂ مردانِ حق صالح عمل — قبلۂ نا اہل جہل پُر خلل

قبلۂ معنی وراں صبر و درنگ — قبلۂ صورت پرستاں نقش سنگ
قبلہ اہل معنی کا صبر و درنگ — قبلۂ صورت پرستاں نقش سنگ

قبلۂ باطن نشیناں ذو المنن — قبلۂ ظاہر پرستاں روئے زن
اہل باطن کا ہے قبلہ ذو المنن — اہل ظاہر کا ہے قبلہ روئے زن

قبلۂ عاشق حق آمد اے پسر — قبلۂ باطل بلیس ست اے پدر
عاشقوں کا قبلہ حق ہے اے پسر — قبلۂ باطل ہے ابلیس اے پدر

قبلۂ فرعون دنیا سر بسر — قبلۂ خربندہ چہ بود کون خر
قبلۂ فرعون دنیا سر بسر — خر کے بندوں کا ہے قبلہ کون خر

ہمچنیں می بیشمہ تازہ و کہن — در طولی رو تو کار خویش کن
ہاں یونہی اچھے بُرے پر کر نظر — اور جو ہے تار اصلی اپنا کام کر

رزق ما از کاسۂ زریں شد عطا — واں سگاں را آب تتماج از غنا
رزق ہم کو کاسۂ زر سے ملا — اور کتوں کو ہے دھوون آش کا

لائق آنکہ بدو خود دادہ ایم — در خور او رزق بفرستادہ ایم
وہ یہ کہتا ہے کہ جس لائق جو تھا — رزق ہم نے اس کو وہ بسا دیدیا

عاشق ناں ساختیم آں خواجہ را — سیر از جاں ساختیم ایں را چرا
ایک کو ہم نے نوازا نان سے — کر دیا سیر ایک کو پھر جان سے

زانکہ آں را عاشق ناں کردہ ایم — جان ایں را مست جاناں کردہ ایم
کیونکہ اس کو عاشق ناں کر دیا — اور اس کو مستِ جاناں کر دیا

چون بخوئی خود خوشی و خرمی — پس چرا از خورد و خوبت میبرمی
حسب عادت ہے خوشی و خرمی — کیوں ہے پھر خورد و خورش سے برہمی

مادگی خوش آیدت چادر بگیر / رستمی خوش آیدت خنجر بگیر

ہے جو عورت پن بھلا، چادر سنبھال / رستمی منظور ہو، خنجر سنبھال

غازئی خوش آیدت جوشن بپوش / ور بحیزی مائلی رو کون فروش

ہے جو غازی باندھ لے جوشن کے بند / کون فروشی کر جو حیزی[1] ہے پسند

ایں سخن پایاں ندارد آں فقیر / گشتہ است از تاب درویشی عقیر

حد نہیں اس بات کی اور وہ فقیر / تاب درویشی سے ہے اب پا بہ گیر

فقیر کا خواب دیکھنا

دید در خواب او شبے و خواب کو / واقعہ بے خواب صوفی راست خو

خواب دیکھا اس نے تھا وہ خواب کیا / واقعہ تھا، تھا وہ صوفی با صفا

ہاتفے گفتش کہ اے دیدہ تعب / رقعۂ از پیش وراقاں طلب

دی ندا ہاتف نے اے شوریدہ سر / حاصل اک رقعہ تو وراقوں[2] سے کر

خفیہ زاں وراق کت ہمسایہ است / سوئے کاغذ پارہاش آور تو دست

چھپ کے اس وراق ہمسایہ سے ہاں / لا تو ہیں کاغذ کے ٹکڑے بے گماں

رقعۂ شکلش چناں رنگش چنیں / پس بخواں آنرا بخلوت اے حزیں

رقعہ ہے اس شکل اور اس رنگ کا / اس کو تنہائی میں پڑھنا اے فتا

چوں بدزدی آں ز وراق اے پسر / پس بروں رو زانبہی شور و شر

جب چرا لے تو وہ رقعہ اے پسر / تو کسی کے سامنے ظاہر نہ کر

تو بخواں آنرا بخود در خلوتے / ہیں مجو در خواندن آں شرکتے

آپ ہی پڑھ گوشۂ تنہائی میں / ہاں نہ شرکت لوگ پڑھنے میں کریں

[1] ہیجڑا ہیں۔

[2] خط کے جاننے والے یا ورق بنانے والے ۱۲

ور شود آں فاش پیش همچو من مشو	کہ نیابد غیر تو زاں نیم جو
راز کھل جائے تو کچھ پروا نہیں	نصف جو بھی کوئی لے سکتا نہیں
ور شود آں دیر پاییں زنہار تو	ورد خود کن دمبدم لا تقنطوا
دیر لگ جائے تو گھبرانا نہ تو	ورد کرتا رہ کہ لا تقنطوا
ایں بگفت و دست خود آں مژده‌ور	بر دل او زد کہ رو رحمت ببر
کہا اور ناگہہ دل پر مار کر	بولا ہاتف رحمتیں لے سر بسر
چوں بخویش آمد ز غیبت آں جواں	می نگنجید از فرح اندر جہاں
خواب سے اپنے جو چونکا وہ جواں	تو خوشی سے تنگ تھا اس پر جہاں
زہرۀ او بر دریدے از قلق	گر نبودے عون و رفق و لطف حق
ہوتا شادی مرگ ہو کر بے قرار	گر نہ ہوتا فضل باری سازگار
یک فرح آں کز پس ششصد حجاب	گوش او بشنید از حضرت خطاب
اک خوشی یہ تھی کہ لیکر سو حجاب	خود کیا اللہ نے اُس سے خطاب
یک فرح آں کز سوال آمد خلاص	خواہش حاصل شدن آں گنج خاص
اک خوشی یہ بھی ہوا غم سے خلاص	اب اُسے مل جائیگا وہ گنج خاص
از حجب چوں حس سمعش در گذشت	شد سر افراز و ز گردوں برگذشت
جب حجابوں سے سماعت بڑھ گئی	آسماں سے اُس کی عزت بڑھ گئی
کے بود کاں حس چشمش ز اعتبار	زاں حجاب غیب هم یابد گذار
دیکھئے اب اس کی چشم اعتبار	کب حجاب غیب کو کرتی ہے پار
چوں گذارہ شد حواسش از حجاب	پس پیاپے گرددش دید و خطاب
جب کہ طے کرلیں حواس اُس کے حجاب	پھر سدا ہونے لگے دید و خطاب

لا تقنطوا من رحمۃ اللہ — اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو

چوں سپاہ زنگ پنہاں شد ز روم　　تیغ زد خورشید و پیدا شد علوم
دور جب پردے تجلی نے کیے　　نکلا سورج، علم پیدا ہو گئے

یک سحر آنکہ نشد ردش دعا　　عاقبت آمد اجابت مرد را
اک سحر جو تھی یہ تھی، اثر لائی دعا　　اور قبولیت ہوئی اس کو عطا

یک دکان وراق آمد او　　دست در کرد او بمشق از سو بسو
آیا وہ دکان پر وراق کی　　ہاتھ ڈالا ہر طرف یہ مشق تھی

پیش چشمش آمد آں مکتوب وہ　　با علامتہا کہ ہاتف گفتہ بود
آ گیا آخر وہی کاغذ نظر　　دی تھی ہاتف نے اسے جس کی خبر

در بغل زد گفت خواجہ خیر باد　　ایں زماں وا میرسم اے اوستاد
رکھ بغل میں بولا اے خواجہ سلام　　میں ابھی پھر آؤں گا کچھ کر کے کام

رفت کنج خلوتے آں را بخواند　　وز تحیر والہ و حیراں بماند
جا کے خلوت میں جو وہ کاغذ پڑھا　　ہکا بکا اور حیراں رہ گیا

کہ بدیں ساں گنجنامہ بے بہا　　چوں فتادہ ماند اندر مشقہا
سوچا ایسا گنج نامہ بے بہا　　رہ گیا کس طرح مشقوں میں پڑا

باز اندر خاطرش ایں فکر جست　　کز پے ہر چیز یزداں حافظ است
پھر یکایک آ گیا اس کو خیال　　ہے ہر اک شے کا محافظ ذو الجلال

کے گزارد حافظ اندر اکتناف　　کہ کسے چیزے رباید از گزاف
دے اجازت کب نگہباں کی پناہ　　کوئی شے لے جائے کوئی رو سیاہ

گر بیابان پر شود زر و نقود　　بے رضائے حق جوے نتواں ربود
سارا جنگل سیم و زر سے گر بھرے　　بے رضائے حق نہ کوئی لے سکے

ور بخوانی صد صحف بے سکتۂ　　بے قدر یادت نماند نکتۂ
تو رواں کر لے کتابیں سب کی سب　　یاد اک نکتہ نہ ہو بے حکم رب

در کہی خدمت بخوانی یک کتیب | علمہائے نادرہ یابی زجیب

بندگی کرکے پڑھے گر اک کتاب | علم تجھ کو ہوں میسر بے حساب

شد زجیب آں کف موسیٰ ضو فشاں | کاں فزوں آمد ز ماہ آسماں

جیب سے تھا دستِ موسیٰ ضو فشاں | جس سے شرمندہ تھا ماہِ آسماں

کانچہ می جستی ز چرخ با نہیب | سر برآوردہ است اے موسیٰ زجیب

گر کوئی خواہش فلک سے ہو تجھے | نکلے گا سب کچھ وہ موسیٰ! جیب سے

تابدانی کآسمانہائے سمی | ہست عکس مدرکات آدمی

تاکہ تو سمجھے یہ گردوں سپہ ر سپے | مدرکاتِ آدمی کا عکس ہے

نے کہ اول دست یزداں مجید | از دو عالم پیشتر عقل آفرید

ہاں کیا پیدا خدا نے اے پسر | عقل کو دونوں جہاں سے پیشتر

ایں سخن پیدا و پنہانست بس | کہ نباشد محرم عنقا مگس

بات ہے یہ ظاہر و پوشیدہ بس | محرم عنقا نہ ہو ہرگز مگس

باز سوئے قصہ باز آ اے پسر | قصۂ گنج و فقیر آور بسر

لوٹ پھر قصے کی جانب اے پسر | قصۂ گنج و فقیر اب ختم کر

فقیر کا باقی قصہ

اندراں رقعہ نوشتہ بود ایں | کہ برون شہر گنجے داں دفین

صاف تھا رقعے میں یہ لکھا ہوا | شہر کے باہر خزانہ ہے گڑا

آں فلاں قبہ کہ دروے مشہد ست | پشت او در شہر و رو در فدفد ست

ہے فلاں قبہ میں مشہد ذی شرف | پشت سوئے شہر منہ رن کی طرف

پشت کن تو ز قبہ رو در قبلہ آر | وانگہاں از قوس تیرے در گذار

پشت کر قبہ کو منہ کر قبلہ رُو | پھر کماں سے تیر ایسا پھینک تو

چون فگندی تیر از قوس اے سعاد — بر کن آں موضع کہ تیرت اوفتاد

تیر جب پھینکے کماں سے اے جواں — کھود وہ جا تیر گر جائے جہاں

پس کماں سخت آورد آں فتی — تیر پرّانید در صحن فضا

پس کماں لایا کڑی سی دیکھ کر — تیر اک پھینکا فضا کے صحن پر

پس کلند آورد و بیل او شاد شاد — کند آں موضع کہ آں تیر اوفتاد

پھر وہ لایا پھاوڑا اور بیلچہ — کھودی وہ جا تیر تھا جس جا گرا

کند شد ہم او و ہم بیل و تبر — خود ندید از گنج پنہانے اثر

تھک گیا وہ بھی اور اس کا بیلچہ — کچھ خزانے کا نہ لیکن تھا پتہ

ہمچنیں ہر روز تیر انداختی — لیک جائے گنج مے نشناختی

پھینکتا تھا تیر ہر دن وہ جوان — کچھ نہ ملتا تھا خزانے کا نشاں

چونکہ ایں را پیشہ کرد او بردوام — فجفجے افتاد اندر خاص و عام

روز تھا مصروف وہ اس کام میں — ہو گئی شہرت سی خاص و عام میں

ہر کسے در گفتگوئے اوفتاد — کایں چنیں بازی نباشد در نہاد

ہر طرف اک گفتگو ہونے لگی — کھیل ایسے کھیلتا ہے کب کوئی

ہر کسے در گفتگوئے فاسدے — ہر طرف برخاستہ یک حاسدے

گفتگو ہونے لگی فاسد ہر طرف — آ ڈٹے سب اس کے حاسد ہر طرف

گنج نامہ کی خبر کا فاش ہونا

پس خبر کردند سلطان را ازیں — آں گروہے کش بدند اندر کمیں

اس جماعت نے خبر سلطاں کو دی — گھات میں اس کی جو پہلے ہی سے تھی

عرضہ کردند آں سخن را زیر دست — کاں فلانے گنج نامہ یافتہ است

بادشہ کے خادموں نے عرض کی — گنج نامہ پا گیا وہ آدمی

چوں شنید آں شخص کاں با شہ رسید　　جز کہ تسلیم و رضا چارہ ندید

جب سنا سلطاں کو جا پہنچی خبر　　جز یہ تسلیم و رضا تھا کیا مفر

پیش ازاں کاں شکنجہ بیند زاں قباد　　رقعہ را آورد و پیشش او نہاد

پیشتر اس سے کہ ہو کوئی سزا　　اس نے رقعہ پیش سلطاں رکھ دیا

گفت تا ایں رقعہ را یابیدہ ام　　گنج نے و رنج بیحد دیدہ ام

اور کہا جب سے یہ رقعہ ہے ملا　　گنج کیسا رنج میں ہوں مبتلا

خود نشد یک حبہ آں گنج آشکار　　لیک پیچیدم بسے مانند مار

گنج تو بالکل نہیں ہے آشکار　　خود ہی پیچ و تاب میں ہوں مثل مار

رفت ماہی با چنیں تلخی کام　　کہ زیان و سود ایں بر من حرام

اک مہینہ ہو چکا ہوں تلخ کام　　اس کا ہے سود و زیاں مجھ پر حرام

بو کہ بختت بر کند زیں کاں غطا　　اے شہ فیروز جنگ و دژ کشا

آپ کا اقبال ہٹا دے اس سے　　اے شہ فتح و ظفر پردے[1] کاں کے

مدت شش ماہ و افزوں پادشاہ　　تیر می انداخت و بر می کند چاہ

تجھ جیسے بادشاہ کے حکم سے　　تیر چھوڑے اور کوئیں کھدتے رہے

ہر کجا سختہ کمانے بود چست　　تیر می انداخت ہر سو گنج جست

وہ کماں جس میں تھی قوت کمال　　پھینکتی تھیں تیر ہر گنج مال

غیر تشویش و غم و طامات نے　　ہمچو عنقا نام فاش و ذات نے

رنج و غم سے کام تھا اور کچھ نہ تھا　　مثل عنقا نام تھا اور کچھ نہ تھا

چونکہ تعویق آمد اندر عرض و طول　　شاہ شد دل سیر ازاں گنج ملول

جب ہوئی تاخیر اسی رو تھا　　بادشہ کا گنج سے دل بھر گیا

[1] یعنی ہٹا لے کی کان سے پردہ ۔

جملہ صحرا گر گزاں شہ چاہ کند	تا پدید از گنج او جز ریشخند
سارے جنگل میں کنوئیں کھدتے جا بجا	تھا خزانے کا نہ لیکن کچھ پتا
پس طلب کرد آں فقیر دردمند	رقعہ را از خشم پیش او فگند
پھر کیا درویش کو اس نے طلب	رقعہ واپس کر گئے از راہ غضب
گفت گیر ایں رقعہ کش آثار نیست	تو بدیں اولیٰ تری کت کار نیست
تو لا اسے رقعہ ترا بیکار ہے	بس ترے لائق ہی یہ بیکار ہے
نیست ایں کار کسے کش ہست کار	گر بسوزد گل نمود گرد خار
کام والوں کا نہیں ہرگز یہ کار	پھول جل کر بھی نہ چھٹکے گرد خار
نادر افتد اہل ایں ماخولیا	منتظر کہ روید از آہن گیا
کس کو ہوگا ایسا مالیخولیا	تو ہے جو منتظر ہو گھاس کا
سخت جانے باید ایں فن را چو تو	تو کہ جانے سخت داری ایں بجو
چاہیئے اس کو تجھی سا سخت جان	سخت جاں ہے ڈھونڈ اس کا نشان
گر نیابی نبودت ہرگز ملال	ور بیابی آں ترا کردم حلال
گر نہ پایا تو نہ ہوگا کچھ ملال	اور جو مل جائے تو ہے تجھ پر حلال[1]
عقل راہ ناامیدی کے رود	عشق باشد کاں طرف بر سر دود
عقل راہ ناامیدی کب چلے	ہے یہ رستہ عشق ہی کے واسطے
لاابالی عشق باشد نے خرد	عقل آں جوید کزاں سودے برد[2]
لاابالی عشق ہے دانش نہیں	عقل جویا سود کی ہے بالیقیں
ترک تاز و تن گداز و بے حیا	در بلا چوں سنگ زیر آسیا
ماؤ تاؤ[3] اور تن گداز و بے حیا	پاٹ پر چکی کے جیسے ہو پڑا

۱؎ یعنی میں تجھے اجازت دیتا ہوں تو اس حرارت کا مختار ہے ۲؎ یہ عشق کی تعریف ہے
۳؎ کر بیٹھنا پیر رگڑے کھاتا ہے مگر اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا۔

سخت روئی کہ ندارد ہیچ پشت بہر جیفہ می‌درد ان خویش کشت

سخت رو جس کا سہارا ہی نہیں اپنے دل کو مارتا ہے بالیقیں

پاک میبازد نہ جوید مزد او آنچنانکہ پاک میگیرد ز ہو

کھیلتا ہے بے غرض وہ جان پر جان ملتی ہے خدا سے پاک تر

میدہد حق ہستیش بے علتے میسپارد باز بے علت فتے

ہستی بے علت ہو دیا ہے خدا ہے وہ بے علت ہی واپس سونپتا

کہ فتوت دادن بے علت ست پاکبازی خارج از ہر ملت ست

بے غرض ہو ہے جوانمردی یہی پاکبازی کا ہے مذہب کوئی

زانکہ ملت فضل جوید یا خلاص پاکبازانند قربانان خاص

کیونکہ مذہب وصل ڈھونڈے یا نجات جان نثار خاص ہے پاکوں کی ذات

نے خدارا امتحانے میکنند نے در سود و زیانے میزنند

وہ نہیں لیتے خدا کا امتحاں کچھ ہیں اُن کو غم سود و زیاں

گنجنامہ فقیر کو واپس ملنا

چونکہ رقعہ گنج پرآشوب را شہ مسلم داشت آں مکروب را

جب وہ پرآشوب رقعہ شاہ نے کر دیا مخصوص اُس کے واسطے

گشت ایمن زان خصومات و ز نیش رفت و میپیچید در سودائے خویش

دشمنوں سے اپنے وہ فارغ ہوا ہو کے رخصت اپنی دُھن میں لگ گیا

یار کرد او عشق درد اندیش را کلب لیسد خویش ریش خویش را

یاد آئی عشق درد اندیش کو چاٹے کتا زخم اپنا آپ ہی

عشق را در پیچش خود یار نیست محرمش در دہ یکے دیار نیست

کون ہے غمخوار عشق پُر محن راز داں اس کے نہیں اہل وطن

نیست از عاشق کسے دیوانہ تر | عقل از سودائے او کورست و کر
کوئی عاشق سے نہیں دیوانہ تر | عقل ہے وحشت سے اس کی کور و کر

زانکہ ایں دیوانگی عام نیست | طب را ارشاد ایں احکام نیست
ہاں نہیں دیوانگی سب کے لئے | طب ہے عاجز عشق کے احکام سے

گر طبیبے را رسد زینگوں جنون | دفتر طب را فرو شوید بخون
ہو طبیبوں کو جنوں تو کیا کریں | دفتر طب خون سے دھویا کریں

طب جملہ عقلہا مدہوش اوست | روئے جملہ دلبراں روپوش اوست
طب دانش اس کی سب مدہوش ہیں | اس میں سارے دلربا روپوش ہیں

روئے در روئے خود آرائے عشق کیش | نیست مفتون ترا جز خویش خویش
عشق والے! خود ہو اپنے روبرو | کون ہے اپنا ترا - اپنا ہے تو

قبلہ از دل ساخت آمد در دعا | لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی[1]
قبلہ دل کو کرکے اس نے کی دعا | کوششیں ہی اجر ہیں انسان کا

پیش ازیں کہ یا سخی نشنیدہ بود | سالہا اندر دعا پیچیدہ بود
اس سے پہلے جو نہ پایا تھا جواب | کھائے برسوں دعائیں پیچ و تاب

بے اجابت بر دعاہا مے تنید | از کرم آواز پنہاں مے شنید
بے اجابت تھا دعاؤں پر بھرم | سنتا تھا پوشیدہ آواز کرم

چونکہ بیدف رقص می کرد آں علیل | ز اعتماد جود خلاق جلیل
رقص میں بے دف کے تھا مردِ علیل | تھا یقین رحمت رب جلیل

سوئے او نے ہاتف و نے پیک بود | گوش امیدش پر از لبیک بود
سہارا ہاتف اور نہ آمد پیک کی | کان سنتے تھے صدا لبیک کی

[1] [illegible] ما سوی المحبوب یعنی عشق ایک ایسی آگ ہے جو ماسوائے محبوب
سب کو جلا دیتی ہے [illegible] میری خدمت میں [illegible]

بی زبان گفت امیدش تعال ... از دلش ببرید آن دعوت ملال
بے زباں امید کہتی تھی کہ چل ... دل سے سارے رنج جاتے تھے نکل

آں کبوتر را کہ بام آموختہ است ... تو مخواں میرانش کہ پردوختہ است
وہ کبوتر جو ہے بام آموختہ[1] ... چھوڑ دے اس کو کہ ہے پردوختہ

اے ضیاء الحق حسام الدیں برانش ... کز ملاقات تو بر رستہ است جانش
اے ضیاء الحق حسام الدیں جو اُڑا ... اس کو جس کی جان سے ملنا ترا

گر برانی مرغ جاں را از گزاف ... ہم بگرد بام تو آرد طواف
مرغ جاں کو تو اڑائے گا اگر ... کاٹے گا کوٹھے کا چکر لوٹ کر

چینہ و نقلش ہمہ بر بام تست ... پر زناں بر اوج مست دام تست
دانہ کھانا سب ہے تیرے بام پر ... مست ہے تیرے ہی اوج دام پر

گر دمی منکر شود دزدانہ روح ... در ادای شکرت اے گنج فتوح
روح گر انکار اک لمحہ کرے ... مثل چوروں کے ادائے شکر سے

شحنہ عشق مکرر کینہ اش ... طشت پر آتش نہد بر سینہ اش
عشق کا شحنہ ہے کینے سے بھرا ... اس کے سینے پر رکھے طشت آگ کا

کہ بیا سوے مہ و بگذر ز گرد ... شاہ عشقت خواند زوتر باز گرد
آ ستا اس گرد سے چل سوئے ماہ ... لوٹ چل تجھ کو بلاتا ہے وہ شاہ

گرد ایں بام و کبوترخانہ من ... چوں کبوتر پر زنم مستانہ من
گرد اس بام اور کبوتر خانے کے ... جوں کبوتر مست ہوں پرواز سے

جبرئیل عشقم و سدرہ ام توی ... من سقیمم عیسی مریم توی
عشق کا جبرئیل میں سدرہ ہے تو ... ہوں ترا بیمار میں عیسیٰ ہے تو

[1] یعنی جسے یہ سکھا دیا گیا ہے کہ اڑا اور بیعت پر جا ملتھا۔ مراد کم ہمتوں سے ہے

بو چشیدہ آن بحر گوہر بار را	خوش بپرس امروز این بیمار را
بو چکھی ہے اس بحر گوہر بار کی	پوچھ لے آج اچھے اس بیمار کو
چون تو آیا او شدی بحران گذشت	گرچہ این دم نوبت بحران گذشت
تو ہے دریا کا تو دریا سے سرا	اس گھڑی گو وقت ہے بحران کا
این خود آن نالہ است کہ کرد آشکار	زانچہ پنہانست یا رب زینہار
جو ہوئی ظاہر یہ ہے صرف ایک آہ	جو ہے پنہاں اس سے خالق کی پناہ
دو دہان داریم گویا ہمچو نے	یک دہان پنہانست در لبہای وے
ہیں مثال نے ہمارے دو دہاں	اک دہن ہے اس کے ہونٹوں میں نہاں
یک دہان نالان شدہ سوی شما	ہای ہوئی در فگندہ در ہوا
اک دہن نالاں ہے سوئے آسماں	شور ہا و ہو سے گھیرا ہے جہاں
لیک داند ہر کہ او را منظرست	کہ فغان این سری ہم زان سرست
بے بصیرت ہے کو وہ سب جانتا	اس دہن کی آہ و زاری ہے سدا
دمدمہ این نای از دمہای اوست	ہای ہوی روح از ہیہای اوست
شور نے ہے اس میں اس کے دم سے	آہ کی نالہ وہ ہے اندر روح کے
گر نبودی با لبش نی را سمر	نی جہان را پر نکردی از شکر
اس کے ہونٹوں سے مس کر دیا	ایسے دنیا ہوتی پر شکر
با کہ خفتی وز چہ پہلو خاستی	کہ چنین پر جوش چون دریاستی
سو رہے کس کے ساتھ یوں اٹھا۔ تو	جوش میں تو صورت دریا ہے تو
یا ابیت عند ربی خواندہ ای	در دل دریای آتش راندہ ای
ہے ابیت عند ربی سے پڑھا	آگ دی ہے دل میں دریا کے لگا

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی یعنی میں رات

اپنے خدا کے ساتھ گذارتا ہوں اور اس سے مجھے کھانا پانی ملتا ہے

نعرہ یا نار کونی باردا	عصمت جان تو گشت اے مقتدا
یہ صدا "اے آگ ٹھنڈی ہو جا"	روح کی عصمت بنی ہے برملا
اے ضیاء الحق حسام الدین و دل	کے تواں اندود خورشیدے بگل
اے ضیاء الحق حسام الدینؒ بھلا	مٹی میں خورشید کیوں چھپ سکا
قصد کردستند ایں گل پارہا	کہ بپوشانند خورشید ترا
قصد ہے مٹی کے ٹکڑوں نے کیا	یہ چھپا لیں تیرے سورج کی ضیا
در دل کہ لعلہا دلال تست	باغہا از خندہ مالامال تست
لعل میں دلال کو ہوں میں ترے	باغ مالا مال ہنسنے سے ہوئے
محرم مردیت را کو رستمے	تا ز صد خرمن یکے جو گفتمے
تیری مردی کا نہیں محرم کوئی	کیا کہوں ۔ ملتا نہیں رستم کوئی
چوں بخواہم کز سرت آہے کنم	چوں علی سر را فرو چاہے کنم
آہ کر کھینچوں ترے بھیدوں کو بھی	سر کنوئیں میں ڈال دوں مثل علیؓ
چونکہ اخواں را دل کینہ ورست	یوسفم را قعر چاہ اولیٰ ترست
ہے حسد لوگوں کا مجھ سے کینہ خو	ہے مرے یوسف کو بہتر قعر چاہ
مست گشتم خویش بر غوغا زنم	چہ چہ باشد خیمہ بر صحرا زنم
مست ہوں میں چاہیئے غوغا کروں	چاہ کیا جنگل میں خیمہ گاڑ دوں
بر کف من نہ شراب آتشیں	وانگہ آں کر و فر مستانہ بیں
ہاتھ پر رکھ دے مرے شراب آتشیں	کر و فر پھر دیکھ مستی کا یہیں
منتظر گو باش بے گنج آں فقیر	زانکہ ما غرقیم ایں دم در عصیر
کہہ دو اس درویش سے ... منتظر رہے	[illegible]

ٹ منقول ہے کہ حضرت علیؓ سے بعض اسرار حقیقت جو بیان نہ ہو سکتے تھے اور حق کو ... [illegible] ... کسی کنوئیں میں سر ڈال کر ... [illegible]

از خدا خواه اے فقیر این دم پناه — از من غرقه شدی چیزے مخواه

بھک لے، روش ناطق سے پناه — اور مجھ ڈوبے ہوئے سے کچھ نہ چاہ

که مرا پروائے آں استاد نیست — از خود و از ریش خویشم یاد نیست

اب نہیں استاد کی پروا مجھے — اپنی داڑھی تو کبھی ہوں بھولے ہوئے

باد و سبلت کے بگنجد آب رو — در شرابے که نگنجد تار مو

کیا سمائے مونچھ، داڑھی، آبرو — جب نہیں گنجائش یک تار مو

درده اے ساقی یکے رطل گراں — خواجه را از ریش و سبلت وارہاں

ساقیا دے جام صہبائے گراں — خواجه کو دے داڑھی مونچھوں سے اماں

نخوتش بر ما سبالے میزند — لیک ریش از رشک بر ما مے کند

مونچھوں پر وہ تاؤ دیتا ہے ولے — نوچتا ہے اپنی داڑھی رشک سے

مات او و شه مات او شه مات او — که همیدانیم تزویرات او

مات ہو اُس کو جو اپنے مات ہو — جانتا ہوں اُس کے میں ہر مکر کو

از پس صد ساله آنچه آید بدو — پیر ست بیند معین مو بمو

سو برس کے بعد جو وہ دیکھے گا — پیر سے آج ہی وہ آشنا

اندر آئینه چه بیند مرد عام — که نه بیند پیر اندر خشت خام

دیکھتا ہے جو کچھ آئینه مگر — پیر کو وہ اینٹ میں آئے نظر

آنچه لحیانی بخانه خود ندید — هست بر کوسه یکایک آں پدید

داڑھی والے پر جو ہے گھر میں نہاں — ہے وہ اک بے ریش پر سب کچھ عیاں

رو بدریا زاں که ماهی زادهٔ — همچو خس در ریش چوں افتادهٔ

ہے تو دریا ہو کہ ماہی زادہ ہے — ریش میں کیوں مثل خس افتادہ ہے

خس نهٔ دور از تو رشک گوهری — در میان موج و بحر اولیٰ تری

[illegible] — ہے جدا سے موج دریا میں رہے

بحر وحدانیست جفت و زوج نیست	گوہر و ماہیش غیر موج نیست
بحر وحدت میں نہیں ہے جفت و زوج	اس کا گوہر اور ماہی صرف موج
اے محال و اے محال اشراک او	دور از آن دریا و موج پاک او
شرکت تیرا اس میں مل سکتا نہیں	تو نہ جا موج اور دریا کے قریں
نیست اندر بحر شرک و پیچ پیچ	لیک با احول چہ گویم ہیچ ہیچ
بحر میں کیا شرک اور کیا پیچ و خم	کیا بتائیں لیکن اک بھینگے کو ہم
چونکہ جفت احولانیم اے شمن	لازم آمد مشرکانہ دم زدن
کام بھینگوں سے پڑا ہے دو بدو	لازمی ہے مشرکانہ گفتگو
آں یکے زاں سوے وصف است و خیال	جز دوئی ناید بمیدان مقال
ہے یکی[1] بالاتر از وصف و خیال	لے دوئی پھر کہئے کیونکر مقال
یا چو احول این دوئی را نوش کن	یا دہان بردوز و لب خاموش کن
مثل احول یا دوئی کو نوش کر	یا زبان و لب کو تو خاموش کر
یا بنوبت گہ سکوت و گہ کلام	احولانہ طبل میزن والسلام
یا کبھی چپ ہو رہو کبھی کر لے کلام	طبل زن ہو مثل احول والسلام
چون ببینی محرمے گو سر جان	گل ببینی نعرہ زن چون بلبلان
کشف کر دے راز جو کوئی محرم اگر	گل جو دیکھے مثل بلبل نعرہ کر
چون ببینی مشک پر مکر و مجاز	لب ببند و خویش را چون خم بساز
مشک ہیں جب مکر کا دیکھے تو جوش	ہونٹ سی کر مثل خم ہو جا خموش
دشمن آب است پیش او مجنب	ورنہ سنگ جہل او بشکست جنب
وہ ہے دشمن جل کا اس کے آگے نہ ہل	ورنہ خم لوٹنے کا ہے سبب جہل سے

[1] یعنی وحدت ہے

با سیاست‌ہائے جاہل صبر کن	خوش مدارا کن بعقل من لدن
صبر کر جاہل کی ہر تنبیہ پر	کر مدارا عقل کے موجب نڈر
صبر با نااہل اہلاں را جلیست	صبر صافی میکند ہر جا دلیست
صبر نااہلوں سے اہلوں کی جلا	صبر سے ملتی ہے ہر دل کو صفا
آتش نمرود ابراہیم را	صفوت آئینہ آمد در جلا
آتش نمرود سے جیسے خلیل	مثل آئینہ جلا پائیں خلیل
صبر با نامرد بد ہر مرد حق	تا چو نیکاں برہمہ یابد سبق
صبر نامردوں سے مرد حق کرے	مثل نیکاں تا وہ بالا تر رہے
جور و کفر نوحیان و صبر نوح	نوح را شد صیقل مرآت روح
نوحیوں کا ظلم اس پر صبر نوح	نوح کی اس سے ہوئی پر نور روح

ایک درویش کا شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کی زیارت کو آنا

رفت درویشے ز شہر طالقان	بہر صیت بوالحسن تا خارقان[1]
چھوڑ کر اک مرد شہر طالقان	بوالحسن سے ملنے آیا خارقان[1]
کوہہا ببرید و وادیٔ دراز	بہر دید شیخ با صدق و نیاز
کرکے طے لمبے پہاڑ اور وادیاں	آیا سوئے شیخ با صدق و نیاز
آنچہ از رہ دید از جور و ستم	گرچہ درخورد است کوتہ میکنم
راستے میں جو اٹھائیں سختیاں	چھوڑتا ہوں گو ہیں شایان بیاں
چوں بمقصد آمد از رہ آں جواں	خانۂ آں شاہ را جست او نشاں
جب وہ پہنچا منزل مقصود پر	ڈھونڈا اس شاہ فلک ایوان کا گھر

[1] خارقان یا خرقان بسطام کی حدود میں ایک گاؤں ہے ۔

چوں بصد حرمت بزد حلقۂ درش — زن بروں کرد از رہ روزن سرش

باادب کنڈی بجائی بے سخن — جھانک کر روزن سے بولی ایک زن

کہ چہ میخواہی بگو اے بوالکرام — گفت کز بہر زیارت آمدم

اے مسافر کہ تجھے کیا چاہیئے — بولا آیا ہوں زیارت کے لئے

خندہا ترزد او کہ خہ ریش بین — ایں سفر گیری و ایں تشویش بین

بولی عورت واہ اے درویش واہ — یہ دُھن اور ایسا سفر درپیش واہ

خود ترا کارے نبود آں جایگاہ — تا بہ بیہودہ کنی تو عزم راہ

اپنے گھر شاید کہ تھا تو فالتو — جو چلا آیا یہاں بیکار تو

اشتہائے گول گردی آمدت — یا ملولی وطن غالب شدت

کیا سیر آوارہ گردی تھا تجھے — یا وطن سے کوئی غم پہنچا تجھے

گفت نافرجام و فحش و دمدمہ — من نتانم باز گفتن آں ہمہ

فحش اور مکروہ باتیں اس نے کیں — میں کروں تکرار یہ ممکن نہیں

از مثل وز ریشخند بے حساب — آں مرید افتاد در غم و اضطراب

جب کیا اس نے تمسخر بے حساب — معتقد غم سے ہوا پُر اضطراب

مرید کا پوچھنا کہ شیخ کہاں ہے

اشکش از دیدہ بجست و گفت او — با ہمہ آں شاہ و آں سلطان کو

روکے پھر پوچھا کہ یہ تو کر بیاں — باوجود اس کے وہ سلطاں ہیں کہاں؟

گفت آں سالوس زراق تہی — دام گولان و کمند گمرہی

بولی عورت۔ وہ ریاکار آدمی — احمقوں کا جال دام گمرہی

صد ہزاراں خام ریشاں ہمچو تو — اوفتادہ از وے اندر صد عتو

لاکھوں بے عقل تیری وضع کے — اُسکے ہاتھوں گمراہی میں جا پڑے

گر نہ بینیش و سلامت وا روی
خیر تو باشد نگردی زد غوی

وہ ملے اس سے جو ایسی حالت تو
تو نجات اس گمراہی سے پائے تو

لاف کیشی کاسہ لیس طبل خوار
بانگ طبلش رفتہ اطراف دیار

وہ ہے جھوٹا، پُر ہوس بسیار خوار
شہروں شہروں ہے وہ بدنام اور خوار

سبطیاں ایں قوم گوسالہ پرست
بر چنیں گاوے ہمے مالند دست

ہے یہ سبطی قوم گوسالہ پرست
ایک بچھڑے کے لئے ہیں یہ سب مست

جیفۃ اللیل ست و بطال النہار
ہر کہ او شد غرّہ ایں طبل خوار

رات کے مُردار۔ دن کے بادہ گو
ہیں وہ سب۔ اس پہ مٹے رہتے ہیں جو

ہشتہ اند اینقوم صد علم و کمال
مکر و تزویرے گرفتہ کاینت حال

چھوڑ کر یہ لوگ سب علم و کمال
مکر پیشہ ہو گئے ہیں ہے یہ حال

آل موسیٰ کو دریغا تا کنوں
عابدان عجل را ریزند خون

آل موسےٰ اب کہاں ہے دہر میں
قتل گوسالہ پرستوں کو کریں

کو رہِ پیغمبرؐ و اصحاب او
کو نماز و سبحہ و آداب او

سنت پیغمبرؐ و اصحاب کیا
اب کہاں روزہ نماز، آداب کیا

شرع و تقویٰ را فگندہ سوئے پشت
کو عمرؓ کو امر معروف و درشت

شرع و تقویٰ سے گئے ہیں یہ گذر
علم دیں شرعی کہاں ہیں اب عمرؓ

کایں اباحت زیں جماعت فاش شد
رخصت ہر مفلس قلاش شد

بدعت ان لوگوں نے بالکل فاش کی
چھوٹ ہے ہر مفلس و قلاش کی

عورت کو مرید کا جواب دینا

بانگ زد بر وے جوان و گفت بس
روز روشن از کجا آمد عسس

وہ جوان للکار کر بولا کہ بس!
روز روشن میں ہے کیا کار عسس

نور مردان مشرق و مغرب گرفت ‏ ‏ ‏ آسمانہا سجدہ کردند از شگفت

ہے جہاں پُر نوراں کے نور سے ‏ ‏ ‏ آسمانوں نے اُنہیں سجدے کئے

آفتاب حق بر آمد از حمل ‏ ‏ ‏ زیر چادر رفت خورشید از خجل

نکلا حمل سے جو خورشید خدا ‏ ‏ ‏ زیر چادر شرم سے سورج چھپا

ترہات چون تو ابلیسے مرا ‏ ‏ ‏ کے بگرداند ز خاک این سرا

تجھ سی شیطانہ کی یہ بیہودگی ‏ ‏ ‏ خاک در سے پھیر سکتی ہے کوئی

من بہادی نادم ہمچون سحاب ‏ ‏ ‏ تا بگردی باز گردم زین جناب

ہیں نہیں بادل ہوا کا جان لے ‏ ‏ ‏ چھوڑ دوں اس در کو خوف گرد سے

عجل با آن نور شد قبلہ کرم ‏ ‏ ‏ قبلہ بے آن نور شد کفر و صنم

بچھڑا اس کے نور سے قبلہ بنا ‏ ‏ ‏ قبلہ بے اس نور کے معبد ہوا

ہست اباحت کز ہوا آمد ضلال ‏ ‏ ‏ ہست اباحت کز خدا آمد کمال

جو ہو بدعت بر ہوس وہ ہے ضلال ‏ ‏ ‏ ہو خدا کی سمت سے تو ہے کمال

کفر ایمان گشت و دیو اسلام یافت ‏ ‏ ‏ آن طرف کان نور بے اندازہ تافت

دیو مسلم - کفر ایماں ہو گیا ‏ ‏ ‏ نور جس جانب درخشاں ہو گیا

مظہر عشق است و محبوب حق ‏ ‏ ‏ از ہمہ کروبیان بردہ سبق

حق کا ہے محبوب مظہر عشق کا ‏ ‏ ‏ جو فرشتوں پر ہے سبقت لے گیا

سجدہ آدم را بیان سبق اوست ‏ ‏ ‏ سجدہ آرد مغز را پیوستہ پوست

سجدۂ آدمؑ سے سبقت ہے عیاں ‏ ‏ ‏ مغز کو ہے پوست ہی سجدہ کناں

شمع حق را پف کنی تو اے عجوز ‏ ‏ ‏ ہم تو سوزی ہم سرت اے گندہ پوز

شمع حق کو پھونک سے بڑھیا نہ مار ‏ ‏ ‏ تو جلے گی اور ترا سر بیو فار

کے شود دریا ز پوز سگ نجس ‏ ‏ ‏ کے شود خورشید از پف منطمس

سگ سے ہوا ہے نجس دریا کبھی ‏ ‏ ‏ پھونک سے خورشید بجھ سکتا نہیں

حکم بر ظاہر اگر ہم میکنی	چیست ظاہر تو بگو زیں روشنی
حکم ظاہر پر اگر ہے یہ ترا	روشنی سے کیا ہے ظاہر یہ بتا
جملہ ظاہرہا بہ پیش ایں ظہور	باشد اندر بغایت نقص و قصور
اس ظہور پاک سے ظاہر تمام	ہیں قصور و نقص میں اے بے لگام
ہر کہ بر شمع خدا آرد پفو	شمع کے میرد بسوزد پوز او
شمع حق کو پھونکتا ہے جو کوئی	شمع کب بجھتی ہے بجھتا ہے وہی
چوں تو خفاشاں بسے بینند خواب	کایں جہاں ماند یتیم از آفتاب
دیکھتی ہے تجھ سی چمگادڑ یہ خواب	اب نہیں دنیا میں باقی آفتاب
موجہائے تیز دریاہائے روح	ہست صد چنداں کہ بد طوفان نوح
روح کے دریا کی موجیں جان لے	سو گنی ہیں نوح کے طوفان سے
لیک اندر چشم کنعاں موے رست	نوح و کشتی را بہشت و کوہ جست
ہاں لیکن چشم کنعاں[1] میں پڑا	نوح کو چھوڑا پہاڑوں پر چڑھا
کوہ و کنعاں را فرو برد آں زماں	نیم موجے تا بقعر امتہاں
کوہ اور کنعاں کو نیچے لے گئی	ایک آدھی موج کو یوں خواری ملی
مہ فشاند نور سگ عو عو کند	ہر کسے بر خلقت خود مے تند
چاند چمکے اور سگ بھوں بھوں کرے	اپنی فطرت پر ہیں سب مجبور سے
شب رواں و ہمرہاں مہ بتگ	ترک رفتن کے کنند از بیم سگ
چلنے والے رات کے ہمراہ ماہ	خوف سگ سے کیوں کریں گے ترک راہ
جزو سوئے کل رواں مانند تیر	کے کند وقف از پئے ہر گندہ پیر
کل کی جانب جزو رہتا ہے رواں	کب ٹھہرتا ہے ترے کہنے سے ہاں

[1] حضرت نوح علیہ السلام کے گمراہ بیٹے کا نام ۔

جانِ شرع و جانِ تقویٰ عارفیست　　معرفت محصولِ زہدِ سالفست
جانِ تقویٰ عارف مقبول ہے!　　معرفت تو زُہد کا محصول ہے،

زہد اندر کاشتن کوشیدنست　　معرفت آں کشت را روئیدنست
زُہد کیا ہے، کھیت بونا بر ملا　　معرفت گویا ہے اُگنا کھیت کا

پس چو تن باشد جہاد و اعتقاد　　جانِ ایں کشتن نباتست و حصاد
کہہ جہاد و اعتقاد اس جسم کو　　جانِ کھیتی کا ٹنا ہے جان کو

امرِ معروف او و ہم معروف اوست　　کاشفِ اسرار و ہم مکشوف اوست
امرِ معروف اُس کو کہہ معروف بھی　　کاشفِ اسرار بھی مکشوف بھی

شاہِ امروزینہ و فردائے[1] ماست　　پوستِ بندہ مغز نغزش دائماست
ہے وہی[1] تو آج کا اور کل کا شاہ　　پوست بندہ، مغز ہے وہ خیر خواہ

چوں انا الحق گفت شیخ[2] و پیش برد　　پس گلوی جملہ کوراں را فشرد
شیخ[2] انا الحق کہہ کے سبقت لیگئے　　اور دبائے سارے اندھوں کے گلے

چوں انائے بندہ شد لا از وجود　　پس چہ ماند ایں بیندیش اے عنود
جب انانیت نہ بندے میں رہی　　کیا رہا باقی ذرا کر غور بھی!

گر ترا چشمیست بکشا در نگر　　بعد لا آخر چہ می ماند دگر
ہیں اگر آنکھیں تو اس پر غور کر　　بعد لا باقی رہا کیا بے خبر

اے بریدہ آں لب و حلق و دہاں　　کہ کند تف سوئے ماہ آسماں
اُس کے کٹ جائیں لب و حلق و دہاں　　جو کہ تھوکے سمتِ ماہ آسماں

سوئے گردوں تف نیابد مسلکے　　تف بروئیش باز گردد بیشکے
تھوک پہنچے آسماں پر کب بھلا　　منہ پر آپڑتا ہے تھوکا چرخ کا

[1] یعنی آج دنیا میں اور کل قیامت میں۔
[2] شیخ منصور بن حلاج کی طرف اشارہ ہے۔

تا قیامت تف بروبار و زر رب ۔ ہمچو تبت بر روان بو لہب

لعنت اُس پر حشر تک برسائے رب ۔ جیسے تبت[1] ہے برائے بو لہب

طبل و رایت ہست ملک شہریار ۔ سگ کسے کہ خواند او را طبل خوار

ہیں علم اور ڈھول ۔ ہر شہریار ۔ وہ ہے سگ ۔ ان کو کہے جو طبل خوار

آسمانہا بندۂ ماہ وے اند ۔ شرق و غرب چرخ نانخواہ وے اند

آسماں ہیں بندگانِ ماہ رگاہ ۔ مشرق و مغرب ہیں اُن سے رزق خواہ

زانکہ لولاک ست بر توقیع او ۔ جملہ در انعام تو زیع او

کیونکہ ہے لولاک[2] انہی کا اک خطاب ۔ ہیں بھی اُن کے کرم سے فیض یاب

گر نبودے او نیابیدے فلک ۔ گردش و نور و مکان جائے ملک

گر نہ ہوتے وہ ۔ تو کیوں پاتے فلک ۔ گردش و نور اور ایوان ملک

گر نہ او بودے نیابیدے بحار ۔ ہیئت ماہی و دُرِ شاہوار

گر نہ ہوتے وہ ۔ تو کیوں پاتے بحار[3] ۔ مچھلیاں اور ایسے گوہر شاہوار

گر نبودے او نیابیدے زمین ۔ اندرونہ گنج و بیروں یاسمین

گر نہ ہوتے وہ، نہ پاتی یہ زمین ۔ اپنے دل میں گنج ۔ باہر یاسمین

گر نبودے او نیابیدے جبال ۔ زر و لعل و مومیائی بے سوال

گر نہ ہوتے وہ، نہ پاتے یہ جبال ۔ لعل و زر اور مومیائی بے سوال

گر نبودے او نیابیدے جہاں ۔ بے تقاضا رزقہا بیکراں

گر نہ ہوتے وہ، تو کب پاتا جہاں ۔ بے تقاضے کے یہ رزق بے کراں

رزقہا ہم رزق خواران وے اند ۔ میوہ ہا لب خشک باران وے اند

رزق بھی سب ہیں انہیں کے رزق خوار ۔ میووں کو اُس ابر کا ہے انتظار

[1] سورۂ تبت یدا ابی لہب کی طرف اشارہ ہے ۱۲ [2] یعنی لولاک لما خلقت الافلاک اگر تو نہ ہوتا ۔ تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا ۔ [3] بحر کی جمع ۔ سمندر ۔

ہیں کہ معکوس ست امر ایں گرہ　　صدقہ بخش خویش را صدقہ بدہ

دیکھ پیچیدہ ہے مذہب میں یہ بات　　دینے والے کو ہے دی جاتی زکات

از فقیر ستت ہمہ زر و حریر　　ہیں زکاتے دہ غنی را اے فقیر

زر فقیروں سے ملا ہے اور لباس　　دے غنی کو تو زکوٰۃ اے حق شناس

چوں تو ننگے جفت آں مقبول روح　　چوں عیال کافر اندر عقد نوح[1]

تجھ سی بیوی بے حیا وہ پاک روح　　کافرہ سے جس طرح تھا عقد نوح[1]

گر نبودی نسبت تو زیں سرا　　پارہ پارہ کردمے ایں دم ترا

نسبت اس گھر سے نہ تجھ ہوتی اگر　　ٹکڑے ٹکڑے کرکے پھینک دیتا بے خطر

دادمے ایں نوح را از تو خلاص　　تا مشرف گشتمے من در قصاص

دیتا میں اس روح کو تجھ سے خلاص　　اور حاصل کرتا اعزاز قصاص

لیک با خانۂ شہنشاہ زمن　　ایں چنیں گستاخئے ناید ز من

ہے مگر یہ گھر بڑے سلطان کا　　ایسی گستاخی نہیں مجھ کو روا

رو دعا کن کہ سگ ایں موطنی　　ورنہ ایں دم کردمے من کردنی

شکر کر کتیا ہے اس دربار کی　　ورنہ جو کرنا تھا میں کرتا وہی

شیخ کے گھر سے مرید کا واپس ہونا

بعد ازاں پرساں شد او از ہر کسے　　شیخ را مے جست از ہر سو بسے

بعد ازاں دریافت ہر اک سے کیا　　جستجوئے شیخ میں تھا برملا

پس کسے گفتش کہ آں قطب دیار　　رفت تا ہیزم کشد از کوہسار

دی کسی نے یہ خبر وہ نامدار　　لکڑیاں لینے گئے ہیں کوہسار

[1] اب پھر اس عورت سے درویش کا خطاب شروع ہوتا ہے ۔

آں مریدِ ذوالفقار اندیش تفت | در ہوائے شیخ سوئے بیشہ رفت
تیز غصہ میں مرید باصفا | شیخ کی خواہش میں جنگل کو چلا

دیو مے آورد پیشِ ہوشِ مرد | وسوسہ تا خفیہ گردد مہ ز گرد
ڈالتا تھا دل میں شیطاں وسوسے | تا چھپا دے چاند کو اس گرد سے

کاینچنیں زن را چرا آں شیخِ دیں | دارد اندر خانہ یار و ہمنشیں
سوچتا تھا۔ ایسی عورت شیخِ دیں | گھر میں کیوں رکھتے ہیں اپنی ہمنشیں

ضد را با ضد ایناس از کجا | با امام الناس نسناس[1] از کجا
ضد کو ضد سے ربط کیونکر ہو گئے | ساتھ ہی نسناس امام الناس کے

باز او لاحول مے گفت آتشیں | کاعتراضِ من برو کفرست و کیں
بڑھ کے پھر لاحول کہتا تھا صدا | کفر ہے یہ اعتراض ان پر مرا

من کہ باشم با تصرفہائے حق | کہ برآرد نفسِ من اشکال و دق
باوجود علم حق میں کون ہوں | نفس سے جو اعتراض ان پر کروں

بار نفسش حملہ مے آورد زود | زیں تعرض با دلش چوں گاہ دود
نفس پھر کرتا تھا حملہ حملہ تر | تھا پریشاں ان تعرض سے سراسر

کہ چہ نسبت دیو را با جبرئیل | کہ بود با او بصحبت ہم مقیل
کیا تعلق دیو سے جبریل کو | ان کی صحبت میں وہ کیوں محو ہو

کے تواند ساخت با آذر خلیل | چوں تواند ساخت با رہزن دلیل
ساتھ آذر کے رہیں کیونکر خلیل | رہبر و رہزن ملیں ہو کیونکر ساتھ

[1] ایک قسم کا جانور ہے صورت آدمی کی شکل کا ہوتا ہے۔ اور اس کے ایک ہاتھ۔ ایک پاؤں ہے۔ ایک کان اور ایک آنکھ ہوتی ہے۔

مُرید کا شیخ کو شیر پر سوار دیکھنا

اندریں بود او کہ شیخ نامدار ... شد پدید از دور بر شیرے سوار

وہ اسی میں تھا کہ شیخ نامدار ... شیر پر اس کو نظر آئے سوار

شیر غرّاں ہیزمش را میکشید ... بر سر ہیزم نشستہ آں سعید

شیر اُن کی لکڑیاں تھا کھینچتا ... لکڑیوں پر تھے وہ بیٹھے با صفا

تازیانہ اش مار بود او از شرف ... مار را بگرفت چوں خرزن بکف

اور کوڑا سانپ کا تھا ہاتھ میں ... سانپ گویا تازیانہ تھا کہ نہیں

تو یقیں میداں کہ ہر شیخے کہ ہست ... ہم سواری میکند بر شیر مست

یقیں جتنے ہیں شیخ نامدار ... شیر پر ہوتے ہیں وہ اکثر سوار

گرچہ آں محسوس و ایں محسوس نیست ... لیک آں بر چشم جاں ملبوس نیست

ہیں محسوس وہ محسوس ہے ... چشم جاں لیکن کہاں مایوس ہے

صد ہزاراں شیر زیر ران شاں ... پیش دیدۂ غیب بیں ہیزم کشاں

زیر ران اُن کے ہیں لاکھوں شیر نر ... لکڑیوں پر سب کو آتے ہیں نظر

لیک ایں یک را خدا محسوس کرد ... تا ببیند نیز او کہ نیست مرد

حق نے پر اک واقعہ ظاہر کیا ... وہ بھی دیکھے جو نہیں مرد خدا

دیدش از دور و بخندید آں خدیو ... گفت آں را مشنو اے مفتون دیو

دیکھ کر اس کو ہنسے وہ متقی ... دور کہا باتیں نہ سُن تو نفس کی

از ضمیر او بدانست آں جلیل ... ہم ز نور دل بلی نعم الدلیل

شیخ نے اُس کا ضمیر آخر پڑھا ... نور دل سے۔ تھا جو بہتر رہنما

خواند بر وے یک بیک آں ذو فنون ... آنچہ در رہ رفت بر وے تا کنوں

پھر وہ ساری کھول دیں کیفیتیں ... آں یہ جو گذری تھیں اب تک راہ میں

بعد ازاں مشکل انکار زن	برگشاد آں خوش سراینده دہن
مشکل انکار عورت بعد ازاں	کی زباں خوش بیاں سے یوں بیان
کاں تحمل از ہوائے نفس نیست	آں خیال نفس تست اینجا مایست
ہے نہ یہ برداشت جو ہے نفس سے	یہ تو نفسانی تخیل ہیں ترے
گر نہ صبرم میکشیدے بار زن	کے کشیدے شیر نر بیگار من
بارِ عورت میں نہ گر یوں کھینچتا	شیر میری لکڑیاں کیوں کھینچتا
اشترانِ بختیم اندر سبق	مست و بیخود زیر محملہائے حق
جا چکے ہیں سب ہمارے ہوش و حواس	مست ہو کر محمل حق کے پاس
من نیم در امر و فرماں نیم خام	تا بیندیشم من از تشنیع عام
ہم نہیں احکام میں حق کے خام	جو کروں اندیشۂ طعن عوام
عام ما و خاص ما فرمان اوست	جان ما بر رو دواں جویان اوست
ہیں اُسی کا حکم اپنے خاص و عام	روح کو ہے جستجو اُس کی مدام
دورم از تحسین و تشنیع ہمہ	فارغ از تکذیب و تصدیق ہمہ
دُور ہوں تحسین اور تشنیع سے	فارغ اُس تکذیب اور تصدیق سے
فردی ما جفتی ما نہ از ہواست	جان ما چوں مہرہ در دست خداست
فردی و جفتی ہوس سے کچھ نہیں	ہے خدا کے ہاتھ میں جاں حزیں
بار آں ابلہ کشیم و صد چو او	نے ز عشق رنگ و نے سودائے بو
بار اُٹھاؤں ایسی سو عورات کا	رنگ و بو کا لیکن اس میں کام کیا
ایں قدر خود درس شاگردان ماست	کر و فر ملحمۂ ما تا کجاست
درس شاگردوں کا بس ہے اس قدر	اب رہا اس رزمگہ کا کر و فر

سلہ شوق دلانا

تا کجا آنجا کہ جا را راہ نیست ۔ جز سنا برق مہ اللہ نیست

وہ وہاں تک ہے جہاں جا بھی نہیں ۔ روشنی اک بجلی وہاں ہے بالیقیں

از ہمہ اوہام و تصویرات دور ۔ نور نورِ نور نورِ نور نور

دور ہمہ سے اور تصور سے کبھی دُور ۔ نور مطلق نور یکسر نور نور

بہر تو من پست کردم گفتگو ۔ تا بسازی با رفیق زشت خو

پست ہے تیرے لئے یہ گفتگو ۔ تا نباہے ہو جو ساتھی زشت خو

تا کشی خندان و خوش بار حرج ۔ از پی الصبر مفتاح الفرج

تا کہ خوش ہو کر سہے ہر ایک بات ۔ صبر ہے یعنی کلید مشکلات

چوں بسازی با خسی این خساں ۔ گردی اندر نور سنتہا رساں

ان کمینوں سے نباہیگا اگر ۔ نور سنت میں ہوگا جلوہ گر

کانبیا رنج خساں بس دیدہ اند ۔ از چنیں ماراں بسے پیچیدہ اند

انبیا نے رنج دیکھے ہیں بہت ۔ سانپ یہ اُن کے گلے لپٹے ہیں بہت

چوں مراد و حکم یزدان غفور ۔ بود در قدمت تجلی و ظہور

حسب منشائے خداوند غفور ۔ ہر قدم پر تھا تجلی کا ظہور

بے ز ضدی ضد را نتوان نمود ۔ واں شہ بے مثل را ضدی نبود

ضد سے ہو سکتا ہے اک ضد کا یقیں ۔ اُس شہ بے مثل کی ضد ہی نہیں

آیۂ "اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً"[1] کی حکمت

پس خلیفہ ساخت صاحب سینۂ ۔ تا بود شاہیش را آئینۂ

پس خلیفہ صاحب دل کو کیا ۔ ہو وہ شاہی کا اُس کی آئینہ

[1] یعنی میں زمین میں خلیفہ مقرر کرنا چاہتا ہوں

پس صفاتی بیحد و دش بداد او | وانکه از ظلمت ضدش بنهاد او
پھر صفاتی اُس کو بخشی اس قدر | ضدِ ظلمت جو کہ ہوگی سربسر

دو علم افراخت اسپید و سیاه | آں یکے آدم دگر ابلیس راه
دو علم تھے اک سپید اور اک سیاہ | ایک آدمؑ دوسرا ابلیس راہ

درمیان آں دو لشکرگاه زفت | چالش و پیکار آنچه رفت رفت
دو محاذِ جنگ بخشے بے درنگ | پھر جو ہونی تھی ہوئی آپس میں جنگ

همچنیں دور دوم هابیل بود | ضد نور پاک او قابیل بود
دورِ ثانی دور تھا ہابیل کا | ضد انہیں کے نور کی قابیل تھا

همچنیں ایں دو علم از عدل و جور | تا بنمرود آمد اندر دور دور
دو علم عدل و ستم سے مختصم | تا بہ نمرود آئے نمبر یک دگر

ضدِ ابراهیم گشت و خصم او | واں دو لشکر کیں گذار و جنگجو
ضدِ ابراہیمؑ کے ہو کر عدو | پھر ہوئے یہ دونوں لشکر جنگجو

چوں درازی جنگ آمد ناخوش | فیصل آں هر دو آمد آتشش
طول جب اس جنگ کو ہونے لگا | آگ سے جھگڑا چکایا دونوں کا

پس حکم کرد آتشے را او گرو | تا شود حل مشکل آں دو نفر
تب خدا نے اُس کو آگ کو آخر کیا | تا کہ ہو دونوں کا آسان فیصلا

دور دور و قرن قرن ایں فریق | تا بموسیٰ و بفرعون غریق
پھر صدی بعدِ صدی دونوں فریق | پہنچے تا موسیٰؑ و فرعون غریق

سالها اندر میان شان حرب بود | چوں ز حد رفت و ملالت میفزود
ان میں برسوں تک رہی جنگ و جدل | اور جب حد سے بڑھا اس کا عمل

آب دریا را حکم سازید حق | تا که ماند که برد زیں دو سبق
تو حکم پانی کو خالق نے کیا | تا کہ غالب ایک پر ہو دوسرا

تا کہ فرعون و تواباں فرعونیاں ... آبِ دریا غرقِ شاں کرد آں زماں
پھر وہ فرعون اور فرعونی تمام ... غرقِ دریا ہو گئے سب لاکلام

ہمچنیں تا دور عہدِ مصطفٰےؐ ... با ابوجہل آں سپہدارِ جفا
آ گیا آخر کو دورِ مصطفٰےؐ ... تھا ابوجہل اُن کا دشمن پُر جفا

ہم نگر سازید از بہرِ ثمود ... صیحۂ کہ جانِ شاں را در ربود
تھا ثمود یوں پہ قہر دردناک ... ہو گئے اک چیخ سے وہ سب ہلاک

ہم نگہ سازید بہرِ قومِ عاد ... زود خیزے تیز رو یعنی کہ باد
تھی عذاب آلود قومِ عاد بھی ... جان لیوا اک ہوائے تیز تھی

ہم نگر سازید بر قاروں زکیں ... تا فرو بردش چو اژدر را زمیں
قہر قاروں پر یہ تھا از راہِ کیں ... مثلِ اژدر کھا گئی اُس کو زمیں

تا حلیمی زمیں شد جملہ قہر ... برد قاروں را و گنجش را بقعر
قہر تھی آخر حلیمی خاک کی ... گنج قاروں بھی دھسا۔ قاروں بھی

لقمۂ را کہ ستونِ ایں تن است ... دفعِ تیغِ جوع ناں جوں جوشن است
ہے ستونِ تن جو لقمہ اسے پسر ... بھوک کی تلوار کو جو ہے سپر

چونکہ حق قہرے نہد در ناں تو ... چوں خناق آں ناں بگیرد در گلو
قہر اگر اس پر خدا نازل کرے ... حلق میں مثلِ خناق اٹکے ترے

ایں لباسے کہ ز سرما شد مجیر ... حق دہد اور ا مزاج زمہریر
وہ اگر چاہے تو سردی کا لباس ... سرد مثلِ برف ہوا ہے حق شناس

تا شود بر تن ترا جبہ شگرف ... برد ہمچوں یخ گزندہ ہمچو برف
گرم اور آرام دہ جبّہ ترا ... برف کی مانند ہو ٹھنڈا پڑا

تا گریزی از وشق ہم از حریر ... تو پناہ آری بسوئے زمہریر
چھوڑ دے تو پوستیں کو اور حریر ... اور لے اُلٹی پناہ زمہریر

تو دو قلہ نیستی یک قلۂ — غافل از قصہ عذاب ظُلّۂ[1]

دو کہاں ہیں ایک ہی ہے تیرا سر — قصّۂ ظُلّہ سے ہے کیا بے خبر؟

امر حق آمد بشہرستان و دہ — خانہ و دیوار را سایہ مدہ

شہر کے دیوار و در کو حکم تھا — شہریوں کو دو نہ سایہ تم ذرا

مانع باراں مباش و آفتاب — تا بداں مرسل شدند امت شتاب

دھوپ اور مینہ سے نہ دو ان کو اماں — آئے وہ سب سوئے پیغمبر دواں

کہ بمردیم اغلب اے مہتر اماں — باقیش از دفتر تفسیر خواں

اب ہلاک اس قہر سے ہم ہو گئے — پڑھ ہے باقی داستاں تفسیر سے

چوں عصا را مار کرداں چیست ست — گر ترا عقلیست یک نکتہ بس ست

سانپ کیونکر کر دیا اس لے عصا — عقل ہو تو ہے یہی نکتہ بڑا

سنگ بر تسبیح آمد بر شتاب — از میان اصبعین تراں آفتاب

سنگریزے ذکر حق کرنے لگے — ہاتھ میں شاہنشہؐ لو لاک کے

منکراں دیدہ فرو نا ورد سر — دشمنی او کور کردش از نظر

دیکھ کر منکر جھکاتے تے نہ سر — دشمنی سے کور تھی اُن کی نظر

آں نظر داری ولے امعانش نیست — چشمۂ افسردہ است و گردہ ایست

ہے نظر تجھ میں مگر گہری نہیں — چشمہ گرد آلود ہے اے سنگ دل

زیں ہمے گوید نگارندہ فکر — کہ بکن اے بندہ امعان نظر

اس لئے کہتا ہے خلّاق نظر — اے مرے بندے سمجھ اور غور کر

[1] فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ۔ ”پس قوم نے شعیبؑ کو جھٹلایا۔ پس ظُلّہ کے روز عذاب نے اُن کو پکڑ لیا“ یعنی ایک ابر سائبان کی صورت میں ان کے سروں پر نمودار ہوا اور وہ سب حبس اور گرمی سے ہلاک ہو گئے :

آں نمیگوید کہ آہن کوب سرد | لیک اے پولاد بر داؤد گرد

تب کہا ہے کوٹ لوہا سرد تر | جا سوئے داؤد ہے فولاد اگر

تن بمردہ سوئے اسرافیل راں | دل فسردہ رو بخورشید جناں

تن ہے مُردہ، سوئے اسرافیلؑ جا | دل فسردہ ہو تو سورج سے مِل آ

در خیال از بسکہ گشتی مکتسی | نک بسوفسطائی[1] بد ظن رسی

ہو کے تو اپنے خیالوں سے اُداس | پہنچا سوفسطائی ، ظن کے پاس

او خود از لبّ خرد معزول بود | شد ز حس معزول محروم از وجود

وہ خود ہی عقل سے معزول ہے | بے وجود حس ہے اور معزول ہے

گر ز خود و ز لب خود معزول گشت | از وجود حس خود مفصول گشت

جب ہوا وہ عقل سے ایسی جُدا | اوس کو حس سے بھی جدا ہونا پڑا

ایں سخن را نوبت لب تا نیست | گر بگوئی خلق را رسوائیست

نوبتِ افسوس ہے بیہودہ گو | اب اگر بولے تو پھر رسوائی ہو

چیست امعان چشم را کردن رواں | چوں ز تن جاں رست گویندش رواں[2]

کیا ہے امعاں؟ آنکھ کو کرنا رواں ؏ | تن سے چھُٹ کر روح ہوتی ہے رواں

آں حکیمے کہ جاں از بند تن | باز رست و شد رواں اندر چمن

ایک وہ جو روح تن سے چھوٹ کر | باغ جنت میں رواں ہوا پسر

یا رواں شد خود بسوے ہاویہ | ہمچو موش از زاویہ در زاویہ

ایک وہ جو سوئے دوزخ ہو گیا | جیسے اِس بل سے ہو اُس بل میں چوہا

دو لقب او را بریں ہر دو نہاد | بہر فرق اے آفریں بر جانش باد

دو لقب حس نے ہیں دونوں کو دیئے | فرق کرنے کے لئے۔ شاباش اُسے

ا۔ وہ طبقہ جو دنیا کو خیالِ محض سمجھتا ہے

۲۔ پہلے مصرع میں رواں کے معنی تیز اور دوسرے میں روح ہیں۔

نجاتِ مومنین میں حضرت ہودؑ کا معجزہ

در بیان آنکہ بر فرماں رود | گر گلے را خار خواہد آں شود
ہے بیاں جو حکم کا پابند ہو | خار چاہے تو بنا دے پھول کو

ہودؑ گرد مومناں خطے کشید | تا ز باد آں قوم او رنجے ندید
ہودؑ نے خط کھینچا گردِ مومناں | حاصل اُن سب کو ہوا سے تھی اماں

باد طوفاں بود و کشتی حلمی | ہست زیں طوفاں و ایں کشتی بسا
تھی ہوا طوفان اور کشتی امید | کشتی اور طوفان ہیں ایسے مزید

مومناں از دست باد ضائرہ | جملہ بنشستند اندر دائرہ
تھے جو مومن۔ وہ ہوا کے خوف سے | دائرے میں آئے اور بیٹھے رہے

باد طوفاں بود کشتی لطف ہو | بس چنیں طوفاں و کشتی ارداو
لطفِ حق کشتی ہوا طوفاں نشاں | ایسے ہیں طوفاں بہت اور کشتیاں

پادشاہی را خدا کشتی کند | تا بحرص خویش بر صفہا زند
بادشہ کو جب خدا کشتی بنائے | ملک کی خواہش میں دلت کر لڑلے

قصد شاہ آں نے کہ خلق ایمن شوند | قصدش آنکہ ملک گردد بیگزند
ہے سکونِ خلق کب مقصودِ شاہ | قصد یہ ہے ملک کچھ پائے پناہ

آں خراسی میدود قصدش خلاص | تا بیابد از خشب یکدم مناص
دوڑتا ہے خر کہ مل جائے نجات | لکڑیوں کی ضرب سے پائے نجات

قصد او آں نے کہ آبی بر کشد | یا کہ کنجد را بداں روغن کند
قصد اُس کا کب ہے پانی کھینچنا | یا تلوں سے تیل کو کرنا جدا

گاو بشتابد ز بیم زخم سخت | نے برائے بردن گردوں و رخت
دوڑتا ہے بیل ڈر سے چوٹ کے | اور نہ گاڑی کھینچنے کے واسطے

ایک حق واوش نہیں خوف و حج	تا مصالح حاصل آید در تبع
حق نے خوف و درد کی بخشی صفت	تھی اطاعت جو قرین مصلحت
ہیچنیں ہر کاسبی اندر دکاں	بہر خود کوشد نہ اصلاح جہاں
صرف اپنے ہی لئے ہے سعیٔ عام	ان کو اصلاح جہاں سے کیا ہے کام
ہر یکے بر درد جوید مرہمے	در تبع قائم شدہ زاں عالمے
سب ہیں اپنے درد پر مرہم نہاں	پیروی سے ہے یونہی قائم جہاں
حق ستون این جہاں از ترس ساخت	ہر یکے از ترس جاں در کار تاخت
خوف پر رکھی ہے بنیاد جہاں	خوف جاں سے کام میں سب ہیں یہاں
حمد ایزد را کہ ترسے اینچنیں	کرد او معمار و اصلاح زمین
شکرِ خالق ڈر کو جس نے بے تعب	کر دیا اصلاح عالم کا سبب
اینہمہ ترسندہ اند از نیک و بد	ہیچ ترسندہ نترسد ز خود
نیک و بد سے سب کو ڈر ہے بالیقیں	کوئی اپنی ذات سے ڈرتا نہیں
پس حقیقت بر ہمہ حاکم کسے ست	کہ قریب ست او اگر محسوس نیست
پس حقیقت میں وہ حاکم ہے عجب	جو نہیں محسوس ۔ لیکن ہے قریب
ہست او اندر کمیں لے بوالہوس	تا نگردی فارغ از شب اے عسس
وہ ہے تیری گھات میں آٹھوں پہر	رات کو یوں ہو نہ جائے بے خبر
ہست او محسوس اندر مکمنے	لیک محسوس حس این خانہ نے
وہ ہے محسوس اور پردے میں نہاں	حس میں اس گھر کی نہیں لیکن عیاں
آں حسی کہ حق بداں حس مظہر ست	نیست حس این جہاں آں دیگر ست
ہے وہ حس جس سے نمایاں بالیقیں	اور ہے وہ اس جہاں کی حس نہیں
حس حیوان گر بدیدے آں صور	بایزید وقت بودے گاو و خر
حس حیواں دیکھتی اس کو اگر	بایزید وقت ہوتے گاو و خر

آنکہ تن را مظہر ہر روح کرد — وانکہ کشتی را براق نوح کرد
جس نے تن کو روح کا مظہر کیا — اور براق نوحؑ کشتی دی بنا

گر بخواہد عین کشتی را بجو — او کند طوفان تو اے نور جو
وہ اگر چاہے تو کشتی کو کرے — عین طوفاں بحر میں تیرے لئے

ہر دمت طوفان و کشتی اے مقل — با غم و شادیت کرد او متصل
ہر گھڑی طوفان و کشتی اے مقل — ہیں غم و شادی میں تجھ سے متصل

گر نہ بینی کشتی و دریا بہ پیش — لرزہا بیں در ہمہ اجزائے خویش
کشتی و دریا نہ دیکھے تو اگر — لرزش اعضا پر اپنی غور کر

چونکہ نہ بیند اصل ترسش را عیوں — ترس دارد از خیال گونہ گوں
جب نہ ہو خوف اصلی ہو سحال — خوف کا باعث ہوں گوناگوں خیال

مشت بر اعمی زند یک جلف مست — کور پندارد لگد زن اشترست
گھونسہ اک اندھے کو مارے بد صفات — اندھا سمجھے ماردی اشتر نے لات

زانکہ آں دم بانگ اشتر مے شنید — کور را آئینہ گوش آمد پدید
کیونکہ وہ اشتر کی سنتا تھا صدا — آنکھ کیا ہیں کان اُس کے آئینا

باز گوید کور نے ایں سنگ بود — یا مگر از قبۂ پُر طنگ بود
پھر کہے اندھا نہیں یہ سنگ تھا — یا وہ یاں قبۂ پر طنگ[1] تھا

ایں نبود و آں نبود و آں نبود — آنکہ او ترس آفرید اینہا نبود
یہ نہ اشتر اور نہ سنگ و راز تھا — تھا کرشمہ خوف کے خلاق کا

ترس و لرزہ باشد از غیرے یقیں — ہیچ کس از خود نترسد اے حزیں
خوف و لرزہ غیر سے ہے بالیقیں — کوئی اپنے سے مگر ڈرتا نہیں

[1] پر طنگ کے معنی بعض شارحین نے آوار لکھے ہیں۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پر طنگ کوئی خاص مقام ہے طلسمی و پر اسرار اور یہاں یقیناً کسی ایسے ہی مقام سے کنایہ کیا گیا ہے۔

آں حکیمک وہم خواند ترس را | فہم کژ کردہ است او ایں رس را

گر حکیم اہل خوف کو کہتا ہے وہم | تو ضرور اچھی ہوئی ہے اس کی فہم

ہیچ وہمے بے حقیقت کے بود | ہیچ قلبے بے صحیحے کے رود

بے حقیقت وہم کیونکر ہو سکے | بے کھرے کے کس طرح کھوٹا چلے

کے دروغے قیمت آرد بے ز راست | در دو عالم ہر دروغ از راست خاست

جھوٹ بے سچ کے ہو کیونکر رونما | جھوٹ سچائی سے ہے پیدا ہوا

راست را دید او رواجے و فروغ | بر امید او رواں کرد او دروغ

سچ کی سروبج و ترقی دیکھ کر | جھوٹ چل نکلا اسی امید پر

آں دروغے کز صدقت ایں نو رست | شکر نعمت کن مکن انکار راست

صدق سے جب جھوٹ ہے سرشار صدق | شکر نعمت کر، نہ کر انکار صدق

از مفلسف گویم و سودائے او | یا ز کشتیہا و دریا ہائے او

فلسفی اور اس کے سودا سے کہوں | کشتیوں اور اس کے دریا سے کہوں

بل ز کشتیہاش کاں پند ست | گویم از کل جزو در کل داخلست

کشتیوں کو میں سناؤں اس کی ٹھیک | کل کی باتیں، جزو ہے کل میں شریک

ہر ولی را نوح کشتیباں شناس | صحبت ایں خلق را طوفاں شناس

ہر ولی کو نوح کشتی باں سمجھ | صحبت مخلوق کو طوفاں سمجھ

کم گریز از شیر و اژدرہائے نر | ز آشنایان و ز خویشاں کن حذر

اژدہوں اور شیر سے اتنا نہ ڈر | اپنوں سے اور دوستوں سے کر حذر

کز تلاقی روزگارت مے برند | یادشاں روزگارت مے چرند

ان کا ملنا ہے ہلاکت وقت کی | ان کی یادیں عمر کھوتی ہیں تری

چوں خر تشنہ خیال ہر کسے | از قف تن فکر را شربت بسے

ہے خیال ان کا اک پیاسا گدھا | [illegible]

کشف کردست خیال آں شات	شبنمے کہ داری از نہر الحیات
جذب کرتا ہے خیال اُن کا پسر	زندگی کی تازہ شبنم سے بسر
پس نشان کشف آب اندر غصون	آں بود کہ مے بجنبد در رکون
جذب جب ہوتا ہے پانی شاخ کا	شاخ جھک پڑتی ہے اکثر بر ملا
عضو ہر شاخے تر و تازہ بود	مے کشی ہر سو کشیدہ میشود
جب رگیں ہوتی ہیں تازہ شاخ کی	جس طرف کھینچو اُدھر کھنچ جائے گی
گر سبد خواہی توانی کرد نش	ہم توانی کرد چنبر گردنش
اب اگر چاہے اُسے ٹوکرا بنا	چاہے کرلے گول اُس کو اے فتا
چوں شد آں ناشف ز کشف بیخ تو	نا مد آں سوئے کہ امرش میکشد
جذب کی جب قوتیں جاتی رہیں	اب جدھر کھینچو اُدھر کھنچتی نہیں
پس بخواں قاموا کسالیٰ از نبی	چوں نیابد شاخ از بیخش طبی
بس تو پڑھ قاموا کسالیٰ اے اخی	شاخ جب جڑ سے نہ پائے تازگی
آتشین ست ایں سخن کوتہ کنم	بر فقیر و گنج و احوالش زنم
گرم یہ باتیں ہیں ان کو چھوڑ دوں	گنج اور درویش کا قصہ کہوں
آتشے دیدی کہ سوزد او نہال	آتش جاں ہیں کزو سوزد خیال
آگ دیکھی جس سے جلتے ہیں نہال	آتش جاں دیکھ جو پھونکے خیال
ز آتش عشقست سوز ایں جان و دل	لیک انوار زو آں جان و دل
سوز جاں و دل ہے آتش عشق کی	ہے اسی سے جان و دل میں روشنی

لہ سورہ نساء میں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے وَاِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوا کُسَالیٰ یعنی منافقین جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی الکساہٹ کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں ۔

نے خیال و نے حقیقت را اماں	زانچنیں آتش کہ شعلہ زد بجاں
دے نہ تخئیل و حقیقت کو اماں	روح سے جو آگ ہو جو شعلہ بار
خصم ہر شیر آمد و ہر روبہ او	کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ
شیر ہو یا لومڑی - سب کچھ جلے	فانی ہے ہر شے، بجز اس ذات کے
در وجوہ وجہ او رو خرج شو	چوں الف در بسم در رو درج شو
رنگ و صورت میں اُسی کی ڈوب جا	بسم[1] میں مثل الف ہو جا فنا
آں الف در بسم پنہاں کردہ ایست	ہست اندر بسم اندر بسم نیست
بسم میں پنہاں الف ہے با یقیں	بسم میں موجود ہے بھی اور نہیں
ہمچنیں جملہ حروف گشتہ مات	وقت حذف حرف از بہر صلات
حذف جتنے حرف اس ڈھب سے ہوئے	حذف تھا یہ وصل ہی کے واسطے
او صلہ است و بے و سین زو وصل یافت	وصل بے و سین الف را برنتافت
وہ صلہ ہے - اور واصل بے و سین	تھی الف کی اس میں گنجائش نہیں
چونکہ حرفے برنتابد ایں وصال	واجب آمد گر کنم کوتہ مقال
جب نہیں اک حرف کو تاب وصال	لازم آیا مختصر کر دوں مقال
چوں یکے حرفے فراق سین و بیست	خامشی اینجا مہم تر واجبی ست
حرف اک ہے وجہ ہجر سین و بے	ہے خموشی ہی یہاں لازم مجھے
چوں الف از خود فنا شد مکتنف	بے و سین بے او ہمیگویند الف
جب الف نے کر دیا خود کو فنا	بے و سین نے اُس کے دیتے ہیں صدا
ما رمیت اذ رمیت از بے بدست	ہمچنیں قال اللہ از صمتش بجست
ما رمیت اذ رمیت سے ہے جی	ضمن میں ہے اس کے قال اللہ بھی

[1] یعنی "بسم اللہ" اصل میں باسم اللہ تھا۔ الف ایسا وصل ہوا کہ نہ پڑھا جاتا ہے نہ لکھا جاتا ہے

تا بود دارو ندارد او عمل — چونکہ فانی شد کند دفع علل

ہے دوا جب تک۔ نہیں اس میں عمل — صرف ہو جائے تو ہو دفع علل

گر شود بیشہ قلم دریا مدید — مثنوی را نیست پایانے پدید

گر سیاہی بحر ہو، جنگل قلم — ہو نہ پایاں مثنوی کا بیش و کم

چار چوب خشت زن تا خاک ہست — میدہد تقطیع شعرش نیز دست

خاک جب تک ہے عناصر میں ملی — شعر کی تقطیع کرتی ہے وہی

چوں نماند بیشہا سر در کشند — بیشہا از عین دریا سر کشند

ہوں اگر جنگل عدم میں مستتر — عین دریا سے ہوں جنگل جلوہ گر

چوں نماند خاک و بودش جف کند — خاک سازد بحر او چوں کف کند

عنصروں میں خشک اگر ہو جائے خاک — جھاگ دریا کے بنیں ہمتائے خاک

بہر ایں گفت آں خداوند فرج — حدثوا عن بحرنا اذ لا حرج

اس لئے ہے قول شاہ داد و دیں — اپنے دریا میں ذرا تنگی نہیں

باز گرد از بحر و رو در خشک نہ — ہم ز لعبت گو کہ کودک راست بہ

لوٹ اب دریا سے پھر خشکی میں آ — کھیل ہی بچے سمجھتے ہیں بھلا

تا ز لعبت اندک اندک در صبا — جانش گردد با یم عقل آشنا

رفتہ رفتہ کھیل بچپن کے بھی — روح کو بخشیں گے دولت عقل کی

عقل از اں بازی ہمے یابد صبی — گرچہ با عقلست در ظاہر ابی

عقل بچے کھیل سے ہیں سیکھتے — گو بظاہر ہیں وہ منکر عقل کے

کودک دیوانہ بازی کے کند

طفل دیوانہ کہاں بازی کرے

جزو باید تا کہ کل را پے کند

چاہیئے جزو - تا پتہ کل کا لگے

آں حبیب و آں خلیل بارشد	وقت آں آمد کہ گوش ما کشد
وہ حبیب اور وہ خلیل با صفا	ہے پکڑ کر کان ہم کو کھینچتا
سوئے چشمہ کہ دہان زینہا بشوی	تا بچہ پوشیدیم از خلقان مگو
جانب چشمہ، کہ دھولے منہ یہاں	کر نہ میرے راز خلقت پر عیاں
ور بگوئی خود نگردد آشکار	تو بقصد کشف گردی جرم دار
گر کریگا تو نہ ہوں گے آشکار	کھولنے کا ہوگا تو تقصیر وار
لیک من بینم پریشاں میتنم	قائل این سامع ایں نک منم
ہیں پریشاں میری باتیں کیا کروں	کہہ رہا ہوں خود ہی سنتا خود ہی ہوں
صورت درویش و نقش گنج کو	رنج کیشند ایں گروہ از رنج کو
صورت درویش کیا اور گنج کیا	ہے یہ طبقہ رنج کش اور رنج کیا
چشمہ راحت بر ایشاں شد حرام	میخورند از زہر قاتل جام جام
راحت و آرام ہے اُن پر حرام	زہر قاتل کے پیا کرتے ہیں جام
خاکہا پر کردہ دامن مے کشند	تا کنند ایں چشمہا را خشک بند
خاک سے بھرتے ہیں دامن بر ملا	تا کہ دیں راحت کے چشموں کو سکھا
کے شود ایں چشمۂ دریا مدد	منطمس زیں مشت خاک نیک و بد
چشمۂ دریا مدد کیونکر بھرے	نیک و بد کی ایک مٹھی خاک سے
لیک گوید با شما من بستہ ام	بے شما من تا ابد پیوستہ ام
کہہ رہا ہے تم سے وابستہ ہوں میں	تا ابد تنہا بھی پیوستہ ہوں میں
قوم معکوسند اندر مشتہا	خاک خوار و آب را کردہ رہا
خواہشیں لوگوں کی اُلٹی ہیں پسر	خاک کو کھاتے ہیں پانی چھوڑ کر
ضد طبع انبیا دارند خلق	اژدہا را مسکا دارند خلق
ہے طبیعت ان کی ضد انبیاء	ان کی کمسہ کی جگہ ہے اژدہا

چشم بند خلق چوں دانستۂ ۔۔۔ ہیچ دانی کز چہ دیدہ بستۂ

اس نظر بندی سے واقف ہے اگر ۔۔۔ جانتا ہے کس سے پھیری ہے نظر

ہر چہ بگشادی بدل آں دیدہا ۔۔۔ یک بیک بنماید آں آں ترا

اور کس پر آنکھ ہے کھولے ہوئے ۔۔۔ ناگہاں پائے گا تو بدلے ہوئے

لیک خورشید عنایت تافتہ است ۔۔۔ آئساں را از کرم دریافتہ است

ہے مگر خورشید رحمت ضو فشاں ۔۔۔ ناامیدوں پر کرم سے مہرباں

نرد بس نادر ز رحمت باختہ ۔۔۔ عین کفراں را انابت ساختہ

کھیل سے رحمت نے کھیلے ہیں عجب ۔۔۔ یعنی عین کفر ہے توبہ نصیب

ہم ازیں بدبختی خلق آں جواد ۔۔۔ منفجر کردہ دو صد چشمہ وداد

پھر اسی بدبخت خلقت سے لئے ۔۔۔ دوستی کے چشمے جاری کر دئے

غنچہ را از خار سرمایہ دہد ۔۔۔ مہرہ را از مار پیرایہ دہد

خار سے غنچے کا سرمایہ کیا ۔۔۔ سانپ سے مہرے کو پیرایہ دیا

از سواد شب بروں آرد نہار ۔۔۔ وز کف معسر برویاند یسار

رات سے دن کی نکالے روشنی ۔۔۔ تنگدستی کو فراخی دے وہی

آرد سازد ریگ را بہر خلیل ۔۔۔ کوہ با داؤد[۱] سازد ہم رسیل

کر دے آٹا ریت کو بہر خلیل ۔۔۔ ہم لب داؤدؑ ہو کوہ جلیل

کوہ با وحشت دراں ابر ظلم ۔۔۔ برکشاید بانگ چنگ زیر و بم

باوجود وحشت و ظلمت سہم ۔۔۔ کوہ میں بجتا تھا ساز زیر و بم

[۱] معمول تھا کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام زبور سے ترنم فرماتے تھے۔ تو تمام چرند پرند وحشت ورمیدگی چھوڑ کر انہیں گھیر لیتے تھے۔ اور خاموشی کے ساتھ ان کی آواز سنا کرتے تھے۔ نیز کوہ و جبل سے بھی وہی آواز نکلتی تھی اور سننے والے آہ و فغاں میں مبتلا ہو جاتے تھے۔

خیز از داؤدؑ از خلقاں نفیر — ترک آں کردی عوض از ما بگیر

مست سمجھے داؤدؑ خلقت نالہ زن — ترک کر راحت عوض لے بے سخن

خزانہ طلب کرنے والے کی توبہ

گفت آں درویش کاے دانائے راز — از پئے ایں گنج کردم یاوہ تاز

بولا وہ درویش اے ربّ العقول — کی خزانے کے لئے کوشش فضول

دیو حرص و آز مستعجل تگی — نے تامل جست و نے آہستگی

تھی یہ سب جلدی ہوا و حرص کی — تھا تامل ہی نہ تھی آہستگی

من ز دیگے لقمۂ ناں دوختم — کف سیہ کردم دہاں را سوختم

دیگ سے لقمہ نہ اک مجھ کو ملا — ہاتھ کالے ہوگئے منہ جل گیا

خود نگفتم چوں دریں ناموقنم — زاں گرہ زن ایں گرہ را حل کنم

بے یقیں تھا میں، نہ کیوں میں نے کہا — خود گرہ زن یہ گرہ سلجھائیگا

قول حق را ہم ز حق تفسیر جو — ہیں مخا تو از گماں اے یاوہ گو

حق سے لے تفسیر، قول حق جو ہو — چل نہ تو اپنے گماں پر یاوہ گو

آں گرہ کو زد ہم او بکشایدش — مہرہ کو انداخت او بربایدش

دی گرہ جس نے وہی سلجھائیگا — جس نے مہرہ ڈالا۔ بازی پائیگا

گرچہ آسانت نمود ایں ساں سخن — کے بود آساں رموز من لدن![1]

تو نے گو سمجھا تھا آساں یہ سخن — کب ہے لیکن سہل رمز من لدن[1]

گفت یارب توبہ کردم زیں شتاب — چوں تو در بستی تو کن ہم فتح باب

بولا یارب توبہ اس تعجیل سے — بند در تو نے کئے، خود کھول دے

[1] لدنی علم لدنی — خدا کا علم۔

بر سر حرفہ شدم بار دگر   در دعا کردن بدم ہم بے ہنر

کوششیں پھر میں نے کیں بار دگر   تھا دعا کرنے میں بھی، میں بے ہنر

کو ہنر کو من کجا دل مستوی   اینہمہ از عکس تست اینہم توئی

میں کہاں، کیسا ہنر، کیا جستجو   سب یہ تیرے عکس ہیں، سب ہے تو ہی تو

ہر شبے تا رہ پیرو فرہنگم بخواب   ہمچو کشتی غرقہ میگردم در آب

رات دن ہوں کوششوں کے خواب میں   مثل کشتی غرق ہوں میں آب میں

خود نہ من میمانم و نے آں ہنر   تن چو مرداری فتادہ بے خبر

میں ہی رہتا ہوں۔ نہ وہ میرا ہنر   تن پڑا رہتا ہے مُردہ بے خبر

تا سحر جملہ شب آں شاہ علا   خود ہمیگوید الست و خود بلا

صبح تک شب بھر شہ ارض و سما   خود ہی کہتا ہے الست اور خود بلیٰ

کو بلیٰ گو جملہ را سیلاب برد   یا نہنگے گرد کل را خرد مرد

کہنے والے سب بلیٰ کے بہہ گئے   کل نگر[1] کے منہ میں جاکے رہ گئے

صبح دم چوں تیغ گوہر بار خود   از نیام ظلمت خود بر کشد

صبح دم جب تیغ کو وہ کھینچ لے   ظلمت اور تاریکیوں کے میان سے

آفتاب شرق شب را طے کند   آں نہنگ آں خوردہا را قے کند

آفتاب صبح سب کو طے کرے   وہ نگر کھایا ہوا سب قے کرے

رستہ چوں یونس ز جوف آں نہنگ   منتشر گردیم اندر بو و رنگ

جب وہ یونسؑ کو رہا جوفِ نہنگ   ہو گیا پھر انتشار بو و رنگ

خلق چوں یونس مسبح آمدند   کاندریں ظلمات پر راحت شدند

مثل یونسؑ خلق بھی تسبیح خواں   تھی پڑی ظلمت میں راحت سے نہاں

---

[1] نگر مچھ

هر یکے گوید بہنگام سحر | چوں ز بطن حوت شب آید بدر
ہر کوئی وقتِ سحر گاہی کہے | جب وہ چھوٹے حوتِ[1] شب کے بطن سے

کاے کریمے کاندراں لیل وحش | گنج رحمت بہر ما چیدی بچش
[2]اے کریم اس رات میں وحشی تو تھی | رحمتیں کیں تو نے مستی سے بھری

چشم تیز و گوش باز و تن سبک | از شب ہمچوں نہنگ ذو الحبک
تیز آنکھیں تن سُبک اور صاف کان | دی نہنگِ شب سے ہم کو یوں اماں

از مقامات وحش روزیں سپس | ہیچ نگریزیم ما با چوں تو کس
اب تو وحشت کی جگہ ہو کیسی ہی | چھوڑ کر تجھ کو نہ بھاگیں گے کبھی

موسیٔ آں را نار دید و نور بود | زنگیے دیدیم شب را حور بود
نار موسیٰ جس کو سمجھے ۔ تھا وہ نور | زنگیِ شب ہم نے جانا تھی وہ حور

ما نمی‌خواہیم غیر از دیدہ | دیدۂ تیز سے گشتی برگزیدہ
اب نہیں خواہش سوا اس آنکھ کے | برگزیدہ تیر ہیں گہنے جسے

بعد ازیں ما دیدہ خواہیم از تو بس | تا بپوشد بحر را خاشاک و خس
آنکھ کے طالب ہیں اتو تجھ سے بس | تا کہ دریا کو چھپالے خاک و خس

ساحراں را چشم چوں رست از عمیٰ | کف زناں بودند بے این دست و پا
[3]ساحروں کو جب بصارت کی عطا | تھے بجاتے تالیاں بے دست و پا

چشم بند خلق جز اسباب نیست | ہر کہ لرزد بر سبب ز اصحاب نیست
ہے نظر بندی یہاں اسباب سے | جو سبب دیکھے نہیں اصحاب[4] سے

[1] مچھلی [2] یعنی اے کریم رات کی وحشت میں تو نے ہم پر ایسی رحمتیں کیں اور ہمیں بحر دوست رکھا

[3] یہ ساحرانِ فرعون کی طرف اشارہ ہے کہ جب انہوں نے اِنَّا اِلیٰ ربنا مُنقلِبُون کہا یعنی یہ کہا کہ ہم اپنے رب کی طرف لوٹتے ہیں تو فرعون نے اُنکے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے مگر انہوں نے اس کی کچھ پروا نہ کی [4] یعنی وہ صاحبِ دل نہیں۔

لیک حق اصحابِ نا اصحاب را	در کشادہ برد تا صدرِ سرا
ہر کس و ناکس کو وہ مولا مگر	لے گیا ہے صدر تک در کھول کر
ما کفش نامستحق و مستحق	معتقانِ رحمتند از بندِ رق
مستحق نامستحق سب شاد ہیں	بندگی کی قید سے آزاد ہیں
در عدم ما مستحقاں کے بدیم	کہ بریں جان بریں دانش زدیم
ہم عدم میں اس کے کب حقدار تھے	ہم کو ایسی جان اور دانش ملے
در عدم مارا چہ استحقاق بود	تا چنیں عقلے و جانے رو نمود
تھا عدم میں ہم کو استحقاق کیا	تا یہ عقل و جاں ہمیں دیتا خدا
اے بکردہ یار ہر اغیار را	اے بدادہ خلعتِ گل خار را
ایکہ تو نے دوست غیروں کو کیا	خلعتِ گل خار کو ہے دے دیا
خاک مارا ثانیا پالیز کن	ہیچ نے را بار دیگر چیز کن
پھر ہماری خاک کو پالیز[1] کر	ہے جواب ناچیز اس کو چیز کر
ایں دعا تو امر کردی ز ابتدا	ورنہ خاکی را چہ زہرہ ایں ندا
حکم تو نے خود دعا کا ہے دیا	ورنہ یہ خاکی کرے گا کیا ندا
چوں دعا مان امر کردی اے عجاب	ایں دعائے خویش را کن مستجاب
خود دیا حکم دعا اے مستطاب	اب دعا کر اپنی خود ہی مستجاب
شب شکستہ کشتیِ فہم و حواس	نے امیدے ماندہ نے خوف و نہ یاس
شب نے توڑی کشتیِ فہم و حواس	ڈر رہا باقی نہ اُمید و ہراس
بردہ در دریائے حیرت ایزدم	تا ازچہ فن پر کند بفرستدم
بحرِ حیرت میں جو ڈالا ہے مجھے	اب سکھاتا ہے وہ کیا فن دیکھئے

[1] کشت زار یعنی ہرا بھرا۔

آں یکے را کردہ پر نور و جلال	ویں دگر را کردہ پردہ وہم و خیال
ایک کو کرتا ہے پُر نور و جلال	دوسرے کو مسخّر وہم و خیال
گر بخود بودیم پیچ راے و فن بدی	راے و تدبیرم بحکم من بدی
رائے اور فن پر جو ہوتا اختیار	ہوتا قبضے میں مرے انجامِ کار
شب نرفتے ہوش بے فرمان من	زیرِ دام من بُدے مرغانِ من
بے اجازت رات کو جاتا نہ ہوش	مرغ زیرِ دام ہوتے بے خروش
بودمے آگہ ز منزلہائے جاں	وقتِ خواب و بیہشی و امتحاں
منزلیں سب جان کی ہوتیں عیاں	خواب و بے ہوشی میں وقتِ امتحاں
چوں کفم زیں حل و عقد ایں تہیست	اے عجب ایں معجبی من ز چیست
جب میں حل و عقد سے ہوں بے نصیب	پھر تعجب ہے یہ ہوں ایسا کیا عجیب؟
دیدہ را نادیدہ خود انگاشتم	باز زنبیلِ دعا برداشتم
سمجھا نادیدہ اُسے جو دیدہ تھا	پھر اٹھا لی میں نے زنبیلِ دعا
چوں الف چیزے ندارم اے کریم	جز دلے دال تنگ تر از چشمِ میم
جوں الف یا ربّ میرے پاس کیا	صرف اک دل تنگ چشمِ میم سا[1]
ایں الف ویں میم اُمِّ بود ماست	میم ام تنگست الف زاں تر گداست
یہ الف یہ میم اُمِّ بود تھا	میم ایسا تنگ، الف ایسا گدا
ایں الف چیزے ندارد غافلیست	میم دل تنگ آں زمان عاقلیست
ہے الف ناچیز ـ و چو غافلی	میم ہے دل تنگ دورِ عاقلی
در زمانِ بیہشی خود ہیچ من	در زمانِ ہوش پیچا پیچ من
بے ہشی کے وقت میں خود ہیچ ہوں	ہوش آیا ہے تو پیچا پیچ ہوں

[1] یعنی جیسے میم کا سرا چھوٹا سا ہوتا ہے ۔

[2] مانا ۔

ہیچ دیگر بر چنیں پیچے منہ	نام دولت بر چنیں ہیچے منہ
اور پیچیدہ نہ کر اس ہیچ کو	خلعتِ دولت نہ دے اس ہیچ کو
خود ندارم ہیچ بہ سازد مرا	چوں نرو ہم دارست ایں صد عنا
ہیچ ہیں ہوں تو وہ کر دے گا بھلا	وہم دارائی میں گو ہوں مبتلا
ور ندارم ہم تو دارائیم کن	رنج دیدم رحمت افزائیم کن
ہوں بھکاری میں اگر دارائی کر	ہوں میں غمگیں، رحم کر اے داد گر
ہم در آب دیدہ عریاں بیستم	بر در تو چونکہ دیدہ نیستم
آنسوؤں میں اپنے عریاں ہوں کھڑا	تیرے در پر کیونکہ ہوں انجان سا
زآب دیدہ بندۂ بے دیدہ را	سبزۂ بخش و نباتے زیں چرا
آب دیدہ سے تو اس نادیدہ کو	کر عطا سر سبزیاں، بہرہ ہم نہ ہو
ور نماند آب آبم دہ ز عین	ہمچو عینین نبی ہطالتین
گر نہ ہو پانی، عطا کر آب عین	مثل عینین نبی ہطالتین[1]
او چو آب دیدہ جست از جود حق	با چناں اجلال و اقبال و رق
جب وہ مانگیں آب چشم اللہ سے	باوجود اس عظمت و اقبال کے
چوں نباشم ز اشک خود باریک ریس	من تہی دست قضا و کاسہ لیس
کیوں نہ مشغول اشکباری میں کروں	ہوں تہیدست اور پھر محتاج ہوں
چوں چناں چشم اشک را مفتوں بود	اشک من باید کہ صد جیحوں بود
ایسی آنکھیں جب ہوں مفتوں گریہ کی	چاہئے جیحوں سے آنکھیں مری

[1] حضرت جبرئیل نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ اگر کوئی محزون اپنی امت کے لئے روئے تو خدا اس امت کو بخش دیتا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ محزون میں ہوں اور میری امت مرحوم ہے پس آپ نے زیادتیٔ رحمت کی طلب کی اور فرمایا اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ عَیْنَیْنِ ھَطَّالَتَیْنِ۔ اے اللہ مجھے ابر کی طرح برسنے والی دو آنکھیں عطا کر۔

قطرۂ زاں ابر دو صد جیحون بہست	کہ بداں یک قطرہ جن و انس رست
اُن کا اک قطرہ سمندر سے بڑا	جس سے جن و انس کو پیدا کیا
چونکہ باراں جست گیرد روضۂ بہشت	چون بجوید آب شورہ خاک زشت
کی تھی جنت نے بھی بارش کی طلب	کیوں نہ ڈھونڈے میری خاکِ پُر تعب
اے اخی دست از دعا کردن مدار	با اجابت یا رد اویت چہ کار
تو دعا کرتا ہی رہ اے دل ملول	تجھ کو اس سے کیا وہ رد ہو یا قبول
ناں کہ سد و مانع ایں آب بود	دست ازاں ناں مے بباید شست زود
اشکباری سے اگر مانع ہو ناں	ایسی روٹی سے تو دھو ہاتھ اے جوان
خویش را موزون و چست و سختہ کن	ز آب دیدہ نان خود را پختہ کن
چست و موزوں اپنی ہستی کو سا	اپنی روٹی آب دیدہ سے پکا

فقیر کی مشکل حل ہو جانا

اندریں بود او کہ الہام آمدش	کشف شد ایں مشکلات از ایزدش
تھا وہ اس دھن میں ہوا الہام اسے	کھولیں اس کی مشکلیں اللہ نے
گفت گفتم بر کماں تیرے بنہ	کے بگفتم من کہ اندر کش تو زہ
یہ کہا تھا رکھ کماں میں تیر تو	کب کہا تھا کھینچ چلہ ۔ حیلہ جُو
من نگفتم کایں کماں را سخت کش	در کماں نہ گفتمت نے پر کنش
کب کہا تھا ۔ کھینچ سختی سے کماں	تیر رکھنے کا دیا تھا حکم ہاں
از فضولی تو کماں افراشتی	صنعت قواسیی بر داشتی
تو نے ناحق لی کماں اپنی اٹھا	اور تیر انداز ماں کر لے لگا
ترک ایں سختہ کمانی رو بگو	در کماں نہ تیر و پریدن مجو
کھینچا سختی سے اس کو ترک کر	رکھ کماں میں تیر چلنے دے نہ تیر

چوں بیفتد تیر آنجا مے طلب ‏ ‏ زور بگذار و بزاری جو ذهب

گر پڑے جب کر تلاش مدعا ‏ ‏ زور چھوڑ اور زر کو زاری کرکے پا

آنچه حقست اقرب از حبل الورید ‏ ‏ تو فگندی تیر فکرت را بعید

شاہ رگ سے ہے قریب اللہ تو ‏ ‏ تو نے پھینکا دور تیر فکر کو

اے کمان و تیرہا برساختہ ‏ ‏ صید نزدیک و تو دور انداختہ

تھا کمان و تیر پر تجھ کو غرور ‏ ‏ صید تھا نزدیک پھینکا تیر دور

ہرکہ او دورست دور از روے او ‏ ‏ کآزماید قوت بازوے او

دور رہتا ہے جو اس سے زعم میں ‏ ‏ آزماتا ہے وہ اس کی قوتیں

ہرکہ دور اندازتر او دورتر ‏ ‏ وز چنیں گنج است او مہجورتر

جو ہے دور انداز تر ہے دور تر ‏ ‏ ان خزانوں سے وہ ہے مہجور تر

فلسفی خود را از اندیشہ بکشت ‏ ‏ گو بدو کوراست سوے گنج پشت

فلسفی ہے کیوں اسیر مرگ و رنج ‏ ‏ اس سے کہہ اندھے ترے پیچھے ہے گنج

گو بدو چنداں کہ افزوں مے دود ‏ ‏ از مراد دل جدا تر مے شود

اس سے کہہ جتنا ہے آگے بھاگتا ‏ ‏ دور ہے اتنا ہی مقصد سے پڑا

جَاهِدُوا فِينَا بگفت آں شہریار ‏ ‏ جَاهِدُوا عَنَّا نگفت اے بیقرار

جَاهِدُوا فِينَا[1] ہے ارشاد رسول ‏ ‏ جَاهِدُوا عَنَّا[2] نہیں اے بوالفضول

ہمچو کنعان کو ز ننگ نوح رفت ‏ ‏ بر فراز قلۂ آں کوہ رفت

خاندان نوح سے کنعان چھٹا ‏ ‏ جب وہ چوٹی پر پہاڑی کی چڑھا

ہرچہ افزوں تر ہمے جست او مناص ‏ ‏ سوے کہ بیشد جدا تر از خلاص

جس قدر اوپر وہ چڑھتا جاتا تھا ‏ ‏ ہوتا جاتا تھا خلاصی سے جدا

[1] یعنی ہم سے مل کر کوشش کرو۔

[2] یعنی ہم سے الگ ہو کر کوشش کرو۔

ہمچو آں درویش بہر گنج و کاں | ہر صباحے سخت تر جستے کماں

جیسے وہ درویش بہر گنج و کاں | کھینچتا تھا روز سختی سے کماں

ہر کمانے کو گرفتے سخت تر | بودی از گنج و نشاں بدبخت تر

کھینچتا تھا وہ کماں کو جس قدر | دور ہو جاتا تھا اتنا گنج زر

ایں مثل اندر زمانہ جانی ست | جانِ نادانان برنج ارزانی ست

یہ مثل سچ ہے جہاں میں بخش دو کم | بیوقوفوں کے لئے سستا ہے غم

زانکہ نادان اُفت ننگ آید او ز ستم | لاجرم رفت و دکانے نو کشاد

کیونکہ ان کو عار ہے استاد سے | اور نئی دکاں وہ ہاں کھولتے

آں دکاں بالائے استاداں کار | گندہ و پر کژدم و مست و پُر ز مار

پر دکان وہ نیچے اُستاداں کار | سانپ بچھو سے بھری ہی ہے بے شمار

زود ویراں کن دکان و باز گرد | سوئے سبزہ و گلستان آبخورد

بند کر دے یہ دکاں اور لوٹ تو | سوئے سبزہ سمت باغ آب جو

نے چو کنعاں کو ز کبر و ناشناخت | زکہ عاصم سفینہ نوح ساخت

بس وہ کنعاں کر لیا میں نے وہاں | کہ وہ عاصم ہے سفینے کا گماں

علم تیر اندازیش آمد حجیب | واں مراد او بدہ حاضر بجیب

تیر اندازی بنی پردہ بدنہاد | ورنہ اس کی جیب ہی میں تھی مراد

اے بسا علم و ذکاوات و فطن | گشتہ رہرو را چو غول و راہزن

اے بسا اکثر یہ ہوش و علم و فن | راہرو کے ہو گئے ہیں راہزن

بیشتر اصحاب جنت ابلہ اند | تا ز شر فیلسوفی مے رہند

اکثر[1] اہل خلد ابلہ ہیں تا | تا ہوں شر فلسفی سے رہا

[1] حدیث شریف میں آیا ہے کہ اهل الجنة البله۔

خویش را عریاں کن از جملہ فضول — ترک خود کن تا کند رحمت نزول

ترک کر دے سب جو باتیں ہیں فضول — کر خودی کو ترک تا رحمت ہو نزول

زیرکی ضد شکست و نیاز — زیرکی بگذار و با گولی بساز

ضد شکست و عجز کی ہے زیرکی — زیرکی کو چھوڑ دے سے ابلہی

زیرکی دان دام برد و طمع و گاز — تا چہ خواہد زیرکی را پاکباز

زیرکی ہے دام لالچ سے کہیں — کھات اور پھندے کا کیوں ہے تجسس

زیرکان با صنعتی قانع شدند — ابلہاں از صنع در صانع شدند

رہ گئے صنعت میں عاقل مبتلا — احمقوں کو صنع سے صانع ملا

زانکہ طفل خرد را مادر نہار — دست و پا باشد نہادہ در کنار

بچے کو ماں ہر طرح دیکھ لے — گود میں لیتی ہے اسے پیار سے

مسلمان یہودی اور ترسا[1] مسافروں کی حکایت

یک حکایت بشنو اینجا اے پسر — تا نگردی ممتحن اندر ہنر

اک حکایت اس جگہ سن لے پسر — تا نہ ہو تجھ پر بلا تیرا ہنر

آں جہود و مؤمن و ترسا مگر — ہمرہی کردند با ہم در سفر

اک مومن ایک ترسا اک یہود — ہمسفر تھے مثل قنو و نار و دود

با دو گمرہ ہمرہ آمد مؤمنے — چوں خرد با نفس و با آہرمنے

ساتھ اک مومن کے دو گمراہ تھے — نفس و شیطاں ساتھ جیسے عقل کے

مروزی و رازی[2] افتند در سفر — ہمرہ و ہمسفر پیش ہمدگر

رازی و مروزی کریں جیسے سفر — اتفاقاً چل پڑیں باہم اگر

لہ - عیسائی - آتش پرست ۔

لہ - یعنی مرو اور رے کے رہنے والے

در قفس افتند زاغ و چغز و باز	جفت شد در حبس پاک و بے نماز
جیسے اک پنجرے میں کوا اور باز	جیسے قیدی ایک پاک اک بے نماز
کردہ منزل شب بیک موضع بہم	مشرقی و مغربی قافلہ بہم
منزل اک شب کو کسی موضع میں کی	قصہ یاں کچھ مشرقی کچھ مغربی
ماندہ در منزل زرہ خورد و شگرف	روزہا باہم ز سرما و ز برف
عاجز و درماندہ ہارے اور تھکے	برف و سرما سے رہتے کچھ دن پڑے
چوں کشادہ شد رہ و بکشاد بند	بگسلند و ہر یکے سوئے روند
رفتہ رفتہ راستہ جب کھل گیا	ہر طرف اک قافلہ جانے لگا
چوں قفس را بشکند شاہ خرد	جمع مرغاں ہر یکے سوئے پرد
توڑ دیتا ہے قفس کو جب وہ رب	اک طرف کو مرغ اڑ جاتے ہیں سب
پر کشادہ ہر یکے در شوق و یاد	در ہوائے جنس خود سوئے معاد
شوق میں کھولے ہوئے سب اپنے پر	اپنے ہم جنسوں کی جانب لوٹ کر
پر کشادہ ہر دمے با اشک و آہ	لیک پیہم بدن ندارد روی راہ
پر کشادہ و مبتلائے اشک و آہ	اور نہ اڑنے کی کوئی صورت نہ راہ
چونکہ رہ وا شد پرد مانند باد	سوئے آں کز یاد او پر میکشاد
جب کھلا رستہ اڑے مثل ہوا	اس طرف بھی باد جس کی پر کشا
آں طرف کش بود اشک و سوز و آہ	چونکہ فرصت یافت آں سو کوفت راہ
اس طرف جس کے لئے تھے اشک و آہ	جب قفس سے چھوٹ گئے لی اپنی راہ
در تن خود بنگر ایں اجزائے تن	از کجا جمع آمدند اندر بدن
اپنے تن پر غور کر اجزا اترے	جمع ہیں کیونکر بدن میں ہو گئے
آبی و خاکی و بادی آتشی	عرشی و فرشی و رومی و کشی
آبی و خاکی و بادی آتشی	عرشی اور فرشی ہیں رومی اور کشی

از امید عود ہر یک بستہ طرف
عود کرنے لوٹنے کے واسطے

اندریں منزل بہم از بیم برف
اک جگہ ٹھہرے ہیں خوف برف سے

برف گوناگوں جمود ہر جماد
برف سے طاری ہے ہر شے پر جمود

در شتاء از بعد آں خورشید داد
کیونکہ بے حد دور ہے خورشید جود

چوں بتابد تفت آں خورشید خشم
پہنچے گی گرمی جو اس خورشید کی

کوہ گردد گاہ ریگ و گاہ پشم
کوہ ہوگا ریت اور پتھر کبھی

در گداز آید جمادات گراں
یہ جمادات گراں گل جائیں گے

چوں گداز تن بوقت نقل جاں
جسم گھل جاتا ہے جیسے موت سے

چوں رسیدند ایں ہمہ منزلے
تینوں جب منزل پہ پہنچے بیوطن

ہدیہ شاں آورد حلوا مقبلے
لایا حلوا ایک محسن بہ ثنا

برد حلوا نزد آں ہر سہ غریب
لایا ان تینوں غریبوں کے لیئے

محسنے از مطبخ مانی قریب
حلوا اپنے مطبخ نزدیک سے

نان گرم و صحن حلوائے عسل
گرم روٹی شہد کے حلوے کی تاب

برد آنکہ در ثوابش بود امل
کیونکہ تھی اُس کو تمنائے ثواب

الکیاسۃ والادب لاھل المدر
ولا دانش حصہ اہل شہر کا

الضیافۃ والقری لاھل الوبر
اور ضیافت گاؤں والوں کی سخا

الضیافۃ للغریب والقری
مہمانی ہر مسافر شخص کی

اودع الرحمن فی اھل القری
گاؤں والوں کو امانت حق نے دی

کل یوم فی القری ضیف جدید
گاؤں میں ہے روز اک مہماں نیا

مالہ غیر الالہ من مغیث
جس کا پرساں ہی نہیں غیر خدا

کل لیل فی القری وفد جدید
سب کو روز آتا ہے اک وفد جدید

مالھم ثم سوی اللہ المجید
کون ہے اس کا بجز رب مجید

تخمہ بودند آں دو بیگانہ ز خور
بود صائم روز آں مومن مگر

تھے یہ کافر کھا کے تخمہ کا شکار
اور تھا بیچارہ مومن روزہ دار

چوں نمازِ شام آں حلوا رسید
بود مومن ماندہ در جوعِ شدید

وقتِ مغرب جبکہ وہ حلوا ملا
بھوک سے مومن کا پتلا حال تھا

آں دو کس گفتند ما از خور پریم
امشباں بنہیم و فردا مے خوریم

بولے کافر سیر ہیں اس وقت ہم
رہنے دو کل کھائیں گے حلوا بہم

صبر گیریم از خود امشب تن زنیم
بہرِ فردا لوت را پنہاں کنیم

رات کو تو صبر کرنا چاہیئے
کھانا تا محفوظ ہو کل کے لئے

گفت مومن امشب ایں خوردہ شود
صبر را بنہیم تا فردا بود

بولا مومن۔ یہ تو کھا لو رات کو
صبر کیسا، صبر کو کل پر رکھو

پس بدو گفتند زیں حکمت گری
قصدِ تو آنست تا تنہا خوری

بولے دونوں سمجھے ہم حکمت تری
کھائے تو تنہا۔ ارادہ ہے یہی

گفت اے یاراں کہ ما سہ تنیم
چوں خلاف افتاد قسمت میکنیم

بولا مومن، تین ہیں ہم دوستو
اختلافِ رائے ہے تو بانٹ لو

ہر کہ خواہد قسمِ خود بر جاں زند
وانکہ خواہد قسمِ خود پنہاں کند

جس کا جی چاہے۔ وہ حصّہ اپنا کھائے
اور جو چاہے اپنے حصّے کو چھپائے

آں دو گفتندش ز قسمت درگذر
گوش کن قسّام فی النّار از خبر

بولے دونوں۔ بانٹنے سے درگذر
بانٹنے والا ہے ناری سے خبر

گفت قسّام او بود کو خویش را
کرد قسمت بر ہوا نے بر خدا

بولا مومن۔ ہے یہ قول اس کے لئے
جو کرے تقسیم حصّہ حرص سے

ملکِ حق و جملہ قسمِ او ستی
قسمِ دیگر را دہی دو گو ستی

تو ہے خود تقسیمِ حق ملکِ خدا
پھر کرے گا اور کو تقسیم کیا

این اسد غالب شدے ہم بر سگاں	گر نبودے نوبت آں بدرگاں
غالب اُن کتوں پر آ جاتا یہ شیر	گر نہ ہوتا اُس کا حصہ اے دلیر
این اسد غالب شدے ہم بر بقور	گر نبودے نوبت آں گاوِ زور
غالب آتا ساری گایوں پر یہی	گلے گر حصہ نہ لیتی مکر کی
قصد شاں آں کاں مسلماں غم خورد	شب برد و بر بینوائی بگذرد
چاہتے تھے وہ مسلماں کھائے غم	رات گذرے بیکسی میں دمبدم
بود مغلوب او بتسلیم و رضا	گفت سمعاً طاعۃً اصحابنا
تھا جو وہ مغلوب تسلیم و رضا	بولا اچھا۔ جو ہو مرضی عذر کیا
پس بخفتند آں شب و برخاستند	بامداداں خویش را آراستند
شب کو سوئے اور اُٹھے وقتِ سحر	پھر ہوئے آراستہ با کرّ و فر
روئے شستند و دہاں ہر یکے	داشت اندر ورد و راہ و مسلکے
سب نے دھویا ہاتھ منہ پھر صفا	سب کا مسلک اور طریقہ تھا جدا
یک زمانے ہر یکے آورد روے	سوئے وردِ خویش از حق فضل جوے
پھر رجوعِ رحمتِ خالق ہوئے	اپنا اپنا ورد سب پڑھتے رہے
مومن و ترسا جہود و گبر و مغ	جملہ را رو سوئے آں سلطان الغ
کوئی مومن ہو کہ ہو کافر کوئی	سب کو دُھن ہے ایک ہی اللہ کی
مومن و ترسا جہود و نیک و بد	جملگاں را ہست رُو سوئے احد
مومن ترسا یہودی نیک و بد	سب کا رُخ ہے جانبِ ربِّ احد
بلکہ سنگ و خاک و کوہ و آب را	ہست واگشت نہانی با خدا
بلکہ پانی اور پتھر کوہ و خاک	سب کا مرجع ہے وہی اک ذاتِ پاک
ایں سخن پایاں ندارد ہر سہ یار	رو بہم کردند آں دم یار وار
قصہ لمبا ہے۔ غرض تینوں وہ یار	مل کے بیٹھے اک جگہ یہ دوست وار

آں یکے گفتا کہ ہر یک خواب خویش ‌ ‌ ‌ آنچہ دید او دوش گو آور بہ پیش

ایک بولا۔ جس نے جو دیکھا ہو خواب ‌ ‌ ‌ رات کو کر دے بیاں وہ بے حجاب

ہر کہ خوابش بہ بود حلوا خورد ‌ ‌ ‌ قسم ہر مفضول را فاضل برد

جس کا خواب اچھا ہو۔ حلوا کھائے وہ ‌ ‌ ‌ دوسرے کا حصہ بھی لے جائے وہ

آنکہ اندر عقل بالاتر رود ‌ ‌ ‌ خوردن او خوردن جملہ بود

عقل میں ہم سب سے جو بالا رہے ‌ ‌ ‌ سب کا کھانا ہے اُسی کے واسطے

فائق آید جان پر انوار او ‌ ‌ ‌ باقیاں را بس بود تیمار او

فائق اس کی جاں پُر انوار ہو ‌ ‌ ‌ باقی ہر شخص اس کا بس غمخوار ہو

عاقلاں را چوں بقا آمد ابد ‌ ‌ ‌ پس بمعنی ایں جہاں باقی بود

عاقلوں کی جب بقا ہے جاوداں ‌ ‌ ‌ تو حقیقت میں ہے باقی یہ جہاں

پس جہود آورد آنچہ دیدہ بود ‌ ‌ ‌ تا کجا شب روح او گردیدہ بود

تھا جو کچھ دیکھا یہودی نے کہا ‌ ‌ ‌ شب کو اُس کی روح کتنی تھی رسا

گفت در رہ موسیم آمد بہ پیش ‌ ‌ ‌ گربہ بیند دنبہ اندر خواب خویش

بولا۔ موسیٰ رات تو مجھ سے ملے ‌ ‌ ‌ خواب میں بلی کے چکتی ہی رہے

در پے موسیٰ شدم تا کوہ طور ‌ ‌ ‌ ہر سہ تن گشتیم ناپیدا ز نور

ساتھ موسیٰ کے گیا تا کوہ طور ‌ ‌ ‌ ہو گیا ہم تینوں پر غالب وہ نور

ہر سہ سایہ محو شد زاں آفتاب ‌ ‌ ‌ بعد ازاں از نور شد یک فتح باب

تینوں سائے گم تھے اس خورشید سے ‌ ‌ ‌ پھر کھلا اک در شرف سے نور کے

نور دیگر رو زد از آں نور رست ‌ ‌ ‌ پس ترقی آمد از آں ثانی درست

نور دیکھا نا بدید پھر اک دوسرا ‌ ‌ ‌ دوسرے سے کی ترقی پھر ملا

ہم من و ہم موسیٰ و آں کوہ طور ‌ ‌ ‌ ہر سہ گم گشتیم ز اشراق نور

میں بھی اور موسیٰ بھی کوہ طور بھی ‌ ‌ ‌ ہو گئے گم نور میں یکسر سبھی

بعد ازاں یک دم کہ کہ سہ شاخ شد — چونکہ نور حق درو نفاخ شد

تین ٹکڑے ہو گئے پھر وہ سے — پھونکہ دم پھونکا تھا اس میں نور نے

وصف ہیبت چوں تجلی زد برو — مے گسست از ہم ہمیشد سو بسو

وقت ہیبت جب تجلی سے ہوا — ٹوٹ کر وہ ہر طرف اڑنے لگا

زاں یکے شاخے کہ آمد سوئے یم — گشت شیریں آب تلخ ہمچو سم

اُن میں سے ٹکڑا جو آیا سوئے یم — میٹھا پانی ہو گیا وہ تھا جو سم

واں دگر شاخش فرو شد در زمیں — چشمۂ زاد و بروں آمد معیں

دوسرا ٹکڑا گیا زیر زمیں — نکلا اک چشمے سے پھر ماء معیں

کہ شفائے جملہ رنجوراں شد آب — از ہمایونی وحی مستطاب

پائی بیماروں نے پانی سے شفا — اُس میں پرتو تھا مبارک وحی کا

واں دگر شاخ سبک پرید زود — تا جوار کعبہ کہ عرفات بود

تیسرا ٹکڑا اڑا جو یک بیک — پہنچا سوئے کعبہ وہ عرفات تک

باز ازاں صعقہ چو باخود آمدم — طور برجا بد نہ افزوں و نہ کم

میں جو بے ہوشی سے چونکا باشعور — تھا بدستور اپنی حالت پہ وہ طور

لیک زیر پائے موسیٰ ہمچو یخ — میگدازید و نماندش شاخ و تیغ

پر تھا زیر پائے موسیٰ برف سا — نرم اور ہموار اور پگھلا ہوا

با زمیں ہموار شد کوہ از نہیب — گشت بالائیش ازاں ہیبت نشیب

تک زمیں سے ڈر کے وہ ہموار ہاں — پست ساری ہو گئیں اچھائیاں

باز با خود آمدم زاں انتشار — باز دیدم طور و موسیٰ برقرار

پھر جو سرا کم ہوا یہ انتشار — طور اور موسیٰ کو دیکھا برقرار

واں بیاباں سر بسر در ذیل کوہ — پر خلائق گشتہ موسیٰ با شکوہ

بھر گیا خلقت سے وہ صحرا و کوہ — تھی وہ خلقت ساتھ موسیٰ باشکوہ

چون عصا و خرقهٔ او خرقه‌شان — جمله سوئے طور خوش دامن کشان

ایسے ہی کہ ... تھے اسے ہی عصا — جانب طور آرہے تھے ... ملا

جمله کفها در دعا افراشته — نعرهٔ ارنی بہم در ساخته

ہاتھ اٹھائے تھے دعا کے واسطے — رب ارنی کے تھے نعرے مارتے

باز آن غشیان چو از من رفت زود — صورت ہر یک دگرگونہ نمود

پھر جو غشیان کی ہٹی یہ بے خودی — دیکھیں سب کی صورتیں بدلی ہوئی

انبیا بودند ایشان اہل ود — اتحاد انبیایم فہم شد

انبیاء تھے سب وہ ارباب ود — ہیں نے جانا اتحاد انبیاء

باز املاکے ہمے دیدم شگرف — صورت ایشان بد از اجرام برف

پھر فرشتے میں نے دیکھے واقعی — برف سے تھیں صورتیں ان کی بنی

حلقهٔ دیگر ملائک مستعین — صورت ایشان بجمله آتشین

دوسری سمت تھی فرشتوں کی وہاں — تھیں تمام ان سب کی شکلیں آتشیں

زین نمط میگفت احوال آن جہود — بس جہودی کا خرش محمود بود

یوں یہودی کر رہا تھا قیل و قال — ہاں بہت ہیں یہودی خوش مآل

ہیچ کافر را بخواری منگرید — کہ مسلمان مردنش باشد امید

کافروں پر کرو نہ ذلت سے نظر — چاہتے ہیں ختم ہوں اسلام پر[1]

چه خبر داری ز ختم عمر او — تا بگردانی ازو یکبارہ رو

اس سے جب انجام سے واقف نہیں — اس سے منہ کیوں پھیرتا ہے ستمگر

بعد از آن ترسا در آمد در کلام — کہ مسیحم رو نمود اندر منام

گفتگو ترسا نے یوں کی ابتدا — خواب میں آئے تھے عیسیٰ بے گماں

[1] یعنی اکثر کافروں کی آرزو ہوتی ہے کہ ان کا خاتمہ اسلام پر ہو۔

پس شدم با او بچارم آسماں	مرکز و مثوای خورشید جہاں
میں گیا ہمراہ جو تھے چرخ پر	جو جگہ خورشید کی ہے سربسر
خود عجب ہائے قلاع آسماں	نیستش نبود بپایاست جہاں
آسماں کے قلعے پر دیکھی گئیں	ایسی کچھ چیزیں جو دنیا میں نہیں
ہر کسے داندلے فخر البنین	کہ فزوں باشد فن چرخ از زمین
جانتے ہیں سب سبھی کو ہے خبر	ہے زمیں سے آسماں ممتاز تر

اونٹ گائے اور مینڈھے کی حکایت

اشتر و گاو و قچی در پیش راہ	یافتند اندر روش بند گیاہ
ایک اونٹ ایک گائے اک مینڈھا چلا	راستے میں گھاس کا جوڑا ملا
گفت قچ بخش ار کنیم ایں را یقیں	ہیچکس از ما نگردد سیر ازیں
بولا مینڈھا اس کی ہو تقسیم اگر	سیر ہرگز ہو نہ کوئی ہمسفر
لیک عمر ہر کہ باشد بیشتر	ایں علف اوراست اولی گو بخور
اس لئے جس کی زیادہ عمر ہو	گھاس یہ کھائے وہی اس سے کہو
کہ اکابر را مقدم داشتن	آمدہ ست از مصطفیٰ[1] اندر سنن
ہیں مقدم اپنے چھوٹوں پر بڑے	سنت احمد یہی ہے جیسے
گرچہ پیراں را دریں دور لئام	در دو موضع پیش میدارند عام
آج کل گو اپنے پیروں کو لئام	ہیں مقدم دو جگہ رکھتے عوام
یا در آں لوتے کہ آں سوزاں بود	یا بر آں پل کز خلل ویراں بود
یا تو دیگ سے آگ سے گستان ہیں	یا پھر اس پل پر جو ہو نقصان میں

[1] یعنی بزرگوں اور پیروں کو صرف مشکل اور خطرناک راستوں ہی میں پیشوا بنایا جاتا ہے

خدمتِ شیخی بزرگی قائدے | عام نارد بے قرینہ تا سدے

شیخ کی خدمت عوام [illegible] مراد | کر لے ہیں حسب [illegible] بیٹھتے ہیں کچھ فساد

غیر شاں نیست چہ بود شرِ شاں | فتح شاں را باز داں از فرِ شاں

گر یہ نیکی ہے [illegible] تو ست [illegible] عور کر | اس بھلائی [illegible] بدی پر کر نظر

ظاہر پرستوں کی ایک مثال

سوئے جامع میشدے یک شہریار | خلق را میزد نقیب و چوبدار

مسجد [illegible] چلا [illegible] | مارتے جاتے تھے سب [illegible] چوبدار

آں یکے را سر شکستی چوب زن | واں دگر را بر دریدے پیرہن

سر [illegible] کا تو [illegible] | [illegible] سبھی [illegible] پیرہن

در میانہ بیدلی دہ چوب خورد | بے گناہے کہ برو از راہ گرد

[illegible] بلبلیں کے [illegible] | [illegible] تھا [illegible] کہاں

خوں چکاں رو کرد با شاہ و بگفت | ظلم ظاہر بیں چہ پرسی از نہفت

[illegible] حضور شاہ [illegible] خوں چکاں | ظلم ظاہر یہ ہے کیا ہو گا نہاں

خیر تو اینست جامع میروی | تا چہ باشد شر و ضرّت اے غوی

[illegible] نیکی [illegible] | شر ترا کیا ہو گا اے مرد غوی

[illegible] از خسے | تا نہ پیچد عاقبت از وے بسے

[illegible] تیروں کو [illegible] سلام | [illegible] لا حق [illegible]

گر [illegible] دلی را بہ بود | تا کہ [illegible] را نقس بد

[illegible] | [illegible] لیکن [illegible]

[illegible] چہ کہ [illegible] | [illegible] ہنگامہ [illegible] نیست

[illegible] | [illegible]

ورنہ کے اندر فتادی او بدام — مکر اندر آدمی باشد تمام

ورنہ اس کو پھانستا کس طرح دام — مکر بس انسان ہی میں ہے تمام

مکر از آں دست کو دارد کرم — بشنود آواز و گوید من کرم[1]

مگر اس اہل کرم کو زیب دے — جو سنے آواز اور بہرا بنے

گائے اونٹ اور مینڈھے کا قصہ

گفت قچ با گاو و اشتر کاے رفاق — چوں چنیں افتاد مارا اتفاق

بولا مینڈھا اونٹ سے اور گائے سے — اتفاق ایسا پڑا ہے۔ دیکھئے

ہر یکے تاریخ عمر ابدا کنید — پیر تر اولیٰ ست باقی تن زنید

اپنی اپنی عمر سب کر دیں بیاں — جو ہو بوڑھا بس وہ اولیٰ ہے یہاں

گفت قچ مرج من اندر آں عہود — بود با قچ قربان اسمٰعیل بود

ہے چراگہ میری۔ مینڈھے نے کہا — جس میں اسمٰعیل[2] کا مینڈھا چرا

گاو گفتا بودہ ام من سالخورد — جفت آں گاوم کش آدم جفت کرد

گائے بولی عمر میری ہے بڑی — گاؤ آدم[3] میری جوڑی دار تھی

جفت آں گاوم کش آدم بہر خلق — در زراعت بر زمین میکرد فلق

جوڑی ہوں اس گائے کی میں بیگماں — جس سے آدم جوتتے تھے کھیتیاں

چوں شنید از گاو و قچ اشتر شگفت — سر فرود آورد و آں را برگرفت

اونٹ نے جب یہ پڑھ اُن کا سنا — سر جھکایا اور اٹھا لیا

بر ہوا برداشت آں بند قصیل — اشتر بختی سبک بے قال و قیل

گھاس وہ اوپر اٹھا کرے ذلیل — کی فوری اس اونٹ نے بے قال و قیل

[1] بہرے مصور کے متعلق روایت ہے کہ کسی عورت کے گوز کی آواز سنکر لحاظاً بتکلف بہرے بن گئے تھے یا حاتم اصم کی حکایت جو بہرے بنگئے تھے اور جن کا حال حضرت سعدیؒ نے بوستاں میں لکھا ہے

که مرا خود حاجت تاریخ نیست	کاینچنین جسمے عالی گردنیست
مجھے تاریخ کی حاجت نہیں	ہے بڑا جسم اور گردان بالیقین
خود ہمہ کس دانند اے جان پدر	کہ نباشم از شما من خردتر
جانتے ہیں سب سے سب کو آگہی	تم سے چھوٹا ہو نہیں سکتا کبھی
داند این را ہر کہ ز اصحاب نہاست	کہ نہاد من فزون تر از شماست
جانتے ہیں اہل عقل و ہوشمند	میری خلقت تو ہے تم سب سے بلند
جملگان دانند کاین چرخ بلند	ہست صد چندان کہ این خاک نژند
جانتے ہیں سب کہ چرخ با صفا	ہے بلندی میں زمین سے سو گنا
کو کشادہ قلعہ ہائے آسمان	کو نہاد بقعہ ہائے خاکدان
آسمان کے قلعوں میں ہے جو کشاد	خاکداں کی ہے کہاں ایسی نہاد

تقریر عیسائی کیطرف رجوع اور مسلمان کی باری

پس مسلمان گفت کاے یاران من	پیشم آمد مصطفی سلطان من
پس مسلمان نے کہا۔ اے دوستو	خواب میں آئے محمد رات کو
سید سادات سلطان نبیل	مفخر کونین و ہادی سبیل
سب کے سردار اور وہ شاہوں کے شاہ	سرور کونین اور ہادی شاہ
پس مرا گفت آن یکے بر طور تاخت	با کلیم حق و نرد عشق باخت
مجھ سے فرمایا۔ گیا اک طور پر	عشق ہوئے ہیں ہوا وہ بے خبر
وان دگر را عیسی صاحبقران	برد بر اوج چہارم آسمان
دوسرے کو عیسی صاحبقران	لے گئے چوتھے فلک پر بے گمان
خیز اے پس ماندہ دیدہ ضرر	بارے این حلوا و یخنی را بخور
تو یہاں باقی ہے اٹھ اے باضرر	اور اس حلوے کو کھالے بے خطر

آن همه شیران پیر فن را زنند | نام اقبال و منصب خوانند
ان سب شیر [illegible] پائے مرتبے | منصب و اقبال اُن کو ملنے
آن زنده فاضل فضل خود دریافتند | یا مگر فضل خود دریافتند
فضل اُن درویشوں کو حاصل ہو گیا | اُن کا رتبہ تو فرشتوں سے [illegible]
ای سلیم گول ای سر زنده بین | بهر [illegible] کاسه حلوا [illegible]
سر [illegible] لا چار کیوں [illegible] ہے تو | واسطے [illegible] ہے [illegible] دو برد
او بر [illegible] کی ای ابله [illegible] | ای عجب خود [illegible] حلوائے نجس
[illegible] کا [illegible] پاپ [illegible] | کہ [illegible] کیا حلوا ہے تر
گشته چون [illegible] قرعه وار [illegible] | من کرپا [illegible] تا لنیم زان امتناع
[illegible] جس [illegible] کیا [illegible] | [illegible] کیا کرے
ای خود [illegible] ز امر موسی سرکشی | گر بخندد [illegible] در خوشی [illegible] جوشی
سے بیہودی [illegible] تو [illegible] اُن سے [illegible] | [illegible] اگر [illegible] ہنسا
تو مسیح [illegible] از امر [illegible] | سر توانی تافت از نوب [illegible]
[illegible] سے ہے | تو [illegible] سکتا ہے کہ ایمان سے
سر ز تخم [illegible] | خورده ام آن حلوا [illegible] سر خوشم
سرکشی میں [illegible] سے کیوں کرے | [illegible] علوا [illegible] دل [illegible]
بس بگشتندی کو [illegible] صد خواب است | تو به بیداری [illegible] وہ از صد خواب ماست
وہ سے [illegible] خواب [illegible] سے [illegible] | سیکڑوں خوابوں سے ہے وہ خوشگوار
خواب تو بیداریست ای [illegible] | کان به بیداری [illegible] انر
خواب بیداری سے [illegible] | جو ہے بیداری میں [illegible] اُس کا اثر
خواب تو بیداریست ای خوش [illegible] | که تو در خواب [illegible] رسیدی با مراد
خواب بیداری ہے میرا خوش نہاد | تو نے [illegible] خواب [illegible]

خواب تو بیداریست اے نیکخو	کہ ازاں خوابت رسید امر کلوا
خواب بیداری ہے اے مومن ترا	خواب ہی میں حکم کھانے کا ملا
خواب تو بیداریست اے نیکمرد	کہ ازاں خواب تو عیسے رست ز درد
خواب بیداری ہے تیرا نیک مرد	خواب سے تیرے ہمارا رنج زرد
خواب تو بیداریست اے ساربان	کہ ہمارا ظاہر او دیدی عیاں
خواب بیداری ہے تیرا اے جوان	خواب میں دیکھا تھا جو کچھ ہے عیاں
خواب تو مانند خواب انبیاست	کہ شد ایں خواب تو بے تعبیر راست
ہے یہ تیرا خواب خواب انبیا	جو کہ بے تعبیر سچا ہو گیا
درگذر از فضل و از جلدی و فن	کار خدمت دارد و خلق حسن
چھوڑ جلدی اور اپنا علم و فن	بندگی ہے شرط اور خلق حسن
بہر ایں آورد ما یزداں بروں	ما خلقت الانس الا یعبدون[1]
اس لئے حق نے ہمیں پیدا کیا	ما خلقت پڑھ لے قرآں میں ذرا
سامری را آں ہنر چہ سود کرد	کاں فن از باب اللہش مردود کرد
سامری کے کام کیا آیا ہنر	ہو گیا مردود حق وہ بے خبر
چہ کشید از کیمیا قاروں ببیں	کہ فرو بردش بقعر خود زمیں
کیمیا سے کیا ملا قاروں کو یار	کھا لیا اس کو زمیں نے ایکبار
بوالحکم آخر چہ بربست از ہنر	سرنگوں رفت از کفران در سقر
کیا ہنر سے پا لیا بوجہل نے	پہنچا دوزخ میں سر ڈالے ہوئے
خود خرد آں بود کہ دید آتش عیاں	نیست گپ دل علی النار الدخان[2]
یہ ہنر وہ ہے کہ دیکھے تو عیاں	گپ ہے آتش پر دلالت ہے دھواں

[1] ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی میں نے جن انسان کو نہیں پیدا کیا مگر بندگی اور عبادت کے لئے

[2] یعنی یہ تو سری گپ ہے کہ الدخان دل علی النار دھواں آگ پر دلالت کرتا ہے۔

ای دلیلت گندہ تر نزد لبیب / در حقیقت از دلیل آں طبیب

تیری یہ ناقص دلیل اے بے ہنر / اُس دلیل طب سے بھی ہے گندہ تر[1]

چوں دلیلت نیست جز ایں اے پسر / تراثر بیخا در کمیزے مے نگر

بس یہی تیری دلیلیں ہیں اگر / تو زبان کر بند اور تک کے نہ کر

ای دلیل تو مثال آں عصا / در کف دل علی عیب العمی

ہے عصا تیری دلیل اے بے سبیل / ہے عصا تو عیب کوری کی دلیل

بیننی ما پیش دانایاں قلیل

ہے بیناؤں کی طرح اپنے ذلیل / بینش دانا کچھ نہیں اپنی دلیل

غلغل و طاق و طرنب و گیر و دار / گر نہ بینم مرا معذور دار

دبدبہ شور و طنطنہ اور شان / گر نہ دیکھوں میں مجھے معذور جان

ملک ترمذ کے سردار کا منادی کرنا

سید ترمذ کہ آنجا شاہ بود / مسخرہ او دلقک دلخواہ بود

سید ترمذ جو اُس جا شاہ تھا / دلقک اُس کا مسخرہ دلخواہ تھا

داشت کارے در سمرقند او مہم / جست لاقی تا شود او مستتم

اک اہم کام سمرقند اُس کو تھا[2] / جس کی خاطر ڈال دی اس نے سخط

زد منادی کانکہ اندر پنج روز / آردم پیغام خوب با فروز

اور منادی کی کہ جو با پنج روز / مجھ کو لادے اک پیام دلفروز

بخشمش او را ز زر گنج بے شمار / تا شود میر و عزیز اندر دیار

مال و زر بخشوں اسے میں بے شمار / ہو وہ سردار و عزیز ہر دیار

[1] یعنی طبیب قارورہ سے مرض کی تشخیص کرتے ہیں مگر اسے استدلالی تیسری دلیل اس سے بھی زیادہ گندہ ہے [2] یعنی اُس بادشاہ کو۔

دلقک اندر ده بُد و چون آن شنید ‌‌ ‌ بر نشست و تا به ترمد می دوید

گاؤں میں دلقک تھا۔ جب اس نے سنا ‌ ‌ دوڑتا گھوڑے پہ ترمذ کو چلا

مرکبی دو اندر آن ره شد سقط ‌ ‌ از دوانیدن فرس را زان نمط

گاؤں میں بے جان دو گھوڑے ہوئے ‌ ‌ اتنا [illegible] دوڑا [illegible]

پس به دیوان در دوید او گرد راه ‌ ‌ وقت ناهنگام ره جست او به شاه

قصر تک پہنچا اُڑاتا گرد راہ ‌ ‌ اور کیا بے وقت عرضِ دیدِ شاہ

فُجفُجی در جملهٔ دیوان فتاد ‌ ‌ شورشی در وهم آن سلطان فتاد

محل میں ہونے لگیں سرگوشیاں ‌ ‌ وہم میں سلطان کے [illegible] گماں

خاص و عام شهر را دل شد ز دست ‌ ‌ تا چه تشویش و بلا حادث شدست

تھے پریشاں شہر والے بڑے چھوٹے ‌ ‌ کہتے تھے تشویش کیا ہے کیا بلا

یا عدوی قاهری در قصد ماست ‌ ‌ یا بلایی مهلکی از غیب خاست

چڑھ کے آیا کیا قوی کوئی غنیم ‌ ‌ یا بلا آئی کوئی ہم پر عظیم

که ز ده دلقک بسیران درشت ‌ ‌ چند اسپ قیمتی در راه کشت

دلقک آیا کیوں یہاں دوڑا ہوا ‌ ‌ قیمتی گھوڑے [illegible] رستہ

جمع گشته بر سرای شاه خلق ‌ ‌ تا چرا آمد چنین اشتاب دلق

قصرِ شاہی پر تھا خلقت کا ہجوم ‌ ‌ دیکھنا کیوں دلقک آیا؟ تھی یہ دھوم

از شتاب او و جد و اجتهاد ‌ ‌ غلغل و تشویش در ترمد فتاد

اس کی جلدی اور جد و جہد سے ‌ ‌ غلغلے ترمذ میں سب ہر سو پڑے

آن یکی دو دست بر زانو زنان ‌ ‌ وان دگر از وهم واویلا کنان

ہاتھ تھا زانو پہ کوئی مارتا ‌ ‌ کر رہا تھا کوئی نالہ اور بکا

از نفیر و فتنه و خوف و نکال ‌ ‌ هر دلی رفته بصد کوی خیال

خوف سے فتنوں کے ہیبت تھی کماں ‌ ‌ سو طرح کے تھے ہر اک دل میں گماں

ہر یکے فالے ہمے زد از قیاس ۔۔۔ تا چہ آتش وفتاد اندر پلاس

ہاں لگاتا تھا قیاسی ہر کوئی ۔۔۔ کہہ رہا تھا آگ یہ کیسی لگی

راہ جست و راہ دادش شاہ زود ۔۔۔ چوں نشست او پس بگفتا ایں چہ بود

ملد سلطاں نے لیا اُس کو بلا ۔۔۔ کی زمیں بوسی کہا قصہ ہے کیا؟

ہر کسے پرسید جائے زاں ترش ۔۔۔ دست بر لب می نہاد یعنی خمش

پوچھنے تھے اُس سے سب وجہ ترش ۔۔۔ ہاتھ منہ پر رکھ کے کہتا تھا ۔ خمش!

واہمہ ستے افزود آں فرہنگ او ۔۔۔ جملہ در تشویش گشتہ دنگ او

واہمہ بڑھتا اس کی ایسی بات سے ۔۔۔ سب پریشاں اور بہت حیراں تھے

کرد اشارت دلقک اے شاہ کرم ۔۔۔ یکدمے بگذار تا من دم زنم

سے دلقک نے اشارے سے کہا ۔۔۔ دیجئے مہلت کہ دم میں لوں ذرا

بو کہ باز آید بمن عقلم دمے ۔۔۔ کہ فتادم در عجائب عالمے

ہوش آ جائے مجھے تو کچھ کہوں ۔۔۔ ہاں کھڑے ہیں عجب عالم میں ہوں

بعد یک ساعت کہ شاہ از وہم و ظن ۔۔۔ تلخ گشتش ہم گلو و ہم دہن

بعد یک ساعت رہا پھر وہم شاہ ۔۔۔ فکر سے تلخی سے طرح حالت شاہ

کو ندیدہ بود دلقک را چنیں ۔۔۔ کہ از و خوشتر نبودش ہمنشیں

اس دلقک کو کبھی دیکھا نہ تھا ۔۔۔ کوئی بہتر ہم نشیں اُس سا نہ تھا

دائماً دستان و لاغ افراشتے ۔۔۔ شاہ را بس شاد و خنداں داشتے

دل لگی کا وہ سدا کر داستاں ۔۔۔ شاہ کو رکھتا تھا دائم شادماں

آنچناں خنداندش کردے بہ شست ۔۔۔ کہ گرفتی شہ شکم را با دو دست

یوں ہنسا تا تھا وہ سنہ کو پہل ۔۔۔ ہنسے ہنسے پیٹ بس پڑتے تھے بل

کہ ز زور خندہ خود کرے بپشت ۔۔۔ رو در افتادے ز خندہ کردنش

زور خندہ سے عرق آلود تھا ۔۔۔ ہنستے ہنستے شاہ اکثر گر پڑا

باز امروز این چنین زرد و ترش … دست بر لب میزنانی شه خمش

یا وہی ہے ان ایسا پر ترش … ہاتھ رکھ کر منہ پر کہتا ہے خموش

وہم در وہم و خیال اندر خیال … شاہ را تا خود چہ آید از نکال

وہم پر وہم اور خیال پر خیال … شاہ تو سے ۔ دیکھیں کیا اس کا وبال

کہ دل شہ با غم و پرہیز بود … زانکہ خوارزم شاہ بس خونریز بود

بادشاہ خود صاحب پرہیز تھا … خوارزم البتہ بڑا خونریز تھا

جای تخت او سمرقند گزین … بد وزیری واہی او را ہمنشین

تھا سمرقند اس کی دار السلطنت … تھا وزیر اس کا دمن سے ہمنشین

پس شہان آن طرف را کشتہ بود … یا بحیلت یا بہ سطوت آن عنود

اس نے مارے تھے مدت سے بادشاہ … حیلہ و سطوت سے کر کے تباہ

وین شہ ترمذ از او در وہم بود … وز فن دلقک ہمی وہمش فزود

شاہ ترمذ کو اسی … وہم تھا … جو تمسخر … کی سوا

گفت زوتر باز گو تا حال چیست … این چنین شوب تو از شر کیست

پوچھا … شر ہے … اب ماجرا … کس … ہے … تر

گفت من بشنیدہ ام آنکہ شاہ … زو سنادی کرد بر سر بر شاہراہ

بولا میں نے یہ سنا ہے ۔ آج … ڈونڈی … لوگوں کے لیے

کہ کسی خواہم کہ تازد تا سہ روز … تا سمرقند … پیک یا فروز

مانگ اس کی ہے جو دوڑے تین روز … تا سمرقند اندر … ۔

گنجہا بدہم ورا اندر شوش … چون شود حاضر … عرض

دوں خزانے مال … میں اسے … ہو حاضر … اگر …

لہ … والی سمرقند ۔

من شتابیدم بر تو بہر آں — تا بگویم من ندارم آں تواں

بھاگتا آیا ہوں سنانا کمتریں — تا یہ کہدوں مجھ میں یہ طاقت نہیں

اینچنیں کارے نیاید خود ز من — تا ازیں امید را بر من متن

مجھ سے ہو سکتا نہیں ہرگز یہ کام — رکھ نہ یہ امید مجھ سے لا کلام

گفت لعنت بر چنیں دیوث باد — کہ دو صد تشویش در شہر اوفتاد

بولا اسے لعنت ہو جلدی پر تری — شہر میں ہلچل سی تو نے ڈالدی

از برائے ایں قدر لاف و نام ریش — آتش افگندی دریں مرج و حشیش

صرف اتنے سے لیئے اے مدعی — بھس میں چنگاری ہے تو نے ڈالدی

ہمچو ایں خامان با طبل و علم — کہ الغ خانیم در فقر و عدم

ایسے ہی یہ خام با طبل و علم — بھرتے ہیں فقر و فنا میں اپنا دم

لاف شیخی در جہاں انداختہ — خویشتن را بایزیدی ساختہ

مارتے ہیں شیخیاں کیا کیا پلید — اور سمجھتے ہیں کہ ہم ہیں بایزید

ہم ز خود واصل شدہ سالک شدہ — محفلے واکردہ در دعوت کدہ

خود ہی واصل خود ہی سالک بن گئے — دعوتوں میں محفلیں کرنے لگے

خانۂ داماد پُر آشوب و شر — قوم دختر را نبودہ زاں خبر

خانۂ داماد ہے پُر شور و شر — لڑکی والوں کو نہیں اس کی خبر

ولولہ کہ کار نیمے راست شد — شرطہائے کار ایں سو راست شد

شادی سے وہ کام آدھا ہو گیا — ہو گئیں پوری جو شرطیں تھیں یہاں

خانہا را رفتہ و آراستہ — زیں ہوس سرمست و خوش برخاستہ

کر لیا آراستہ اس نے تو گھر — اور سرمستی سے خوش ہے سر بسر

زاں طرف آمد یکے پیغام نہ — مرغے آمد ایں طرف زاں بام نہ

اور نہیں پیغام اُدھر سے بالیقیں — کوئی مرغ اس بام سے آیا نہیں

زیں رسالات مزید اندر مزید / در مضاحک یک جوابے نارسید

خط پہ خط بھیجے مگر ناکامیاب / مضحکے میں پڑ گئے۔ کیسا جواب

ہست ولیکن یار ما زیں آگہست / زانکہ از دل سوئے دل پنہاں رہ است

ہے مگر واقف ہمارا درد خواہ / کیونکہ پوشیدہ ہے دل کو دل سے راہ

پس ازاں یارے کہ امید شماست / از جواب نامہ رہ خالی چراست

آس ہے جب دوست سے اپنے بچے / کیوں ہے مایوسی جواب نامہ سے

صد نشانست از سرار و از جہاں / لیک بس کن پردہ زیں ہم بر آ

ہاں نشاں لاکھوں خفی ہیں اور جلی / رہنے دے پردے میں لیکن اے اخی

باز رو تا قصۂ دلقک جہول / کہ بلا آورد بر خویش از فضول

دلقک بے اہل کا پھر قصہ سنا / ہے وہ توتی سے بلا میں جو پڑا

پس وزیرش گفت اے حق را ستن / بشنو از بندہ کمینہ یک سخن

اے ملک! بولا وزیر نیک فن / سنئے اس ناچیز کا بھی اک سخن

دلقک از دہ بہر کارے آمدست / رائے او گشت و پشیماں آں شدست

کام دلقک کو یقیناً تھا کچھ اور / اب پشیماں ہو گئے بدلا ہے یہ طور

ز آب و روغن کہنہ را نو میکند / او بمسخرگی بروں شو میکند

آب و روغن سے کرتا ہے نہاں / دل لگی میں بات دل کی بیگماں

غمد را بنمود و پنہاں کرد تیغ / باید افشردن مر او را بے دریغ

تیغ کی پنہاں۔ دکھاتا ہے میاں / ہے یہ اس کو دبانا بے گماں

او میاں بنمود و پنہاں کرد کارد / بیگماں او را بے باید فشارد

ہے میاں دکھلایا پنہاں کی چھری / ہے دبانا اس کو ستانا لازمی

پستہ را یا جوز را تا نشکنی / نہ نماید دل نہ بدہد روغنی

گر نہ توڑیں پستے اور اخروٹ کو / دیں نہ وہ روغن، نہ باہر مغز ہو

مشنو ایں دعوی وے و فرہنگ او | در نگر در ارتعاش و رنگ او
مکر و دانائی نہ اس کی دیکھئے | دیکھئے رنگ اور اس کے زلزلے

گفت حق سیماہم فی وجوہہم | زانکہ غماز ست سیما و منم
حق نے سیماہم سے دیا ہے نشاں | یعنی کرتے ہیں نشان غمازیاں

ایں معاین ہست ضد آں خبر | کہ بشر بسرشتہ آمد آں بشر
اس خبر کی ضد ہے یہ بات اے پدر | شر سے واللہ سے مخلوق بشر

گفت دلقک با فغان و با خروش | صاحبا در خون ایں مسکیں مکوش
بولا دلقک ہو کے محو اضطراب | کیوں دلی مہر ہے قتل کی کوشش جناب

بس گمان و وہم آید در ضمیر | کاں نباشد حق و صادق اے امیر
بس گمان و وہم ایسے سینکڑوں | کیا ضرور ہے کہ سب سچے ہوں

ان بعض الظن اثم ست اے وزیر | نیست استم راست خاصہ بر فقیر
ہیں گنہ وہ گمان جن لیے وزیر | ظلم ہے روا اور ہیں بے کس فقیر

شہ نگیرد آنکہ می رنجاندش | از چہ گیرد آنکہ می خنداندش
شہ نہ گرفتار اس کو جو رنج دے | جو ہنساتا ہو تو کیوں کر اس سے لے

گفت صاحب پیش شہ جاگیر شد | کاشف ایں مکر و ایں تزویر شد
طالب شہ ہو ہم گیرا قول وزیر | کھل گیا دلقک ہے مکار و شریر

گفت دلقک را سوئے زنداں برید | چاپلوسی و زرق او را کم خرید
شہ نے دیا حکم اس کو زنداں میں رکھو | چاپلوسی کی نہ تجھے پروا کرو

می زنیدش چوں دہل اشکم تہی | تا دہل وار او دہد ناں آگہی
ڈھول کی مانند پیٹو سے نکال | تا کہ ڈھول کی بات یہ کر دے عیاں

قولہ تعالیٰ سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود یعنی ان کی صورتوں میں سجدوں کے نشان ہو گئے ہیں

زانکه هم پر هم تهی باشد دهل	بانگ وا گه کند ما را ز کل
ڈھول جیسا بھی ہو خالی اور بھرا	بھید کہ دیتی ہے سب اُس کی صدا
تا بگوید سرّ خود را اضطرار	آنچنانکه گیرد این دلها قرار
یعنی کر دے دل کی باتیں آشکار	یوں کہ سب کے دل کو آ جائے قرار
چوں طمأنینه است صدق با فروغ	دل نیارامد بگفتار دروغ
ہے طمانیت فقط سچائی سے	جھوٹ سے چین [illegible] دل اس سے
کذب چوں خس باشد و دل چوں دهان	خس نگردد در دهان هرگز نهان
جھوٹ خس ہے اور دل مثل دہاں	پھر دہن میں کس طرح ہو خس نہاں
تا درو باشد زبانی می زند	تا بدانش از دهان بیروں کند
وہ رہے جب تک زباں چلتی رہے	تا کہ اس کو منہ سے باہر پھینک دے
خاصه که در چشم افتد خس ز باد	چشم افتد در نم و بند و گشاد
آنکھیں پڑتی ہے جب خس مثل [illegible]	کھلتی [illegible] ہو [illegible]
ما پس این خس را ازیں اکنون دهیم	تا دهان و چشم زین خس وا رهیم
اس [illegible] بھی اب لائیں [illegible]	تا کہ منہ اور آنکھ سے [illegible] کریں
گفت ادهم کای ملک آهسته باش	روی حلم و مغفرت را کم خراش
بولا ادہم رحم کر اے بادشاہ	[illegible] حلم و مغفرت کو [illegible]
تا برین حاجت چیست تعجیل و نقم	من نمی پرم بدست تو درم
[illegible] آفت اور [illegible] سب [illegible]	اُڑ نہ جاؤں گا میں قیدی ہوں ترا
آن ثوابی که باشد از بهر خدا	اندر آن مستعجلی نبود روا
ہو اگر [illegible] خدا	جلد بازی اس میں پھر کب ہے روا
و آنچه باشد طبع خشم عارضی	می شتابد تا نگردد منقضی
اور اگر ہو [illegible] غصہ عارضی	ہوتی ہے جلدی کہ نہ ہو تا منقضی

ترس مار آید رضا خشمش رود | انتقام و ذوق از وی فائت شود

ہو رضا نے خوف سے غصہ فنا | وقت گذرے انتقام و ذوق کا

شہوت کاذب شتابد در طعام | خوف فوت ذوق ہست آں خود سقام

کھانے کی جلدی ہو جھوٹی بھوک میں | علتیں اس ذوق سے لیکن بڑھیں

اشتہای صادق بود تاخیر بہ | تا گوارندہ شود آں بے گرہ

ہو جو سچی بھوک کچھ تاخیر سے | تو ہے بہتر ہضم تا وہ ہو سکے

تو پے دفع بلا ئم مے زنی | تا ببینی رخنہ را بندش کنی

مارتا ہے تو پئے دفع بلا | تا کوئی رخنہ جو ہو تو دے چھپا

تا ازاں رخنہ بروں ناید بلا | غیر آں رخنہ بسے دارد قضا

تا بلا آئے نہ رخنے سے کوئی | ہیں بہت رخنے قضا کے واقعی

چارۂ دفع بلا نبود ستم | چارہ احسان باشد و عفو و کرم

چارۂ دفع بلا کب ہے ستم | ہے علاج احسان اور عفو و کرم

گفت الصدقۃ مرد للبلا | داو مرضاک بصدقۃ یا فتی

صدقہ ہے آتی بلا کو ٹالتا | صدقے سے اپنے مرض کی کر دوا

صدقہ نبود سوختن درویش را | کور کردن چشم حلم اندیش را

کیا ہے صدقہ پھونکنا درویش کو | بند کرنا چشم حلم اندیش کو

گفت شہ نیکوست خیر و موقعش | لیک چوں خیرے کنی در موضعش

بولا شہ نیکی کا کرنا ہے بھلا | ہاں مگر موقع پہ کار خیر کا

موضع شہ رخ نہی ویرانی ست | موضع شہ پیل ہم نادانیست

رخ کی جائے شہ ہو ویرانی ہے یہ | شہ کی جا ہو پیل نادانی ہے یہ

در شریعت ہم عطا ہم زجر ہست | شاہ را صدر و فرس را درگہ ست

ہے شریعت میں عطا بھی زجر بھی | شاہ کو صدر اسپ کو ہے گھاس ہی

عدل چہ بود وضع اندر موضعش ‏ ظلم چہ بود وضع در ناموضعش

عدل یہ ہے اک ٹھکانے سے ہوں کام ‏ سب بے ٹھکانے ہوں تو ہے ظلم تمام

عدل چہ بود آب دہ اشجار را ‏ ظلم چہ بود آب دادن خار را

عدل کیا ہے آب دے اشجار کو ‏ ظلم کیا ہے پانی دینا خار کو

نیست باطل ہرچہ یزداں آفرید ‏ از غضب وز حلم وز نصح و مکید

حق نے جو پیدا کیا ۔ باطل نہیں ‏ ہو غضب یا حلم یا ہو مکر و کیں

خیر مطلق نیست زینہا ہیچ چیز ‏ شر مطلق نیست زینہا ہیچ چیز

خیر مطلق کچھ نہیں ہے کوئی چیز ‏ شر مطلق کچھ نہیں ہے کوئی چیز

نفع و ضر ہر یکے از موضعیست ‏ علم ازیں رو واجبست و نافعیست

نفع اور نقصان کا ہے اک محل ‏ اس لئے ہے علم نافع اور عمل

اے بسا زجرے کہ بر مسکیں رود ‏ در ثواب از نان و حلوا بہ بود

جھڑکیاں ہوں کا اکثر اے مسکیں کا باب ‏ نان و حلوا سے زیادہ ہے ثواب

زانکہ حلوا گرمی و صفرا کند ‏ سیلیش از خبث مستنقا کند

کیونکہ حلوا گرمی و صفرا بڑھائے ‏ اور اک تھپڑ برائی سے بچائے

سیلیے در وقت بر مسکیں بزن ‏ کہ رہاند آنش از گردن زدن

وقت پر مسکیں کے تھپڑ تو مار ‏ تا ہلاکت سے ہو اس کی رستگار

زخم در معنی فتد بر خوئے بد ‏ چوب بر گرد اوفتد نے بر نمد

مار سے ہوتی ہے زخمی اس کی کھوٹ ‏ گرد پر پڑتی ہے نمدے پہ چوٹ

بزم و زنداں ہست ہر بے راہ را ‏ بزم مخلص را و زنداں خام را

بزم و زنداں ہے ہر اک بے راہ کا ‏ بزم مخلص کی ہے زنداں خام کا

شق بے نیشتر ریش را مرہم کنی ‏ چرک را در ریش مستحکم کنی

ورنہ ہو مرہم زخم اگر مانگے شگاف ‏ جلد سے کب زخم ہو سکتا ہے صاف

تا خورد مر گوشت را در زیر آں ۔۔۔ نیم سودے باشد و پنجہ زیاں
پیچھے پیچھے گوشت کو کھا جائیگا ۔۔۔ فائدہ کم اور نقصاں ہے سوا

از تف آں اندروں ویراں شود ۔۔۔ چرک ناگہ درمیاں پنہاں شود
گرمی سے اندر پہنچا ہے زیاں ۔۔۔ درمیاں میں چرک رہتا ہے نہاں

گفت دلقک من نمیگویم گذار ۔۔۔ لیک میگویم تحری پیش آر
بولا دلقک۔ ہاں نہ کر مجھ کو رہا ۔۔۔ میں تو ہوں تحقیقِ حالت چاہتا

ایں رہ صبر و تانی را ببند ۔۔۔ صبر کن اندیشہ میکن روز چند
کر رہِ صبر و تاٗمل کو نہ بند ۔۔۔ صبر کچھ دن چاہئے اسے بہرہ مند

در تانی بر یقینی بر زنی ۔۔۔ گوشمال من بایقانی کنی
صبر کرنے سے یقیں ہو جائیگا ۔۔۔ بایقیں پھر پاؤں کا اپنی سزا

در روش یمشی مکبًّا خود چرا ۔۔۔ چونکہ میشاید شدن بر استوا
ہے روش "یمشی[1] مکبًّا" کی خطا ۔۔۔ جب ہے چلنا سیدھے رستے پر روا

مشورت کن با گروہ صالحاں ۔۔۔ بر پیمبر امر شاورہم بداں
مشورہ کر اُن سے جو ہیں نیک پے ۔۔۔ حکم پیغمبر کو "شاورہم"[2] کا ہے

امرہم شوریٰ برائے ایں بود ۔۔۔ کز تشاور سہو و کژ کمتر شود
امرہم شوریٰ[3] کا مطلب ہے یہی ۔۔۔ مشورہ سے مانع سہو و کجی

[1] قوله تعالیٰ افمن یمشی مکبًّا علیٰ وجهه اهدیٰ امن یمشی سویًّا علیٰ صراط المستقیم
یعنی جو منہ کے بل چلتا ہے وہ راست رو زیادہ ہے یا وہ جو سیدھے راستے پر چلتا ہے؟

[2] قوله تعالیٰ۔ وشاورهم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی الله یعنی اے محمدؐ لوگوں سے مشورہ کرو اور جب کسی کام کا ارادہ ہو۔ تو خدا پر توکل کرو۔ [3] قوله تعالیٰ۔ والذین استجابوا لربهم واقاموا الصلوٰة وامرهم شوریٰ بینهم ومما رزقناهم ینفقون۔ یعنی جو لوگ خدا کا حکم قبول کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ان کے کام بطریق مشورہ ہوتے ہیں اور ہمارے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں

کاین خرد ها چون مصابیح انورست ۔ بیست مصباح از یکی روشن ترست

ہیں یہ عقلیں شمع روشن سر ملا ۔ ایک سے ہے بیس میں زائد ضیا

بو کہ مصباحے فتد اندر میان ۔ مشتعل گشتہ ز نور آسمان

شمع شاید آئے کوئی درمیاں ۔ جس میں ہوں انوار نور آسماں

غیرت حق پردہ انگیختہ است ۔ سفلی و علوی بہم آمیختہ است

غیرت حق ہو گئی ہے پردہ دار ۔ سفلی و علوی ہیں دونوں ہمکنار

گفت سیروا مے طلب اندر جہان ۔ بخت و روزی را ہمی کن امتحان

حکم ہے تم سیر دنیا کی کرو ۔ اور ڈھونڈو رزق اور تقدیر کو

در مجالس مے طلب اندر عقول ۔ آنچنان عقلے کہ بود اندر رسول

مجلسوں میں پر کرو کسب عقول ۔ عقل ایسی جس کے حامل تھے رسول

زانکہ میراث از رسول آنست و بس ۔ کو ببیند غیب ہا از پیش و پس

ہے یہ میراث رسول اے بیکسو ۔ دیکھتے ہیں پیش و پس سے غیب کو

در بصرہا مے طلب ہم آن بصر ۔ کہ نتابد وصف آن این مختصر

ڈھونڈو نظروں میں بھی اک ایسی نظر ۔ وصف جس کا ہو نہ سکے مختصر

بہر این کردہ است منع آن باشکوہ ۔ از ترہب وز شدن خلوت بکوہ

اس لئے ہے منع حضرت نے کیا ۔ ہے رہبانیت اور پہاڑوں پر نہ جا

تا نگردد فوت این نوع التقا ۔ کان نظر بختست و اکسیر بقا

ملنا جلنا تا نہ ہو فوت اے سنا ۔ ہے انھیں نظروں میں اکسیر بقا

در میان صالحان یک اصلحست ۔ بر سر توقیعش از سلطان صحیست

ہے اک اصلح صالحوں کے درمیاں ۔ جس پہ الطاف خدا ہیں ضوفشاں

کان دعا شد با اجابت مقترن ۔ کفو او نبود کبار انس و جن

ہے دعا اس کی اجابت سے قریں ۔ انس و جن ہیں کب کفو اس کے نہیں

در مری اش آنکہ حلو و حامض ست
حجت ایشان بر حق داحض ست
ہمسری کرتے ہیں جو اس سے ذرا
اُن کی حجت ہے غلط نزدِ خدا

گرچہ ما او را بہ خود افراشتیم
عذر و حجت از میاں برداشتیم
ہم نے خود رہبر اُسے برتر دئیے
عذر و حجت درمیاں سے اُٹھ گئے

قبلہ را چوں کرد دست حق عیاں
پس تحری بعد ازاں مردود داں
قبلہ کو جب کر دیا حق نے عیاں
تو ہے بے معنی تحری[1] بعد ازاں

ہین بگرداں از تحری رو و سر
کہ پدید آمد معاد و مستقر
پھیر لے اپنا تحری سے تو سر
جب ہے ظاہر باز گشت اور مستقر

یک زماں زیں قبلہ گر ذاہل شوی
سخرۂ ہر قبلۂ باطل شوی
قبلہ سے دم بھر اگر غافل ہو تو
تو سخیر قبلہ باطل ہو تو

چوں شوی تمییز دہ را ناسپاس
بجہد از تو خطرۂ قبلہ شناس
جب ہے تو تمییز دہ[2] کا ناسپاس
تجھ سے چھوٹیں خطرۂ قبلہ شناس[3]

گر ازیں انبار خواہی بر و بہ
نیم ساعت ہم ز ہمراہاں مبر
رزق اور بخشش اگر ہے چاہتا
ساتھیوں سے ہو نہ اک لحظہ جدا

کاندراں دم کہ ببری از معین
مبتلا گردی تو با بئس القرین
ورنہ اک لمحہ میں تو ہو کر جدا
صحبتِ بد میں تو ہو گا مبتلا

چوہے اور مینڈک کا قصہ

از قضا موشے و چغزے با وفا
بر لب جو گشتہ بودند آشنا
اتفاقاً تھا اک مینڈک اک چوہا
تھے کنارہ نہر باہم آشنا

[1] قبلہ کو تلاش کرنا [2] تمیز دینے والا یعنی خدا [3] یعنی تجھ میں قبلہ شناسی کے خطرے پیدا ہو جائیں گے۔

ہر دو تن مربوط میعادی شدند ‏ ‏ ‏ ‏ ہر صباحی جمع یک جا آمدند

مدتوں تک ربط دونوں میں رہا ‏ ‏ ‏ ‏ ملتے تھے ہر صبح آکر باوفا

ہر دو دل با ہمدگر بے باختند ‏ ‏ ‏ ‏ وز وساوس سینہ سے پرداختند

نرد دل کی تھے وہ دونوں کھیلتے ‏ ‏ ‏ ‏ دور تھے اُن کے دلوں سے وسوسے

ہر دو در دل از تلاقی متسع ‏ ‏ ‏ ‏ ہمدگر را قصہ خوان و مستمع

دونوں دل پس کے ملنے سے تھے شاد ‏ ‏ ‏ ‏ کہتے تھے قصے جو کچھ تھے اُن کو یاد

راز گویاں با زبان بے زباں ‏ ‏ ‏ ‏ الجماعۃ رحمۃ تاویل داں

تھی زبان بے زبانی راز گو ‏ ‏ ‏ ‏ ہے جماعت رحمت اس سے جان لو

آں اثر چوں جفت آں شاد آمدے ‏ ‏ ‏ ‏ پنجسالہ قصہ اش یاد آمدے

ہوتے تھے جب مل کے دونوں شاد و شاد ‏ ‏ ‏ ‏ پنج سالہ قصے آجاتے تھے یاد

جوش نطق از دل نشان دوستیست ‏ ‏ ‏ ‏ بستگی نطق از بے الفتیست

بات کرنا ہے نشان دوستی ‏ ‏ ‏ ‏ ہے خموشی شاہد بیگانگی

دل کہ دلبر دید کے ماند ترش ‏ ‏ ‏ ‏ بلبلے گل دید کے ماند خمش

دیکھے جب دلبر کو دل کیوں ہو ترش ‏ ‏ ‏ ‏ گل کو بلبل دیکھ کر کب ہو خموش

ف ماہی بریاں ز آسیب خضرؑ ‏ ‏ ‏ ‏ زندہ گشت و سوئے دریا شد مستقر

تھی بھنی مچھلی کو ہیبت خضرؑ کی ‏ ‏ ‏ ‏ زندہ ہو کر لوٹ دریا میں گئی

یار چوں با یار خوش بنشستہ شد ‏ ‏ ‏ ‏ صد ہزاراں لوح سر دانستہ شد

دوست جب اک دوست کا ہو ہم نشیں ‏ ‏ ‏ ‏ راز کھل جاتے ہیں لاکھوں بالیقیں

ف روایت ہے کہ جب حضرت خضرؑ آب حیواں کی تلاش میں چشمہ آب حیات تک پہنچے تو ان کے پاس ایک بھنی ہوئی مچھلی تھی۔ انہوں نے وہاں روٹی کھانے کا ارادہ کیا۔ وفعتاً وہ مچھلی ان کے ہاتھ سے پانی میں گر پڑی اور زندہ ہو گئی +

لوح محفوظ است پیشانیٔ یار	راز کونینش نماید آشکار
ہے ازل کی لوح پیشانیٔ یار	اُس سے ہیں راز دو عالم آشکار
ہادیٔ راه ست یار اندر قدوم	مصطفیٰ زین گفت اصحابی نجوم
دوستداری ہے ہادیٔ راہِ قدوم	مصطفیٰؐ کہتے ہیں اصحابی نجوم
نجم اندر ریگ و دریا رہنماست	چشم اندر نجم نہ کو مقتداست
تارے دشت و بحر میں ہیں رہنما	رکھ نظر ان پر کہ یہ ہیں پیشوا
چشم را با روئے او میدار جفت	گرد منگیزان ز راه بحث و گفت
آنکھ کو چہرے پر اُن کے رکھ مدام	گرد بحث و گفتگو چھوڑ اے غلام
زانکہ گرد نجم پنہان زان غبار	چشم بہتر از زبان با عثار
کیونکہ تاروں کو چھپاتا ہے غبار	ہے زباں سے آنکھ بہتر لاکھ بار
تا بگوید آنکہ وحیستش شعار	کان نشاند گرد و نگیزد غبار
تاکہ فرمائیں جنابِ مصطفیٰؐ	یہ غبار و گرد سے فارغ رہا
چون شد آدمؑ مظہر وحی و داد	ناطقۂ او علم الاسما گشاد
جب ہوئے آدمؑ مظہر وحیِ خدا	علّم الاسماء سے کھولا ناطقہ
نام ہر چیزے چنانکہ ہست آن	از صحیفۂ دل روی گشتش زبان
نام ہر اک چیز کا جو تھا نہاں	بس کتابِ دل سے آیا تا زباں
فاش میگفتی زبان از رؤیتش	جملہ را خاصیت و ماہیتش
آشکارا ان کی زباں سے پھر ہوئی	خاصیت اور ماہیت ہر چیز کی
آن چنان نامے کہ اشیا را سزد	نے چنانکہ حیز را خواند اسد
کہتا جو نام اشیاء کا ٹھیک و رسد	یہ نہیں جو حیز کو کہہ دیں اسد
نوحؑ نہصد سال در راہ سوی	بود ہر روزیش تذکیر نوی
نوحؑ نو سو سال تک تھے مستقیم	تھا نیا اک ہر روز اُن کا ندیم

لعل و تازہ زیا قوت القلوب	نے رسالہ خواندنے قوت القلوب
دل کی یا قوتی سے تازہ ہونٹ تھے	کھائی یا قوتی۔ نہ کچھ لکھے پڑھے
وعظ را ناموختہ ہیچ از شروح	بلکہ ینبوع کشوف و شرح روح
وعظ کو سیکھا نہ شرحوں سے کبھی	کشف کے چشمے تھے شرحیں روح کی
زاں مئے کاں مے چو جوشیدہ شود	آب نطق از گنگ جوشیدہ شود
سیکھا اس مے سے کہ جب وہ جوش کھائے	جو ہو گونگا۔ وہ بھی جوش نطق پائے
طفل نوزادہ شود حبر و فصیح	حکمت بالغ بخواند چوں مسیح
طفل نوزائیدہ ہو دانا فصیح	حکمت کامل سکھائے جوں مسیح[1]
از کُہے کہ یافت زاں مے خوش لبی	صد غزل آموخت داؤدؑ نبی
جس نے پائی تھی یہ مے اُس کوہ سے	سیکھے نغمے حضرت داؤدؑ سے
جملہ مرغاں ترک کردہ چیک چیک	ہم زبان و یار داؤدؑ ملیک
چہچہے سب چھوڑ کر چڑیاں وہاں	ہو گئیں داؤد ہی کی ہمزباں
چہ عجب گر مرغ گردد مست او	چوں شنید آہن صدائے دست او
مست ہوں گر مرغ تو حیرت ہے کیا	جب صدا سے اُن کی لوہا موم تھا
صرصری بر عاد قتالے شدہ	مر سلیماں را چو حمالے شدہ
عاد والوں کی ہوا قتال تھی	اور سلیمانؑ کی وہی حمال تھی
صرصرے می برد بر سر تخت شاہ	ہر صباح و ہر مسا یک سالہ راہ
لیکے حامل تھی ہوا وقت سحر	تخت ان کا اک برس کی راہ بر

[1] جس طرح حضرت عیسیٰؑ نے پیدا ہوتے ہی فرمایا تھا۔ اِنِّی عَبْدُ اللّٰہِ آتَانِیَ الْکِتَابَ وَجَعَلَنِیْ مُبَارَکًا وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا یعنی میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھ کو کتاب دی ہے برکت والا بنایا ہے اور نبی بھی کیا ہے

ہم شدہ حمال و ہم جاسوس او ۔ گفت غائب را کنان محسوس او

ان کی حمالہ بھی تھی جاسوس بھی ۔ ان سے کہ دیتی تھی سب باتیں چھپی

باد چون گفتار غائب یافتے ۔ سوئے گوشش آں ملک بشتافتے

گفتگو پوشیدہ سنتی تھی اگر ۔ کہتی ان کے کان میں وہ سربسر

کہ خلانے این چنین گفت آں زماں ۔ اے سلیمان شہ صاحبقران

یعنی یوں اس وقت کہتا تھا فلاں ۔ اے سلیمانؑ اے شہِ صاحب قران

چوہے کا مینڈک کیساتھ مشورہ کرنا

این سخن پایاں ندارد گفت موش ۔ چغز را روزے کہ اے فخر وحوش

بات یہ لمبی ہے چوہے نے کہا ۔ ایک دن مینڈک سے اے بحر آشنا

وقتہا خواہم کہ گویم با تو راز ۔ تو درون آب داری ترکتاز

تجھ سے کہنا چاہتا ہوں دل کے راز ۔ دور ہے پانی میں تیری ترک تاز

بر لب جو من ترا نعرہ زناں ۔ نشنوی در آب از عاشق فغاں

تجھ کو ندی پہ میں دیتا ہوں صدا ۔ تو کہاں سنتا ہے عاشق کی بکا

من بریں وقت معین اے دلیر ۔ مے نگردم از ملاقات تو سیر

اک مقرر وقت پر مل اے دلیر ۔ ہو نہیں سکتا ترے ملنے سے سیر

پنج وقت آمد نماز اے رہنموں ۔ عاشقاں را فی صلوٰۃ دائموں

ہے مقرر پانچ وقت اپنی نماز ۔ دائمی لیکن ہے عاشق کی نماز

نے بہ پنج آرام گیرد آں خمار ۔ کاندریں سرہاست نے پانصد ہزار

پانچ وقتوں سے نہ ہو پورا خمار ۔ پانچ کیا گو ہاں سو ہوں دہ ہزار

۱ے دور دھوپ

نیست زرغبّاً طریق عاشقاں	سخت مستسقی ست جان صادقاں
مسلکِ عشاق زرغبّاً نہیں	جان صادق سخت تر ہے پیاسی
نیست زرغبّاً طریق ماہیاں	زانکہ بے دریا ندارند انس جاں
مچھلیوں کا دور زرغبّاً ہو گیا	کس سے ہیں مانوس دریا کے سوا
آب ایں دریا کہ ہائل بقعہ ایست	با خمار ماہیاں یک جرعہ ایست
بقعۂ دریائے ناپیدا کنار	مچھلیوں کو ہے بس اک جرعہ سا
یکدم ہجراں بر عاشق چو سال	وصل سالے متصل پیشش خیال
ایک لمحہ ہجر کا ہے ایک سال	وصل یک سالہ ہے گویا اک خیال
عشق مستسقی ست مستسقی طلب	در پے ہم ایں و آں چوں روز و شب
عشق خود تشنہ ہے اور تشنہ طلب	ایک پیچھے دوسرے کے روز و شب
روز بر شب عاشق ست و مضطر ست	چوں ببینی شب براں عاشق تر ست
دن ہے عاشق رات پر دیکھ لے بسر	رات ہے دن پر مگر دلدادہ تر
نیست شاں از گفتگو پروائے ایست	از پے ہم شاں یکے دم ایست نیست
بات کرنے کی انہیں مہلت نہیں	سر دی سے ایک دم فرصت نہیں
ایں گرفتہ پائے آں آں گوش ایں	ایں براں مدہوش آں بیہوش ایں
اس نے پکڑا پاؤں اس کا اس نے کان	اس پہ یہ مدہوش وہ دے اس پہ جان
در دلِ معشوق جملہ عاشق ست	در دل عذرا ہمیشہ وامق ست
قلب میں معشوق کے عاشق سمجھ	دل میں عذرا[2] کے سدا وامق سمجھ

۱؎ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رض سے فرمایا تھا کہ "یا اباہریرۃ زُرغبّاً تزدد حبّاً" یعنی اے ابوہریرہ ایک دن بیچ کرکے دوستوں سے ملا کرو اس طرح دوستی زیادہ بڑھ جاتی ہے

۲؎ عذرا معشوق کا اور وامق عاشق کا نام ہے +

در دل عاشق بجز معشوق نیست	در میان شان فارق و مفروق نیست
دل میں عاشق کے فقط معشوق ہے	کون ان میں فارق و مفروق ہے
بر یکے اشتر بود ایں دو درا	پس چہ زرغبا بگنجد ایں دو را
جب یہ دونوں دو درا اک اونٹ پر	پھر ہے زرغبا کی گنجائش کدھر
ہیچکس با خویش زرغبا نمود	ہیچکس با خود بنوبت یار بود
کون رکھے خود سے "زرغبا" روا	باری باری کون اپنے سے ملا
آں یکی نہ کہ عقلش فہم کرد	فہم ایں موقوف شد بر مرگ مرد
جس کو سمجھی عقل، وہ وحدت نہیں	موت کے بعد اس کا آتا ہے یقیں
جز مگر مُردی کہ پیش مرگ مُرد	رخت ہستی را بسوئے یار برد
ہاں مگر جو مرنے سے پہلے مرا	رخت ہستی سوئے جاناں لے گیا
ور بعقل ادراک ایں ممکن بدی	قہر نفس از بہر چہ واجب شدی
ہوتا ممکن عقل سے گر جانتا	مارنا کیوں نفس کا ہوتا روا
با چناں رحمت کہ دارد شاہ ہش	بیضرورت چوں بگوید نفس کش
باوجود ان رحمتوں کے کردگار	بے ضرورت کیوں نہ کہتا نفس مار

وصل کے لئے چوہے کی خوشامد اور زاری

گفت اے یار عزیز مہرکار	من ندارم بے رخت یکدم قرار
بولا چوہا اے عزیز دوست دار	مجھ کو بن تیرے نہیں اک دم قرار
روز نور و مکسب ماہم توئی	شب قرار و سلوت و خوابم توئی
دن کو میرا نور اور راحت ہے تو	شب کو میرا چین اور غم مونس تو

لہ کدانہ - حرص ۔

ازمروت باشد ارشادم کنی	وقت بیوقت از کرم یادم کنی
یہ مروت ہے کرے گر مجھ کو شاد	ہر وقت اور بے وقت کرلے دل سے یاد
در شبانروزی وظیفہ چاشتگاہ	راتبہ کردی وصال اے نیکخواہ
رات دن میں صرف وقت چاشت تو	وصل سے دیتا ہے تنخواہ اے نیک خو
من بدین یکبار قانع نیستم	در ہوایت طرفہ ایشا نیستم
میں مگر اک بار پر قانع نہیں	ہوں فنا حسرت میں تیری بالیقیں
پانصد استسقاستم اندر جگر	با ہر استسقا قرین جوع البقر
پانسو رکھتا ہے استسقا جگر	ہے ہر استسقا عدیل جوع البقر
بے نیازی از غم من اے امیر	دہ زکات جاہ و بنگر در فقیر
غم سے ہے بے پروا نہ ہو میرے امیر	دے زکات جاہ کر فکر فقیر
این فقیر بے ادب نادرخورست	لیک لطف عام تو زان برترست
یہ فقیر بے ادب ہے نا سزا	تیرا لطف عام ہے لیکن بڑا
می نجوید لطف عام تو سند	آفتابے بر حدثہا مے زند
تیرا لطف عام تو ہے بے حساب	ہے نجاست پر بھی تاباں آفتاب
نور او را زاں زیانے نا بدہ	آں حدث از خشکی ہیزم شدہ
نور کو اس کے نہیں اس سے زیاں	مثل ہیزم خشک ہو جاتی ہے تاں
تا حدث در گلخنے شد نور یافت	ہم در و دیوار حمامے بتافت
ہو کے گلخن میں نجاست جلوہ گر	گرمی ہے نور اگلی حمام پر

لہ یہ مرض جس میں بار بار پیاس معلوم ہوتی ہے اور پانی سے کسی طرح سیری نہیں ہوتی

ٹہ وہ مرض جس میں تمام اعضا سوکھ جاتے ہیں اور کھانے پینے سے کسی طرح سیری نہیں ہوتی۔

بود آلایش شد آرایش کنوں | چوں بہ بر خواند خورشید آں فسوں
تھی جو آلائش اب آرائش ہوئی | ہے یہ افسوں رُخِ خورشید ہی
شمس ہم معدہ زمین را گرم کرد | تا زمین باقی حدثہا را بخورد
سب زمیں کو گرم سورج نے کیا | اُس نے پھر ناپاکیوں کو کھا لیا
جزو خاکی گشت و رست از وے نبات | ھکذا یمحو الالٰہ السیئات
بن کے جزوِ خاک اُگا ئی پھر گیاہ | محو کرتا ہے یوں ہی خالق گناہ
جزو خاکی گشت و شد او پر ز نور | ھکذا العفر لمن یعطی الغفور
جزو خاکی بن کے ہو جاتی ہے نور | بخش دیتا ہے یوں ہی ربِّ غفور
با حدث کاں بدترینست ایں کند | کش نبات و نرگس و نسرین کند
جب نجاست سے سلوک ایسا کرے | نرگس و نسریں بناتا ہے اسے
تا بنسرین مناسک در وفا | حق چہ بخشد در جزا و در عطا
پھر انہیں جو ہیں فدا جُو با وفا | کیا خبر اللہ کیا دے گا جزا
چوں خبیثاں را چنیں خلعت دہد | طیبین را تا چہ بخشد در رشد
دے خبیثوں کو جب ایسی خلعتیں | جانے کیا پاکوں کو بخشے نعمتیں
آں دہد حق شاں کہ لا عین رأت | کاں نگنجد در زبان و در لغت
دے گا خالق جو نہ دیکھا آنکھ نے | اور زباں جس کو نہ ظاہر کر سکے
ما کہ ایم ایں را بیاں کن یار من | روز من روشن کن از خلق حسن
ہم ہیں کیا اے دوست تو خود کر بیاں | کر مجھے خلقِ حسن سے ضو فشاں
منگر اندر زشتی و مکروہیم | کہ ز پر زہری چو مار کوہیم
دیکھتا کیا ہے مرا حال ردول | زہر سے پُر اک پہاڑی سانپ ہوں
اے کہ من زشت و خصالم نیز زشت | چوں شوم گل چوں مرا او خار کشت
اے برائی دیکھنے والے مرے | گُل بنوں کیونکر کہ ہے خلقت خار سے

نو بہارا حسن گل دہ خار را ۔ زینت طاؤس دہ ایں مار را
نو بہار حسن گل دے خار کو ۔ زینتیں طاؤس کی دے مار کو

در کمال زشتیم من منتہی ۔ لطف تو در فضل و در فن منتہی
گو بُرائی میں کوئی مجھ سا نہیں ۔ لطف فرمائی میں بھی تجھ سا نہیں

حاجت ایں منتہی زاں منتہی ۔ تو برآرا ے غیرت سرو سہی
لطف سے اپنے امیدیں ذلت کی ۔ تو نکال اے غیرت سرو سہی

چوں بمیرم فضل تو خواہد گریست ۔ از کرم گرچہ ز حاجت وا بریست
جب مروں گا فضل تیرا روئے گا ۔ رحمتاً ورنہ اُسے حاجت ہے کیا

بر سر گورم بسے خواہی نشست ۔ خواہد از چشم لطیفت اشک جست
آ کے تو بیٹھے گا تربت پر مری ۔ اشک بھی برسیں گے آنکھوں سے تری

نوحہ خواہی کرد بر محرومیم ۔ چشم خواہی بست از مظلومیم
تجھ کو رُلوائے گی محرومی مری ۔ دیکھ کب جائے گی مظلومی مری

اندکے زاں لطفہا اکنوں بکن ۔ حلقہ در گوش من کن زیں سخن
وہ کرم تھوڑا سا مجھ پر آج کر ۔ اور بنا اپنا غلام اے دادگر

آنچہ خواہی گفت تو با خاک من ۔ بر فشاں بر درک غمناک من
کل جو باتیں ہوں گی میری خاک سے ۔ ڈال دے ادراک غمگیں پر مرے

دستگیرم در چنیں بیچارگی ۔ شاد گردانم دراں غمخوارگی
ہو مرا اے چارگی میں دستگیر ۔ ہوں میں غمگیں شاد کر رب قدیر!

چوہے کی خوشامد اور ایک مثال

صوفیے را گفت خواجہ سیم پاش ۔ کاے قدمہائے ترا جانم فراش
اک سخی خواجہ نے صوفی سے کہا ۔ جان میری سر سے قدموں پر فدا

یکدرم خواہی تو امروز اے پسر	یا کہ فردا چاشتگاہی سہ درم
اک درم اس وقت لے گا بیٹے دل	یا کہ درہم تین وقت چاشت کل
گفت من بر دو رہے راضی نیم	کہ دہی امروز و فردا صد درم
بولا راضی ہوں میں اک درہم پہ لا	سو درم بھی کل اگر دے گا تو کیا
سیلی نقد از عطائے نسیہ بہ	نک قفا پیش کشیدم نقد دہ
سیلی نقد اچھی تری بخشش اُدھار	نقد دے جا سر ہے گردن کی یہ دھول مار
خاصہ آن سیلی کہ از دست تو است	ہم قفا ہم سیلیش مست تو است
خاص کر یہ دھول تیرے ہاتھ کی	دھول گردن کی سب ہیں مستانہ تری
ہین بیا اے شادی جان جہان	خوش غنیمت دار نقد این زمان
جلد آ اے عشرت و جان جہان	ہے غنیمت نقد وقت اے جان جہان
در بدزد آن روی ماہ از شب پرے	ہر کشش زین جوی اے آب روان
رہبر دشمن سے یہ منہ اپنا چھپا	ہے اگر آب رواں ندی بہا
تا لب جو خندہ از ماء معین	وز لب جو سر برآرد یاسمین
ہو لب جو خندہ ماء معین	اور لب جو سے ہو پیدا یاسمین
چون ببینی بر لب جو سبزہ ست	پس بدان از دور کانجا آب ہست
سبزہ جب آئے لب جو پر نظر	دور سے پانی کا اندازہ تو کر
گفت سیماہم وجوہ کردگار	کہ بود غماز باران سبزہ زار
جب کہ سیماہم سے قول کردگار	کیوں نہ ہو غماز باران سبزہ زار
گر ببارد شب نبیند ہیچ کس	کہ بود در خواب ہر نفس و نفس
شب کو بارش ہو تو کیا دیکھے کوئی	ہر نفس ہوتا ہے محو خواب ہی
تازگی ہر گلستان جمیل	ہست بر باران پنہانی دلیل
تازگی گلشن چمن کی اے جمیل	بارش پنہاں کی ظاہر ہے دلیل

چوہے اور مینڈک کی حکایت کیطرف رجوع

ای اخی من خاکیم تو آبیی ‏ ‏ لیک شاہ رحمت و وہابیی

اے اخی خاکی ہوں میں آبی ہے تو ‏ ‏ رحمت خالق کا حامل نیک خو

آنچنان کن از عطا و از قسم ‏ ‏ کہ گہ و بیگہ بخدمت میرسم

کر سلوک ایسی مجھے خوش قسمتی ‏ ‏ گاہے گاہے میں کروں خدمت تری

بر لب جو من بجان میخوانمت ‏ ‏ من نہ بینم از اجابت مرحمت

میں لب جو تجھ کو دیتا ہوں صدا ‏ ‏ اور صدا پہنچی نہیں میری رسا

آمدن در آب بہر من بستہ شد ‏ ‏ زانکہ ترکیبم ز خاکی رستہ شد

پانی پہ آنا مرا ممکن نہیں ‏ ‏ خاک سے ہے میری خلقت یا یقیں

یا رسولی یا نشانی کن مدد ‏ ‏ تا ترا از بانگ من آگہ کند

تو مقرر کر کوئی پیغام بر ‏ ‏ دے جو میری بانگ کی تجھ کو خبر

بحث کردند اندرین کار آن دو یار ‏ ‏ آخر این بحث آن آمد قرار

بحث کی دونوں نے اس پر بار بار ‏ ‏ پا گئی یہ بات آخر کو قرار

کہ بدست آرند یک رشتہ دراز ‏ ‏ تا ز جذب رشتہ گردد کشف راز

ہم کہیں سے لائیں اک ڈورا دراز ‏ ‏ تاکہ ہو اس کی کشش سے کشف راز

یکسری بر پای این بندہ دوتو ‏ ‏ بستہ باشد و دگر سر بر پای تو

پاؤں میں اک میرے باندھو اس کا سرا ‏ ‏ باندھ پھر پاؤں میں اپنے دوسرا

تا بہم آییم زین فن ما دو تن ‏ ‏ اندر آمیزیم چون جان با بدن

تاکہ دونوں کو ملا دے یہ رسن ‏ ‏ اور ہم مل جائیں جیسے جان و تن

ہست تن چون ریسمان بر پای جان ‏ ‏ میکشاندش بزیر از آسمان

جسم اک رسی ہے پائے روح پر ‏ ‏ لائی گردوں سے زمیں پہ کھینچ کر

چغز جاں را آب خواب بہشتی
رستہ از موش تن آمد در خوشی

روح کا مینڈک تھا غرق بے خودی
موش تن سے چھوٹ کے کرتا تھا خوشی

موش تن زاں ریسماں بازش کشید
چند تلخی زیں کشش جاں مے چشید

موش تن نے کھینچی رسّی پھر یہاں
روح نے اس سے اٹھائیں تلخیاں

گر نبودے جذب موش گندہ مغز
عیشہا کردے درون آب چغز

گر کشش کرتا نہ یہ گندہ چوہا
عیش پانی میں بڑا مینڈک کو تھا

باقیش چوں روز برخیزی ز خواب
بشنوی از نور بخش آفتاب

جو ہوا تو جب اٹھے تو بعد خواب
اور دیکھے ہے درخشاں آفتاب

یک سر رشتہ گرہ بر پائے من
زاں سر دیگر تو بر پا عقدہ زن

اک گرہ تو ہوگی میرے پاؤں پر
دوسری پنجے میں تیرے لے خطر

تا توانم من دریں خشکی کشید
مر ترا تا شد سر رشتہ پدید

بس یہاں لوں گا کھینچ خشکی پر تجھے
لے جو کھوئے تجھے وہ رسے مل گئے

تلخ آمد بر دل چغز ایں حدیث
کہ مرا در عقدہ آرد ایں خبیث

بات مینڈک کو ہوئی یہ ناگوار
پھانسنا چاہے مجھے یہ بدکار

ہر کراہت در دل مرد بہی
چوں در آید از آفتے نبود تہی

دل میں آتی ہے کراہت جو کوئی
خالی آفت سے نہیں ہوتی کبھی

وحی حق داں آں فراست را ز وہم
نور دل از لوح کل کردہ است فہم

وحی حق جان اس فراست کو نہ وہم
نور دل تو عرش سے ملتی ہے فہم

امتناع پیل از سیران بیت
با جدال پیلباں و بانگ ہیت

جانب کعبہ نہ تھے ہاتھی رواں
باوجود ہیٹ و سعی پیلباں

۱؎ یعنی جب ابرہہ کا لشکر انہدام کعبہ کے لئے روانہ ہوا تو ہاتھی کعبہ کی طرف قدم نہ بڑھا سکے
۲؎ وہ اونٹ [illegible] کو جو پیلا – [illegible] پیلبان سکے نہ سے [illegible]

جانب کعبہ نہ رفتی پائے پیل ‌‌ ‌ با ہمہ لت نے کثیر و نے قلیل
کعبہ کی جانب نہ اٹھا پائے پیل ‌ گو بہت لاتیں چلائیں اے عقیل

گفتئی کہ خشک شد پاہائے او ‌ یا بمرد آں جانِ ہول فزائے او
خشک گویا پاؤں ان کے ہو گئے ‌ یا نہیں تھی جان ان کی ہول سے

پیل را حق جان آگہ مے کند ‌ واں خساں را کور و گمرہ میکند
ہاتھیوں کو حق نے بخشی آگہی ‌ اور اُن نالائقوں کو گمرہی

چونکہ کردندی سرش سوئے یمن ‌ پیل نر صد اسپہ گشتے گام زن
جب چلا دیتے تھے انہیں سوئے یمن ‌ تو بہت تیزی سے ہوتے گام زن

حس پیل از زخم غیب آگاہ بود ‌ چوں بود حس ولیٔ با وُدود
عیب سے ہاتھی کی حس آگاہ تھی ‌ ہو گی کیا پھر حس ولی اللہ کی

نے کہ یعقوبِ نبی گفت آں زماں ‌ کہ از و جستند یوسفؑ را کہاں
کیا نہ تھا یعقوبؑ نے اُن سے کہا ‌ بھائیوں نے مانگا جب یوسفؑ کو بھا

از پدر چوں خواستندش آں دداں ‌ تا برندش سوئے صحرا یک زماں
بھائیوں نے آپ سے یوں عرض کی ‌ ہم اُسے لے جائیں جنگل اک گھڑی

جملہ گفتندش میندیش از ضرر ‌ یکدو روزش مہلتے دہ اے پدر
کچھ نہ دل میں کیجئے خوفِ ضرر ‌ مہلت اک دو دن کی دیدیجئے پدر

تو چرا ما را نمیداری امین ‌ یوسفؑ خود نسپری با حافظین
تم سمجھتے کیوں نہیں ہم کو امیں ‌ کیوں ہمیں یوسفؑ کو دیدیتے نہیں

تا بہم در مرجہا بازی کنیم ‌ ما دریں دعوت امین و محسنیم
تا چراگاہوں میں ہم کھیلیں بہم ‌ ہیں امیں واللہ اور محسن ہیں ہم

گفت میدانم کہ نقلش از برم ‌ میفروزد در دلم درد و سقم
بولے یعقوبؑ اس کا جانا یاں سے ‌ درد کچھ دل میں بڑھاتا ہے مرے

این دلم ہرگز نمیگوید دروغ	کز نور عرش دل دارد فروغ
دل مرا ہرگز نہیں کہتا دروغ	نور سے ہے عرش کے اس کو فروغ
آں دلیل قاطعی بد بہر فساد	ور قضا آں را نکرد او اعتداد
تھی یہ اک قاطع دلیل اعتبار	حکم حق سے پر نہ آیا اعتبار
در گذشت از وے نشانی آنچناں	کہ قضا در فلسفہ بود آں زماں
درجو علم چوک اُن سے ہوئی	کیونکہ اس لحظہ قضا حکمت میں تھی
ایں عجب نبود کہ کور افتد بچاہ	بلعجب افتادن بینائے راہ
کیا عجب گر چاہ میں اندھا گرے	ہاں تعجب ہے اگر بینا گرے
کایں قضا را گونہ گوں تصریفہاست	چشم بندش یفعل اللہ ما یشاء[1]
گونہ گوں ہیں انقلابات قضا	ہے کرشمہ یفعل اللہ ما یشاء
ہم بداند ہم نداند دل فنش	موم گردد بہر آں مہر آہنش
جانتا ہے دل کرشمے اور بھی	موم ہو جاتا ہے لوہا بالیقیں
گوئیا دل گوید کہ میل او	چوں دریں شد ہرچہ باشد باش گو
کوہ کی مانند ہو دل سخت جو	اس کی خواہش ہے کہ جو ہو سو ہو
خویش را ہم زیں معقل مے کند	در عقالش جاں معقل مے کند
خود کو کرتا ہے عاقل بے گماں	اس کی رسی میں پھنسا دیتا ہے جان
گر شود مات اندریں آں بوالعلا	آں نباشد مات باشد ابتلا
مات ہو جائے جو وہ ناداں یہاں	تو نہیں یہ مات یہ ہے امتحاں
یک بلا از صد بلایش وا خرد	یک ہبوطش بر معارجہا برد
سو بلاؤں سے چھڑائے اک بلا	اک پستی سے ہوں معراجیں عطا

[1] یعنی اللہ جو کچھ چاہتا کرتا ہے ۔

خام شوخی که رهانیدش مدام	از خمارهٔ صد هزاران زشت نام
اب وہ شوخ خام جو کرتا رہا	سیکڑوں ناقص خماروں سے رہا
عاقبت او پخته و استاد شد	جست از رق جهان آزاد شد
ہو گیا استاد اب استحکام کار	اور غلامی سے جہاں کی رستگار
از شراب لایزالی گشت مست	شد ممیز وز خلائق باز رست
ہو گیا مست شراب لایزال	صاحب تمیز اور آزاد خلق[1]
ز اعتقاد سست پر تقلید شان	وز خیال دیدهٔ بی دید شان
اعتقاد سست و پر تقلید سے	اور فکر دیدۂ بے دید سے
ای عجب چه فن زند ادراکشان	پیش جزر و مد بحر بی نشان
کون سا فن اس کو لایا کھینچ کے	ایسے بحر بیکراں کے سامنے
زان بیابان آن عمارتها رسید	ملکت شاهی و وزارتها رسید
اس بیاباں سے ہیں یہ آبادیاں	ملک و شاہی اور وزارت سے کہاں
زان بیابان عدم مستان شوق	می رسند اندر شهادت جوق جوق
اس بیاباں عدم سے مست شوق	آتے ہیں بہر شہادت جوق جوق
کاروان در کاروان زین بادیه	می رسد در رہ مسا و غادیه
اور اس جنگل سے لاکھوں قافلے	رات دن جاتے ہیں اس جا بیکھ سے
آید و گیرد وثاق ما گرو	که رسیدم نوبت ما شد تو رو
آنے والا چھینتا ہے ہم سے گھر	اب میں آ پہنچا تو رخصت ہو پدر
چون پسر چشم خرد را بر گشاد	زود بابا رخت بر گردون نهاد
جبکہ لڑکا ہو گیا بالغ کوئی	باپ سے فوراً عدم کی راہ لی

[1] آزاد کس سے ہوا۔ اس کا جواب دوسرے مصرعہ میں ہے ٭

جادۂ شاہ است این زین سو روان	وان ازان سو صادران و واردان
ہے یہ اک شہراہ بدن سے رواں	آتے جاتے ہیں اسی سے کارواں
نیک بنگر ما نشستہ میرویم	می نہ بینی قاصد جائے نویم
بیٹھے ہی بیٹھے چلے جاتے ہیں ہم	ہم ہیں قاصد شہر نو کے دمبدم
بہر مالے می نگیری راس مال	بلکہ از بہر غرضہا در مآل
مال سے سمجھے نہ باز راس مال	ہے غرض مندی سے وابستہ مآل
پس مسافر آں بود اے رہ پرست	کہ مسیر و روشش در مستقبل است
بس مسافر ہے وہی پہچان لے	جو کہ ہر دم فکر مستقبل کرے
ہمچناں کز پردۂ دل بے کلال	دمبدم در میرسد خیل خیال
جس طرح پردے سے دل کے بے ملال	ہیں پہنچتے دمبدم لاکھوں خیال
گر نہ تصویرات از یک مغرس اند	در پے ہم سوئے جاں چوں میرسند
گر تصور ایک مرکز سے نہ ہوں	روح کی جانب پہنچ جائیں یہ کیوں
جوق جوق اسپاہ تصویرات ما	سوئے چشمۂ دل شتابان از ظما
یہ تصور دوڑتے ہیں صف بصف	تشنگی سے چشمۂ دل کی طرف
جرہ ہا پر میکنند و میروند	دائما پیدا و پنہاں میشوند
بھر کے کوزے اپنے ہوتے ہیں رواں	ہیں ہمیشہ یوں ہی پیدا و نہاں
فکرہا را اختران چرخ داں	دائر اندر چرخ دیگر آسماں
ہیں یہ فکریں اختران چرخ سے	دوسرے گردوں پہ جو ہیں گھومتے

۱ یعنی مال و دیلہ عاقل ہو کر راس المال عقلی سے بے فکر ہو گیا ہے

۲ کہتے ہیں کہ جس طرح ہم جو عرش اعظم ہے۔ اس کے جوف میں طبق در طبق اور آسمان بھی ہیں اور طارم کے ستارے انہیں کی گردش کے ماتحت ہیں۔

سعد دیدی شکر کن ایثار هم	نحس دیدی صدقه و استغفار هم
سعد ہوں تو شکر کر ایثار بھی	نحس ہوں تو صدقہ بھی استغفار بھی
ما کییم ایں را بیار اے یار من	طالعم مقبل کن و چرخے بزن
ہم ہیں کیا اے دوست آ طالع کو لا	کرکے خوش تقدیر گردش دے ذرا
روح را تاباں کن از انوارِ ماہ	ز آنکہ ز آسیب ذنب شد دل سیاہ
روح پر کر مارتیں انوار ماہ	کیونکہ یہ دل ہے گناہوں سے سیاہ
از خیال و وہم و ظن بازش رہاں	از چہ و جور رسن بازش رہاں
پھر رہا کرکے خیال و وہم سے	تو اسے جور رسن سے کھول دے
تا ز دلداری خوب تو ولے	پر برآرد بر پرد ز آب و گلے
تیری دلداری سے نکلیں دل کے پر	آب و گل سے جائے یہ اڑ کر ادھر
اے عزیز مصر جانم دستگیر	عذر ایں زندانی خود در پذیر
اے عزیز مصر جاں تو لطف سے	عذر اس بندی کا اپنے مان لے
اے عزیز مصر جانم آن تست	یوسف مظلوم در زندان تست
اے عزیز مصر جان تجھ پر فدا	یوسف مظلوم ہے بندی ترا
در خلاص او یکے خوابے ببیں	زود کان اللہ یحب المحسنین
دیکھ خواب اس کی رہائی کے بھی چند	کیونکہ ہیں اللہ کو محسن پسند
ہفت گاو لاغر پر از گزند	ہفت گاو فربہش را مے خورند
دبلی پتلی سات گائیں اے عجب	کھا رہی ہیں سات موٹی گائیں اب
ہفت خوشہ زشت خشک ناپسند	سنبلات تازہ اش را مے چرند
سات خوشے جو کہ ہیں سوکھے ہوئے	چر رہے ہیں تازہ موٹے دیکھ لے
قحط از مصرش برآمد اے عزیز	ہیں مباش اے شاہ ایں را مستجیز
مصر جاں میں پڑ گیا قحط اے عزیز	ہاں روا اس کو نہ رکھ اے باتمیز

یوسفم در حبس تو ای شہ نشان | ہین ز دستان زنانم وارہان
ہے جو تیری قید میں یوسف مرا | عورتوں کے مکر سے اس کو چھڑا

از سوی عرشی کہ بودم مربط او | شہوت مادر فکندم کاہبطوا[۱]
عرش سے جو تھا مقام آبرو | پھینکا یاں شہوت نے کہکر اہبطوا

پس فتادم زان کمال مستتم | از فن زالی[۲] بہ زندان رحم
اس کمال قرب سے پستی میں گرا | زال کے فن سے رحم میں آپڑا

روح را از عرش آرد در حطیم | لاجرم کید زنان باشد عظیم[۳]
روح کو پستی میں لائے عرش سے | مکر ہیں ان عورتوں کے بھی بڑے

اول و آخر ہبوط من ز زن | چونکہ بودم روح و چون گشتم بدن
اول و آخر مری پستی ہے زن | جبکہ تھا میں روح اور اب ہوں بدن

بشنو این زاری یوسف رعنا | یا بران یعقوب بیدل رحم آر
بیکسی میں سن لے یوسف کی پکار | رحم کر یعقوب بیدل پر ذرا

نالہ از اخوان کنم یا از زنان | کہ فکندندم چو آدم از جنان
عورتوں سے روؤں یا اخوان سے | مثل آدم خلد سے پھینکا مجھے

زان مثال برگ دی پژمردہ ام | کز بہشت وصل گندم خوردہ ام
ہوں فسردہ صورت برگ خزاں | گیہوں خلد وصل سے کھایا ہے ہاں

چون ببینم لطف و اکرام ترا | وان سلام و سلم و پیغام ترا
لطف اور اکرام جب دیکھے ترے | اور ترے مژدے سلام و امن کے

من سپند چشم بد کردم پدید | در سپندم نیز چشم بد رسید
کالا دانہ میں نے گو صدقے کیا | چشم زخم اس میں بھی مجھ کو پر ملا

۱ یعنی اتر جاؤ۔ ۲ یعنی زال دنیا۔
۳ قولہ تعالیٰ۔ "إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ" سورۂ یوسف

دافع ہر چشم بد از پیش و پس ... چشمہائے پر خمار تست و بس
چشم بد کی ہیں جو دافع پیش و پس ... ہیں خمار آلود آنکھیں تیری بس

چشم بد را چشم نیکویت شہا ... مات و مستاصل کند نعم الدوا
چشم بد کو تیری چشم خوش ادا ... دفع کر دیتی ہے - ہے اچھی دوا

بل ز چشمت کیمیا ہا مے رسد ... چشم بد را چشم نیکو مے کند
کیمیا ملتی ہے آنکھوں سے تری ... نیک ہو جاتی ہیں اب آنکھیں بُری

چشم شہ بر چشم باز دل زدہ ست ... چشم باز ش سخت با ہمت شدہ است
چشم بازِ دل پہ چشم شہ پڑی ... ہو گئیں باہمت آنکھیں باز کی

تا ز بس ہمت کہ یابید از نظر ... مے نگیرد باز شہ جز شیر نر
بار شہ جب سے ہُوا عالی نظر ... صید کرتا ہے فقط اب شیر نر

شیر چہ کان شاہ باز معنوی ... ہم شکار تست ہم صیدش توئی
شیر کیا یہ شاہباز معنوی ... ہاں ترا ہے صید اور تو اس کا صید بھی

شد صفیر باز جاں در مرج دیں ... نعرہائے لا احب الآفلین
بازِ جاں جو ہے مقیم کشتِ دیں ... کہہ رہا ہے لا اُحِبُّ الآفلین

باز دل کز پئے تو مے پرید ... از عطائے بے حدت چشمے رسید
باز دل کو جو ترے پیچھے اُڑا ... تو نے بہ چشم بصیرت کی عطا

یافت بینی بوئے گوش از تو سماع ... ہر حسے را قسمتے آرد مشاع
ناک کو خوشبو سماعت کان کو ... پایا ہر اک حس نے حصہ دیکھ لو

ہر حسے را چوں دہی رہ سوئے غیب ... نبود آں حس را فتور مرگ و شیب
غیب کی جانب ملی جب حس کو راہ ... پائی مرگ و ضعف و سستی سے پناہ

سلہ میں ڈوبنے اور فنا ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

مالک الملکی بجنس چیزے ہی	تا کہ بر جنسہا کند آں جنس شہی
جس کو لے پاک نو دے وہ مرتبا	سب جنسوں پر وہ رہے فرماں روا

سلطان محمود غزنوی اور چوروں کی جماعت

شب چو شہ محمود برمے گشت فرد	با گروہ دزد و شبرو باز خورد
گشت میں اک شب تھے شاہ غزنوی	اک جماعت اُن کو چوروں کی ملی
پس بگفتندش کہ اے بو الوفا	گفت شہ منہم یکے ام از شما
تو پوچھا ہاں تو کون ہے اے مرد نیک	بولے سلطان میں بھی ہوں تم میں سے ایک
آں یکے گفت اے گروہ مکر کیش	ہین بگوئید از فن و فرہنگ خویش
ایک بولا صاحبِ فن دوستو	اپنے اپنے فن یہاں ظاہر کرو
تا بگوید با حریفاں در سمر	کو چہ دارد در جبلت از ہنر
سنائے ہم جیتوں سے ایسی داستاں	کیا ہنر ہے کس کی فطرت میں یہاں
آں یکے گفت اے گروہ فن فروش	ہست خاصیت مرا اندر دو گوش
ایک بولا سنئے اربابِ صفت	ہے عجب کانوں میں میرے خاصیت
کہ بدانم سگ چہ میگوید بہ بانگ	قوم گفتندش ز دیناری دو دانگ
کتے کی آواز ہوں پہچانتا	بولے ہے دینار دو حصے ترا
آں دگر گفت اے گروہ زر پرست	جملہ خاصیت مرا چشم اندرست
دوسرا بولا کہ اے اربابِ مال	ہے مری آنکھوں میں سب میرا کمال
ہر کرا شب بینم اندر قیرواں	روز بشناسم مر اورا بیگماں
کارواں میں جس کو دیکھوں وقتِ شب	دن کو پہچانوں اُسے میں بے لقب
گفت یک خاصیتم در بازوست	کہ زنم من نقبہا بازور دست
ایک بولا میرے بازو دیکھنا	ہاتھ سے میں نقب دیتا ہوں لگا

گفت یک خاصیتم در بینی است — کار من در خاکہا بو بینی است

ایک بولا خاصیت ہے ناک میں — کام میرا سونگھنا ہے خاک میں

سر الناس معادن[1] داد دست — کہ رسولؐ آں را پئے چہ گفتہ ست

علم "الناس معادن" ہے مجھے — کیوں یہ فرمایا رسول اللہ نے

من ز خاک تن بدانم کاندراں — چند نقد ست و چہ دارد او ز کاں

جسم کی مٹی سے میں لیتا ہوں جاں — کس قدر ہے نقد اور کیسی ہے کاں

در یکے کاں زر بے اندازہ درج — واں دگر را دخلش بود کمتر ز خرج

اندر رہے سونا اک کاں میں — خرچ ہے بے انتہا اک کان میں

ہمچو مجنوں بو کنم ہر خاک را — خاک لیلیٰ را بیابم بے خطا

مثل مجنوں خاک کو ہوں سونگھتا — اور لگا لیتا ہوں لیلیٰ کا پتا

بو کنم دانم ز ہر پیراہنے — گر بود یوسف و گر آہرمنے

جانتا ہوں سونگھ کر ہر پیرہن — اس میں ہے یوسف اور اس میں راہزن

ہمچو احمدؐ کہ برد بو از یمن[2] — زاں نصیبے یافت ایں بینی من

تو یمن کی سونگھ لیتے تھے نبیؐ — ہے وہی تقدیر میری ناک کی

کہ کدامیں خاک ہمسایہ زر ست — یا کدامیں خاک صفر و ابتر ست

یہ سمجھتی ہے خزانہ ہے کہاں — اور کہاں خالی زمیں ہے بے نشاں

گفت یک خاصیت در پنجہ ام — کہ کمندے افگنم طول علم

ایک بولا میرا پنجہ ہے سہم — ہوں کمند افگن بقدر باسِ علم

[1] حدیث شریف - الناس معادن کمعادن الذہب والفضۃ یعنی آدمی سونے چاندی کی کانوں کی طرح کانیں ہیں

[2] حدیث شریف :- انی لاجد ریح الرحمٰن من الیمن - یعنی تحقیق مجھے جانب یمن سے رحماں کی خوشبو آتی ہے ۔

قصر اگر چه چند باشد بس بلند | کنگرش در تخت گردانم کمند
قصر ہو کتنا ہی اونچا اور بلند | کنگرے پر اس کے پڑتی ہے کمند
همچو احمدؐ که کمند انداخت سخت | که کمندش برد سوئے تخت و بخت
جس طرح احمدؐ کمند افگن ہوئے | تخت و بخت اُن کے لئے مسکن ہوئے
همچو احمدؐ که کمند انداخت جانش | تا کمندش برد سوئے آسمانش
روح نے حق آپ کی پھینکی کمند | لے گئی وہ جانب چرخ بلند
گفت حقش اے کمند انداز بیت | آں ز من داں ما رمیت اذ رمیت
بولا یوں خالق کہ اے میرے پھینکیت | ہے یہ مجھ سے ما رمیت اذ رمیت
پس بپرسیدند زاں شه کاے سند | مر ترا خاصیت اندر چه بود
بعد ازاں سب نے یہ پوچھا شاہ سے | تجھ میں خاصیت ہے کیا اب کھول دے
گفت در ریشم بود خاصیتم | که رہانم مجرماں را از ستم
بولے خاصیت مری ڈاڑھی میں ہے | مجرم اس سے چھوٹتے ہیں بے پئے
مجرماں را چوں بجلاداں دهند | چوں بجنبد ریش من ایشاں رهند
مجرموں کو جبکہ حکم قتل دیں | ڈاڑھی کی جنبش چھڑاتی ہے انہیں
چوں بجنبانم برحمت ریش را | طے کنند آں قتل و آں تشویش را
مہربانی سے اگر ڈاڑھی ہلی | اور اُدھر تشویش سے رخصت ملی
قوم گفتندش که قطب ما توئی | چوں خلاص روز محنتہا توئی
بولے سب ہے قطب بس سب کا تو ہی | ہر مصیبت کے چھڑانے کا تو ہی
بعد ازاں جملہ بہم بیروں شدند | سوئے قصر آں شہ میموں شدند
بعد ازاں سب مل کے وہ باہر چلے | قصر شاہی کی طرف جانے لگے

لو یہی تو ہیں وہ ریا کی بادشاہی کبھی پائی اور حقیقت نصیبی کبھی ... یہی تو تھے تمہیں مقصد کا لکھا ہم نے پہچانا +

چوں سگے بانگے بزد از دست راست	گفت میگوید کہ سلطاں با شماست
سگ نے داہنی سمت سے آواز دی	بولا۔ یہی سلطان ہمارے ساتھ ہی
خاک بو کرد آں دگر از ربوۂ	گفت کایں ہست از وثاق بیوۂ
دوسرے نے سونگھ کر ٹیلہ کہا	ہے کسی بیوہ کا گھر یہ سر ملا
پس کمند انداخت استاد کمند	تا شدند آں سوئے دیوار بلند
کمند کمند انداز نے پھینکی کمند	پہنچے سب بالائے دیوار بلند
جائے دیگر خاک را چوں بوئے کرد	گفت خاک مخزن شاہی ست فرد
سونگھ کر خاک اک جگہ کی پھر کہا	خاک گنج شاہ ہے یہ سر ملا
نقب زن زد نقب در مخزن رسید	ہریکے از مخزن اسبابے کشید
نقب زن نے سیندھ فوراً دی لگا	سب نے ساماں اس خزانے سے لیا
بس زر و زربفت و گوہرہائے زفت	قوم بردند و نہاں کردند تفت
زر بہا زربفت اور گوہر لیئے	اور سب چوروں نے پنہاں کر دیئے
شہ معین دید منزل گاہ شاں	حلیہ و نام و پناہ و راہ شاں
شاہ کو معلوم تھا ان کا مقام	جانتے تھے سب کا مسکن اور نام
خویش را دزدید از ایشاں باز گشت	روز در دیواں بگفت آں سرگذشت
چھپ چھپا کر لوٹ آئے شہریار	دوسرے دن سب کیا حال آشکار
پس رواں گشتند سرہنگان مست	تا کہ ہر سرہنگ و زدے را ببست
پس سپاہی ہو گئے شہ کے رواں	اور پکڑا ڈاکوؤں کو سب نے کہاں
دست بستہ سوئے دیواں آمدند	وز نہیب جاں ہمہ لرزاں شدند
باندھے بیٹھے دیواں میں آن موجود تھے	لرزہ خوف جاں سے تھا سر بسر

۱؎ یعنی وہ شخص جو کتے کی آواز پہچانتا تھا۔

چونکہ استادند پیش تخت شاہ	یار شب شاں بود آں شاہے چو ماہ
جس کے آگے تھے کھڑے - یہ تھا وہ شاہ	جو انہیں شب رہا تھا مثل ماہ
آنکہ شب ہر کہ چشم انداختی	روز دیدے بیشکش بشناختے
اُس نے جو تھا شب کو جس کو دیکھتا	دن کو تھا پہچان لیتا بر ملا
شاہ را بر تخت دید و گفت ایں	بود با ما دوش شبگرد و قریں
دیکھا شہ کو تخت پر بولا کہ ہاں	تھا ہمارے ساتھ شب کو یہ جواں
آنکہ چندیں خاصیت در ریش اوست	ایں گرفت ما ہم از تفتیش اوست
خاصیت ہے جو کہ اس کی ریش میں	اس نے کی ہے جستجو تفتیش میں
عارف شہ بود چشمش لاجرم	بر کشاد از معرفت لب با حشم
آنکھ اس کی شہ کو تھی پہچانتی	یوں کہا پہچان کر یہ ہے وہی
گفت وھو معکم ایں شاہ بود	فعل ما میدید و سر ما مے شنود
شب کو یہ سلطاں ہمارے ساتھ تھا	آشنا ہر قول اور ہر راز کا
چشم من رہ برد شب شہ را شناخت	جملہ شب با روئے ماہش عشق باخت
شاہ کو پہچان آنکھوں نے لیا	رات بھر دیکھا ہے چہرہ چاند سا
امت خود را بخواہم من ازو	کہ نگرداند ز عارف ہیچ رو
میں رہائی سب کی کر لوں گا طلب	موڑتا ہے منہ کوئی عارف سے کب
چشم عارف داں امان ہر دو کون	کہ بدو یابید ہر بہرام عون
چشم عارف ہے پناہ دو جہاں	اس سے ہے ہر شاہ نے پائی اماں
زاں محمد شافع ہر داغ[1] بود	کہ ز جز شہ چشم او مازاغ[2] بود
یوں محمدؐ شافع ہر داغ تھے	جلوے دو آنکھوں میں تھے مازاغ سے

۱؎ یعنی داغِ عصیان ۔ ۲؎ قولہ تعالیٰ ۔ وَمَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی یعنی اُن کی آنکھ سے نہ کمی کی نہ زیادتی مطلب یہ کہ جیسا خدا کو دیکھنا چاہئے تھا ویسا ہی دیکھا

در شب دنیا که محجوب است شید | ناظر حق بود و زو بودش امید

ظلمت دنیا میں گو سورج نہ تھا | دیکھتے تھے جلوۂ حق بہ ملا

از الم نشرح دو چشمش سرمه یافت | دید آنچه جبرئیل آن برنتافت

یوں الم نشرح کا سرمہ تھا لگا | دیکھا جو جبریلؑ نے دیکھا نہ تھا

مر یتیمی را که حق سرمه کشد | گردد او دُرِّ یتیم با رشد

سرمہ کش ہو حق کی آنکھوں میں حلیم | پھر نہ کیوں ہو جائے وہ دُرِّ یتیم

نور او بر دُرّها غالب شود | آنچنان مطلوب را طالب شود

موتیوں پر اس کی غالب ہو ضیا | اس طرح طالب ہو وہ مطلوب کا

در نظر بودش مقامات العباد | لاجرم نامش خدا شاهد نهاد

آشکارا ان پر تھے بندوں کے مقام | رکھ دیا شاہد خدا نے ان کا نام

آلت شاهد زبان و چشم تیز | که ز شب خیزش ندارد شب گریز

آلۂ شاہد، زبان اور آنکھ تیز | رات اس سے کر نہیں سکتی گریز

گر هزاران مدعی سر بر زند | گوش قاضی جانب شاهد کند

مدعی پیٹا کرے سر بے گماں | جانب شاہد رہیں قاضی کے کاں

قاضیان را در حکومت این فن است | شاهد ایشان را دو چشم روشن است

قاضیوں کا یہ ہنر ہے بالیقیں | شاہد ان کی آنکھ ہے شاہد نہیں

گفت شاهد زان بجای دیده است | کو بدیده بی‌غرض سر دیده است

اس کا آیا ہے گویا دیکھنا | بے غرض ہے کیونکہ اس کا دیکھنا

مدعی دیده است اما با غرض | پرده باشد دیدهٔ دل را غرض

مدعی کا دیکھتا ہے باغرض | پردہ ہے دل اور آنکھوں کا غرض

لہ قولہ تعالیٰ - اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا - یعنی اے محمد تحقیق ہم نے تم کو شاہد (گواہ) اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا :

حق ہمے خواہد کہ تو زاہد شوی ۔۔۔ تا غرض بگذاری و شاہد شوی

چاہتا ہے حق کہ تو زاہد بنے ۔۔۔ اور غرض کو چھوڑ کر شاہد بنے

حق ہمے گوید غرض را ترک کن ۔۔۔ تا قبول افتد ترا با ما سخن

حق یہ کہتا ہے غرض کو ترک کر ۔۔۔ تا کہ تیری بات ہو مقبول تر

کاین غرضہا پردۂ دیدہ شود ۔۔۔ بر نظر چوں پردہ پوشیدہ شود

پردہ آنکھوں پر گراتی ہے غرض ۔۔۔ اور نظر کو پھر چھپاتی ہے غرض

پس نہ بیند جملہ را با طم و رم ۔۔۔ حبک الاشیاء یعمی و یصم

پس نہ آئے پھر نظر کچھ بر و بحر ۔۔۔ دوستی چیزوں کی کردے کور و کر

در دلش خورشید چوں نورے فشاند ۔۔۔ پیشش اختر را مقادیرے نماند

جب ہوا مہر اس کے دل میں ضو فشاں ۔۔۔ ہو گئے بے قدر تارے بے گماں

پس بدید او بے حجاب اسرار را ۔۔۔ سیر روح مومن و کفار را

اس نے دیکھا بے حجاب اسرار کو ۔۔۔ سیر روح مومن و کفار کو

در زمین حق را و در چرخ سمی ۔۔۔ نیست پنہاں تر ز روح آدمی

اس زمیں میں اور سارے چرخ پر ۔۔۔ روح سے کوئی نہیں پوشیدہ تر

باز کردہ از حق دو چشم خویشتن ۔۔۔ آنکہ صاحب رخصت آمد در سخن

اس کی آنکھیں ذاتِ حق سے ہیں کھلیں ۔۔۔ سب طریقوں سے یہی ہے [illegible]

باز کرد از رطب و یابس حق نورد ۔۔۔ روح را من امر ربی مہر کرد

رطب و یابس سے الگ کرکے خدا ۔۔۔ مُہر دی مِن اَمرِ رَبّی اللہ کی لگا

پس چو دید آں روح را چشم عزیز ۔۔۔ پس بر او پنہاں نماند ہیچ چیز

بس خود دیکھے روح کو اے باتمیز ۔۔۔ اس سے پوشیدہ رہے کب کوئی چیز

قولہ تعالیٰ ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی ۔ یعنی اے محمد ﷺ تجھ سے لوگ پوچھتے ہیں کہ روح کیا ہے؟ ان سے کہہ دے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے

شاہد مطلق بود در ہر نزاع	بشکند گفتش خمار صد صداع
شاہد مطلق وہ ہر جھگڑے میں ہو	بات اس کی دور کر دے کسل کو
نام حق عدلست و شاہد آن اوست	شاہد عدلست زین رو چشم دوست
عدل حق ہے شاہد اس کی ہے ادا	شاہد عادل ہے یوں چشم خدا
منظر حق دل بود در دو سرا	کہ نظر بر شاہد آید شاہ را
منظر حق دل ہے سب کو چھوڑ کر	شاہ کی پڑتی ہے شاہد پر نظر
عشق حق و عشق شاہد بازیش	بود مایہ جملہ پردہ سازیش
عشق حق اور پھر یہ شاہد بازیاں	ہیں اسی سے سب یہ پردہ سازیاں
پس ازان لولاک گفت اندر لقا	در شب معراج شاہد باز ما
پس اسی باعث سے لولاک[1] لما	آپ سے معراج میں حق نے کہا
این قضا بر نیک و بد حاکم بود	بر قضا شاہد نہ حاکم میشود
نیک و بد پر یہ قضا ہے حکمراں	ہے مگر شاہد پہ اس کا بس کہاں
شد اسیر آن قضا میر قضا	شاد باش اے چشم تیز مرتضیٰ
اس قضا کا صید ہے میر قضا	خوش ہوا اے چشم حقیقت آشنا
عارف از معروف بس درخواست کرد	کاے رقیب ما تو اندر گرم و سرد
التجا عارف سے کی معروف نے	اے نگہباں سرد کے اور گرم کے
اے مشیر ما تو اندر خیر و شر	از اشارتہات دلمان بیخبر
سچ تو یہ ہے اے مشیر خیر و شر	تھا اشاروں سے ترے دل بے خبر
اے یرانا لا نراہ روز و شب	چشم بند ما شدہ دید سبب
تو دکھائی ہم نہ دیکھیں روز و شب	ہیں نظر بندی کا ۔ آنکھیں سبب

[1] لولاک لما خلقت الافلاک۔

چشم من از چشمها بگزیده شد	تا که در شب آفتابم دیده شد
آنکھ میری بڑھ گئی ہر آنکھ سے	رات کو یہ تو جو سورج کے پڑے
لطف معروف تو بود آن ہی	پس کمال البر فی اتمامه
لطف تیرا خوبیوں سے ہے بھرا	ہے کمال[1] احسان اگر پورا ہوا
ربّ اتمم نورنا بالساهره	وانجنا من مفضحات القاهره
حشر میں دے نور کامل استوار	دے فضیحت سے نجات اے کردگار
یار شب را روز مهجوری مده	جان قربت دیده را دوری مده
ہم نشین شب کو مہجوری نہ دے	کرکے واصل جان کو دوری نہ دے
بعد تو مرگیست با درد و نکال	خاصه بعدی که بود بعد از وصال
ہے تری دوری عجب رنج و ملال	پھر وہ دوری جو کہ ہو بعد وصال
آنکه دیدستت مکن نادیده اش	آب زن بر سبزه بالیده اش
دیکھنے والے کو نادیدہ نہ کر	ڈال پانی سبزۂ بالیدہ پر
من نکردم لاابالی در طریق	تو مکن هم لاابالی اے شفیق
لاابالی میں ہوا تجھ سے کہاں	تو بھی بے پروا نہ ہو اے مہرباں
ہیں مراں از روئے خود او را بعید	آنکه او یکبار روئے تو بدید
ایسی رویت سے نہ رکھ اس کو بعید	جس کو حاصل ہو چکی ہے تیری دید
دید روئے جز تو شد غل گلو	کل شیء ما خلا الله باطل
ہے وبال روح دید ما سوا	یعنی ہے ہر چیز باطل جز خدا
باطلند و مینمایندم رشد	زانکه باطل باطلان را میکشد
حق نظر آتی ہے ہر باطل روش	جاذب باطل ہے ا باطل کی کشش

[1] یعنی کمال احسان و نیکی یہ ہے کہ وہ تکمیل تک پہنچ جائے۔ ادھورا نہ رہے ۱

ذرہ ذرہ کاندریں ارض و سماست	جنس خود را ہمچو کاہ و کہرباست
ذرہ ذرہ اس جہانِ خاک کا	اپنی اپنی جنس کو ہے کھینچتا
معدہ ناں را میکشد تا مستقر	میکشد مر آب را تف جگر
روٹی لے جاتا ہے معدہ کھینچکر	کھینچتی ہے آب گرمی جگر
چشم جذاب بتاں زیں کویہاست	مغز جویاں از گلستان بویہاست
آنکھ اس کوچے سے ہے معشوق جو	گلستاں سے ڈھونڈتا ہے مغز بو
زانکہ حس چشم آمد رنگ کش	مغز و بینی میکشد بوہائے خوش
رنگ کش ہے کیونکہ حس ہر آنکھ کی	مغز و بینی بو کو کھینچیں تو اچھی
زیں کششہا اے خدائے رازداں	تو بجذب لطف خودماں دہ اماں
ہر کشش سے اے خدائے رازدان	اپنے جذب لطف سے دے تو اماں
غالبی بر جاذباں اے مشتری	شاید ار درماندگاں را واخری
جاذبوں پر تو ہے غالب سر بسر	کرلے شاید عاجزوں سے درگذر
رو بشہ آورد چوں تشنہ بابر	آنکہ بود اندر شب قدر او چو بدر
[۱] تھا مخاطب جیسے تشنہ سوئے ابر	شاہ سے جو تھا شب عظمت کا بدر
چوں لسان و جان او بود آن او	آن او با او بود گستاخ گو
چونکہ قابو تھا زبان و روح پر	اس لئے گستاخ تھا وہ باخبر
گفت ما گشتیم چوں جان بند طیں	آفتاب جان توئی در روز دیں
بولا مثل جان چھپے ہم خاک میں	تو ہے سورج روز ہیبت ناک میں
وقت آں شد اے شہ مکتوم سیر	کز کرم ریشی بجنبانی بخیر
وقت آپہنچا ہے شاہ پاک خو	جو کرم کرکے ہلائے ریش تو

[۱] یعنی وہی پہلے والا مخاطب تھا +

هر یکے خاصیت خود وا نمود ۔ آں ہنرہا جملہ بدبختی فزود

خاصیت ہر اک نے اپنی کی بیاں ۔ لیکن ہر اک خاصیت میں تھا زیاں

آں ہنرہا گردن مارا ببست ۔ زاں مناصب سرنگونساریم و پست

ہم تو سب اپنے ہنر سے بندھ گئے ۔ اپنے رتبوں سے پشیماں ابھی ہوئے

آں ہنر فی جیدہا حبل مسد ۔ روز مردن نیست زیں فنہا مدد

ہو گئے گردن کی پھانسی سب ہنر ۔ نکلے وقت مرگ بے مطلب ہنر

جز ہماں خاصیت آں خوش حواس ۔ کہ بشب بد چشم او سلطاں شناس

صرف خاصیت اُسی کی آئی راس ۔ آنکھ جس کی شب کو تھی سلطاں شناس

آں ہنرہا جملہ غول راہ بود ۔ غیر چشمے کو ز شاہ آگاہ بود

وہ ہنر سارے تھے سب غول راہ ۔ ماسوا اس کے جو تھا آگاہ شاہ

شاہ را شرم آمد از وے روز بار ۔ کہ بشب بر روئے شہ بودش نظر

شاہ کو دربار میں شرم آ گئی ۔ کیونکہ شب پر شہ کو اس کی آنکھ تھی

سگ چو بیدار است شب چوں پاسباں ۔ بیخبر نبود ز شبگیر شہاں

رات کو جاگے جو کتا پاسباں ۔ بے خبر بیداری شہ سے نہیں

ہیں ز بدناماں نباید ننگ داشت ۔ ہوش بر اسرارشاں باید گماشت

تو نہ بدناموں سے ننگ و عار کر ۔ ہوش سے کر ان کے بھیدوں پر نظر

ہر کہ او یکبار خود بدنام شد ۔ خود نباید نام جست و خام شد

جو کوئی اک مرتبہ بدنام ہو ۔ جستجوئے نام میں کیوں خام ہو

اے بسا زر کہ سیہ تابش کنند ۔ تا شود ایمن ز تاراج و گزند

آنچ دے کر کرتے ہیں سونا سیاہ ۔ تا نہ ڈالیں اس پہ غارتگر نگاہ

ہر کسے چوں بے خبر در سر ما ۔ باز کن دو چشم و سوئے ما بیا

[illegible] ۔ کھولے آنکھیں اور ہمارے پاس آئے

دریائی گائے اور گوہر شب چراغ

گاو آبی گوہر از آب آورد | بنہد اندر مرج و گردش مے چرد

گائے آبی لائے موتی بحر سے | پھر چرے رکھ کر چراگہ میں اُسے

در شعاع نور گوہر گاو آب | مے چرد از سنبل و سوسن شتاب

نور گوہر کی چمک میں گاوِ آب | سنبل و سوسن کو چرتی ہے شتاب

زاں فگندہ گاو آبی عنبر است | کہ غذائیش نرگس و نیلوفر است

عنبر اُس سے اس لئے پیدا ہوا | نرگس و نیلوفر اس کی ہے غذا

ہر کہ باشد قوت او نور جلال | چوں نزاید از لبش سحر حلال

پھر غذا جس کی ہے نور جلال | کیوں نہ اس کے لب سے ہو سحر حلال

ہر کہ چوں زنبور وحیستش نقل | چوں نباشد خانۂ او پر عسل

نقل جس کا مثل ہو وحیِ خاص سے | کیوں نہ پُر ہو شہد سے اُس کا گھر

مے چرد در نور گوہر آں بقر | ناگہاں گردد ز گوہر دور تر

گائے چرتی ہے مگر لیکن وہ نور | ناگہاں پھر اس سے ہو جاتی ہے دور

تاجرے بر گل نہد گل سیاہ | تا شود تاریک مرج و سبزہ زار

تاجر اُس پر ڈال دے کیچڑ سیاہ | اور ہو تاریک سارا سبزہ گاہ

پس گریزد مرد تاجر بر درخت | گاو جویاں مرد را با شاخ سخت

بھاگ کر چڑھ جائے تاجر پیڑ پر | گائے ڈھونڈے سخت سینگوں سے اُدھر

چند بار آں گاو تازد گرد مرج | تا کند آں مرد را در شاخ درج

اور پھرے گرد چراگہ سو بار | تا کرے سینگ سے اس کو شکار

چوں ازو نومید گردد گاو نر | آید آنجا کہ نہادہ بد گہر

اس سے جب مایوس ہو وہ گاو نر | اس جگہ آئے جہاں رکھا وہ گہر

دخل بیند فوق دُرِ شاہوار
موٹی سر کیچڑ وہ دیکھے بے شمار
پس ز طیں بگریزد او ابلیس وار
بھاگے مٹی دیکھ کر ابلیسؔ وار

کاں بلیس از تن و طین کور و کر است
خاک کے سر سے ہے شیطان بیخبر
گاو کے داند کہ در گِل گوہرست
گائے کیا جانے کہ ہے گِل میں گہر

اِھبِطُوا افگند جاں را در حضیض
اھبطوا سے روح تھے پستی نوار
از نمازش کرد محروم آں محیض
حیض کر دیتا ہے محروم نماز

اے رفیقاں زیں مقال و ز آں مقال
دوستو ہشیار رہنا دیکھنا
اتقوا ان الھوی حیض الرجال
حیض ہے مردوں کا یہ حرص و ہوا

اھبطوا افگند جاں را در بدن
اھبطوا نے جسم میں ڈالی ہے جاں
تا بگِل پنہاں بود دُرِ عدن
خاک میں دُرِ عدن تا ہو نہاں

تاجرش داند و لیکن گاو نے
تاجر اس کو جانے جانے گائے کیا
اہل دل دانند ہر گِل کاو نے
اہل دل جانیں نہ جانے ہر کھدا

ہر گِلے کاندر دل او گوہر یست
دل میں جس مٹی کے پنہاں ہے گہر
گوہرش غماز طین دیگر یست
کہتا ہے جوہر ہے خاکِ دگر

واں گِلے کز رش حق نورے نیافت
جس مٹی پہ بارش نور کی
صحبت گلہائے پُر دُر را نیافت
صحبت گِل سے رہی محروم ہی

ایں سخن پایاں ندارد موش ما
بات یہ بے انتہا ہے اور چوہا
ہست بر لبہا چو دُر در گوش ما
مثل دُر گوش سے لب پر چڑھا

سلہ یعنی جس طرح ابلیس حضرت آدمؑ کا خاکی پتلا دیکھ کر بھاگا تھا

چوہے اور مینڈک کا قصہ

آں سرِ رشتۂ عشق رشتہ مے کشد	بر امید وصل چغز با رشد
ڈورا باندھا اس سر رشتہ عشق نے	تا کہ دائم وصل مینڈک سے رہے
مے تند بر رشتۂ دل دم بدم	کہ سرِ رشتہ بدست آوردہ ام
دل سے اس رشتہ سے وہ مسرور تھا	یہ تو اک رشتہ بہت اچھا ملا
ہمچوں تارے شدہ دل و جاں در شہود	تا سرِ رشتہ بمن روئے نمود
جان و دل سب ہو گئے تار اک ساتھ	جب کہیں آیا یہ رشتہ میرے ہاتھ
چوں غراب البین آمد ناگہاں	در شکار موش و بردش زاں مکاں
جھپٹا اک کوا آیا ناگہاں	لے گیا چوہے کو بے شک و گماں
چوں برآمد بر ہوا موش از غراب	منسحب شد چغز نیز از قعر آب
جب ہوا پر آیا چوہا بر ملا	پانی سے مینڈک بھی کھنچ کر آ گیا
موش در منقار زاغ و چغز ہم	در ہوا آویختہ پا در رسم
چونچ میں چوہا تھا مینڈک تھا بندھا	پاؤں میں ڈورا تھا اور لٹکا ہوا
خلق میگفتند زاغ از مکر و کید	چغز آبی را چگونہ کرد صید
کہتے تھے سب لوگ کوے کا شکار	کس طرح مینڈک ہوا اے کردگار
چوں شد اندر آب چونش در ربود	چغز آبی کے شکار زاغ بود
لایا کیونکر جا کے پانی میں اسے	مینڈک اور کوے کی کیونکر تک ملے
چغز میگفت این سزائے آں کسے	کو چو بے آباں شود جفت خسے
کہتا تھا مینڈک یہ ہے اس کی سزا	جس نے ناجنسوں کو جنس ایسا کیا
اے فغاں از یار ناجنس اے فغاں	ہمنشیں نیک جوئید اے مہاں
الاماں ہو صحبت ناجنس سے	ہمنشیں ہو نیک [illegible]

عقل را افغان ز نفس پر عیوب	ہمچو بینی بدی بر روئے خوب
نفس سے ہر منفعل ہے فریاد ناک	جیسے اچھے چہرے پر بھدی ہو ناک
عقل میگفتش کہ جنسیت یقیں	از رہ معنی ست نے از ماء و طین
عقل بولی جنسیت تو بالیقیں	ہے حقیقی، آگ مٹی میں نہیں
ہیں مشو صورت پرست ایں مگو	سر جنسیت بصورت در مجو
ہو نہ صورت میں پرستار مجاز	ڈھونڈ صورت میں نہ جنسیت کا راز
صورت آمد چوں جماد و چوں حجر	نیست جامد را ز جنسیت خبر
ہے یہ صورت مثل پتھر کے بسر	کیا ہو جنسیت کی پتھر کو خبر
جاں چو مور و تن چو دانہ گندمے	میکشاند سو بسویش ہر دمے
جان چیونٹی اور دانہ ہے بدن	کھینچتی ہے اس کو ہر سو بے سخن
مور داند کاں حبوب مرتہن	مستحیل و جنس من خواہد شدن
چیونٹی کو معلوم ہے دانے مرے	ایک دن ہم جنس سب ہو جائینگے
آں یکے مورے گرفت از راہ جو	مور دیگر گندمے بگرفت و دو
ایک چیونٹی لے چلی جو راہ سے	دوسری پہنچی وہاں گیہوں لئے
جو سوئے گندم نمے تازد ولے	مور سوئے مور مے آید بلے
جو نہیں ہوتا سوئے گندم رواں	چیونٹی چیونٹی کی طرف آتی ہے ہاں
رفتن جو سوئے گندم تابع است	مور را بیں کو بجنسش راجع است
گیہوں کی جانب ہے جو کا سفر	چیونٹی سوئے جنس جاتی ہے مگر
تو مگو گندم چرا شد سوئے جو	چشم را بر خصم نہ نے بر گرو
یوں نہ کہہ جاتا ہے کیوں گندم سوئے جو	رکھ نظر راہزن پہ کر ترک گرو

لہ یعنی حرص ہی راہزن ہے جس کے سبب یہ دانہ گرو ہے

مور اسود بر سر لبد سیاہ	مور پنہاں دانہ پیدا پیش راہ
کالی چیونٹی کالے نمدے پر چلے	چیونٹی چھپ جائے عیاں دانہ رہے
عقل گوید چشم را نیکو نگر	دانہ ہر گز کے رود بے دانہ بر
عقل کہتی ہے کہ رکھ آنکھوں پر نظر	دانہ کب حرکت کرے بے دانہ بر
زیں سبب آمد سگ اصحاب کلب	ہست صورتہا حبوب مور قلب
کتا اہل کہف کا دیوانہ ہے	دل ہے چیونٹی اور صورت دانہ ہے
زاں شود عیسیٰ سوئے پاکان چرخ	بد قفصہا مختلف یک جنس فرخ
حضرت عیسیٰ فرشتوں سے ملے	مختلف پنجرے ہیں چوزے ایک سے
ایں قفس پیدا و آں فرخش نہاں	بے قفس کش کے قفس باشد رواں
پنجرے ظاہر اور چوزے ہیں نہاں	بے قفس کش کے قفس کب ہو رواں
اے خنک چشمے کہ عقلستش امیر	عاقبت بیں باشد و حبر و قدیر
شاد ہو ہے عقل جس کی دستگیر	ہے وہی انجام بیں روشن ضمیر
فرق زشت و نغز از عقل آورید	نہ ز چشمے کہ سیہ گفت و سپید
عقل سے لے نیک و بد کاموں کی تمیز	آنکھ دکھلاتی ہے کالا یا سپید
چشم غرہ شد بخضرائے دمن	عقل گوید بر محک ماش زن
آنکھ پر گھورے کا سبزہ جب چڑھے	عقل کہتی ہے پرکھ لے دیکھ لے
آفت مرغ است چشم کام بیں	مخلص مرغ است چشم دام بیں
مرغ کی آفت ہے چشم کام بیں	اور ہے غمخوار چشم دام بیں
دام دیگر بد کہ عقلش در نیافت	وحی غائب بیں بداں سو می شتافت
عقل سے وہ دوسرا پایا نہ دام	وحی غائب داں آکر کرے امام
جنس و ناجنس از خرد دانی شناخت	سوئے صورتہا نشاید زود تاخت
جنس اور ناجنس جانے عقل سے	جانیے صورت سے کچھ نہ پائیے

نیست جنسیت بصورت لی ولک	عیسیٰ آمد در بشر جنس ملک
کب ہے جنسیت کی صورت میں جھلک	عیسیٰ انساں تھے ہے جنس ملک
برکشیدش فوق ایں نیلی حصار	مرغ گردونے چو چغدش زاغ وار
اوج پر کھینچا فلک نے بر ملا	جیسے اس مبدے کو کوا لے گیا

عبد الغوث کو پریوں کا لیجانا

بود عبد الغوث ہمجنس پری	چوں پری نہ سال در پنہاں پری
اک تھا عبد الغوث ہم جنس پری	نو برس تک اس نے کی پوشیدگی
شد زنش را نسل از شوئے دگر	واں یتیمانش ز مرگش در سمر
کر لیا عورت نے شوہر دوسرا	تھا یتیموں میں فسانہ موت کا
مدتے بگذشت زو نامد خبر	تو طمع ببرید ہم زن ہم پسر
ہو چکی مدت نہ آیا کچھ پتا	نا امید اس سے عیال اس کا ہوا
کہ مر او را گرگ زد یا رہزنے	یا فتاد اندر چہے یا کمینے
گرگ نے مارا اسے رہزن نے یا	یا کنوئیں یا غار میں وہ گر پڑا
جملہ فرزندانش در اشغال مست	خود نگفتندے کہ بابائے بدست
ہام اس مشغول تھے لڑکے تمام	کوئی لیتا باپ کا ہرگز نہ نام
بعد نہ سال آمد او ہم عاریہ	گشت پیدا باز شد متواریہ
عاریت کے طور پر وہ آ گیا	نو برس کے بعد پھر پنہاں ہوا
یک مہے فرزند و زن را دید باز	گشت پنہاں کس ندیدش باز راز
اک مہینہ مال بچوں سے ملا	پھر چھپا ایسا کہ بالکل گم ہوا
یک مہے مہمان فرزندان خویش	بود زاں پس کس ندیدش رنگ بیش
اک مہینے تک فقط مہماں رہا	پاس فرزندوں کے ۔ پھر پنہاں ہوا

بود همجنسی پری پالش جناں	کو رباید روح راز جسم ستاں
ایسی کتنی پریوں کی ہمجنسی اُس سے	جان لے کر جسم ستاں جیسی طور سے
چوں بہشتی جزو جنت آمد است	هم ز جنسیت شود یزداں پرست
جب بہشتی جزو جنت کا ہوا	جنسیت سے ہو پرستارِ خدا
نے نبی فرمود جود و محمده	شاخ جنت دان بدنیا آمده
نہیں کیوں کہ حسب ارشادِ نبی	شاخ جنت جان دنیا میں آئی
مهرها را جمله جنس مهر خواں	قهرها را جمله جنس قهر داں
مہر و اُلفت کو تو جنس مہربان	قہر و غصہ کو تو جنس قہر جان
لاابالی لاابالی آورد	زانکه همجنسند ایشاں در خرد
لاابالی لاابالی لائے ہاں	عقل میں ہمجنس ہیں یہ بیگماں
بود جنسیت در ادریس از نجوم	هشت سال او با زحل هم بوم
آٹھ سال ادریس ہم جنس نجوم	رہے زحل کے ساتھ گویا ہم بوم
در مشارق در مغارب یار او	هم حدیث و محرم اسرار او
مشرق و مغرب میں اس کا یار تھا	ہم کلام و محرم اسرار تھا
بعد غیبت چونکه آورد او قدوم	در زمیں می گفت او درس نجوم
بعد چھپنے کے زمیں پر آئے جب	درس دیتے کے ستاروں کو وہ سب
پیش او استارگاں خوش صف زده	اختراں در درس او حاضر شده
تارے اُن کے سامنے صف باندھتے	اختر اُن کے درس میں دوڑا کئے
آنچناں که خلق آواز نجوم	می شنیدند از خصوص و از عموم
اس طرح اُنسے سنتے سب وہ کلام	سنتے تھے آواز اُن کی خاص و عام
جذب جنسیت کشیده تا زمیں	اختراں را پیش او کرده مبیں
جذب جنسیت سے تا زمیں کھنچے	تارے ہیں اور سامنے اُن کے ہوئے

ہر یکے نام خود و احوال خود	باز گفتہ پیش او شرح رسد
نام و حال اپنا کہا ہر ایک نے	شرح گردش کی بیاں کی سامنے
چیست جنسیت یکے نام نظر	کہ بداں یابندہ رہ در یکدگر
کیا ہے جنسیت فقط نام نظر	جس سے پاتے ہیں سب آپس میں گزر
آں نظر کہ کرد حق در وے نہاں	چوں نہد در تو تو گردی جنس آں
وہ نظر جو حق نے اس میں کی نہاں	تجھ میں رکھے تو ہو اس کی جنس ہاں
ہر طرف چہ می کشد تن را نظر	بے خبر را کہ کشاند با خبر
کون کھینچے جسم کو ہر سو نظر	بے خبر کو کون کھینچے باخبر
حق چو اندر مرد خوئے زن نہد	او مخنث گردد و گوں می دہد
مرد میں حق خو جو عورت کی رکھے	ہیجڑا ہو جائے وہ اور گوں دے
چوں نہد در زن خدا خوئے نری	طالب زن گردد او چوں سعتری
جب رکھے عورت میں حق خوئے نری	طالب زن ہو وہ مثل سعتری[1]
چوں نہد در تو صفات جبرئیل	ہمچو فرخے در ہوا جوئے سبیل
رکھے جب تجھ میں صفات جبرئیل	تو ہوا میں ڈھونڈے جوں چوزہ سبیل[2]
منتظر بنہادہ دیدہ بر ہوا	از زمیں بیگانہ عاشق بر سما
ہو گی بالا سے ہوا تیری نظر	ہو زمیں سے دور عاشق چرخ پر
چوں نہد در تو صفت ہائے خری	صد پرت گر ہست آخور می پری
گر گدھے پن کی صفت تجھ میں رکھے	سو ہوں پر جب بھی طویلے میں اڑے
از پئے صورت نیامد موش خوار	از خبیثی شد زبون موش خوار
ہوا صورت کے سبب سے کب ہے خوار	ہے خباثت سے زبوں موش خوار

[1] وہ عورت جو آلہ چمڑی سے عورت کے ساتھ جماع کرے۔ مجازاً شوخ و مکار
[2] راہ

طعمہ جو و خائن و ظلمت پرست	از پنیر و جوز و از دوشاب مست
چمد - پیٹو اور اندھیرے میں رہے	مست دوشاب[1] و پنیر و جوز سے
باز اشہب را چو باشد خوئے موش	ننگ موشاں باشد و عار وحوش
باز میں آ جائے گر عادات موش	موش کیا - اس سے تو شرمائیں وحوش
خوئے آں ہاروت و ماروت اے پسر	چوں بگشت و داد شاں خوئے بشر
عادت ہاروت و ماروت اے پسر	بدلی جب - اور دی انہیں خوئے بشر
در فتادند از لنحن الصافون	در چہ بابل فتادہ سرنگوں
تو وہ رتبے سے ملائک کے گرے	چاہ بابل میں وہ اوندھے گر پڑے
لوح محفوظ از نظرشاں دور شد	لوح ایشاں ساحر و مسحور شد
لوح محفوظ اُن کی نظروں سے چھپی	لوح[3] ان کی ساحر و مسحور تھی
سر ہماں ہیکل ہماں و پر ہماں	موسیٰ بر عرش فرعونی نہاں
جثہ ہے اور سر وہی اسے نادان	تخت فرعونی پہ اک موسیٰ تھے - خواب
در پئے خوباش و با خوشخو نشیں	خو پذیری گل و روغن ببیں
ہو کے تو پیچھے بھلے - ہو یار نیک خو	دیکھ روغن دے رہا ہے گل کی بو
خاک گور از مردہ ہم یابد شرف	تا نہد بر گور او دل روئے و کف
خاک کو ملتا ہے مُردے سے شرف	رکھتے اس کی قبر پر دل رو و کف
خاک از ہمسائگی جسم پاک	چوں مشرف آمد و اقبال ناک
پائی جسم پاک کی ہمسائیگی	خاک با اقبال و با رتبہ ہوئی
پس تو ہم الجار ثم الدار گو	گر دلے داری برو دلدار جو
تو کبھی ہو ہمسایہ - با اقبال ہو	دل جو رکھتے ڈھونڈ لے دلدار کو

[1] انگوروں کا رس ۔ [2] اندوختہ ۔

[3] یعنی یا تو لوح محفوظ کو پڑھتے تھے یا اس جادو کی لوح کو پڑھنے لگے ۔

خاکِ تو ہم سیرتِ جاں می شود
سرمۂ چشمِ عزیزاں می شود

خاک تیری جان کی ہم خو رہے
سرمۂ چشمِ عزیزاں بھی بنے

اے بسا در گور خفتہ خاک وار
بہ ز صد زندہ بہ نفع و انتشار

ہیں کئی - جوں خاک سوتیں قبر میں
سیکڑوں زندوں سے بہتر نفع میں

سایہ بودہ او و خاکش سایہ مند
صد ہزاراں زندہ در سایہ وے اند

سایہ وہ - خاک اُن کی سایہ مند تھی
لاکھوں زندے اُن کے سائے میں ابھی

ایک وظیفہ لینے والے درویش کی حکایت

آں یکے درویش ز اطرافِ دیار
جانبِ تبریز آمد وام دار

ایک تھا درویش اطرافِ دیار
جانبِ تبریز آیا قرض دار

نہ ہزارش وام بود از زر مگر
بود در تبریز بدر الدین عمر

قرض گو تھا نو ہزار اس پر مگر
اس جگہ تھا ایک بدر الدین عمر

محتسب بود او بدل بحر آمدہ
بر سرِ مویش یکے حاتم کدہ

محتسب تھا وہ مگر بحرِ سخا
بال بال اس کا تھا اک حاتم بنا

حاتم ار بودے گدائے او شدے
سر نہادے خاکِ پائے او شدے

ہوتا حاتمؔ اس کا اک ادنے گدا
سر ٹیکتا - ہوتا اس کی خاکِ پا

گر بدادے تشنہ را بحرِ زلال
در کرم شرمندہ بودے زاں نوال

بخشتا پیاسے کو گر بحرِ زلال
اس کرم سے ہوتا اس کو انفعال

ور بکردے ذرہ را مشرقے
بودے آں در ہمتش نالائقے

کرتا ذرّے کو جو مشرق بے گماں
اس کی بخشش سے - تھا ناشایانِ شاں

بر امیدِ او بیامد آں غریب
کو غریباں را بُدے خویش و قریب

آیا بس امید پر اس کی غریب
تھا غریبوں کا وہ خویش و قریب

پرورش بود آں غریب آموختہ	وام بیحد از عطایش توختہ
وہ مسافر اُس کے در کا تھا گدا	اُس کے بل پہ قرض تھا بے حد لیا
ہم بہ پشتے آں کریم او وام کرد	چوں بہ بخششہاش واثق بود مرد
قرض تھا اُس کے بھروسے پر لیا	اعتماد اُس کی سخاوت پہ جو تھا
لاأبالی گشتہ بود و وام جو	بر اُمید قلزم اکرام او
بے دھڑک وہ قرض بس لیتا گیا	اُس کے بحر جود پر تکیہ جو تھا
وام داراں زو ترش او شادکام	ہمچو گُل خنداں ازاں روض الکرام
قرض خواہ اُس سے ترش وہ شاد تھا	اس چمن سے مثل گل تھا ہنس رہا
گرم شد پشتش ز خورشید عرب	چہ غمستش از سبال بولہب
جس کے پشتیباں ہوں خورشید عرب	اُس کو کیا فکر غرور بولہب
چونکہ دارد عہد و پیوند سحاب	کے دریغ آید ز سقایانش آب
عہد و پیماں جس نے بادل سے کیا	پانی لیں سقے اُسے افسوس کیا
ساحراں واقف از دست خدا	کے نہند ایں دست و پا را دست و پا[1]
تھے جو ساحر واقف دست خدا	دست و پا کو کب وہ سمجھے دست و پا
روبہے کہ ہست اورا شیر پشت	بشکند مغز پلنگاں را بمشت
دی مدد جس لومڑی کو شیر نے	مغز چیتوں کا وہ توڑے مشت سے

حضرت جعفرؓ کا تسخیر قلعہ کو جانا

چونکہ جعفرؓ رفت سوئے قلعۂ	قلعہ نزد کام خشکش جرعۂ
سوئے قلعہ حضرت جعفرؓ گئے	قلعہ اک جرعہ تھا آگے اُس پیاسے کے

۱؎ یعنی جو ساحر حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں ایمان لائے اور خدا کے ہاتھ سے آگاہ ہو گئے تھے وہ ان ہاتھ پاؤں کو ہاتھ پاؤں نہیں جانتے تھے جو ان کے فرعون نے کاٹ ڈالے تھے۔

یک سواره تاختند تا قلعه بکر
حملہ کرنے قلعے پر تنہا گئے
تا در قلعه ببستند از عذر
بند دشمن نے کیا در خوف سے

زهره کس را که پیش آید به جنگ
کس کی طاقت ان سے جو مقابل ہو جنگ
اهل کشتی را چه زهره با نهنگ
کشتی والے کیا لڑیں بس نہنگ

روی آورد آن ملک سوی وزیر
شاہ نے [illegible] وزیر
که چه چاره هست اندر وقت این شیر
پوچھا اب تدبیر کیا ہے [illegible] شیر

گفت آن که ترک گوئی مکر و فن
بولا وہ اب چھوڑ سلطانی مکر و فن
پیش او آئی به شمشیر و کفن
اس کے آگے جا بہ تیغ و کفن

گفت آخر نه که او مرد است فرد
شہ نے مانا - بولا وہ تنہا ہے مرد
گفت منگر خوار در فردی مرد
بولا - خوار اس کو نہ جانو - گو ہے فرد

چشم بگشا قلعه را بنگر نکو
کھول آنکھ اور دیکھ قلعے کو ذرا
همچو سیماب است لرزان پیش او
پارے کی صورت ہے کیسا کانپتا

بر سر زین آن چنان محکم نشست
زین پر مضبوط کیا بیٹھا ہے وہ
گوئیا شرقی و غربی با وی است
تو شرق و غرب کو رکھتا ہے وہ

چند کس همچون فدائی تاختند
جوں فدائی چند کس آگے بڑھے
خویشتن را بر وی انداختند
اور ان کے مقابل آ گئے

هر یکی را او بگرزی [illegible]
وہ گرا دیتا سب کو ایک گرز سے
سرنگون اندر قدم [illegible]
[illegible]

داده بود او [illegible]
حق سے وہ [illegible]
که همی زد [illegible]
[illegible] دیا ایک آدمی

[illegible]

[illegible]

چشم من چوں در پئے آں قباد | کثرت اعداد از چشمم فتاد
جب سے میں نے دیکھی شکل اس شاہ کی | کثرت اعداد نظروں سے گری

اختراں بسیار و خورشید از یکیست | پیش او بنیاد ایشاں مندکیست
بے شمار اختر مگر اک آفتاب | اس کے آگے ان کی ہستی جوں حباب

گر ہزاراں موش پیش آرند سر | گربہ را نے ترس باشد نے ضرر
سر اٹھالیں بھی ہزاروں موش اگر | ڈر ہو بلی کو نہ پہنچے کچھ ضرر

گرچہ پیش آیند موشاں اے فلاں | نیست جمعیت درون جان شاں
چوہے آگے آئیں گر اے ہمنشیں | جان میں ان کی تو جمعیت نہیں

ہست جمعیت بصورت در فشار | جمع معنی خواہ ہیں از کردگار
ہیچ ہے جمعیت اے دل ظاہری | مانگ لے اللہ سے جمع باطنی

نیست جمعیت ز بسیاری جسم | جسم را بر باد قائم داں چو اسم
ہوں کئی گر جسم جمعیت کہاں | ہے ہوائی جسم مثل اسم ہاں

در دل موش ار بدے جمعیتے | جمع گشتے چند موش از حمیتے
ہوتی جمعیت جو دل میں چوہوں کے | جمع ہوتے چند غیرت سے چوہے

بر زدندے خویش را بر گربہ | ہر یکے بر رفتے زدندے گربہ
دل کے جا پڑتے کبھی بلی پہ سب | اور چلاتے اپنا اپنا حربہ سب

بر زدندے چوں فدائی حملہ | خویش را بر گربہ بے مہلہ
کرتے یوں جاں توڑ کر حملہ سبھی | اس کو حملے کا نہ ملتا وقت ہی

آں یکے چشمش بکندے از ضراب | واں دگر گوشش دریدے ہم بناب
ایک تو ناخن سے آنکھیں پھوڑتا | کان اس کے کاٹ لیتا دوسرا

واں دگر سوراخ کردے پہلوش | از جماعت گم شدے بیروں شوش
چھید دیتا کوئی اس کی پسلیاں | پھر نہ بلی بھاگ سکتی بے گماں

لیک جمعیت ندارد جانِ موش — بجهد از جانش ز بیمِ گربہ ہوش

ایسی جمعیت نہیں پر موش میں — خوف سے بلی کے اس کے ہوش اڑیں

گر بود اعدادِ موشاں صد ہزار — خشک گردد از یکے گربہ نزار

لاکھ چوہے بھی اگر ہوں بیش و کم — ڈر سے بلی کے ہو ان کا خشک دم

از گلہ انبہ چہ غم قصاب را — انبہی ہش چہ بندد خواب را

گلہ نہیں ریوڑ کا غم قصاب کو — ہوش کی کثرت نہ روکے خواب کو

مالک الملک است جمعیت دہد — شیر را تا بر گلہ گوراں جہد

حق سے جمعیت ہے پائی شیر نے — گورخر کے گلے پر حملہ کرے

در زہائے شاں بسا زرتر — کس نیارد گفتنش از راہ برت

دل میں کرتا ہے انہیں زرد و تر — کوئی کہہ سکتا نہیں جا سے شیر نر

صد ہزاراں گور دہ شاخ و دلیر — چوں عدم باشند پیشِ صولِ شیر

لاکھوں وہ شاخ بہادر گورخر — نیست ہوں حملہ کرے جب شیر نر

مالک الملک است بدہد ملکِ حسن — یوسفے را تا بود چوں ماہ حسن

جس کو مالک چاہے ملکِ حسن دے — یا کسی یوسف کو وہ ہوں چاند سے

در رخے بنہد شعاعِ اخترے — تا شود شاہے غلامِ دخترے

رخ میں رکھتے تابِ اختر لا کلام — بادشہ ہو ایک دختر کا غلام

بنہد اندر روئے دیگر نورِ خود — کہ بہ بیند نجمِ شب ہر نیک و بد

در سے رخ میں وہ نور اپنا رکھے — نجمِ شب جو نیک و بد کو دیکھ لے

یوسف و موسیٰ ز حق بردند نور — در رخ و رخسار و در ذات الصدور

نور یوسف و موسیٰ نے پایا حق سے نور — نورِ دست و نورِ رخ، نورِ صدور

روئے موسیٰ بارقہ انگیختہ — پیشِ رو او تو برہ آویختہ

نور شکل کا تھا تیرے برقعہ میں چھپا — شمع کے آگے تو پردہ ایک پردہ تھا پڑا

نورِ رویش آنچناں بُردے بصر	کہ زمرد از دو چشمِ مار کر
نورِ رُخ اُچکتا تھا نظر کو اس طرح[1]	سانپ کی آنکھیں زمرد جس طرح
او ز حق درخواستہ تا توبرہ	گردد آں نورِ قوی را ساترہ
حق سے موسیٰؑ نے تھا چاہا توبرا	تاکہ اس نورِ قوی کو لے چھپا
توبرہ گفت از گلیمت[2] ساز ہیں	کاں لباسِ عارفی آمد امیں
اپنی کملی سے بنا لے توبرا	ہے لباسِ عارفی ۔ بولا خدا
کاں کسا بر نورِ صبرے یافتہ است	نورِ جاں در پود و تارش تافتہ است
نور کو ہو صبر اس سے بے گماں	اس کے تار و پود میں ہے نورِ جاں
جز چنیں خرقہ نخواہد شد صوان	نورِ ما را بر نتابد غیرِ آں
ہے یہی خرقہ نگہباں نور کا	لا سکے کوئی نہ تاب اس کے سوا
کوہِ قاف ار پیش آید بہر سد	ہمچو کوہِ طور نورش بر درد
کوہِ قاف آئے جو اس کے سامنے	پھاڑ ڈالے نور مثلِ طور اُسے
از کمالِ قدرت ابدانِ رجال	یافت اندر نورِ بیچوں احتمال
قدرتِ کامل سے تن انسان کا	نور کو اللہ کے لیتا ہے اُٹھا
آنکہ طورش بر نتابد ذرّہ	قدرتش جا سازد از قارورہ
ذرّے ہی سے طور کے بس ہوش اُڑیں	چاہے قدرت ۔ گھر بنے قندیل ہیں
آنکہ طورش بر نتابد اے کیا	ذرّہ اندر زجاجے ساخت جا
جس کے اک ذرّے سے ٹکڑے طور ہو	گھر بنالے اپنا وہ قندیل کو
گشت مشکوٰۃ و زجاجی جائے نور	کہ ہمی درّد ز نورش قاف و طور
وہ سمائے شیشے کی قندیل ہیں	جس سے قاف و طور کے ٹکڑے اُڑیں

[1] یعنی حضرت موسیٰؑ کے چہرے کا نور دیکھنے والے کی آنکھ کو اس طرح اُچک لیتا تھا جس طرح زمرد سانپ کی آنکھیں اندھی کر دیتا ہے ۔ [2] یعنی کملی سے ۔

چشمشان مشکوٰة دان جانشان زجاج — تافته بر عرش و افلاک این سراج

آنکھ ہے قندیل جان اُن کی زجاج — چمکا عرش و چرخ پر ہے یہ سراج

نورشان حیران این نور آمده — چون ستاره زین ضحی فانی شده

اُن کا نور اس نور سے حیراں ہُوا — جوں ستارہ مِہر سے وہ چھپ گیا

زین حکایت کرد آن ختم رسل — از ملیک لایزال لم یزل

ذکر جو فرماگئے ہیں مصطفیٰ ؐ — بادشاہ لم یزل قیوم کا

که نگنجیدم در افلاک و خلا — در عقول و در نفوس با ہدیٰ

میں سمایا ہی نہیں افلاک میں — اور نہ ارواح و عقول پاک میں

در دل مؤمن بگنجیدم چو ضیف — بی ز چون و بیچگون بی ز کیف

ہیں دل مومن میں لیکن بس گیا — مثل اک مہماں کے بے چون وچرا

تا بدلالی آن دل فوق و تحت — یابد از من پادشاہیہا و بخت

زیر و بالا اس کی دلالی سے ہاں — دل نے شاہی مجھ سے پائی بے گماں

بی چنین آئینہ ای خوبی من — بر نتابد ہم زمین و ہم زمن

بجز اس آئینے کے میری خوبیاں — کب اُٹھائیں یہ زمیں یا یہ زماں

ہر دو کون اسپ ترحم تاختیم — بس عریض آئینہ بر ساختیم

دو جہاں پہ رحم ہم نے کر دیا — چوڑا چکلا اک بنایا آئینا

ہر دمے زین آئنہ پنجاہ عرس — گشتو آئینہ و لے شرحم مپرس

شاد رکھے ہر گھڑی یہ آئینا — آئینہ سُن پوچھتا ہے شرح کیا

حاصل آن کز لبس خوشش پردہ ساخت — کہ نفوذ او قمر را می شگافت

اپنی ہی پوشاک سے پردہ کیا — ورنہ وہ در سے قمر کو پھاڑتا

گر پدے پردہ ز غیر لبس او — پارہ گشتے ور بدے کوہ دو تو

پردہ گر ہوتا لباس غیر سے — کھلتے سب — پردے وہ ہوتے کوہ سے

ز آہنیں دیوارہا نافذ شدے	توبرہ با نور حق چہ فن زدے
بار ہوتا آہنی دیوار سے کے	توبرہ کیا حیلہ کرتا نور سے
گشتہ بود آں آئنہ صاحب نفی	بود وقتے سوز خرقۂ عارفی
ہو گیا تھا آئنہ سے پہلے فنا	خرقہ سوز عارفی کا ہو چکا
گشتہ بود آں آئنہ ستار نور	زانکہ بود از خرقۂ یک باحضور
ہو گیا تھا آئنہ ستار نور	اور وہ تھا ایک خرقہ باحضور
زاں شود آتش رہین سوختہ	کو ست با آتش زپیش آموختہ
سوختہ کی رہین ہے آگ اس لئے	آگ کا خوگر ہوا وہ پہلے سے
در ہوائے عشق آں نور رشاد	خود صفورا ہر دو دیدہ باز داد
ہو ہے ایسا نور جس کے عشق میں	خود صفورا نے بھی دونوں آنکھیں دیں
اولاً بربست یک چشم و بدید	نور روئے او و آں چشمش پرید
آنکھ انہوں نے ایک پہلے بند کی	نور رخ دیکھا تو ایک آنکھ اڑ گئی
بعد ازاں صبرش نماند و آں دگر	برکشاد و کرد خرج آں قمر
پھر ہوئیں بے صبر کھولی دوسری	وہ بھی لیکن اس قمر کی نذر کی
ہمچناں مرد مجاہد ناں دہد	چوں بروز د نور طاعت جاں دہد
جیسے پہلے اک مجاہد نان دے	نور طاعت کا بڑھے تو جان دے
پس زنے گفتش کہ چشم عبہری	چوں ز دستت رفت حسرت میخوری
ایک عورت نے کہا آنکھیں گئیں	تو کی حسرت۔ آہ! آنکھیں نرگسیں
گفت حسرت میخورم کہ صد ہزار	دیدہ بودے کہ ہمی کردم نثار
لو لیں۔ حیرت ہے۔ کہ آنکھاں صد ہزار	ہوتیں گر تو سب کو کرو تی نثار

ؔ حضرت موسیٰ ع کی زوجہ محترمہ۔

روزن چشمم ز مه ویران شدست	لیک مه چون گنج در ویران نشست
آنکھ کا روزن ہوا ویراں تو کیا	ماہ میرا گنج ویرانہ بنا
کے گذارد گنج کین ویرانه ام	یاد آرد از وثاق و خانه ام
گنج کب چھوڑیگا ویرانہ مرا	یاد کرکے منزل اور خانہ مرا
حق شنید این هر دو چشمش باز داد	دید موسیٰ راز نورش ساز داد
حق سے شنکر ہوئیں آنکھیں آنکھوں ہیں	دید موسیٰ کے وہ قابل ہو گئیں
از لطف این نور و پنهان شده	از خزینه خاص بد ویران شده
پھر وہ نور آن کی آنکھوں سے چھپا	تھا جو گنج خاص سے قائم رہا
نور رفتے یوسفی وقت عبور	در قبائے در شباک هر قصور
جلتے جب یوسف تو اُن کے نور کا نور	روزنوں سے جاتا ہر گھر میں ضرور
پس بگفتندے درون خانه ہا	یوسف است این سو بسیران گذر
لوگ پس اپنے گھروں میں کہتے تھے	اس طرف سے حضرت یوسف گئے
زانکه بر دیوار دیدندے شعاع	فہم کردندے پس اصحاب بقاع
کیونکہ دیواروں پہ کرنیں تھیں سب	اہل خانہ کو پتہ ملتا تھا تب
خانه را کش دریچه است آن طرف	دارد از سیران یوسف ابن شرف
جس مکاں کا ہے دریچہ اس طرف	سیر یوسف سے وہ پاتا ہے شرف
هین دریچه سوئے یوسف باز کن	وز شکافش فرجه آغاز کن
تو دریچہ سوئے یوسف کھول دے	اور اس روزن سے لطف سیر لے
عشق ورزی آن دریچه کردن است	کز جمال دوست دیده روشن است
عشق کرتا ہے دریچہ کھولنا	آنکھ میں ہے نور حسن یار کا
پس همیشه روئے معشوقه نگر	این بدست تست بشنو اے پسر
پس ہمیشہ دیکھ تو رُخ دلبر	یہ ہے تیرے ہاتھ میں سن اے پسر

راہ کن در اندرونہا خویش را ‖ دور کن ادراک دور اندیش را

راہ کر لوگوں کے دل میں شاد رہ ‖ دور کر ادراک دور اندیش کو

کیمیا داری دوائے پوست کن ‖ دشمناں را زیں صناعت دوست کن

کیمیا ہے پاس تیرے کر دوا ‖ اس ہنر سے یار دشمن کو بنا

چوں شدی زیبا بداں زیبا رسی ‖ کو رہاند روح را از بیکسی

ہوگا جب زیبا تو زیبا سے ملے ‖ بیکسی سے روح تیری بچ رہے

پرورش مر باغ جانہا زاں نشش ‖ زندہ کردہ مردۂ غم را دمش

باغ جاں شاداب اس کے نم سے ہے ‖ مردۂ غم زندہ اس کے دم سے ہے

نے ہمہ ملک جہان دوں دہند ‖ صد ہزاراں ملک گوناگوں دہند

تجھ کو یہ دنیائے دوں کب دیگا وہ ‖ لاکھ ملک مختلف بخشے گا وہ

بر سر ملک جمالش داد حق ‖ ملکت تعبیر بے درس و سبق

جس نے یوسف کو دیا ملک جمال ‖ کشور تعبیر بھی دی ہے مثال

ملکت حسنش سوئے زنداں کشید ‖ ملکت علمش سوئے کیواں کشید

حسن کا ملک اس کو زنداں لے گیا ‖ علم لیکن سوئے کیواں[۲] لے گیا

شہ غلام او شد از علم و ہنر ‖ ملک علم از ملک حسن آسودہ تر

علم سے شہ ہو گیا اس کا غلام ‖ علم بہتر حسن سے ہے لا کلام

وظیفہ لینے والے مقروض درویش کی حکایت

آں غریب ممتحن از بیم وام ‖ اندر آمد سوئے آں دار السلام

قرض کے ڈر سے وہ بیچارہ گدا ‖ سوئے شہر تبریز میں داخل ہوا

۱؎ یعنی خاکساری خاک اکسیر سے کم نہیں +

۲؎ ستارہ زحل جو ساتویں آسمان پر ہے +

شد سوئے تبریز و کوئی گلستاں	خفتہ امیدش فراز گلستاں
تھا وہ تبریز ایک ایسا گلستاں	پھولوں پر امید تھی راحت کناں
رو بدار الملک تبریز سنی	بر امیدش روشنی در روشنی
خطۂ تبریز ہیں جا اے سعید	لے جا اس کے پاس تو روشن امید
جانش خنداں شد ازاں روضہ جال	از نسیم یوسف مصر خیال
اس چمن سے غنچۂ جاں کھل گیا	آئی یوسفؑ کی نسیم دلفزا
گفت یا حادی انخ لی ناقتی	جاء اسعادی و طارت فاقتی
بولا اے حادی[1] بٹھا ناقہ مرا	آئی خوش بختی گیا فاقہ مرا
ابرکی یا ناقتی طاب الامور	ان تبریزا مناخات الصدور
بیٹھ ناقے! بن گیا ہے میرا کام	راز سننے کا ہے یہ مقام
اسرحی یا ناقتی حول الریاض	ان تبریزا لنا نعم المفاض
گرد گلزاروں کے چر ناقے ہرے	یہ مقام فیض ہے اپنے لئے
ساربانا بار بکشا ز اشتراں	شہر تبریز است و کوئی گلستاں
کھول دے اونٹوں کا بار اے سارباں	یہ تو ہے تبریز گویا گلستاں
فر فردوسیست ایں پالیز را	شعشعہ عرشیست مر تبریز را
شان فردوسی ہے اس پالیز[2] میں	عرش کی ہے روشنی تبریز میں
ہر زمانے موج روح انگیز جاں	از فراز عرش بر تبریزیاں
ایک موج روح افزا ہر زماں	عرش سے تبریز پر ہے رواں
چوں وثاق محتسب جست آں غریب	خلق گفتندش کہ بگذشت آں حبیب
جب گدا کو محتسب کا گھر ملا	لوگ بولے - وہ تو بیچارا مر گیا

[1] حدی خواں یعنی گیت گانے والا ساربان۔

[2] خربوزے - تربوز اور ککڑی کا کھیت۔

او پریر از دارِ دنیا نقل کرد	مرد و زن در واقعہ او روئے زرد
پرسوں وہ دنیا سے رحلت کر گیا	زرد رو ہر مرد و زن غم سے ہوا
رفت آں طاؤسِ عرشی سوئے عرش	چوں رسید از ہاتفانش بوئے عرش
رہ گیا طاؤس عرشی سوئے عرش	پہنچی جب ہاتف سے اس کو بوئے عرش
سایہ اش گرچہ پناہِ خلق بود	در نوردید آفتابش زود زود
سایہ اس کا گو پناہِ خلق تھا	مہر[1] نے تہ اس کو جلدی کر دیا
راند او کشتی ازیں ساحل پریر	گشتہ بود آں خواجہ زیں خمخانہ سیر
پرسوں اس ساحل سے کشتی لے گیا	خواجہ اس مے خانے سے دل سیر تھا
نعرہ زد مرد و بیہوش اوفتاد	گوئیا او نیز درپے جاں بداد
نعرہ مارا اس نے غش کھا کر گرا	وہ بھی گویا اس کے پیچھے مر گیا
پس گلاب و آب بر رویش زدند	ہمرہاں بر حالتش گریاں شدند
پس گلاب و آب چھڑکا لوگوں نے	اور اس کے حال پر رونے لگے
تا بشب بیہوش بود و بعد ازاں	نیم مردہ باز گشت از غیب جاں
رات تک بیہوش تھا اور بعد ازاں	نیم مردہ غیب سے لوٹ آئی جاں

مخلوق پر اعتماد سے درویش کی توبہ

چوں بہوش آمد بگفت اے کردگار	مجرمم بودم بخلق امیدوار
ہوش میں آیا - کہا پروردگار!	میں ہوں مجرم خلق سے امیدوار
گرچہ خواجہ بس سخاوت کرد وجود	ہیچ از کفِ عطائے تو نبود
گو بہت جود و سخا خواجہ نے کی	تیری بخشش کے مقابل کچھ نہ تھی

[1] یعنی اس کی عمر کے دن جلد گزر گئے۔

دو کلہ بخشید تو سر پُر خرد	او قبا بخشید تو بالا و قد
اس نے ٹوپی۔ تو نے سر پُر از خرد	اس نے تو بخشی قبا پر تو نے قد
او زرم داد و تو دست زر شمار	او ستورم داد و تو عقل سوار
اس نے سونا۔ تو نے دست زر شمار	اس نے گھوڑا تو نے دی عقل سوار
خواجہ شمعم داد و تو چشم قمر	خواجہ نقلم داد و تو طعمہ پذیر
شمع اس نے۔ تو نے تحفہ آنکھ کا	نقل اس نے۔ تو نے من بھاتی غذا
او وظیفہ داد و تو عمر و حیات	وعدہ اش زر وعدۂ تو طیبات
گر وظیفہ اس نے تو نے دی حیات	اس کا وعدہ زر کا۔ تیرا طیبات[1]
او وثاقم داد و تو چرخ و زمیں	در وثاقت او و صد چوں او رہیں
اس نے گھر۔ تو نے دیے چرخ و زمیں	تیرے گھر میں سینکڑوں اس سے رہیں[2]
آنچہ داد او اے ملک ہم از تو داد	کہ ورا دست و را کردی تو راد
اس نے جو دے شہا! تجھ سے سب لیکر دیا	تو نے اس کے دست و دل کو دی سخا
زر از آں تست و زر نافرید	ناں از آں تست نانش از تو رسید
زر ترا۔ اس کا نہیں زر بے گماں	ناں تیری۔ تو نے بخشی اس کو ناں
آں سخا و رحم ہم تو دادیش	کز سخاوت می فزودی شادیش
اس کو جود و رحم بھی تو نے دیا	اور سخاوت سے اسے شاداں کیا
من چہ می گویم ہمہ تو می دہی	بار منت بر کسے کی می نہی
کیا کہوں میں اب سبھی کچھ تو ہی دے	بار احساں کا کسی پر کب رکھے
من ورا اقبالۂ خود ساختم	قبلہ ساز اصل را نشناختم
میں نے اس کو اپنا قبلہ کر لیا	اصل قبلہ ساز سے جاہل رہا

[1] ستھری پاکیزہ چیزیں ۔ [2] یعنی اس جیسے ۔
[3] کڑوی ۔

ما کجا بودیم کین دیان دین ‌‌ ‌ عقل می کارید اندر ماء و طین

ہم کہاں تھے ۔ مالک روز جزا ‌ ‌ آب و گل میں عقل بوتا جب رہا

چوں ہمی کرد از عدم گردوں پدید ‌ ‌ وین بساط خاک را می گسترید

جب عدم سے آسماں پیدا کیا ‌ ‌ اور بچھایا یہ بچھونا خاک کا

ز اختراں می ساخت او مصباحہا[۱] ‌ ‌ در طبائع قفل با مفتاحہا

جب بنائے اس نے تاروں سے دیئے ‌ ‌ طبع[۲] میں قفل اور کنجی رکھ دیئے

اے بسا بنیادہا پنہان و فاش ‌ ‌ مضمر این سقف گردون و فراش

لاکھوں ہی بنیادیں پنہان و عیاں ‌ ‌ اس زمین و آسماں میں ہیں نہاں

آدم اصطرلاب گردون علوست ‌ ‌ وصف آدم مظہر آیات اوست

آدم اصطرلاب[۳] چرخ اوج کا ‌ ‌ وصف آدم مظہر وصف خدا

ہرچہ در وے می نماید وصف اوست ‌ ‌ ہمچو عکس ماہ اندر آب جوست

ہے جو کچھ آدم میں ہے وصف خدا ‌ ‌ عکس ندی میں ہو جیسے ماہ کا

بر صطرلابش نقوش عنکبوت[۴] ‌ ‌ بہر اوصاف ازل دارد ثبوت

نقش ہیں جو اوپر اصطرلاب کے ‌ ‌ ان سے اوصاف ازل ثابت ہوئے

تا ز چرخ غیب وز خورشید روح ‌ ‌ عنکبوتش درس گوید با شروح

نکلے مہر روح چرخ غیب سے ‌ ‌ عنکبوت اس کو مشرح درس دے

عنکبوت این صطرلاب رشاد ‌ ‌ بے منجم[۵] در کف عام اوفتاد

عنکبوت ایسے ہی اصطرلاب کی ‌ ‌ بے منجم عام کے ہاتھ آ گئی

۱؎ چراغ ۔ ۲؎ یعنی طبیعتوں میں امانتیں رکھ کر قفل انکا دے کے مع کنجیوں کے ۔ ۳؎ ستاروں کے حالات معلوم کرنے کا آلہ ۔

۴؎ اصطرلاب کا ایک حصہ جس پر اس کے احکام درج ہوتے ہیں ۔

۵؎ عقل سے مراد ہے ۔

انبیاء را داد حق تنجیم این | غیب را چشمے بباید غیب بین
انبیاء کو حق نے یہ تعلیم دی | غیب بیں ہے آنکھ ناظر غیب کی

در چه دنیا فتادند این قرون | عکس خود را دید هر یک چه درون
چاہ دنیا میں یہ اسلاف آ پڑے | عکس اپنا ہی کنوئیں میں دیکھ کے

عکس در چه دیده از بیرون ندید | همچو شیر گول اندر چه دوید
شیر سادہ لوح چہ میں گر پڑا | عکس دیکھا پر نہ باہر سے ذرا

از برون دان هرچه در چاهت نمود | ورنه آں شیرے که در چه شد فرود
چاہ میں جو کچھ ہے باہر جان اُسے | ورنہ کیوں شیر آتا اندر چاہ کے

برد خرگوشیش از ره کاے فلاں | در تگ چاه است آں شیر ژیاں
اس کو اک خرگوش نے بہکایا ہاں | چاہ کے اندر ہے وہ شیر ژیاں

در رو اندر چاه و کیں از وے بکش | چوں ازو غالب تری سر بر کش
چاہ میں جا اور بدلہ اُس سے لے | ہے جو غالب تو سر اس کا توڑ دے

آں مقلد سخرۂ خرگوش شد | وز خیال خویشتن پرجوش شد
وہ مقلد سخرۂ خرگوش تھا | اور اپنی دُھن میں بس پُرجوش تھا

او نگفت ایں نقش داد آب نیست | ایں بجز تقلیب آں قلاب نیست
وہ نہ بولا یہ نہیں نقش آب کا | یہ اُلٹا کام ہے قلاب کا

تو هم از دشمن چه کینه می کشی | اے زبون شش غلط در هر ششی
تو عدو سے کینہ کیا لے بے دلیل | خود غلط ہے شش جہت کے اے ذلیل

آں عداوت اندرو عکس حق است | کز صفات قهر آنجا مشتق است
عکس حق ہے اس کے دل میں دشمنی | قہر کے اوصاف سے پھوٹی کلی

لہ یعنی ستارہ شناسی کی تعلیم ۔ ۲ہ وہ شخص جس پر [illegible] ہیں ۔ [illegible] دُکھ ۔
۳ہ اُلٹا دینے والا ۔ حق تعالیٰ سے مراد ہے ۔

وآں گنہ در وے زعکس جرم تست ‌‌ ‌ باید آں خو را ز طبع خویش شست

جرم اس کا عکس تیرے جرم کا ‌ ‌ طبع سے اپنی تو یہ خو دھو ذرا

خلق زشتت اندراں روئے نمود ‌ ‌ مر ترا او صفحۂ آئینہ بود

اس میں تیرا خلق بد ظاہر ہوا ‌ ‌ صفحہ وہ تیرے لئے آئینے کا

چونکہ قبح خویش دیدی اے حسن ‌ ‌ اندر آئینہ بر آئینہ مزن

آئینے میں دیکھا اپنے عیب کو ‌ ‌ توڑنے کے کھرا سے درپے نا ہو

می زند بر آب استارہ سنی ‌ ‌ خاک تو بر عکس اختر می زنی

اختر اپنا عکس ڈالے آب پر ‌ ‌ تو گرائے عکس پر مٹی مگر

کیں ستارہ نحس در آب آمدست ‌ ‌ تا کند مر سعد را زیر دست

ہے ستارہ نحس اندر آب کے ‌ ‌ تا ہمارے سعد کو عاجز کرے

خاک از استیلا بریزی بر سرش ‌ ‌ چونکہ پنداری ز نحسی اخترش

خاک اس کے سر پہ ڈالی اس لئے ‌ ‌ مثل اختر چونکہ تو سمجھا اُسے

عکس پنہاں گشت و سوئے غیب راند ‌ ‌ تو گماں بردی کہ آں اختر نماند

جب چھپا اختر تو عکس اس کا رہا ‌ ‌ تو یہ سمجھا وہ ستارہ چھپ گیا

آں ستارہ نحس ہست اندر سما ‌ ‌ ہم بدانسو بایدش کردن دوا

ہے ستارہ نحس اوپر چرخ کے ‌ ‌ اب دوا بھی اس کی کرنی چاہئے

بلکہ باید دل سوئے بیسوئے بست ‌ ‌ نحس ایں سو عکس نحس آں سو ہست

بے جہت جو ہے تو اس سے دل لگا ‌ ‌ عکس ادھر کا عکس ہے اُس سمت کا

داد داد حق شناس و بخشش ‌ ‌ عکس آں داد است اندر پنج و شش

داد حق ہے جو کسی کو ہے ملا ‌ ‌ پنج و شش[1] میں عکس ہے اس داد کا

[1] یعنی پنج حس میں بھی اور شش جہت میں بھی۔

گر بود دادِ خساں افزوں ز ریگ — تو بمیری واں نماند مردہ ریگ

دادِ ناکس ہو جو افزوں ریگ سے — تو مرے۔ میراث آخر کو رہے

عکس آخر چند پاید در نظر — اصل بینی پیشہ کن اے کژ نگر

عکس ٹھہرے گا نظر میں تا کجا — کج نگر! تو اصل پر نظریں جما

حق چو بخشش کرد بر اہلِ نیاز — با عطا بخشید شاں عمرے دراز

حق نے بخشش کی جو با اہلِ نیاز — ساتھ ہی بخشی اُنہیں عمرِ دراز

خالدین شد نعمت منعم علیہ — محیی الموتیٰ ست فاجتازوا لیہ

نعمت حق سے وہ بہرہ ور ہوئے — مُردے کو زندہ کرے ڈھونڈو اُسے

دادِ حق با تو درآمیزد چو جاں — آنچناں کہ آں تو باشی و تو آں

دادِ حق تجھ سے مثالِ جاں ملے — ایسے وہ تو تو ہے۔ تو وہ بنے

گر نماند اشتہائے ناں و آب — بدہدت بے ایں دو قوت مستطاب

روٹی پانی کی نہیں گر اشتہا؎ — دیگا بے ان دو کے پاکیزہ غذا

فربہی گر رفت حق در لاغری — فربہی پنہانت بخشد آں سری

فربہی جاتی ہے جائے۔ غم ہے کیا — فربہی پوشیدہ بخشے گا خدا

چوں پری را قوت از بو می دہد — ہر ملک را قوتِ جاں او می دہد

دیتا ہے پریوں کو وہ بو کی غذا — قوتِ جاں کرتے فرشتوں کو عطا

جاں چہ باشد تا تو سازی آں سند — حق بعشق خویشتن زندہ ات می کند

جان کیا ہے جسے سند کی تو لے — عشق سے اپنے خدا زندہ کرے

تو حیاتِ عشق خواہ و جاں مخواہ — تو ازو آں رزق خواہ و ناں مخواہ

جا حیاتِ عشق مانگ اور جاں نہ مانگ — رزق بے ناں مانگ اس سے۔ ناں نہ مانگ

؎ بھوک۔ خواہش۔

خلق را چوں آبِ داں صاف و زلال	اندرو تاباں صفاتِ ذوالجلال
جان لے خلقت کو جوں آبِ زلال	اس میں روشن ہیں صفاتِ ذوالجلال
علمشان و عدلشان و لطفشاں	چوں ستارہ چرخ بر آبِ رواں
علم و عدل و لطف ان کا جان لے	پانی پر جلوے ستارے چرخ کے
پادشاہی زیبد آں خلاق را	پادشاہی جملگاں عاجز ورا
شاہی ہے شایانِ شانِ خلاق کے	سب کی شاہی عاجز اس کے سامنے
پادشاہاں مظہرِ شاہیِ حق	فاضلاں مرآتِ آگاہیِ حق
شاہ مظہر شاہیِ حق کے ہوئے	فاضل آگاہیِ حق کے آئینے
قرنہا بگذشت و ایں قرنِ نویست	ماہ آں ماہ است آب آں آب نیست
اب ہے دورِ نو کئی صدیاں گئیں	مہ وہ مہ ہے - پانی وہ پانی نہیں
عدل آں عدل است و فضل آں فضل ہم	لیک مستبدل شد آں قرن و امم
عدل بھی وہ ہے وہی ہے فضل بھی	پر زمانہ اور ہے لوگ اور ہی
قرنہا بر قرنہا رفت اے ہمام	ویں معانی برقرار و بر دوام
گزری ہیں صدیوں پہ صدیاں اے ہمام	ان معانی کو ہے پر حاصل دوام
آب مبدل شد دریں جو چند بار	عکسِ آں خورشید دائم برقرار
پانی اس ندی کا بدلا چند بار	عکس اس خورشید کا ہے برقرار
پس بنائش نیست بر آبِ رواں	بلکہ بر اقطارِ عرضِ آسماں
آب جاری پر بنا اس کی کہاں	بلکہ آگے اس سے یعنی لامکاں
ایں صفتہا چوں نجومِ معنویست	داں کہ بر چرخِ معانی مستویست
یہ نجومِ معنوی کی خوبیاں	چرخِ معنی پہ وہ یکساں ہے عیاں

۱ آسمان مراد ہے۔

۲ یعنی خورشید۔

خوبرویاں آئینہ خوبیٔ او — عشق ایشاں عکس مطلوبیٔ او
خوبرو آئینہ اس خوبی کا ہے — عشق اس کا عکس مطلوبی کا ہے

ہم با صل خود رود ایں خد و خال — دائما در آب کے ماند خیال
اصل کی جانب یہ جائیں خد و خال — کب ہے قائم رہتا پانی کا خیال

جملہ تصویرات عکس آب جوست — چوں بمالی چشم خود خود جملہ اوست
آب جو کا عکس تصویریں سبھی — آنکھ مل کر دیکھ سب کچھ ہے وہی

باز عقلش گفت بگذر زیں حول — خل دو شاب است و دو شاب است خل
عقل بولی۔ چھوڑ یہ دو بینی جبا ہے — ہے دو شابہ اک سرکہ سرکہ ہے دو شابہ

خواجہ را از چشم ابلیس لعین — منگر و نسبت مکن او را بطین
خواجہ کو ابلیس کی تو آنکھ سے — دیکھ مت اور خاک سے نسبت نہ دے

خواجہ را جاں بیں مبیں جسم گراں — مغز او را بیں مبیں آں استخواں
جان سمجھ خواجہ کو مت جسم گراں — مغز اس کو جان مت جان استخواں

خواجہ را چوں غیر گفتی در غرور — شرم دار اے احول از شاہ غیور
کیوں کہا غیر اس کو اے راہ غرور — شرم کر بھینگے! وہ ہے شاہ غیور

خواجہ را کو درگذشت است از اثیر — جنس ایں موشان تاریکی مگیر
خواجہ تو گزرا ہے از رہ چرخ سے — مت اندھیرے کے چوہوں جان اسے

مہرہ خورشید را شب پر مخواں — آنکہ او مسجود شد ساجد مداں
مہر کے ساتھی کو چمگادڑ نہ جان — جو ہوا مسجود اسے ساجد نہ مان

عکس ہر را ماند و ایں عکس نیست — در مثال عکس خود بنمود نیست
ہے تو وہ جوں عکس لیکن عکس کب — عکس کی صورت میں ہے دکھلایا اب

آفتابے دید و یخ جامد نماند — روغن گل روغن کنجد نماند
تیج سے دیکھا جو سورج پھر جامد نہیں — روغن گل روغن کنجد نہیں

چون مبدل گشته‌اند ابدال حق	نیستند از خلق برگردان ورق
ہو گئے تبدیل جب ابدال حق	وہ نہیں مخلوق سے الٹا ورق
قبلۂ وحدانیت دو چون بود	خاک مسجود ملائک چون شود
قبلہ وحدانیت کیونکر ہو دو	سجدہ کیوں کرتے فرشتے خاک کو
چون درین جو دید عکس سیب مرد	دامنش را دید آن پر سیب کرد
دیکھی ندی میں جو بوٹا سیب کا	سیب سے پھر مرد کا دامن بھرا
آنچہ در جو دید کے باشد خیال	چونکہ شد از دیدنش پر صد جوال
دیکھا جو ندی میں وہ کب ہے خیال	اس کے دیکھے سے ہوا وہ مالا مال
عکس ہا را ماند و این نیست عکس	در مثال عکس حق معنیست عکس
عکس کب ہے عکس سے ملتا ہوا	یہ ہے معنی عکس حق کی شکل کا
تن مبین و جان مکن کن بکم و صم	کذبوا بالحق لما جاءہم
تن نہ دیکھ اور جان سے بکم و صم ہو لو	غور سے پڑھ قول حق ہے کذبوا
ما رمیت اذ رمیت احمد بدہ است	دیدن او دیدن خالق شدہ است
ما رمیت اذ رمیت احمد ہوئے	دیدِ حق ہوتی ہے ان کی دید سے
حق مر او را برگزید از انس و جاں	رحمۃ للعالمین خواند از آں
حق نے ان کو سب سے افضل کیا	رحمۃ للعالمین فرما دیا
خدمت او خدمت حق کردن است	روز دیدن دیدن این روزن است
ان کی خدمت خدمت حق ہے ملا	دیکھ اس روزن کو گر ہے دیکھنا

۱؎ قولہ تعالیٰ فقد کذبوا بالحق لما جاءہم فسوف یاتیہم انباء ما کانوا بہ یستہزءون
یعنی انہوں نے حق کو جھٹلایا جس گھڑی کہ ان کے پاس آیا سو قریب آ پہنچیں گی ان کو اس کی آگاہی جس پر
ٹھٹھا کیا کرتے تھے ۔ ۲؎ قولہ تعالیٰ و ما رمیت اذ رمیت و لکن اللہ رمیٰ یعنی جب تو نے مٹھی پھینکی
تو تو نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی ۔ ۳؎ حدیث شریف من رآنی فقد رأی اللہ یعنی جس نے مجھ کو دیکھا

خاصه این روزن درخشان از خود است — نے فروغ آفتاب و فرقد است

خاص یہ روزن کہ خود روشن ہوا — مہر یا فرقد[1] ذریعہ کب بنا

هم از آن خورشید زد بر روزنے — لیک از راه و سوئے معهودنے

اس میں ہے مہر حقیقی جلوہ گر — راہ و جانب ہے معین سے مگر

در میان شمس و این روزن رهی — هست روزن را از آن شد آگهی

شمس اور روزن میں ہے اک راہ بھی — جس سے روزن کو نہیں کچھ آگہی

تا اگر ابرے برآید چرخ پوش — بریں روزن بود نورش بجوش

گھر کے آجائے جو ابرِ چرخ پوش — نور روزن میں ہو ویسا ہی پُر جوش

غیر این راه و هوائے شش جهت — در میان روزن و خورها لفت

قید راہ و باد دنیا کی نہیں — مہر و روزن میں ہے اُلفت بالیقیں

مدحت و تسبیح او تسبیح حق — میوه می روید ز عین این طبق

اس کی تسبیح و ثنا حمدِ خدا — اس طبق کی ذات سے میوہ اُگا

سیب روید زین طبق خوش لخت لخت — عیب نبود گر نهی نامش درخت

اس سے عمدہ اور بہت سے سیب اُگے — عیب کیا گر تو درخت اس کو کہے

این سبد را تو درخت سیب دان — کز میان هر دو ره آمد نهان

اس سبد[2] کو کہہ تو نخلِ سیب ہاں — دونوں راہوں سے یہ آیا ہے نہاں

آنچه روید از درخت بارور — زین سبد روید همان نوعے ثمر

جو درخت بارآور سے اُگے — اس سبد سے بھی وہی بس پھل رہے

پس سبد را تو درخت بخت بیں — زیر سایه این سبد خوش می نشیں

پس سبد کو جان نخلِ اقبال کا — اس سبد کے زیر سایہ بیٹھ جا

[1] قطب شمالی کے پاس کا ایک ستارہ ۔

[2] ٹوکری ٹوکرا ۔

نان چو اطلاق آورد اے مہرباں ۔ نان چرا میخوانیش محمودہ خواں

نان سے دست آئیں گر اے باصفا ۔ نان ست کر۔ کہ اُسے سقمونیا[1]

خاک رہ چوں چشم روشن کرد و جاں ۔ خاک رہ را سرمہ بین و سرمہ داں

خاک رہ نے کی جو روشن آنکھ و جان ۔ خاک رہ کو سرمہ دیکھ اور سرمہ جان

چوں ز روئے ایں زمیں تابد شروق ۔ من چرا بالا کنم رو در عیوق

اس زمیں سے نور جب پیدا ہوا ۔ کس لئے ہیں منہ تکوں عیوق[2] کا

شد فنا ہستش مخواں اے چشم شوخ ۔ در چنیں جو خشک کے ماند کلوخ

ہست مت کہہ جب وہ فانی ہو گیا ۔ خشک کب اس نہر میں ڈھیلا رہا

پیش ایں خورشید کے تابد ہلال ۔ با چنیں رستم چہ ماند زور زال

آگے کب اس مہر کے چمکے ہلال ۔ ایسے رستم کے مقابل کیا ہو زال

طالب است و غالب است آں کردگار ۔ تا ز ہستیہا بر آرد او دمار

طالب و غالب ہے رب العالمیں ۔ ہستیوں کو نیست کر دے بالیقیں

دو مگو و دو مخواں و دو مداں ۔ بندہ را در خواجہ خود محو داں

دو نہ کہہ اور دو نہ پڑھ اور دو نہ جان ۔ بندے کو خواجے میں اپنے محو مان

خواجہ ہم در نور خواجہ آفریں ۔ فانی است و مردہ و مات و دفیں

نور خواجہ آفریں میں خواجہ بھی ۔ مردہ فانی اور ہے مدفون اے اخی!

چوں جدا بینی ز حق ایں خواجہ را ۔ گم کنی ہم متن و ہم دیباچہ را

گر جدا دیکھے تو حق سے خواجے کو ۔ گم کرے گا متن اور دیباچے کو

چشم و دل را ہیں گذارا کن ز طیں ۔ آں یکے قبلہ است و دو قبلہ مبیں

چشم و دل کو آب و گل سے تو نکال ۔ ایک قبلہ ہے۔ نہیں دو کر خیال

[1] ایک تلخ دوا جو صفرا و بلغم کی مسہل ہے۔

[2] ایک نہایت سرخ رنگ اور بہت روشن ستارے کا نام [illegible] کی داہنی جانب ادھر ہے۔

چوں دو دیدی ماندی از ہر دو طرف	آتشے در خف فتاد و رفت خف
دیکھے دو۔ تو دونوں جانب سے گیا	آگ لگ کر سوختہ فانی ہوا
گر عمر نامی تو اندر شہر کاش	کس نہ بفروشد بصد دانگی لواش
تو عمر گر حضرت کاشاں میں ہو	تجھے نہ کوئی بیچے گا نان سو دانگ کو

دو دیکھنے والا عمرِ کاشانی کی مانند ہے

چوں بیک دکاں بگفتی عمرم	ایں عمر را ناں فروشید از کرم
اک دکاں پر تو کہے ہیں یوں عمر	مول دے روٹی کرم کی کر نظر
او بگوید رو بداں دیگر دکاں	زیں یکے ناں گزیں پنجاہ ناں
وہ کہے جا اک دکان ہے اور پاس	اس سے بہتر لے وہاں سے نان پچاس
گر نبودے احول او اندر نظر	او بگفتے نیست دکانِ دگر
ساتھ کہتا گر نہ وہ ہوتا دو بیں	دوسری اس جا دکاں ہرگز نہیں
پس زدے اشراق بر احولی	بر دل کاشی شدے عمر علی
پڑتی اس یک بینی کی وہ روشنی	وہ عمر کاشی کو ہو جاتا علی
ایں از اینجا گوید آں خباز را	ایں عمر را ناں فروش اے نانوا
دوسرے پھر نانبائی سے کہا	اس عمر کو نان دے اے نانوا
چوں شنید او ہم عمر ناں احولی	در کشید آں ناں کہ ہست ایں بد علی
سنتے ہی نام عمر نان کھینچ لی	اور کہا اس سے یہ ہے بدعلی
پس فرستادش بدکان بعید	ناں ز پیش روئے او اندر کشید
اک دکاں پہ بھیجا پھر جو دور تھی	دی اس کے سامنے سے کھینچ لی
کہ عمر را ناں دہ اے انباز من	راز یعنی فہم کن ز آواز من
بولا کہ کھانا دے اے عمر کو نان دے	راز اس آواز سے تو جان لے

او بہت زانسو حوالت می کند	ہین عمر آمد کہ تا بر نان زند
وہ تجھے اس کو اُس جانب بھیج دے	لو عمر آیا کہ روٹی پر گرے
چونکہ بیک دکان عمر بودی برو	در ہمہ کاشان ز نان محروم شو
اک دکان پر جب عمر تو ہو گیا	سارے کاشان میں نہ روٹی پا سکیگا
ور بیک دکان علی گفتی بگیر	نان ازآنجا بے حوالہ بے زحیر
اک دکان پر گر کہا میں ہوں علی	نان اسی جا سے تجھے مل جا سکی
احول دو بین چو بینی رشد نوش	احول صد بینی اے یا در فروش
احول دو بینی کو نور دد کر دیا	احول صد بین ہے تو اے بے حیا
اندر آں کاشاں خاک احولی	چوں عمری گرد چوں فوجی علی
کاشان سے خاک احولی میں ہے اے جی!	جوں عمر پھر کر نہیں ہے تو علی
ہست احول را دریں ویرانہ دیر	گوشہ گوشہ نقل نوکہ غم تغییر
بینگا تو اس دہر میں اے نیک نام	پھر تا رہتا ہے نہیں اک جا قیام
ور دو چشم حق شناس آمد ترا	دوست بین از عرصہ ہر دو سرا
حق شناس آنکھیں ملی ہیں گر تجھے	دو جہاں کو دوست اپنا پائے
وارہیدی از حوالہ جا بجا	اندریں کاشان پرخوف و رجا
جا بجا پھرنے سے تو بس چھٹ گیا	اس جہاں میں جو ہے پر خوف و رجا
اندریں جو غنچہ دیدی یا شجر	مشل ہر جو تو باش ظن مبر
دیکھا اس ندی میں غنچہ یا شجر	عالم ندی پر خیال اس کا نہ کر
کہ ترا از عین این عکس و نقوش	حق حقیقت گرد و دو بینی تو دوش
نقش سے اس عکس کے بچہ پڑا جی	اصل دو بینی کی حق نے کھول دی

لے یعنی اس کاشان میں جہاں احولی پیدا ہوتی ہے ۔

چشم از آں آب از حول حُر می شود	عکس می بیند سبد پُر می شود
آنکھ کی اس سے دو بینی چھوٹ گئی	عکس دیکھا - ٹوکری اس کی بھری
پس بمعنی باغ باشد ایں آب	پس مشو عریاں چو بلقیس از حباب
آب کب ہے اصل میں ہے یہ چمن	ہو نہ عریاں مثل بلقیس حسن
بار گوناگوں است بر پشتِ خراں	ہیں بیک چوب ایں خراں را تو مراں
بار گوناگوں گدھوں پر ہے لدا	ایک لاٹھی سے نہ ہانکو ہر گدھا
بر یکے خر بار لعل و گوہر ست	بر یکے خر بار سنگ مرمر ست
ایک خر پر لعل و گوہر کا ہے بار	ایک خر پر سنگ مرمر کا ہے بار
بر ہمہ جوہا تو ایں حکمت مراں	اندریں جو ماہ بیں عکسش مخواں
مت لگا سب نہروں پر یہ حکم ہاں	چاند ہے اس نہر میں سایہ کہاں
آب خضر ست ایں نہ آبِ دام و دد	ہرچہ اندر وے نماید حق بود
پانی ہے اس نہر کا آبِ بقا	بالیقیں اس میں ہے حق جلوہ نما
زیں تگِ جو ماہ گوید من ہم	من نہ عکسش ہمدم و ہمراہم
چاند ندی سے کہے ہیں ماہ ہوں	عکس کب ہوں ہم سخن ہمراہ ہوں
اندریں جو ہر چہ بر بالاست ہست	خواہ بالا خواہ در وے دار دست
نہر کے جو کچھ ہے اوپر ہست جان	خواہ اوپر - خواہ اندر ہست جان
اندر گر جوہا مگیر ایں جوئے را	ماہ داں ایں پرتو مہروے را
اور نہروں کی طرح اس کو نہ جان	ماہ تو اس پرتو مہرو کو مان
اندریں جو ہر چہ می خواہی ببیں	از نجوم و تاج و تخت ہم زمیں
جو کچھ (۴) ندی میں چاہے دیکھ لے	زمیں سے - تخت سے - [illegible]
اندریں جو ہر چہ داری تو دراو	باز بیں و شکر کن ہر زیادہ
جو کچھ اس ندی میں ہے تیری مراد	دیکھ - سے اور شکر کر تا [illegible]

جملہ مطلوبات خلق ہر دو کون ۔۔۔ گشت موجود اندرو بے لعد و لون
دو جہاں کی خلق کے مطلب سبھی ۔۔۔ اس میں ہیں موجود بے فرق اے اخی!

ایں سخن پایاں ندارد آں غریب ۔۔۔ گریہ کرد از درد آں مرد لبیب
اس سخن کی حد نہیں کچھ۔ وہ غریب ۔۔۔ رو رہا ہے اور کرتا ہے یا حبیب

درویش کا قبر محتسب پر جا کر قصہ کہنا

واقعہ آں وام او مشہور شد ۔۔۔ پائمرد از درد او رنجور شد
جبکہ اس کے قرض کا چرچا ہوا ۔۔۔ پائمرد اس درد سے کڑھنے لگا

انپے توزیع گرد شہر گشت ۔۔۔ وز طمع می گفت ہر جا سرگذشت
چندے کو وہ شہر میں پھرنے لگا ۔۔۔ حرص سے کہتا تھا ہر جا ماجرا

ہیچ نادر دا ز رہ کدیہ بدست ۔۔۔ غیر صد دینار آں کدیہ پرست
بھیک سے اس کو ملا کچھ بھی نہیں ۔۔۔ صرف سو دینار پائے ہمنشیں

پائمرد آمد بدو دستش گرفت ۔۔۔ شد بگور آں کریم بس شگفت
ہاتھ سے پکڑا اسے غمخوار نے ۔۔۔ اس سخی کی قبر پر دونوں گئے

گفت چوں توفیق یابد بندۂ ۔۔۔ کو کند مہمانی فرخندۂ
بولا جب توفیق بندے کو ملے ۔۔۔ وہ کسی فرخندہ کی دعوت کرے

مال خود ایثار راہ او کند ۔۔۔ جان خود ایثار جاہ او کند
مال اس کی راہ میں سب صرف ہو ۔۔۔ جاہ پر قرباں کرے وہ جان کو

شکر او شکر خدا باشد یقیں ۔۔۔ چوں بہ احساں کرد توفیقش قریں
شکر اس کا شکر حق کا ہے اخی! ۔۔۔ جس نے احساں سے یہ توفیق دی

ترک شکرش ترک شکر حق بود ۔۔۔ حق او لاشک بحق ملحق شود
ترک شکر اس کا ہے ترک شکر حق ۔۔۔ حق سے ملحق ہے بلاشک اس کا حق

شکر میکن مر خدا را در نعم ‏ ‏ نیز می کن ذکر و شکر خواجہ ہم

نعمتوں میں شکر کر اللہ کا ‏ ‏ خواجہ کا بھی شکر کر تو بر ملا

رحمت مادر اگرچہ از خدا ست ‏ ‏ خدمت او ہم فریضہ است و سزا

اس کی رحمت گو ہے اللہ سے ‏ ‏ فرض خدمت اس کی بھی ہے جان لے

زیں سبب فرمود حق صلوا علیہ ‏ ‏ کہ محمد بود محتاج الیہ

کر دیا حکم درود اللہ نے ‏ ‏ مستحق اس کے رسول پاک تھے

در قیامت بندہ را گوید خدا ‏ ‏ ہیں چہ کردی آنچہ من دادم ترا

حشر میں بندے سے پوچھیگا خدا ‏ ‏ میں نے جو تجھ کو دیا تھا کیا کیا

گوید اے رب شکر تو کردم بجاں ‏ ‏ چوں ز تو بود اصل آں روزی و ناں

وہ کہیگا شکر تیرا ہی کیا ‏ ‏ اصل بھی روزی کی تجھ سے اے خدا

گویدش حق نے نکردی شکر من ‏ ‏ چوں نہ کردی شکر آں اکرام فن

تو تھا ناشکرا یہ فرمائے خدا ‏ ‏ اس سخی کا شکر تو نے کب کیا

بر کریمے کردۂ ظلم و ستم ‏ ‏ نے ز دست او رسید آں نعمتم

اس سخی پر تو نے کی جور و جفا ‏ ‏ اس سے نعمت کب لی یہ تو بتا

چوں بگور آں ولی نعمت رسید ‏ ‏ گشت گریاں زار آمد در نشید

اس سخی کی قبر پر جب وہ گیا ‏ ‏ رو پڑا چیخا اور یوں کہنے لگا

گفت اے پشت و پناہ ہر نبیل ‏ ‏ مرحبا و خوش پناہ ابن السبیل

اے عقیل و نیک کی پشت و پناہ ‏ ‏ اے مسافر کے لئے امن و امید گاہ

اے غم ارزاق ما بر خاطرت ‏ ‏ اے بچہ رزق عام احسان و برت

تھا ہماری روزیوں کا غم تجھے ‏ ‏ بستی رزق احسان تیرے عام تھے

قولہ تعالیٰ ۔ یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۔ یعنی اے ایمان والو!
اس پر درود اور سلام بھیجو جیسا کہ سلام کا حق ہے

اے فقیراں را عشیرہ والدین　　در خراج و خرج دریائے دین

تو گدا کا خویش تھا ماں باپ تھا　　خرچ دیتا۔ قرض کرتا تھا ادا

اے چو بحر از بہر نزدیکاں گہر　　دادہ تحفہ وز پئے دوراں مطر

پاس والوں کے لئے گوہر ہوا　　دور والوں کے لیئے بارش بنا

پشت ما گرم از تو بودے آفتاب　　رونق ہر قصر و ہر گنج خراب

تجھ سے ہم تھے گرم پشت اے آفتاب　　رونق ہر خانہ و ہر گنج خراب!

اے ندیدہ کس ز تو ابروئے گرہ　　اے چو میکائیل راد و رزق دہ

کس نے دیکھی تیرے ابرو پر گرہ؟　　مثل میکائیل تو تھا رزق دہ

اے دلت پیوستہ با دریائے غیب　　اے بقاف مکرمت عنقائے غیب

غیب کے دریا سے تیرا دل رہا　　قاف بخشش کا تھا عنقا بے ریا

یاد نادردہ کہ از مالم چہ رفت　　سقف قصر ہمتت ہرگز نکفت

یاد کب لایا کہ دولت کیا ہوئی　　قصر ہمت کی نہ چھت ٹوٹی کبھی

اے من و صد ہمچو من ماہ و سال　　مر ترا چوں نسل تو گشتہ عیال

مہرتی مجھ سے سکڑوں کی ماہ و سال　　پرورش کی تو نے مانند عیال

نقد ما و جنس ما و رخت ما　　نام ما و فخر ما و بخت ما

تو ہمارا نقد و جنس و رخت تھا　　تو ہمارا نام و فخر و بخت تھا

تو نمردی لیک بخت ما بمرد　　عیش ما و رزق مستوفی ببرد

بخت اپنا مر گیا تو کب مرا　　رزق اور خوشیاں ہماری لے گیا

ایں ہمہ از حق بد و تو واسطہ　　درمیان ما و حق تو رابطہ

تھا یہ سب حق سے مگر تو واسطہ　　ہم میں اور حق میں تو تھا اک رابطہ

واحد کالالف در بزم کرم　　صد چو حاتم گاہ ایثار نعم

ایک تھا بزم کرم میں جوں ہزار　　مثل صد حاتم ترا جود و سخا

حاتم از مرده به مرده می دهد — گردگانہائے شمرده می دہد

دیتا ہے مردے سے حاتم مردے کو — اور گن کر دیتا ہے اخروٹ جو

تو حیاتے می دہی در ہر نفس — کز نفیسی می نگنجد در نفس

تو مگر دیتے ہر گھڑی تازہ حیات — اور ایسی عمدہ اس کی کیا ہے بات

تو حیاتے می دہی بس پائدار — نقد زر بے کساد و بے شمار

زندگی دیتا ہے تو بس پائدار — نقد زر اور بے کساد و بے شمار

وارثے نابوده یک موئے ترا — اے فلک سجده کناں کوئے ترا

تیری مو کا کب کوئی وارث ہوا — تیرے کوچے کا فلک ساجد بنا

خلق را از گرگ غم لطفِ شباں — چوں کلیم اللہ شبان مہرباں

گرگ غم سے تو چھڑاتا جوں شباں — مثل موسیٰ اک شبانِ مہرباں

حضرت موسیٰؑ سے بکری کا بھاگنا

گوسفندے از کلیم اللہ گریخت — پائے موسیٰؑ آبلہ شد نعل ریخت

بھاگی اک بکری کلیم اللہ سے — دوڑے وہ اور پاؤں میں چھالے پڑے

در پئے او تا بشب در جستجو — واں رمہ غائب شده از چشم او

جستجو میں اس کی وہ شب بھر رہے — ہو گیا غائب وہ ریوڑ آنکھ سے

گوسفند از ماندگی شد سست و ماند — پس کلیم اللہ گرد از وے فشاند

تھک کے بکری سست ہو کر رہ گئی — گرد پھر موسیٰؑ نے اس کی جھاڑ دی

کف ہمی مالید بر دوش و سرش — می نوازش کرد ہمچوں مادرش

پشت و سر پر ہاتھ پھیرا آپ نے — جیسے مادر مہرباں اس پر ہوئے

١ بے رواجی

٢ گڈریا

نیم ذرّہ تیرگی و خشم نے — غیر مہر و رحم و آبِ چشم نے

وہ مطلق اس سے رنجیدہ ہوئے — رحم سے آنکھوں میں آنسو آ گئے

گفت گیرم بر منت رحمے نبود — طبع تو بر خود چرا استم نمود

بولے مجھ پر تو نہ رحم آیا تجھے — کیوں جفا کی تجھ پہ تیری طبع نے

با ملائک گفت یزداں آں زماں — کہ نبوّت را ہمی زیبد فلاں

اس گھڑی حق نے ملائک سے کہا — اس کو زیبا ہے نبوّت بخشنا

مصطفیٰؐ فرمود کہ خود ہر نبی — کرد چوپانی چہ برنا چہ صبی

مصطفیٰؐ بولے چرائے بکریاں — ہر نبی ۔ ہو خواہ لڑکا یا جواں

بے شبانی کردن و آں امتحاں — حق ندادش پیشوائی جہاں

بے شبانی اور بغیر امتحاں — حق نے کب دی پیشوائی جہاں

تا شود پیدا وقار و صبرشاں — کردشاں پیش از نبوّت حق شباں

تاکہ پیدا ہو وقار و صبر ہاں — ہے کیا پہلے نبوّت سے شباں

گفت سائل کہ تو ہم اے پہلواں — گفت من ہم بودہ ام دیرے شباں

بولا سائل ۔ آپ بھی اے مصطفیٰؐ — بولے ۔ میں بھی مدتوں چوپاں رہا

ہر امیرے کو شبانی بشر — آں چناں آرد کہ باشد مؤتمر

جو یہ چاہے ۔ ہیں شبانی ۔ بشر — یوں بجا لائے ہے جیسے مؤتمر

حلم موسیٰؑ وار اندر رعی خود — او بجا آرد بہ تدبیر و خرد

کہد و اس سے حلم موسیٰؑ کا رکھے — پھر بجا لائے گا وہ تدبیر سے

لاجرم حقّش دہد چوپانیے — بر فراز چرخ و مہ روحانیے

اس کو روحانی شبانی ہو عطا — اوج چرخ و ماہ سے بالا صفا

آں چنانکہ انبیا را زیں رضا	برکشید و داد رعیِ اصفیا
جیسے نبیوں کو سرافرازی ملی	اصفیا کی اُن کو جو پائی رہی
خواجہ تو با ایں چنیں چو پانیت	کردئی آنچہ کور گردد شانیت
خواجہ! تو نے اس ستپائی ہی کیا	کام ایسا - دشمن اندھا ہو گیا
داعم آنجا در مکافات ابدت	سروری جاودانہ بخشدت
اس کے بدلے حق نے تجھ کو بے گماں	بخشی ہوگی سروریّ جاوداں
بر امیدِ کفِ چوں دریائے تو	وز وظیفہ دادنِ ایفائے تو
تیرے دست و جود پر تکیہ کیا	اور وظیفہ دے پر اسے باستی
وام کردم نُہ ہزار از زر گزاف	تو کجائی تا شود ایں درد صاف
قرضہ ہے دینار مجھ پر نو ہزار	تو کہاں تا ہوں ادا بھگو شمار!
تو کجائی تا بصد چنداں کرم	با منِ خستہ بجا آری نعم
تو کہاں تا مہر سے اے مہرباں	کرے مجھ عاجز سے ہی دبدنگاہاں
تو کجائی تا وہ صد لطف و عطا	با غریبِ خستہ دل آری بجا
تو کہاں تا سیکڑوں لطف و عطا	مجھ غریب و زار سے رکھے روا
تو کجائی تا کہ خنداں چوں چمن	گوئیم بستاں دو صد چنداں ز من
تو کہاں تا مثلِ گل ہنس کر کہے	یہ جو کہا - دو سو گنا تو مجھ سے لے
تو کجائی تا مرا خنداں کنی	لطف و احساں چوں خداونداں کنی
تو کہاں ہے تا مجھے خنداں کرے	لطف و احساں جوں خداونداں کرے
تو کجائی تا بری در مخزنم	تا کنی از وام و فاقہ ایمنم
تو کہاں مخزن میں لے جائے مجھے	اور قرض و فاقہ سے ایمن کرے
من ہمی گویم بس و تو مفضلم	گفتہ کیں ہم گیر از بہرِ دلم
میں کہا بس ہے تو بولا اور لے	بہ تقید سر کی خوشی کے واسطے

چوں ہمی گنجد جہانے زیرِ طیں	چوں نگنجد آسمانے در زمیں
تو سمایا کس طرح زیرِ زمیں	آسماں اس میں سماتا جب نہیں
حاش للہ تو بروں ئی زیں جہاں	ہم بوقتِ زندگی ہم ایں زماں
تو بلا شک اس جہاں سے تھا جدا	زندگی میں اور اب بھی ۔۔ ملا
در ہوائے غیب مرغے می پرد	سایۂ او بر زمیں می گسترد
جس طرح کوئی ہوا میں مرغ اڑے	اور زمیں پر اس کا پھر سایہ پڑے
جسم سایہ سایۂ سایہ دلست	جسم کے اندر خورِ پایہ دلست
سایۂ دل کا ہے سایہ جسم ظل[1]	دل کے لائق کب ہے جسم اے نیک دل
مرد خفتہ روحِ او چوں آفتاب	در فلک تابان و تن در جامہ خواب
مرد سوئے روح مثلِ مہر صاف	چرخ پر روشن ہو تن زیرِ لحاف
جاں نہاں اندر خلا ہمچوں سجاف	تن تقلب می کند زیرِ لحاف
جاں فضا میں ہے جو ہے مثلِ سجاف	کروٹیں لیتا ہے تن زیرِ لحاف
روح چوں من امرِ ربی مختفیست	ہر مثالے کہ بگویم منتفیست
روح چوں من امرِ ربی[2] سے ہے نہاں	ہر مثال اس کی بھی ہوگی نیست ہاں
اے عجب کو لعلِ شکر بارِ تو	واں جوابات خوش و اسرارِ تو
آہ لب ہائے شکر بار اب کہاں	وہ جواب خوش وہ اسرار اب کہاں
اے عجب کو از عقیق لعلِ خا	آں کلیدِ قفلِ مشکلہائے ما
وہ کہاں لب ہائے لعلیں اے سعید	وہ ہمارے قفلِ مشکل کی کلید
اے عجب کو آں دمِ چوں ذوالفقار	آنکہ کردے عقل ہا را بیقرار
آہ وہ دم ہے کہاں جوں ذوالفقار	جس سے ہو ساری عقلیں ... بیقرار

۱ سایہ ۔

۲ قولہ تعالیٰ ۔ قل الروح من امر ربی ۔ ... [illegible]

چند گوئی فاختہ ساں اے عمو	کو و کو و کو و کو و کو و کو
تا کجا جوں فاختہ بولے گا تو	کو و کو و کو و کو و کو و کو و
کو ہم آنجا کہ دل و اندیشہ اش	دائم آنجا بد چو شیر و بیشہ اش
وہ گیا جس جا دل و اندیشہ تھا	جو ہمیشہ بیشہ تھا اس شیر کا
کو ہم آنجا کہ صفات رحمت است	قدرت است و نزہت است و فطنت است
وہ وہاں ہے جس جگہ رحمت بھی ہے	قدرت و نزہت بھی ہے فطنت بھی ہے
کو ہم آنجا کہ امید مرد و زن	می رود در وقت اندوہ و حزن
وہ وہاں جس جا امید مرد و زن	جاتی ہے ہنگام اندوہ و حزن
کو ہم آنجا کہ بوقت علتے	جسم دارد ہر امید صحتے
وہ وہاں ہے وقت بیماری جہاں	تن رکھے امید صحت بے گماں
آں طرف کہ بہر دفع زشتیے	باد جوئی بہر کشت و کشتیے
دفع زشتی کو جہاں تو ہر ملا	کھیت کشتی کے لئے ڈھونڈے ہوا
آں طرف کہ دل اشارت می کند	چوں زباں یا ہو عبارت می کند
اس طرف جس سمت اشارہ دل کرے	جوں زباں یا ہو کہے وہ شوق سے
او مع اللہ ست بے کو کو ہمے	کاش جوں طالب شدہ ما کو گمے
وہ خدا کے ساتھ ہے کو کو کہا	کاش جوں ہو شد ما کو لولا
عقل ما کو تا ببیند غرب و شرق	روح ہا می زند صد گونہ برق
دیکھے غرب و شرق عقل ایسی کہاں	روح پر گرتی ہیں سو سو بجلیاں
جزر و مدش بد بہ بحرے در زبد	منتفی شد جزر و باقی ماند مد
[illegible]	جزر کم ہے اور باقی مد ہے

[illegible]

[illegible]

نہ ہزارم وام و من بے دسترس	ہست صد دینار زیں نوع و بس
قرض تو ہے نو ہزار اور میں غریب	ہند سو دینار ہے صرف اے نجیب
حق کشیدت ماندہ ام در کشمکش	میروم من با دو بر تو خاک خوش
حق نے کھینچا تجھ کو میں ہوں پھنسا	اب میں جاتا ہوں مجھے بخشئے خدا
ہمتے می دار با پُر حسرتت	اے ہمایوں دست و رو و ہمتت
رکھ خیال اس اپنے پُر امید کا	اے مبارک دست و روئے باسخی
آمدم بر چشمۂ اصل عیون	یافتم در وے بجائے آب خون
اصل چشمے پر میں آیا اے شہا	پایا پانی کی جگہ اس میں لہو
چرخ آں چرخ است اگر مہتاب نیست	جوی ہماں جوئیست آبش آں نیست
چرخ ہے وہ چرخ پر مہتاب کب	نہر ہے وہ نہر لیکن آب کب
محسناں ہستند لیکن کو سحاب	اختراں بسیار کو آں آفتاب
ہیں بہت محسن کہاں وہ سحاب	ہیں بہت اختر کہاں وہ آفتاب
تو شدی سوئے خدا اے مستمر	پس بسوئے حق روم من ہم [illegible]
تو گیا اللہ کی جانب اے نجیب	پس ادھر جاتا ہوں میں بھی [illegible]
جمع و پاے علم ما زو [illegible]	ہست حق [illegible] لدینا محضران
[illegible]	[illegible]
نقشہا گر بے خبر گر با خبر	در کف [illegible] باشد مستقر
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]

چشم می آرد رضا را می برد	سجل می روید سخا را می برد
عصہ لاتا اور کھوتا ہے رضا	سجل لاتا اور کھوتا ہے سخا
گہ برد حقد و صفا آرد ہمی	بدر رود عجز و عطا کارد ہمی
کینہ لے جائے کبھی لائے صفا	عجز کو کاٹے کبھی بوئے عطا
ہیم لحظہ مدرکاتم شام و غدو	ہیچ خالی نیست ثنی بین اثبات و محو
ایسی عقلیں صبح و شام اک لحظہ بھی	کب ہیں ثبت و محو سے خالی کبھی
کوزہ گر با کوزہ باشد کارساز	کوزہ از خود کے بود پہن و دراز
کوزہ گر ہی کوزے کا ہے کارساز	کوزہ خود ہی کب ہو چوڑا اور دراز
چوب در دست دُرودگر معتکف	ورنہ چوں گردد بریدہ مؤتلف
لکڑی تو ہے ہاتھ میں بڑھئی[1] کے	ورنہ کب کٹ کر کسی سے جا ملے
جامہ اندر دست خیاطے بود	ورنہ آں خود چوں بدوزد یا درد
کپڑا ہے ہاتھ میں خیاط[2] کے	ورنہ وہ خود قطع کب ہو یا سلے
مشک با سقا بود اے منتہی	ورنہ آں خود کے بود پر یا تہی
مشک ہے سقے کے پاس اے منتہی	ورنہ وہ خود کب بھرے یا ہو تہی[3]
ہر دمے پر می شوی یا می تہی	پس بداں کاندر کف صنع وی ای
تو بھی بولا ہر دم ہو خالی اور بھرے	تو ہے اس کے ہاتھ میں یہ جان لے
چشم بند از چشم روز آگہ بود	صنع از صانع چساں پنہاں شود
چشم بند آنکار دیدہ روز ہاں	جس طرح ہے صنع صانع سے عیاں
چشم داری تو بچشم خود نگر	منگر از چشم سفیہ بے خبر
آنکھیں ہیں تو دیکھ اپنی آنکھ سے	دیکھ مت تو بے خبر کی آنکھ سے

[1] بڑھئی ۔ [2] درزی ۔
[3] خالی

گوش داری تو بگوش خود شنو — گوش گولاں را چرا باشی گرو

کان ہیں۔ تو سن تو اپنے کان سے — گوش احمق کا مقید کس لئے

بے ز تقلیدے نظر را پیشہ کن — ہم برائے عقل خود اندیشہ کن

دیکھئے جو کچھ دیکھ بے تقلید کے — سوچ اپنی رائے اپنی عقل سے

بشنو از من یک حکایت در نظیر — تا شوی از سر گفت من خبیر

اک حکایت سن سناؤں اے اخی! — تا کہ میرے قول سے ہو آگہی

خوارزم شاہ کا ایک گھوڑے کو دیکھنا

بُد امیرے را یکے اسپ گزیں — در گلۂ سلطاں نبودش ہم قریں

رکھتا تھا اک عمدہ گھوڑا اک امیر — تھے گلے میں نہ تھی اس کی نظیر

او سوارہ گشت در موکب پگاہ — ناگہاں دید اسپ را خوارزم شاہ

ایک دن اس پر جلو میں وہ چڑھا — دیکھا وہ خوارزم شہ نے برملا

چشم شہ را فر و رنگ رو ربود — تا بہ رجعت چشم شہ بر اسپ بود

اس کی شان و رنگ پر عاشق ہوا — واپسی تک شاہ اسے دیکھا کیا

بر ہر آں عضوے کہ افگندے نظر — ہر یکے خوشتر نمودے زاں دگر

پڑتی تھی جس عضو پر اس کی نظر — دوسرے سے ہوتا تھا وہ خوب تر

غیر چستی و کشی و روحنت — حق مر او را دادہ بد نادر صفت

خوبی رفتار و چستی کے سوا — حق نے اس کو وصف نادر تھا دیا

پس تجسس کرد عقل پادشاہ — کیں چہ باشد کو زند بر عقل راہ

عقل دوڑائی بہت کچھ شاہ نے — یہ ہوا مفتوں بھلا کس چیز سے

چشم من سیر است و پر است و غنی — از دو صد خورشید دارد روشنی

آنکھ میری سیر و پر ہے اور غنی — سیکڑوں سورج کی رکھتی روشنی

لت رخ شاہان برمن بیدقی ۔ ہیچ اسپم در رباید ناحقی
بادشہ بھاری ہیں میرے سامنے ۔ جائے کیوں بیدل کہاں اس اسپ نے

جادوی کردست جادو آفرین ۔ جذبہ باشد آن نہ خاص اسپ این
ساحر کے خالق نے جادو کردیا ۔ یہ اسی کا جذب ہے گھوڑا ہے کیا

فاتحہ خواند و بسی لاحول کرد ۔ فاتحہ اش در سینہ می افزود درد
فاتحہ لاحول اس نے بس پڑھی ۔ درد پر سینے میں اٹھا اور بھی

زانکہ او را فاتحہ خود می کشید ۔ فاتحہ در جر و رفع آمد وحید
فاتحہ خود اس طرف تھی کھینچتی ۔ فاتحہ ہے جذب میں یکتا اجی

گر نماید غیر ہم تمویہ اوست ۔ در رود و غیر از نظر تنبیہ اوست
گر دکھائے غیر مکر اس کا یہ جان ۔ غیر غائب ہو ہدایت اس کی مان

پس یقین گشتش کہ جذب آن سریست ۔ کار حق ہر لحظہ نادر آوریست
بس وہ سمجھا یہ اسی کا جذب ہے ۔ ہر گھڑی حق لاتا ہے نادر ہی شئے

اسپ سنگین گاو سنگین ز ابتلا ۔ می شوند مسجود از مکر خدا
اسپ رنگیں گاؤ رنگیں بے گماں ۔ مکر حق سے ہوتے ہیں مسجود ہاں

پیش کافر نیست بت را ثانیی ۔ نیست ہر بت را فزون روحانیی
بت کا کافر کے لئے ثانی نہیں ۔ بت سے زائد کوئی روحانی نہیں

چیست آن جاذب نہان اندر نہان ۔ در جہان تابندہ از دیگر جہان
کیا ہے وہ جاذب نہاں اندر نہاں ۔ اس جہاں سے اس پہ چمکے بیگماں

عقل محجوبست و جان ہم زین کمین ۔ من نمی بینم تو میتانی ببین
[illegible] سے اور [illegible] سے نہاں ۔ میں نہ دیکھوں تو جو دیکھے دیکھ ہاں

چونکہ شاہ شہر جانان گشت ۔ با خواص مملکت ہمراز گشت
[illegible] ہوا ۔ راز سے خاصان دولت سے [illegible]

پس بہ سرہنگان بفرمود آں زماں	تا بیارند اسپ را زاں خانداں
چوبداروں سے کہا شہ نے کہ ہاں	لاؤ گھوڑا اس جگہ سے ہے جہاں
ہمچو آتش در رسیدند آں گروہ	ہمچو پشّہ گشت امیر ہمچو کوہ
آگ کی تیزی سے پہنچا وہ گروہ	ہو گیا جوں پشّہ امیر مثل کوہ
جانش از درد و حزن بہ لب رسید	جز عماد الملک پناہے ندید
جاں بلب درد و کرب سے تھا وہ آہ	جز عماد الملک کب دیکھی پناہ
کہ عماد الملک بد پائے علم	بہر ہر مقتول و ہر مظلوم ہم
تھا عماد الملک ہی جائے اماں	بہر ہر مظلوم و بے کس بیگماں
محترم تر زو نبد خود سرورے	پیش سلطاں بود چوں پیغمبرے
کوئی بھی اُس سے معزز تر نہ تھا	جوں پیمبر تھا وہ پیش بادشا
بے طمع بود و اصیل و پارسا	راکع و شب خیز و صائم در سخا
بے طمع تھا اور سر لقب و متقی	اور شب بیدار صائم با سخا
بس ہمایوں رائے و باتدبیر و راد	آزمودہ رائے او در ہر مراد
وہ جوانمرد اور باتدبیر تھا	رائے صائب رکھتا تھا وہ باصفا
ہم ببذل جاں سخی و ہم بمال	طالب خورشید غیب او چوں ہلال
خرچ کرتا تھا کرم سے جان و مال	طالب خورشید تھا وہ جوں ہلال
در امیری او غریب و محتبس	در صفات فقر و خلت ملتبس
وہ امیری میں غریب اور قید[ف] تھا	پردہ فقر و محبت میں چھپا
بود ہر محتاج را ہمچوں پدر	پیش سلطاں شافع و دفع ضرر
باپ کی مانند ہر محتاج کا	پیش سلطاں شافع و ہمدرد تھا

ف یعنی مطلق العنان نہیں تھا۔

ہر بداں را ستر چوں حلم خدا	خلق او بر عکس خلقاں وز جدا
تھا بُروں کا پردہ جوں حلمِ خدا	اس کی عادت اور لوگوں سے جدا
بارہا می شد بسوے کوہ فرد	شاہ با صد لابہ اورا منع کرد
بار ہا وہ کوہ کی جانب گیا	منع ہر شہ نے خوشامد سے کیا
ہر دم او صد جرم را شافع بُدے	چشم سلطاں را ازو شرم آمدے
ہر گھڑی شافع تھا وہ سو جرم کا	اس سے شرماتی چشمِ بادشا
رفت او پیش عماد الملک راد	سر برہنہ کرد و در پایش فتاد
وہ عماد الملک کے آگے گیا	ننگے سر پاؤں پہ اس کے گر پڑا
کہ حرم با ہر چہ دارم گو بگیر	تا نگیرد حاصل من ہر مغیر
حرم بھی لیں شہ سے کہہ کے سب مال	تاکوئی ڈاکو نہ لے سکے اس حوس کا حاصل
آں یکے اسپ است جانم رہن او	گر برد مُردم یقین اے خیر دوست
ایک گھوڑا ہے میں عاشق جس پہ ہوں	وہ جو لے جائے تو میں قطعاً مروں
گر بَرد ایں اسپ را از دست من	من یقیں دانم نخواہم زیستن
یہ جو گھوڑا مجھ سے وہ لے کہیں	میں نہیں زندہ رہوں گا بالیقیں
چوں خدا پیوستگیم دادہ است	بر سرم مال اے مسیحا از دو دست
ہیں لئے دی ہی پیوستگی اس سے مجھے	اے مسیحا ہاتھ رکھ سر پر مرے
از زر و زن وز عقارم صبر ہست	ایں تکلف نیست تزویر است
گر زر و زن گاؤں جائے غم نہیں	یہ ہے سچ اور ہے بناوٹ بالیقیں
اندریں گر می نداری باورم	امتحاں کن امتحاں گفت و فرم
اور اگر اس کا یقیں تجھ کو نہ ہو	آزما۔ ہاں آزما اس بات کو
آں عماد الملک گریاں چشم مال	پیش سلطاں در دوید آشفتہ حال
وہ عماد الملک غمگیں اشکبار	آگے سلطاں کے گیا با حال زار

لب بہ بست او پیش سلطاں ایستاد	راز گویاں با خدا رب العباد
بادشہ کے آگے وہ چپ تھا کھڑا	راز اپنا تھا خدا سے کہہ رہا
ایستادہ راز سلطاں می شنید	اندر آں اندیشہ اش آں می تنید
سن رہا تھا وہ کھڑا سلطاں کا راز	اور یہ کہتا تھا دل میں پاک باز
کاے خدا گر آں جواں کژ رفت راہ	کس نشاید ساختن جز تو پناہ
اے خدا گر وہ جواں ٹیڑھا چلا	تو نہیں اس کو اماں تیرے سوا
تو از آں خود کن و بر وے مگیر	گرچہ او خواہد خلاص از زہر و زیر
اس کو اپنی ملک کر پرسش نہ کر	وہ رہائی چاہے ہر اک سے اگر
زانکہ محتاج اند ایں خلقاں ہمہ	از گدائے گیر تا سلطاں ہمہ
کیونکہ ہے محتاج خلقت برملا	شاہ سے لے کر گدا تک اے خدا
با وجود آفتاب با کمال	رہنمائی جستن از شمع و وبال
باوجود آفتاب پر ضیا	شمع ہی سے رہنمائی ڈھونڈنا
در حضور آفتاب خوش مساغ	رہنمائی جستن از نور چراغ
جلوۂ خورشید کے ہوتے ہوئے	رہنمائی چاہنا اک شمع سے
بیگماں ترک ادب باشد زما	کفر نعمت باشد و فعل ہوا
بیگماں ترک ادب ہم سے ہوا	کفر نعمت اور حرکت ناسزا
لیک اغلب ہوشہا در افتکار	ہمچو خفاش اند ظلمت دوستدار
لیکن اکثر فکر ہو جب ہوش کو	مثل چمگادڑ کے ظلمت دوست ہو
در شب ار خفاش کرمے می خورد	کرم را خورشید ہم می پرورد
رات کو خفاش کیڑے کھائے جو	پالتا خورشید ہے ان کیڑوں کو
در شب ار خفاش از کرم مست	کرم از خورشید جنبیدہ شدست
مست ہے کیڑے سے شب خفاش جو	حرکت اس کیڑے کو سورج سے ہو

آفتابے کہ ضیا زو می زہد — دشمن خود را نوالہ می دہد

مہر ایسا جس سے پیدا ہو ضیا — اپنے دشمن کو بھی دیتا ہے غذا

نے کہ خفاشے کہ او دیدہ گم کند — آخر از خورشید ہم یابد سند

ایسی چمگادڑ جو رستہ گم کرے — کیوں غذا پائے نہ پھر خورشید سے

لیک شہباز کہ او خفاش نیست — چشم باز ش شاہین روشنیست

جو مگر شہباز چمگادڑ نہیں — آنکھ روشن اس کی ہے اور شاہ بیں

گر بشب جوید چو خفاش او نمو — در ادب خورشید مالد گوش او

شب کو جوں خفاش اگر ڈھونڈے غذا — تو اسے خورشید دیتا ہے سزا

گویدش گیرم کہ آں خفاش شد — علتے دارد ترا باری چہ شد

اور کہتا ہے [illegible] — گر وہ بیمار ہے تجھ کو کیا ہوا

مالشت بدہم بہ زجر و اکتیاب — تا نتابی سر تو دیگر ز آفتاب

اب سزا میں سخت دیتا ہوں تجھے — پھر نہ سرتابی کرے خورشید سے

قیدخانہ نشینوں حضرت یوسف سے مواخذہ

آنچنانکہ یوسف از زندانیے — با نیاز و خاضعی سعدانیے

جس طرح یوسف نے اک زندانی سے — پھر نیاز و عاجزی سعدانی سے

خواست یاری گفت چوں بیروں روی — پیش شہ در کار گردی مستوی

چاہی امداد اور کہا جب جو رہا — [illegible] تو ہے بادشاہ

یاد من کن پیش تخت آں عزیز — تا مرا او واخرد زیں حبس نیز

یاد کرنا میرا تخت شہ کے پاس — تا مجھے بھی وہ چھڑائے قید سے

کے دہد زندانیے در اقتناص — مرد زندانی دیگر را خلاص

ایک قیدی [illegible] جو گرفتار ہو — کب چھڑائے دوسرے زندانی کو

اہل دنیا جملگی زندانیند	انتظار مرگ دار فانیند
اہل دنیا سارے زندانی ہوئے	منتظر دار فنا میں موت کے
جز مگر نادر یکے فردانیے	تن بزنداں جان او کیوانیے
جز بزرگ و عارف یکتا مگر	جس کا تن زنداں میں جاں افلاک پر
پس جزائے آنکہ دید او را معین	ماند یوسف حبس در بضع سنین[1]
لی مدد یوسف نے اس زندانی سے	سات سال اک قید خانے میں رہے
یاد یوسف دیو از عقلش سترد	وز دلش دیو آں سخن از یاد برد
یاد یوسف کی بس اُس کے ذہن سے	وہ بھلادی بات اُسے سلطاں سے
زاں خطائے کامد از نیکو خصال	ماند در زنداں ز داور ہفت سال
یوں ہوئے مجرم جو وہ نیکو خصال	قید خانے میں رہے بس سات سال
گو چہ تقصیر آمد از خورشید داد	تا تو چوں خفاش افتی در سواد
بولا حق کہ مہر کی ہے کیا خطا	تو جو چوں خفاش اندھیرے میں گیا
ہیں چہ تقصیر آمد از بحر و سحاب	تا تو یاری جوئی از ریگ سراب
کیا خطا کی بحر نے یا ابر نے	لے مدد تو جو سراب و ریگ سے
عام گر خفاش طبع اند و مجاز	یوسفا آخر تو داری چشم باز
عام اگر خفاش صورت ہیں سبھی	تیری او یوسف آنکھیں ہیں کھلی
گر خفاشے رفت در کور و کبود	باز سلطاں دیدہ را بارے چہ بود
کیا ہے گر خفاش اندھیرے میں پڑا	باز سلطاں دیدہ کو کیا ہو گیا

لہ قولہ تعالیٰ ۔ وَقَالَ لِلَّذِی ظَنَّ اَنَّہٗ نَاجٍ مِّنْہُمَا اذْکُرْنِی عِنْدَ رَبِّکَ فَاَنْسٰہُ الشَّیْطٰنُ ذِکْرَ رَبِّہٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ ۔ یعنی حضرت یوسف ؑ نے اس شخص سے کہا جس کو گمان تھا کہ یہ ان دونوں میں سے رہائی پائے گا کہ جب تو رہائی پائے ۔ تو میرا حال اپنے بادشاہ سے کہنا ۔ پس شیطان نے اوستاد سے ان کا حال کہنے سے بھلا دیا ۔ ۔ ۔ یاد کرنے ۔ لہٰذا وہ سات سال تک قید خانے میں رہے ۔

پس ادب کردش بدین جرم اوستاد — که مساز از چوب پوسیده عماد
دی سزا استاد نے بس لا جرم — کیوں بناتا ہے گھنی لکڑی کا تھم

لیک یوسف را بخود مشغول کرد — تا نیاید در دلش زان حبس درد
اپنے میں مشغول انہیں اللہ نے — کر لیا تا دکھ نہ پہنچے قید سے

آن چنانش انس و مستی داد حق — که نه زندان یاد ماند و نه غسق
ایسا عشق اور ایسی مستی اس کو دی — یاد زنداں اور نہ تاریکی رہی

نیست زندانی وحش تر از رحم — ناخوش و تاریک و پرخون و وخم
وحشت تر زنداں رحم سے کب ہوا — ناخوش و تاریک اور خوں سے بھرا

چوں کشادت حق دریچہ سوئے خویش — در رحم اندر فزاید تنت بیش
حق دریچہ ای جناب کھولے جب — ہیں رحم میں پرورش پاتے عجب

اندر آں زنداں ز ذوق بیقیاس — بشگفد چوں گل زغرس تن حواس
اندر اس کے رہے بے ذوق بے قیاس — گل تن سے کھلتے ہیں جوں گل حواس

واں رحم بیروں شدن آید درشت — می گریزد از زہار او سوئے پشت
اس رحم سے باہر آنا ہو درشت — فرج سے وہ بھاگتا ہے سوئے پشت

راہ لذت از دروں داں نز بروں — ابلہی داں جستن از قصر و حصوں
لذت اندر سے نہ باہر سے ملی — قصر و قلعہ ڈھونڈنا ہے احمقی

آں یکے در کنج مسجد مست و شاد — واں دگر در باغ ترش و بے مراد
گوشۂ مسجد میں ہے اک مست شاد — دوسرا ہے باغ میں پر بے مراد

قصر چیزے نیست ویراں کن بدن — گنج در ویرانہ است اے میر من
کچھ نہیں ہے قصر ویراں کر بدن — گنج ویرانے میں ہے سردار من!

آں نمی بینی کہ در بزم شراب — مست آنگہ خوش شود کو شد خراب
دیکھ لے جب گرم ہو بزم شراب — مست ہو اس وقت خوش جب ہو خراب

گرچہ پُرنقش است خانہ بر کنش	گنج جو و ز گنج آباداں کنش
گرچہ گھر پُرنقش ہے برباد کر	گنج ڈھونڈ اور گنج سے آباد کر
خانۂ پُرنقش و تصویر و خیال	وین صور چون پردہ بر گنج وصال
وہ ہے گھر پُرنقش، تصویر و خیال	صورتیں ہیں پردہ گنج وصال
تابش گنج است و پرتوہائے زر	کاندرین سینہ ہمی جوشد صور
تاب گنج و عکس زر ہے سینے میں	جوش زن اُس میں ہیں جن کی صورتیں
ہم ز لطف و جوش جان باثمن	پردہ بر روئے جاں شد شخص تن
بیں تیرے جاں کا لطف و جوش ہے	جس پہ تن پردہ بنا لے نیک ہے
ہم ز لطف و عکس آب باشرف	پردہ شد بر روئے آب اجزائے کف
یہ ہے بلشبار عکس بحر باشرف	جس کے منہ پر پردہ ہیں اجزائے کف
پس مثل بشنو کہ در افواہ خاست	کانچہ بر ما می رود آنہم زماست
پس تو سُن لے یہ مثل مشہور اب	ہم پہ جو گزرے ہمیں سے ہے وہ سب
زین حجاب این تشنگان کف پرست	ز آب صافی اوفتادہ دور دست
بس اسی پردے سے پیاسے کف پرست	آب صافی سے پڑے ہیں دور دست
آفتابا با چو تو قبلہ و امام	شب پرستی و خفاشی می کنیم
تجھ سا ہے اے مہر قبلہ اور امام	پھر بھی ہم لیتے ہیں خفاشی سے کام
سوئے خود کن این خفاشاں را مطار	زین خفاشی شاں بخر اے مستجار
شپروں کو اپنی جانب تو اُڑا	اُن کو خفاشی سے اے اللہ چھڑا
این جوان زان جرم ضالست مغیر	کو مرا بگرفت تو او را بگیر
اس جواں نے مجھ کو پکڑا کی خطا	تو اُسے اب خود ست کر اے خدا
در عماد الملک این اندیشہا	گشتہ جوشاں چون اسد در بیشہا
تھے یہ اندیشے عماد الملک کو	شیر جیسے گونجتا جنگل میں ہو

ایستاده پیش سلطان ظاهرش — در ریاض قدس جان چون طائرش
ظاہراً وہ پیش سلطاں تھا کھڑا — جان ریاض قدس میں تھی پر کھلا

چون ملائک او به اقلیم الست — هر دمے می شد به شرب تازه مست
جوں ملائک تھے وہ اقلیم الست — تھا شراب تازہ سے ہر لحظہ مست

اندرون پرشور بیرون پرغمے — در تنش همچون لحد خوش عالمے
ظاہراً غمناک - دل پرشور تھا — جوں لحد تن کا عجب عالم ہوا

واندرین حیرت بُد او در انتظار — تا چه پیدا آید از غیب سرار
منتظر وہ اور اسی حیرت میں تھا — غیب سے ظاہر ہو کیا دیکھوں ذرا

اسپ را اندر کشیدند آن زمان — در بر خوارزم شاه اسپاهیان
گھوڑے کو اندر سپاہی لے گئے — اس گھڑی خوارزم شہ کے سامنے

الحق اندر زیر این چرخ کبود — آنچنان اسپے لقا و رنگ نبود
حق یہ ہے اس چرخ کے نیچے نہ تھا — کوئی گھوڑا اس قد و رفتار کا

می ربودے رنگ او هر دیده را — مرحبا آن برق مه زائیده را
رنگ اس کا باصرہ افروز تھا — برق مہ زائیدہ تھا وہ مرحبا

همچو ماه و همچو عطارد تیزرو — گوئیا صرصر علف بودش نه جو
تھا وہ چوں ماہ و عطارد تیز رو — صرصر اس کا چارہ تھی گویا نہ جو

ماه عرصه آسمان را در شبے — می بُرد اندر مسیر و مذهبے
ایک شب میں آسماں کو طے کرے — ماہ تاباں حکم سے اللہ کے

چون بیک شب مه برد ابراج را — از چه منکر می شوی معراج را
ماہ برجوں کو جو شب میں طے کرے — منکر معراج ہے تو کس لئے

صد چو ماه است آن عجب دُرّ یتیم — کز یکے ایمائے او شد مه دو نیم
وہ ہیں جن کا ماہ اک دُرّ یتیم — مہ ہوا جن کے اشارے سے دو نیم

آں عجب کو در شگاف مہ نمود — ہم بقدر فہم حس خلق بود
معجزہ شق القمر کا سر حسب — یہ بقدر فہم حس خلق تھا

کاروبار انبیا و مرسلوں — ہست از افلاک و اختر ہا بروں
کاروبار انبیا و مرسلیں — دور ہے افلاک و انجم سے کہیں

تو بروں شو ہم ز افلاک و دوار — وانگہے نظارہ کن ایں کاروبار
تو بھی چرخ و دور سے باہر ہو یار — اور دیکھ اُس وقت سب کاروبار

در میان بیضہ چوں فرخہا — نشنوی تسبیح مرغان ہوا
مثل چوزہ تو ہے انڈے میں چھپا — کب سُنے تسبیح مرغان ہوا

معجزات اینجا نخواہد شرح گشت — ز اسپ و سلطاں گوئے حال سرگزشت
معجزات اِس جا نہیں ہو سکتے بیاں — اسپ و سلطاں کی سُنا تو داستاں

آفتاب لطف حق بر ہر چہ تافت — از سگ و از اسپ فر کہف یافت
جس پہ چمکا مہرِ الطافِ خدا — اسپ ہو یا سگ ملا فرّہ کہف کا

تاب لطفش را تو یکساں ہم مداں — سنگ را و لعل را داد او نشاں
اس کی تاب لطف کو یکساں نہ جان — لعل پتھر کو دئے اس نے نشاں

لعل را زاں ہست نور مقتبس — سنگ را گرمی و تابانی و بس
لعل نے پائی ہے اس سے روشنی — سنگ کو گرمی و تابانی رہی

آنکہ بر دیوار افتد آفتاب — آنچناں نبود کہ بر آبے اضطراب
پڑتا ہے دیوار پر جو آفتاب — مضطرب کب ہو مثال عکس آب

بادشاہ اور گھوڑے کی حکایت

چوں فرسے حیراں شد اندر وے شاہ فرد — روئے تا سوئے عماد الملک کرد
دیکھ کر گھوڑے کو شہ حیراں ہُوا — پھر عماد الملک سے اُس نے کہا

کاے اخی البس خوب اسپے ہست ایں	از بہشت است ایں مگر نے از زمیں
اسے اخی! یہ اسپ ہے بس خوش عناں	یہ بہشتی ہے۔ زمینی ہے کہاں
پس عماد الملک گفتش اے خدیو	چوں فرشتہ گردد از میل تو دیو
پس عماد الملک بولا اے خدیو!	تری رغبت سے ملک بن جائے دیو
در نظر آنچہ آوری گردد نیک	پس گش و رعناست ایں مرکب ولیک
نیک ہو۔ جس پہ پڑے تیری نظر	خوش برو۔ رعنا یہ گھوڑا ہے۔ مگر
ہست ناقص ایں سر اندر پیکرش	چوں سر گاو است گوئی آں سرش
اس کے سر میں نقص ہے اے بادشا	سر یہ گھوڑے کا نہیں۔ ہے بیل کا
در دل خوارزم شاہ ایں کار کرد	اسپ را در منظر او خوار کرد
شاہ کے دل میں اثر اس سے کیا	اس کی نظروں میں یہ گھوڑا گر گیا
چوں غرض گردد دلالہ واصفے	از سہ گز کرباس یابی یوسفے[1]
جب غرض تعریف اک شے کی کرے	تین[1] گز کپڑے سے بس یوسف ملے
چونکہ ہنگام فراق جاں شود	دیو دلالہ در ایماں شود
جان تن سے نکلے گی جب مرحلا	ہوگا پھر شیطان دلال ایمان کا
پس فروشد ابلہ ایماں را شتاب	اندر آں تنگی بیک ابریق آب
بیچے گا ایماں کو احمق شتاب	رہ گئے ہیں از پئے یک ابریق آب
واں خیالے باشد و ابریق نے	قصد آں دلالہ جز تخریق نے
وہم ہوگا پانی[2] کی چھاگل کہاں	چاہے شیطاں آگ ہی میں ڈالے ہاں
ایں زماں کہ تو صحیح و فربہی	صدق را بہر خیالے می دہی
تندرست اب جو ہے فربہ ہے عمو	صدق کو کھوتا ہے بہر وہم تو

[1] یعنی حقیر جامے میں حضرت یوسف نظر آئیں جیسا کہ حضرت ممدوح ایک پرانا پٹکا پہنے کنوئیں سے نکلے تھے۔ [2] پانی کی چھاگل۔

می فروشی ہر زمانے زرّ کاں — می ستانی ہمچو طفلاں گردگاں

کان کا سونا تو بیچے ہر گھڑی — مثل لڑکوں کے تو لے اخروٹ ہی

پس درآں رنجوری روز اجل — نیست نادر گر بود اینت عمل

وقت بیماری کے بس روز اجل — کیا عجب ہے گر یہ ہو تیرا عمل

در خیال صورتے جوشیدۂ — ہمچو جوزے وقت دق پوسیدۂ

دھن میں اک صورت کی تو جوشیدہ ہو — مثل اک اخروٹ کے پوسیدہ ہو

ہست از آغاز چوں بدر آں خیال — لیک آخر می شود ہمچوں ہلال

چودھویں کا چاند سے پہلے وہ خیال — لیکن آخر گھٹ کے ہو مثل ہلال

گر تو آخر بنگری در آخرش — فارغ آئی از فریب فاترش

پہلے گر انجام اس کا دیکھ لے — تو ہو فارغ اس کے مکر زشت سے

جوز پوسیدہ است دنیا اے امیں — امتحانش کم کن از دورش ببیں

اک سڑا اخروٹ ہے بس یہ جہاں — دور سے دیکھ اس کو مت کر امتحاں

شاہ دید آں اسپ را با چشم حال — واں عماد الملک با چشم مآل

شہ نے گھوڑا دیکھا چشم حال سے — چشم باطن سے عماد الملک نے

چشم شہ دو گز ہمی دید از لغز — چشم آں پایاں نگر پنجاہ گز

دو ہی گز سے دیکھا چشم شاہ نے — چشم آخر بیں نے گز پنجاہ سے

تا چہ سرمہ است آنکہ یزداں می کشد — کز پس صد پردہ بیند جاں رشد

کیسا سرمہ ہے لگائے جو خدا — جان سو پردوں سے دیکھے برملا

چشم سید چوں بہ آخر بود جفت — پس بداں دیدہ جہاں را جیفہ گفت

چونکہ آخر بیں تھی چشم مصطفیٰ — اس لیئے مردار دنیا کو کہا

آں یکے عیبش کہ بشنید او حسب — پس فسرد اندر دل او مہر اسپ

شہ نے وہ اک عیب اس کا جب سنا — اس کا عشق اسپ ٹھنڈا ہو گیا

چشم خود بگذاشت چشم او گزید ۔ ہوش خود بگذاشت قول او شنید
شہ نے اس کی آنکھ کو ترجیح دی ۔ رائے اپنی چھوڑی بات اس کی سنی

ایں بہانہ بود کاں دیان فرد ۔ از نیاز آں بر دل شہ سرد کرد
اک بہانہ ہی تھا یہ اللہ کا ۔ شہ کا دل بیزار اس سے کر دیا

در ببست از حسن او پیش نظر ۔ ایں سخن شد در میان چوں بانگ در
حسن کا دروازہ بند اس پر کیا ۔ درمیاں جوں بانگ در یہ قول تھا

پردہ کرد آں نکتہ را بر چشم شہ ۔ کہ از آں پردہ نماید مہ سیہ
چشم شہ پر نکتہ وہ پردہ بنا ۔ چاند جس پردے سے کالا ہو گیا

پاک بتلائے کہ بر ساز وصول ۔ در جہان غیب از گفت رسول
کیا بناتے تھے اس معمار سے ۔ غیب کی دنیا میں قول و ذکر سے

بانگ در دان آں گفت را از قصر راز ۔ یا کہ بانگ وا شدست آں یا فراز
بانگ در اس قصر کی وہ قول تھا ۔ بند ہونے کی کہ کھلنے کی صدا

بانگ در محسوس و در از حس بروں ۔ تبصرون ایں بانگ و لا تبصرون
بانگ در محسوس - دروازہ نہاں ۔ بانگ در آتی ہے دروازہ کہاں

چنگ حکمت چونکہ خوش آواز شد ۔ تا چہ در از روضۂ جنت باز شد
چنگ حکمت کا جو خوش آواز ہو ۔ کیسا باغ خلد کا در باز ہو

بانگ گفت بد چو در وا می شود ۔ از سقر تا خود چہ در وا می شود
بانگ گفت بد جو دروازہ بنے ۔ کیسا پھر دوزخ سے دروازہ کھلے

بانگ در بشنو چو دوری از درش ۔ اے خنک او را کہ وا شد منظرش
بانگ در سن - دور اگر در سے ہوا ۔ کیا مبارک وہ ہے جس کی آنکھ وا

چوں تو می بینی کہ نیکی می کنی ۔ بر حیات و راحتے بر می زنی
جب تو پھر دیکھے کہ تو نیکی کرے ۔ تو حیات اور راحتوں پہ تو چلے

چونکہ تقصیر و فسادے می رود
آں حیات و ذوق پنہاں می شود
جب ہو اس نیکی میں کوتاہی ذرا
تو حیات اور ذوق پنہاں ہو گیا

دیدِ خود مگذار از دیدِ خساں
کہ بمرداری کشند ایں کرگساں
دید ناکس سے تو مت چھوڑ اپنی دید
کھینچیں ہیں یہ گدھ سوئے مردار پلید

چشم چوں نرگس فرو بندی چنیں
کہ عصا ام کش کہ کورم اے امیں
تو نے جوں نرگس جو آنکھیں بند کیں
یہ پکڑ لاٹھی کہ ہوں اندھا اے امیں

اے عصاکش کہ گزیدی در سفر
باز بیں کو ہست از تو کور تر
جس عصاکش کو کیا ہے ہم سفر
غور کر وہ تجھ سے تو ہے کور تر

دست کورانہ بحبل اللہ[1] زن
جز بر امر و نہی یزدانی متن
مثل کوراں ہاتھ حبل اللہ پہ مار
امر و نہی حق کو کر لے اختیار

چیست حبل اللہ رہا کردن ہوا
کیں ہوا شد صرصرے مر عاد را
کیا ہے حبل اللہ - ہوا[2] کا چھوڑنا
عاد کو صرصر اجل کی تھی ہوا

خلق در زنداں نشستہ از ہواست
مرغ را پرہا بہ بستہ از ہواست
خلق زنداں میں ہوا کی وجہ سے
مرغ کے پر ہیں ہوا ہی سے بندھے

ماہی اندر تابہ گرم از ہواست
رفتہ از مستوریاں شرم از ہواست
اور توے پر مچھلیاں بھونے ہوا
شرم مستورات کی کھوئے ہوا

خشمِ شحنہ شعلۂ نار از ہواست
چارمیخ[3] و ہیبتِ دار از ہواست
محتسب کا غصہ شعلہ آگ کا
چارمیخ اور سولی سب ہے ہوا

شحنۂ اجسام دیدی بر زمیں
شحنۂ احکامِ جاں را ہم ببیں
جسم کے شحنے تو دیکھے بر ملا
شحنۂ احکام [illegible] ذرا

[1] خدا کی رسی یعنی قرآن شریف ۔ [2] یعنی حرص و ہوس ۔ [3] ایک قسم کی سزا جس میں مجرم کو زمین پر لٹا کر اس کے ہاتھ پاؤں میخوں سے باندھ دیتے ہیں ۔

چشم خود بگذاشت چشم او گزید — هوش خود بگذاشت قول او شنید
شہ نے اُس کی آنکھ کو ترجیح دی — رائے اپنی چھوڑی بات اُس کی سُنی

ایں بہانہ بود کاں دیّان فرد — از نیاز آں بر دلِ شہ سرد کرد
اک بہانہ ہی تھا یہ اللہ کا — شہ کا دل بیزار اُس سے کر دیا

در ببست از حسن او پیش نظر — ایں سخن بُد در میاں چوں بانگ در
حسن کا دروازہ بند اس پر کیا — درمیاں جوں بانگ در یہ قول تھا

پردہ کرد آں نکتہ را بر چشم شہ — کہ از آں پردہ نماید مہ سیہ
چشم شہ پر نکتہ وہ پردہ بنا — چاند جس پردے سے کالا ہو گیا

پاک بنائے کہ بر سازد حصول — در جہانِ غیب از گفت و فسوں
کیا بنائے قلعے اس معمار نے — غیب کی دنیا میں قول و مکر سے

بانگِ در دان آں گفت از قصر راز — یا کہ بانگ وا شدست آں یا فراز
بانگ در اس قصر کی وہ قول تھا — بند ہونے کی کہ کھلنے کی صدا

بانگِ در محسوس و در از حس بروں — تبصرون ایں بانگ و لا تبصرون
بانگ در محسوس - دروازہ نہاں — بانگ در آتی ہے دروازہ کہاں

چنگِ حکمت چونکہ خوش آواز شد — تا چہ در از روضۂ جنّت باز شد
چنگ حکمت کا جو خوش آواز ہو — کیسا باغِ خلد کا در باز ہو

بانگ گفتِ بد چو در وا می شود — از سقر تا خود چہ در وا می شود
بانگ گفت بد جو دروازہ بنے — کیا پھر دوزخ سے دروازہ کھلے

بانگِ در بشنو چو دوری از درش — اے خنک او را کہ وا شد منظرش
بانگ در سُن - دور اگر در سے ہوا — کیا مبارک وہ ہے جس کی آنکھ وا

چوں تو می بینی کہ نیکی می کنی — بر حیات و راحتے بر می زنی
جب تو یہ دیکھے کہ تو نیکی کرے — تو حیات اور راحتوں پہ تو چلے

چونکہ تقصیر و فسادے می‌رود — آں حیات و ذوق پنہاں می‌شود
جب ہو اس نیکی میں کوتاہی ذرا — تو حیات اور ذوق پنہاں ہو گیا

دید خود مگذار از دید خساں — کہ بمردارت کشند ایں کرگساں
دید ناکس سے تو مت چھوڑ اپنی دید — کھینچیں یہ گدھ سوئے مردار پلید

چشم چوں نرگس فرو بندی چنیں — کہ عصایم کش کہ کورم اے اخی
تو نے جوں نرگس جو آنکھیں بند کیں — یہ پکڑ لاٹھی۔ ہوں اندھا اے امیں

آں عصاکش کہ گزیدی در سفر — باز بیں کو ہست از تو کورتر
جس عصاکش کو کیا ہے ہم سفر — غور کر وہ مجھ سے تو ہے کورتر

دست کورانہ بحبل اللہ زن — جز بر امر و نہی یزدانی متن
مثل کوراں ہاتھ حبل اللہ پہ مار — امر و نہی حق کو کر لے اختیار

چیست حبل اللہ رہا کردن ہوا — کیں ہوا شد صرصرے مر عاد را
کیا ہے حبل اللہ۔ ہوا کا چھوڑنا — عاد کو صرصر اجل کی تھی ہوا

خلق در زنداں نشستہ از ہواست — مرغ را پرہا بستہ از ہواست
خلق زنداں میں ہوا کی وجہ سے — مرغ کے پر ہیں ہوا ہی سے بندھے

ماہی اندر تابۂ گرم از ہواست — رفتہ از مستوریاں شرم از ہواست
اور توے پر مچھلیاں کھوئے ہوا — شرم مستورات کی کھوئے ہوا

خشم شحنہ و شعلۂ نار از ہواست — چار میخ و ہیبت دار از ہواست
محتسب کا غصہ شعلہ آگ کا — چار میخ اور سولی سب ہے ہوا

شحنۂ اجسام دیدی بر زمیں — شحنۂ احکام جاں را ہم ببیں
جسم کے شحنے تو دیکھے برملا — شحنۂ احکام [illegible] ذرا

لہ خدا کی رسی یعنی قرآن شریف ۔ ۲ یعنی حرص و ہوس ۔ ۳ ایک قسم کی سزا جس میں مجرم کو زمیں پر لٹا کر اس کے ہاتھ پاؤں میخوں سے باندھ دیتے ہیں ۔

روح را در غیب خود اشکنجہاست	لیک تا تن ہی شکنجہ در خفاست
غیب میں خود ہیں شکنجے روح کے	تن نہ جب تک چھوڑے تو وہ ہیں چھپے
چوں رہیدی بینی اشکنجہ دمار	زانکہ ضد از ضد گردد آشکار
چھوڑے تن۔ تو وہ شکنجے دیکھے یار	کیونکہ ضد ہوتی ہے ضد سے آشکار
آنکہ در چہ زاد و در آب سیاہ	او چہ داند لطف دشت و رنج چاہ
جو کنوئیں یا پانی میں پیدا ہوا	لطف دشت و رنج چہ وہ جانے کیا
چوں رہا کردی ہوا از بیم حق	در رسد سغراق از تسنیم حق
جب خدا کے ڈر سے تو چھوڑے ہوا	نہر جنت سے پیالہ پائے گا
لا تطرق فی ہواک سل سبیل	من جناب اللہ نحو السلسبیل
مانگ راہ راست لالچ چھوڑ دے	چاہ نہر سلسبیل[1] اللہ سے
لا تکن طوع الہوی مثل الحشیش	ان ظل العرش اولی من عریش
جوں گیاہ اب کر نہ تقلید ہوا	اچھا ہے ہودج سے سایہ عرش کا
گفت سلطان اسپ را واپس برید	زود تر زین مظلمہ بازم خرید
شاہ بولا۔ گھوڑے کو واپس کرو	اور نجات اس قصے سے اب مجھ کو دو
با دل خود شہ بفرمود این قدر	شیر را مفریب زین راس البقر
اپنے دل سے یہ کہا اس شاہ نے	گاو سر سے شیر کو دھوکا نہ دے
پائے گاو اندر میان آری ز داو	رو نہد زود حق بر اسپے شاخ گاو
بیل کا تو ذکر لایا کرکے داو	حق نہ گھوڑے پر لگائے شاخ گاو
پس مناسب صنعت است این شہ زاو	کے نہد بر جسم اسپ او عضو گاو
یہ مثل مشہور ہے۔ یعنی خدا	عضو کب گھوڑے پہ رکھے بیل کا

[1] بہشت کی ایک نہر کا نام ہے۔

زاہداں را مناسب ساختہ است
قصرہائے منتقل پرداختہ است
جسم موزوں ہیں کئے اللہ نے
پھرنے والے بہ محل پیدا کئے

درمیان قصرہا تخریجہا
از سوئے بیسوئے ایں صہریجہا
نالیاں قصروں کے اندر ہیں رواں
حوض ہیں بہ سوئے حق بے گماں

در درون شاں عالم بے منتہا
در میان خرگہے چندیں فضا
اندر ان قصروں کے دنیا ہے بڑی
اور اُن خیموں میں ہیں میداں کئی

گہ چو کابوسی نماید ماہ را
گہ نماید روضہ قعر چاہ را
بے حس و حرکت سائے ماہ کو
گہ بنائے باغ قعر چاہ کو

قبض و بسط چشم دل از ذوالجلال
دمبدم چوں می کند سحر حلال
بند ہونا کھلنا چشم و قلب کا
حق ہے گویا ایک جادو کر رہا

زیں سبب درخواست از حق مصطفیٰ
زشتہا را زشت حق را حق نما
اس لئے چاہیں خدا سے مصطفیٰ
نیک کو نیک اور بد کو بد دکھا

تا بآخر چوں بگردانی ورق
از پشیمانی نیفتم در قلق
تا کہ جب آخر میں تو الٹے ورق
کچھ نہ میرے دل کو ہو رنج و قلق

مکر کہ کرد آں عماد الملک فرد
مالک الملکش بداں ارشاد کرد
جو کیا حیلہ عماد الملک نے
وہ بتایا مالک کل نے اسے

حیلۂ محمود ایں باشد ولیک
تو تمیز باش ہر بد را ز نیک
حیلہ محمود ایسے تھے ہاں
بد تمیز نیک و بد کر بے گماں

مکر حق سرچشمۂ ایں مکرہاست
قلب بین الاصبعین کبریاست
مکر حق سرچشمہ ہے ان حیلوں کا
دل ہے مومن کا بدست کبریا

آنکہ سازد در دلت مکر و قیاس
آتشے تاند زند اندر آں پلاس
مکر و حیلہ دل میں جو پیدا کرے
تا کہ پھونکے وہ جلا دے آگ سے

بے نہایت آمد آں خوش سرگذشت | چوں غریب از گور خواجہ باز گشت

داستاں دلچسپ سُن اب اے محب | گور خواجہ سے جو وہ لوٹا غریب

مقروض درویش کی حکایت

پامُردش سوئے خانہ خویش بُرد | وجہ صد دینار را با او سپُرد

اپنے گھر پامرد اُس کو لے گیا | اور سو دینار اُس کو دے دیا

لوتش آورد و حکایتہاش گفت | کز اُمید اندر دلش صد گل شگفت

کھانا لایا اور بہت قصے کہے | اس کے دل میں پھول امیدوں کے کھلے

آنچہ بعد العسر یسرا او دیدہ بود | با غریب از قصۂ آں لب گشود

بعد تنگی جو فراغت دیکھی تھی | وہ کہانی اس مسافر سے کہی

نیم شب بگذشت افسانہ کناں | خواب شاں انداخت در مرعائے جاں

رات آدھی قصہ گوئی میں کٹی | بعد اس کے آنکھ اُن کی لگ گئی

دید پامرد آں ہمایوں خواجہ را | اندر آں شب خواب در صدر سرا

خواب میں پامرد کیا ہے دیکھتا | خواجہ ہے جلوہ گر صدر سرا

خواجہ گفت اے پامرد با نمک | آنچہ می گفتی شنیدم یک بیک

خواجہ بولا پامرد خوش کلام | جو کہا تو نے سُنا وہ لا کلام

لیک پاسخ دادنم فرماں نبود | بے اشارت لب نتانستم گشود

حکم کب تھا جو میں دیتا جواب | بے اشارہ کچھ نہ بولوں بے حساب

ما چو واقف گشتہ ایم از چون و چند | مُہر بر لبہائے ما بنہادہ اند

حال اشیا سے ہوئی جب آگہی | اس نے پھر لب پر ہمارے مُہر کی

تا نگردد رازہائے غیب فاش | تا نگردد منہدم نظم معاش

تا رہیں اسرار غیبی سب نہاں | درہم و برہم نہ ہو نظم جہاں

تا نگردد هیچکس واقف بر آں	تا نسوزد پردهٔ دعوی وراں
تا کوئی واقف نہ ہو اُن سے ذرا	جل نہ جائے پردہ دعوے والوں کا
تا ندرد پردهٔ غفلت تمام	تا نماند دیگ حکمت نیم خام
تا پھٹے پردہ نہ غفلت کا تمام	تا نہ ہووے دیگ حکمت نیم خام
بر نیفتد از طبق سرپوش غیب	تا نہ بیند دیدہ ئی را عیب ریب
تا طبق پر غیب کا پردہ رہے	دیدہ شناس ہو نہ واقف راز سے
ما ہمہ گوشیم گر شد نقش گوش	ما ہمہ نطقیم اما لب خموش
گوش ہیں ہم۔ گو نہیں اب نقش گوش	ہم ہیں گویائی۔ مگر لب ہیں خموش
ما ہمہ عینیم گر شد نقش عین	بل ہمہ عینیم با بے شین و غین
آنکھ ہیں۔ گو آنکھ کا گم ہے نشاں	آنکھ بالکل۔ ابر ہے مانع کہاں
غرق دریائیم گرچہ قطرہ ایم	جملگی شمسیم گرچہ ذرہ ایم
غرق ہیں دریا ہیں گو ہم قطرہ ہیں	ہم ہمہ تن شمس ہیں گو ذرہ ہیں
بے حجاب در دگل آبیم صاف	در جہان جاوداں گشتہ معاف
گاد کا پردہ نہیں۔ ہیں آب صاف	ہم جہان جاوداں میں ہیں معاف
ہرچہ ماوا دیدہ دیدیم این زماں	کین جہاں عیب است و شین آں جہاں
جو دیا تھا ہم نے دیکھا ہے یہاں	یہ جہاں نیکی۔ بدی ہے وہ جہاں
روز کشتن روز پنہاں کردن است	تخم در خاکے پریشاں کردن است
وہ تھا دن بونے کا۔ کھیتی کے لئے	اور زمیں میں تخم ریزی کے لئے
وقت بدرودن گہ منجل زدن	وقت اظہار آمد و پیدا شدن
آگیا اب کاٹنے کا وقت یاں	وقت پیداوار کا ہے سے گیاں

ا۔ یعنی نہ کوئی شرعی نکتہ سے نکا اور نہ مزا چکھو ٭

پائمرد کو خواجہ کا جواب

بشنو اکنوں راز مہمان جدید	من ہمی دیدم کہ او خواہد رسید
راز اب مہمان نو کا سن ذرا	جانتا تھا میں کہ وہ لبس آئے گا
ہم شنیدہ بودم از دوشش خبر	بستہ بہر او دو سہ پارہ گہر
مجھ کو اس کے قرض کی بھی تھی خبر	اس لئے دو میں رکھے تھے گہر
کہ وفات ہم او ہست آں وام بیش	تاکہ ضیفم بر نگردد سینہ ریش
قرض اُتر کر تھوڑا زر بچ جائے گا	تا نہ ہووے غمزدہ مہماں مرا
وام وا ردو از وہب او نہ ہزار	وام را از بعض او گو وا گزار
قرض ہے دہ بار اس پر نو ہزار	کہ جو بچے اس میں سے تو اپنا قرض اُتار
فضلہ ماند زاں بہ گو خرج کن	در دعا گوئی مرا ہم درج کن
جو بچے اس میں سے خرچ اپنا کرے	اور دعا پھر وہ کرے حق میں مرے
خواستم آں تا بدست خود دہم	در فلاں دفتر نوشتہ ہست آں رقم
چاہتا تھا۔ دوں یہ اپنے ہاتھ سے	اور فلاں دفتر میں لکھا ہے اُسے
خود اجل مہلت ندادم تا کہ من	خفیہ بسپارم بدو دُرِّ عدن
موت نے مجھ کو نہ مہلت دی ذرا	ہیں اُسے خفیہ وہ گوہر سونپتا
لعل و یاقوت است بہرِ وام او	در خریطے و نوشتہ نام او
لعل اور یاقوت بہرِ قرض ہاں	نام کا سے پر ہے اس کا بیگماں
در فلاں طاقیش مدفون کردہ ام	من غم آں یار پیشیں خوردہ ام
اور فلاں ہے طاق میں گاڑا اُسے	اس سے ہمدردی لو کی ہے پہلے سے
قیمت آں می نداند جز ملوک	فاشہد بالبیع ان لم یجد عوک
اس کی قیمت شاہ ہی ہیں جانتے	بیچ تا کوئی نہ دھوکا دے تجھے

در رجوعِ آن کن تو از خوفِ غرار | کہ رسولؐ آموخت سہ روز اختیار
رہیں دن کی واپسی پر بیچ اُسے | ہو نہ گھاٹا۔ جو نبیؐ فرما گئے

از کسادِ آن مترس و در میفت | کز رواجِ آں نخواہد ہیچ جفت
بے رواجی سے نہ اُس کی خوف کھا | تجھ کو بس نقصاں نہ پہنچے گا ذرا

وارثانم را سلامم من بگو | وین وصیت را بیاں کن مو بمو
جا کے میرے وارثوں کو کہہ سلام | اور وصیت یہ بیاں کر دے تمام

تا ز بسیاریِ آں زر نشکہند | بے گرانی پیش آں مہماں نہند
زر کی کثرت سے نہ وہ مطلق ڈریں | بے تامل نذر مہماں کی کریں

ور بگوید او نخواہم من فرہ | گو بگیر و ہر کرا خواہی بدہ
گر کہے وہ۔ میں نہیں لوں گا سوا | کہہ دے لے دے جس کو جی چاہے ترا

زانچہ دادم باز نستانم نقیر | سوئے پستاں باز ناید ہیچ شیر
لوں نہ واپس میں نے جو کچھ دے دیا | دودھ پستاں میں کبھی واپس گیا؟

گشتہ باشد چوں سگے قے را اکول | مستردِ صدقہ از قولِ رسولؐ
قے کو کھانے والا وہ کتا ہوا | صدقہ مسترد کرے جو۔ بقولِ مصطفیٰ

بہرِ او بنہادہ ام آں از دو سال | کردہ ام من نذرہا با ذوالجلال
رکھا ہے دو سال سے اُس کے لئے | میں نے نذریں کی ہیں بس اللہ سے

در بہ بند و در نیابد آں زرش | گو بریزند آں عطا را بر سرش
گر نہ گوہر بیچے قیمت لے نہ یارا | کہہ دے۔ اس کے سر پہ وہ کر دیں نثار

ہر کہ آنجا بگذرد زو نذر ہی برد | نیست ہدیہ مصطفیٰ را مسترد
لے کے زر جاتا ہے جو جائے وہاں | مسترد ہو ہدیہ نیکوں کا کہاں

ور روا دارند چیزاں شد | نیست چنداں گو زیاں شاں ہی رسد
وارث اس میں سے اگر لیں گے ذرا | ان کا نقصاں جس سے پہنچے ہو سوا

گر روان من بشوراند زود — صد در محنت بر ایشان بر کشود
دیں وہ میری جان کو تکلیف اگر — ان پہ وا ہوں سیکڑوں محنت کے در
از خدا امید دارم من لبق — کہ رساند حق را با مستحق
حق سے ہیں امید رکھوں بر ملا — حق وہ بس حقدار کو پہنچانے گا
دو قضیہ دیگر او را دست داد — لب ببندم گر او نخواہم بر کشاد
اور دو قضیے اسے حاصل ہوئے — لب رکھوں گا بند اُن کے ذکر سے
تا بماند دو قضیہ سر و راز — ہم نگردد مثنوی چندیں دراز
تا وہ دو قضیے رہیں مانند راز — مثنوی بھی ہو نہ ان سے بس دراز
بر جہید از خواب انگشتک زناں — گہ غزل خواناں و گہ نوحہ کناں
خواب سے چونکا بجاتا چٹکیاں — وہ غزل خواں تھا کبھی نوحہ کناں
گفت مہماں در چہ سودا ہستی — یا مرد امست خوش بر خاستی
بولا مہماں کیا تجھے سودا ہوا — مست و شاداں تو جو اے پامرد اٹھا
تا چہ دیدی دوش خواب ای بوالعلا — کہ نمی گنجی تو در شہر و فلا
تو نے دیکھا خواب ہیں کیا اے اخی — شہر و جنگل میں سماتا جو نہیں
خواب دیدہ پیل تو ہندوستاں — کہ رمیدستی ز حلقہ دوستاں
دیکھا خواب ہند نے سے فیل نے — تو جو بھاگا حلقۂ احباب سے
گفت سودا ناک خوابے دیدہ ام — در دل شب آفتابے دیدہ ام
بولا۔ پُر سودا ہے دیکھا ایک خواب — [illegible]
خواب دیدم خواجۂ بیدار را — آں سپردہ جاں پئے دیدار را
خواجۂ بیدار کو دیکھا ہے [illegible] — [illegible]
خواجہ را دیدم چو خوابے بوالعلا — آں سپردہ جاں براہ [illegible]
خواب میں [illegible] — [illegible]

خواب دیدم خواجۂ معطی المنیٰ واحد کالالف از امرِ خدا
خواب میں دیکھا ہے خواجہ باسخا جوں ہزار اک تھا بامرِ کبریا

مست و بیخود این چنیں بر می شمرد تا کہ مستی عقل و ہوشش را ببرد
مست و بیخود کر رہا تھا ایسے ہی عقل اس کی مستی سے جاتی رہی

در میانِ خانۂ افتاد او دراز خلق اندر گرد آں آمد فراز
گر پڑا گھر میں وہ عشق کھا کر جو ہنی جمع خلقت پاس اس کے ہو گئی

با خود آمد گفت اے بحرِ خوشی اے نہادہ ہوش ہا در بیہشی
ہوش آیا - بولا اے بحرِ خوشی بیہشی میں عقل تو نے ہے رکھی

خواب در بنہادۂ بیداریے بستۂ در بیدلی دلداریے
خواب میں تو نے ہے بیداری رکھی بیدلی میں تو نے دلداری [illegible]

منعمی پنہاں کنی در ظلِ فقر طوقِ دولت بندی اندر غلِ فقر
فقر کے سائے میں پنہاں ہے غنا طوقِ دولت فقر میں ہے باندھتا

ضد اندر ضد پنہاں مندرج آتش اندر آبِ سوزاں مندمج
ضد کے اندر ضد ہے پوشیدہ ہوئی آگ جیسے آبِ سوزاں میں رلی

روضۂ در آتشِ نمرود درج دخلہا رویاں شدہ از بذلِ خرج
آتشِ نمرود میں گلشن نہاں خرچ سے آمد ہے پیدا بیگماں

تا بگفتہ مصطفیٰ صاحب نجاح السماح یا اولی النعمی رباح
مصطفیٰ نے جیسے ہے فرما دیا نفع ہے [illegible] مال والو [illegible]

ما نقص مال من الصدقات قط انما الصدقات نعم المرتبط
صدقوں سے ہے مال [illegible] صدقے سے [illegible] کو [illegible]

جوششِ افزونی زر در زکوٰۃ عصمت از فحشا و منکر در صلوٰۃ
مال و دولت کو بڑھاتی ہے زکوٰۃ [illegible]

آں زکاتت کیسہ ات را پاسباں
واں صلاتت ہم ز گرگاں شد شباں
پاسباں ہے تیرے کیسے کی زکوٰۃ
بھیڑیوں سے تیری رکھوالی صلوٰۃ

میوۂ شیریں نہاں در شاخ و برگ
زندگی جاوداں در زیر مرگ
میوۂ شیریں ہے پتوں میں نہاں
موت میں ہے زندگی جاوداں

زبل گشتہ قوت خاک از شیوۂ
زاں غذا زادہ زمیں را میوۂ
خاک کی خوراک جب گوبر بنا
اس غذا سے میوہ پھر پیدا ہوا

در عدم پنہاں شدہ موجودیے
در سرشت ساجدے مسجودیے
ہے[1] عدم میں دیکھ موجودی نہاں
اور ساجد میں ہے مسجودی نہاں

آہن و سنگ از برونش مظلمے
وز دروں نورے و شمع عالمے
لوہا پتھر ہیں سیہ باہر سے ہاں
باطناً ہیں نور اور شمع جہاں

درج در خوف ہزاراں ایمنی
در سواد چشم چندیں روشنی
خوف کے اندر ہزاروں ایمنی
ہے سواد چشم میں بس روشنی

اندرون گاو تن شہزادۂ
گنج در ویرانۂ بنہادۂ
بیل[2] کے تن میں ہے شہزادہ نہاں
گنج ویرانے میں پنہاں بےگماں

تا خر پیرے گریزد زاں نفیس
گاو بیند شاہ نے یعنی بلیس
تا کہ گدھا[3] بوڑھا گریزاں اس سے ہو
بیل کو دیکھے نہ دیکھے شاہ کو

[1] یعنی عدم ہی سے وجود پا کر موجود ہوئے ہیں، اور انسان، فرشتوں کا مسجود تھا جیسے کہ حضرت آدم ؑ جو ہی سجود ساجد کی سرشت [illegible] آیا [illegible]

[2] یعنی اس جسم میں جو بیل کی [illegible] ہے۔ اور کچھ نہیں [illegible] یعنی [illegible] پوشیدہ ہے

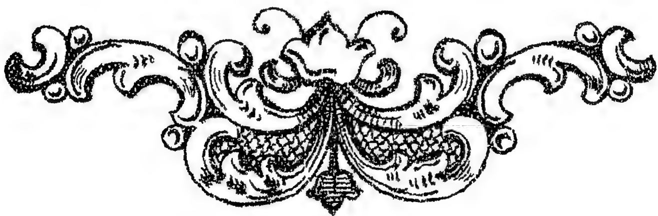
[3] بوڑھا گدھا ابلیس ہے جس نے حضرت آدم ؑ میں بیل یعنی جسم کو دیکھا اور شاہ یعنی روح کو جو اس کے اندر فرشتوں کی مسجود بھی تھی [illegible]

ایک بادشاہ کی اپنے تین بیٹوں کو وصیت

پادشاہے بود او را سہ پسر	ہر سہ صاحب فطنت و صاحب نظر
ایک شہ تھا ہیں تھے اُس کے پسر	تینوں دانشمند اور صاحب نظر
ہر یکے از دیگرے استودہ تر	در سخا و در وغا و کر و فر
ایک سے تھا ایک بڑھ کر با ہنر	شوکت و جود و وغا میں سر بسر
پیش شہ شہزادگاں استادہ جمع	قرۃ العینان شہ ہمچوں سہ شمع
شہ کے آگے شہزادے تھے کھڑے	شاہ کے نور نظر جوں شمع تھے
از رہ پنہاں ز عینین پسر	می کشید آبے نخیل آں پدر
بیٹوں کے چشموں سے خفیہ راہ سے	باپ کے اعضا تھے پانی کھینچتے
تا ز فرزند آب ایں چشمہ شتاب	میرود سوئے ریاض ام و باب
پانی جب تک چشمۂ فرزند سے	جاتا ہے گلزار میں ماں باپ کے
تازہ می باشد ریاض والدین	گشتہ جاری عینشاں زیں ہر دو عین
تازہ رہتا ہے چمن ماں باپ کا	گو انہیں چشموں سے وہ جاری ہوا
چوں شود چشمہ ز بیماری علیل	خشک گردد برگ و شاخ آں نخیل
چشمہ جب بیمار ہو بیماری سے	سوکھ جائیں برگ و شاخ اُس نخل کے
خشکی نخلش ہمی گوید پدید	کہ ز فرزند آں شجر نم میکشید
نخل کی خشکی سے یہ بر ملا	پانی یہ فرزند ہی سے لیتا تھا
اے بسا کاریز پنہاں ہمچنیں	متصل با جان تاں یا غافلیں
ایسی کاریزیں بہت سی ہیں چھپی	غافلو اجاں سے تمہاری ہیں لگی

لے یعنی باپ کے نخل وجود کے بیٹے کا ریز اُس نہر کو کہتے ہیں جو خود زمیں کے نیچے کھودی ہوئی ہو ۔ اور اس کا پانی اوپر رواں ہو ۔

ای کشیدہ ز آسمانہا و زمین	مایہ ہا تا گشتہ جسم تو سمین
آسمانوں اور زمینوں سے لئے	اتنے سرمایے کہ تُو موٹے ہوئے
تن ز اجزائے زمین دزدیدہ	پایہ پایہ زیر آں ببریدہ
تن میں اجزائے زمیں چوری کئے	تھوڑا تھوڑا کاٹا اس کے تحت سے
از زمین و آفتاب آسماں	پارہا بردوختی بر جسم جاں
اور زمین و آفتاب چرخ سے	ٹکڑے لے کر جسم پر تو نے سئے
تا تو پنداری کہ بردی رائگاں	باز نستانند از تو این و آں
تو یہ سمجھے مُفت ہی ہیں لے گیا	تجھ سے وہ واپس نہ لیں گے کیا بھلا
کالۂ دزدیدہ نبود پائدار	لیک آرد دزد را تا پائے دار
مال چوری کا کہاں ہے پائدار	چور کو لاتا ہے سُولی تک وہ بار
عاریہ ست ایں کم ہمی باید فشارد	کانچہ بگرفتی ہمہ باید گزارد
عاریت پر تو نہ ہو شیدا کبھی	جو لیا ہے تو نے چھوڑے گا سبھی
جز لطیفہ[1] کاں ز وہاب آمدہ است	روح را باش آں دگرہا بیہدہ است
جز لطیفہ جو من روحی کے اب	روح کا ہو اور بیہودہ ہے سب
بیہدہ نسبت بجاں می گویمش	نے بہ نسبت با صنیع محکمش
جسم ہے بیہودہ جاں کے سامنے	ورنہ وہ ہے صنعت اللہ سے



[1] قولہ تعالیٰ ۔ یعنی میں نے اپنی روح اس میں پھونک دی ۔

عارف کا سرچشمۂ حیاتِ ابدی سے مدد چاہنا

رُباعی

کاریز درون جان تو می باید   کز عاریہا ترا درے نکشاید

یک چشمۂ آب از درونِ خانہ   بہ زاں جوئیکہ از بروں می آید

(ترجمہ)

کاریز جو ہو تو تیری جاں کے اندر	کر دے جو بے نیاز جوئے دیگر
ہر ستے جو نہر آئے اُس کا کیا ہے	اُس نہر سے تو گھر کا ہے چشمہ بہتر
حبذا کاریز اصل چیزہا	فارغت آرد ازیں کاریزہا
اصل ہے جو صد نے اس کاریز کے	تجھ کو سب کاریزوں سے فارغ کرے
تو ز صد ینبوع شربت میکشی	ہر چہ زاں صد کم شود کاہد خوشی
تو ہے سو چشموں سے شربت پی رہا	تو ہو ناخوش ایک بھی گر کم ہوا
چوں بجوشد از دروں چشمہ سنی	ز استراق چشمہا گردد غنی
دل سے اُبلے چشمہ گر پروس کو بھی	چشموں کی چوری سے وہ کر دے غنی
چشمۂ آبے درونِ خانہ	بہ ز رودے کاں [illegible]
گھر کے اندر چشمہ پانی کا ہو جو	بہتر اُس ندی سے جو گھر میں نہ ہو
قرۃ العین چو ز آب و گل بود	راتبہ ایں قرۃ در دل بود
تو وہ [illegible] دیگ سے ہو اگر	درد و دل اس کی غذا ہو [illegible]
[illegible] چوں آب از پُرِ دل	در زبان ہم باشد ز پُر دل
[illegible]	[illegible]

چونکہ دشمن گرد آں حلقہ کند | تا کہ اندر خون شاں غرقہ کند

دشمن اس قلعے کو جب دم گھیر لے | غرق خوں تا قلعہ والوں کو کرے

آب بیروں را بہ بندند آں سپاہ | تا نباشد قلعہ را زانہا پناہ

روک دے باہر سے پانی وہ سپاہ | تا ہوں اہل قلعہ محروم پناہ

آں زماں یک چاہ شوریں از درون | بہ ز صد جیحون شیریں از بروں

اچھا پھر کھاری کنواں اندر کا ہو | میٹھے سو دریاؤں سے باہر ہوں جو

قاطع الاسباب لشکر ہائے مرگ | ہمچو دے آمد بقطع شاخ و برگ

کاٹتی اسباب کو ہے فوج مرگ | کاٹتی جیسے خزاں ہے شاخ و برگ

در جہاں نبود مددشاں از بہار | جز مگر در جاں بہار روئے یار

کب مدد دے ان کو دنیا میں بہار | ہاں مگر جاں کی بہار روئے یار

زاں لقب شد خاک را دار الغرور | کو کشد پا را سپس یوم العبور

نام دنیا کا ہے یوں دار الغرور | موت کے دن بھاگتی ہے یہ ضرور

پیش ازاں از راست از چپ می دوید | کہ بچینیم درد تو چیزے بچید

پہلے دائیں بائیں سے بہ بڑھا | دوڑتی تھی - دردتوں - پر کب لبا

او بگفتے مر ترا وقت غماں | دور از تو رنج وہ گردمیاں

بجھ کو کہتی تھی کہ وقت اندوہ کے | دور وہ اک رنج و غم تجھ سے رہے

چوں سپاہ رنج آمد بست دم | خود نمی گوید ترا من دیدہ ام

فوج غم آئی تو چپ ہی سادھ لی | دیکھ کر تو دیکھتا ہے کب اٹھا کبھی

حق بے شیطاں ابر شیطاں گو مثل | گر ترا در رزم آرد با سبل

دل سے شیطاں کی مثال اتری ہے | ہیولوں سے وہ جنگ میں لاسنے

کہ ترا گوید بکن لیکن ترا | در جہاد و در بلا و در عنا

[illegible] | [illegible]

من ترا یاری و ہم من با توام — در خطرہا پیش تو من می روم

میں ہوں تیرے ساتھ تیرا یار ہوں — وقت خطرے کے ترے آگے رہوں

اسپرت باشم گہ تیر و خدنگ — مخلصت باشم ہم اندر وقت جنگ

تیروں کی بارش میں تیری ڈھال ہوں — جنگ میں تیری حفاظت میں کروں

جاں فدائے تو کنم در انتعاش — رستمی شیری ہلا مردانہ باش

عیش و عشرت میں ہوں میں تجھ پر نثار — ہو بہادر شیر اور رستم ہے تو یار

سوئے کفرش آورد زیں عشوہا — آں جوال خدعہ و مکر و دغا

لائے سوئے کفر اسے یوں بہلا — بہلاوہ دھوکے فریب اور مکر کا

چوں قدم بنہاد در خندق فتاد — او بخندہ قہقہہ لب را کشاد

جب قدم رکھتے ہی خندق میں گرا — مار کر اک قہقہہ شیطاں ہنسا

ہیں بیا ایں طمعہا دارم ز تو — گو بیاش رو رو کہ بیزارم ز تو

ہے کہے۔ آ۔ تجھ سے امیدیں رکھوں — وہ کہے۔ چل۔ چل کہ میں بیزار ہوں

تو نترسیدی ز عدل کردگار — من ہمی ترسم ز تو دست از من بدار

تو نہ ڈرا انصاف خدا سے کچھ ذرا — ڈرتا ہوں میں چھوڑ دے تو ہاتھ مرا

گفت حق او خود جدا شد از بہی — تو بدیں تزویرہا ہم کے رہی

وہ ہوا اکمرہ۔ کہا اللہ نے — تو بھی ان مکروں سے لیکن کب بچے

فاعل و مفعول در روز شمار — رو سیاہند و حریف سنگسار

فاعل و مفعول روز حشر کو — روسیہ ہوں سنگسار ہی ان سے ہو

رہزدہ و رہزن یقیں در حکم داد — در چہ بعد اند و در بئس المہاد

رہزدہ۔ رہزن خدا کے حکم سے — بالیقیں ہوں گے جہنم میں پڑے

گول ما و غول ما را کو فریفت — از خلاص و فوز بیاید شکیفت

اس نے بس احمق کو دھوکا سے دیا — صبر اس کی مغفرت سے کر دیا

هم خر و خرگیر اینجا در گرند	غافلند اینجا و آنجا آفلند
ہیں سبھی گدھے خر گیر و خر دونوں یہاں	غافل اس جا۔ ڈوبنے والے وہاں
جز کسانے را کہ وا گردند ازاں	در بہار فصل آیند از خزاں
سوا ان کے جو اس سے ہیں رہا	وہ خزاں سے فصل گل کا لیں مزا
توبہ آرند و خدا توبہ پذیر	امر او گیرند و او نعم الامیر
وہ کریں توبہ۔ خدا توبہ پذیر	مانیں اس کا حکم۔ وہ اچھا امیر
چوں برآرند از پشیمانی حنین	عرش لرزاں از انین المذنبین
جب پشیماں ہو کے وہ روئیں یہاں	عرش کانپے سن کے فریاد و فغاں
آنچناں لرزد کہ مادر بر ولد	دستشاں گیرد و بالا می کشد
ایسے ماں بیٹے پہ ہے کانپ اٹھے	پھر پکڑ کر ہاتھ اوپر کھینچ لے
کاے خداوندان [illegible] از غرور	نک بیابش فضل [illegible] رب غفور
اب تمہیں [illegible] سے دی نجات اللہ نے	کھاؤ پھل اس کے کرم سے [illegible]
بعد ازیں ناں بر کفے رزق جاوداں	از ہوائے خود ببو تر ناوداں
پھر تمہیں حق دے گا رزق جاوداں	جیسا تم چاہو گے ویسا بیگماں
چونکہ دریا بر سبوہا ریخت شکر	تشنہ چوں ماہی بترک مشک کرد
رشک سے دریا نے [illegible] سبوؤں پر کیا	مثل ماہی پیاسے کو دریا ملا
قصۂ شہزادگاں آمد بہ پیش	کایں حدیث از حد گذشت و گشت بیش
شاہزادوں کی سنا اب داستاں	یہ کہانی تو [illegible] بڑھ گئی یہاں

بادشاہ کے ملکوں کو شہزادوں کی روانگی

عزم رہ کردند آں ہر سہ پسر	سوئے املاک پدر رسم سفر
تینوں لڑکوں نے ارادہ کر لیا	باپ کی ملک [illegible] کی سیر کو

در طواف شهرها و قلعه هاش — از ره تدبیر دیوان معاش

اس کے شہروں اور قلعوں میں پھریں — حکم سے اللہ کے دورہ کریں

خواستند از شه اجازت گاه عزم — داد اجازت شان چو نیت دید جزم

شاہزادوں نے اجازت شہ سے لی — دیکھا آمادہ اجازت شہ نے دی

دست بوس شاه کردند و وداع — پس بایشان گفت آن شاه مطاع

دست بوسی کی انہوں نے شاہ سے — پس کہا ان کو شہ ذی جاہ نے

هر کجا دلتان کشد عازم شوید — فی امان الله دست افشان روید

جس جگہ جی چاہے تم اس جا پھرو — فی امان اللہ اب سیریں کرو

غیر آن قلعه که نامش هش ربا — تنگ آرد بر کله داران قبا

ہش ربا نامی جو قلعہ ہے مگر — جس سے ہوتے ہیں پریشاں تاجور

الله الله زان دژ ذات الصور — دور باشید و بترسید از خطر

اس میں مت جاؤ ہے پر تصویر جو — دور ہی اس سے رہو۔ کانپو ڈرو

روی و پشت برجهاش و سقف و پست — جمله تمثال و نگار و صورت است

نیچے اوپر جس جگہ نظریں اٹھیں — ہر طرف ہیں صورتیں ہی صورتیں

همچو آن حجره زلیخا پر صور — تا کند یوسف بناکامش نظر

جیسے حجرے میں زلیخا کے نقش ہوں — صورتیں تا دیکھیں یوسف ناگہاں

چونکه یوسف سوی او می ننگرید — خانه را پر نقش خود کرد آن مکید

چونکہ یوسف تھے نہ اس کو دیکھتے — بھر دیا گھر اپنی ہی تصویروں سے

تا بهر سو بنگرد آن خوش عیار — روی او را بیند او بی اختیار

تاکہ جس جانب بھی دیکھیں وہ غیور — سامنے صورت اسی کی ہو ضرور

بهر دیده روشنان یزدان فرد — شش جهت را مظهر آیات کرد

عارفوں کے واسطے حق نے کیا — مظہر اس دنیا کو آیات کا

تا بہر حیوان و نامی بنگرند	از ریاض حسن ربانی چرند
تا وہ حسن حیواں کو دیکھیں ہر ملا	حسن حق کے باغ سے پائیں غذا
بہر آں فرمود با آں اسپہ او	حیثما ولیتم فثم وجہہ
اس لئے اس نے یہ انساں سے کہا	منہ جدھر پھیرو ادھر پاؤ خدا
از قدح گر در عطش آبے خورند	در درون آب حق را ناظرند
یہ اگر پانی پیالے سے پئیں	پانی کے اندر خدا کو دیکھ لیں
آنکہ عاشق نیست او در آب در	صورت خود بیند اے صاحب نظر
جو نہیں عاشق وہ پانی میں مگر	اپنی صورت دیکھے اے صاحب نظر
صورت عاشق چو فانی شد درو	پس در آب اکنوں کرا بیند بگو
صورت عاشق جو اس میں ہے فنا	اب وہ کس کو پانی میں دیکھے بتا
حسن حق بینند اندر روئے حور	ہمچو مہ در آب از صنع غیور
حور میں دیکھیں وہ حسن اللہ کا	چاند جیسے پانی میں جلوہ نما
غیرتش بر عاشقی و صادقیست	غیرتش بر دیو و بر استور نیست
عاشق و صادق پہ غیرت ہے مگر	جانور پر ہے نہ غیرت دیو پر
دیو اگر عاشق شود ہم گوئے برد	جبرئیلے گشت و آں دیوے بمرد
دیو عاشق ہو تو بازی جیت لے	مرتبہ جبریل کا اس کو ملے
اسلم الشیطان آنجا شد پدید	کہ یزیدے شد ز فضلش بایزید
اسلم الشیطاں کو سن لے ایسے بتا	تھا یزید اندر جو گیا وہ بایزید
ایں سخن پایاں ندارد اے گروہ	ہیں نگہدارید از آں قاصہ وجوہ
یا سن [illegible] لمبی ہے [illegible] دوستو	ہو سکے [illegible] اس [illegible]

لہ یعنی شیطان مسلمان ہو گیا

ہیں مبادا کہ ہوس تاں رہ زند — کہ فتید اندر شقاوت تا ابد
ہاں ایسے کہیں تم کو ہوس و ہوا کا نشے — اور نہ بدبختی میں دائم وہ رکھے

از خطر پرہیز آمد مفترض — بشنوید از من حدیث بے غرض
فرض ہے خطرے سے تم بچتے رہو — اب بہ بیری بے غرض باتیں سنو

در فرح جوئی ہمہ سر تیز بہ — از کمین گاہ بلا پرہیز بہ
تیزی فرحت ڈھونڈنے میں ہے بھلی — پر بلاؤں سے رہے پرہیز ہی

گر نمی گفت این سخن را آں پدر — ور نمی فرمود زاں قلعہ حذر
گر نہ کہتا ان سے باپ اس بات کو — اور نہ کہتا قلعے سے بچتے رہو

خود بداں قلعہ نمی شد خیل شاں — خود نمی افتاد آں سو میل شاں
خود نہ جاتے ان کے گھوڑے قلعے میں — خود نہ ہوتی رغبت اس جانب انہیں

کاں نبد معروف بس مہجور بود — از قلاع و از مناہج دور بود
وہ نہ تھا مشہور۔ بچارہ سے جدا — قلعوں سے اور راستوں سے دور تھا

چونکہ کرد او منع دلشاں زاں منال — در ہوس افتاد و در کوئے خیال
روکنے سے اور دل مائل ہوا — دیکھنے کا شوق پیدا ہو گیا

رغبتے زاں منع در دلشاں بجست — کہ بباید سر آں را باز جست
ان کی خواہش تھی کہ ڈھونڈنا چاہیے — بھید اس میں کیا ہے دیکھنا چاہیے

کیست کز ممنوع گردد ممتنع — چونکہ الانسان حریصٌ ما منع[له]
کون ہے جو منع کرنے سے رکے — حرص انساں باز رکھنے سے بڑھے

نہی بر اہل تقی تبغیض شد — نہی بر اہل ہوا تحریض شد
اہل تقوی باز رہتے ہیں مگر — حرص ہو اہل ہوس کی بیشتر

له حدیث شریف الانسان حریص فیما منع انسان کی حرص اسی میں زیادہ ہوتی ہے جس سے وہ منع کیا جاتا ہے

پس ازیں لیغوی بہ قوم کثیر	ہم ازیں یہدی بہ قلب خبیر
لوگ اکثر ہوتے ہیں گمراہ ہی	حق شناسوں کو ہدایت ہوگئی
نے رمد از نے حمام آشنا	بل رمد از نے حمامات ہوا
نے سے کب بھاگے کبوتر آشنا	جنگلی جو ہو وہ بھاگے بر ملا
پس بہ شہ گفتند خدمتہا کنیم	بر سمعنا و اطعنا پا زنیم
ہم ہیں خادم شاہ سے بولے سبھی	ہوگی تعمیل آپ کے ارشاد کی
رو نگردانیم از فرمان تو	کفر باشد غفلت از احسان تو
منہ نہ پھیریں گے ترے فرمان سے	کفر ہے غفلت ترے احسان سے
لیک استثنا و تسبیح خدا	ز اعتماد خود از ایشاں بد جدا
اعتماد اپنے پہ ایسا اُن کو تھا	بھولے یہ کہنا ۔ اگر چاہے خدا
ذکر استثنا و جزم ملتوی	گفتہ شد در ابتدائے مثنوی
ذکر استثنا کا اُس جگہ قصد کا	مثنوی کی ابتدا میں ہے کیا
صد کتاب ار ہست جز یک باب نیست	صد جہت را قصد جز محراب نیست
سو کتابیں ہیں مگر ہے باب ایک	سیکڑوں طرفیں مگر محراب ایک
آں طرق را منتہی یک خانہ است	ویں ہزاراں سنبلہ یک دانہ است
انتہا سب راہوں کی ہے خانہ ایک	بالیاں تو ہیں ہزاروں دانہ ایک
گونہ گونہ خوردنیہا صد ہزار	جملہ یک چیز است اندر اعتبار
گرچہ کھانے مختلف ہیں سو ہزار	ایک ہیں لیکن بہ رُوئے اعتبار
از یکے چوں سیر گشتی تو تمام	سرد شد اندر دلت پنجہ طعام
مٹ گئی گر ایک ہی سے بھوک ہاں	دل نہ چاہے گا جو ہو پچاس کھانے بھی

[illegible]

در مجاعت بس تو احوال دیدهٔ   که یکے را صد ہزاراں دیدهٔ

بھوک میں تو ایسا بھینگا ہے تو یار   ایک کو دیکھا ہے تو نے دو ہزار

گفته بودیم از سقام آں کنیز   وز طبیبان کز نہی تدبیر نیز

قصہ لونڈی کے مرض کا ہو چکا   ذکر بے دانش طبیبوں کا ہوا

کاں طبیباں ہمچو اسپ بے خسار   غافل و بے بہرہ بودند از سوار

وہ اطبا مثل اسپ بے لگام   تھے سوار اپنے سے غافل بس تمام

کامہاشاں پر زہر از قرع لگام   سمہاشاں مجروح از تحویل گام

منہ تھے پر زہر لگنے سے لگام   سم ہوئے تھے چلنے سے زخمی تمام

ناشده واقف که نک بر پشت ما   رائضے چستست استادی نما

وہ نہ تھے واقف ہماری پشت پر   ہے سوار استاد اک عالی نظر

نیست سرگردانی ما زیں لگام   جز ز تصریف سوار دوست کام[1]

پھرتے رہتے ہیں نہ بس سر سے لگام   پھیرتے وہ ہے جو ہے سوار دوستکام

ما پئے گل سوئے بستاں ہا شده   گل نبوده لیک آں خارے بده

ہم گئے باغوں کو بہر گل ذرا   گل ہوا معدوم لیکن خار تھا

ہیچ شاں این نے که گویند از خرد   بر گلوئے ما که می کوبد لگد

ان میں کوئی کہہ نہیں سکتا ذرا   کون گردن پر ہے لاتیں مارتا

آں طبیباں جملگی بندۂ سبب   گشته اندر مکر یزداں محتجب

تھے وہ پابند سبب سارے طبیب   منکر ہیں اللہ کے تھی حجیب

گر به بندی در صطبلے گاو نر   بازیابی در مقام گاو خر

اصطبل میں بیل گر تو باندھ دے   اور گدھا اس بیل کے بدلے ملے

[1] مطلب کا دوست٭

از خری باشد تغافل خفته وار	که بجوئی تا کیست این خفیه کار
تو گدھا بن سے تغافل خفتہ کا	جو نہ ڈھونڈے کون یہ استاد تھا
خود نگفتی کاین مبدل تا کیست	نیست پیدا او مگر افلاکیست
کس نے بدلا - یہ نہیں تو نے کہا	آسمانی ہے نہ گو ظاہر ہوا
تیر سوئے راست پرانیدہ	سوئے چپ رفتہ است تیرت دیدہ
تیر پھینکا تو نے گو سیدھی طرف	تو نے دیکھا وہ گیا الٹی طرف
سوئے آہو گشتہ بہر صید تاختی	خویش را تو صید خوکے ساختی
تو شکاری بن کے آہو کا گیا	خود شکار خوک لیکن تو ہوا
در پئے سودے دویدی بہر کبس	نارسیدہ سود افتادی بحبس
فائدہ لینے کو تو دوڑا گیا	فائدے سے پہلے زنداں میں پڑا
چاہہا کندہ برائے دیگراں	خویش را دیدہ فتادہ اندراں
دوسروں کے واسطے کھودیں کنوئیں	خود ہی لیکن ان کنوؤں میں گر پڑیں
در سبب چوں بے مرادت کرد رب	پس چرا بدظن نگردی در سبب
تجھ کو ناکام سبب حق نے کیا	پھر سبب سے تو نہ کیوں بدظن ہوا
بس کسے از مکسبے سلطاں شدہ	دیگراں زاں مکسبہ عریاں شدہ
کسب سے اکثر تو سلطاں ہوگئے	بعض لیکن اس سے عریاں ہوگئے
بس کس از عقد زناں قاروں شدہ	دیگرے از عقد زن مدیوں شدہ
بیاہ سے زردار اکثر ہوگئے	بعض لیکن قرضدار اس سے ہوئے
پس سبب گرداں چو دم خر بود	تکیہ بر وے کم کنی بہتر بود
بس سبب کو دم گدھے کی جان لے	اس پہ بس تکیہ نہ کرنا چاہیے
ور سبب گیری نگردی ہم دلیر	کہ بس آفتہاش پنہانست زیر
بے تحاشا تو سبب گیری نہ کر	اس میں پنہاں آفتیں ہیں سر بسر

بہر استثناست این حزم و حذر — زانکہ خر را بز نماید این قدر

بہر استثنا ہے آگاہی - حذر — خر کو جو بز سا دکھائی یہ قدر

مشرکاں را در دو چشم اہل بدر — کم نمود و تا نداند ہیچ قدر

مشرکوں کو چشم اہل بدر میں — کم دکھایا تا نہ قدر اُن کی کریں

آنکہ چشمش بست گرچہ گربزست — ز احولی اندر دو چشمش خربزست

جس شقی کی آنکھیں باندھے گو ہو چالاک تر — بھینگے پن سے بجز نظر آتا ہے خر

او بگرداند دل و افکار را — چون مقلب حق بود ابصار را

پھیرتا ہے وہ دل و افکار کو — حق ابصار کا پھیرنے والا جو ہے

چاہ را تو خانہ بینی شریف — دام را تو دانہ بینی لطیف

چاہ کو دیکھے تو اک خانہ شریف — دام کو دیکھے تو اک دانہ لطیف

این تسفسط نیست تقلیب خداست — می نماید کہ حقیقتہا کجاست

منکری کیسی یہ ہے تقلیب خدا — جو دکھاتا ہے حقیقت ہے کہاں

آنکہ انکار حقائق می کند — جملگی او بر خیالی می تند

جو حقائق کا ہے منکر بے بلا — وہ فقط باندھے ہے تو شکل کا

او نمی گوید کہ حسبان خیال — ہم خیالی باشدت چشمی بمال

ہم جسے جو سمجھیں اس کا ہے وہ حال — کھول آنکھیں دیکھ خود اپنا خیال

این سخن پایان ندارد آن فریق — بر گرفتند از پی آن دزد طریق

بات یہ لمبی بہت ہے وہ فریق — ٹیلے کی جانب چلا سن لے رفیق

بہر درشت گندم منہی زدند — از طویلہ مخلصان بیرون شدند

جیسے آدم تخم گندم پر گئے — مخلصوں کے حلقے سے باہر ہوئے

۱ے آقدر ۔ ۲ے جس کی آنکھیں تو ریا تقدیر باندھ دے ۔

۳ے سوفسطائی جو یعنی حقائق اشیا کو نہ مانا ۔

قلعہ ممنوعہ کی طرف شہزادوں کا جانا

چوں شدند از منع و نہیش گرم تر — سوئے آں قلعہ برآوردند سر

روکنے سے شہ کے وہ ضدی ہوئے — قلعے کی جانب روانہ ہو گئے

بر ستیز قول شاہ مجتبیٰ — تا بہ قلعہ صبر سوز ہش ربا

بر خلاف قول شہ گھوڑے بڑھائے — صبر سوز و ہوش ربا قلعے تک آئے

آمدند از رغم عقل پند توز — در شب تاریک برگشتہ ز روز

بر خلافِ عقل تینوں آ گئے — دن کو چھوڑا۔ داخل شب وہ ہوئے

اندر آں قلعہ خوش ذات الصور — پنج در در بحر و پنجے از سوئے بر

اس حصارِ خوب و پُر تصویر کے — پانچ بحری در تھے۔ بری پانچ تھے

پنج از آں چوں حس ظاہر رنگ و بو — پنج از آں چوں حسن باطن راز جو

پانچ تھے جوں حس ظاہر رنگ و بو — پانچ تھے جوں حسن باطن راز جو

زاں ہزاراں صورت و نقش و نگار — می‌شدند از سو بسو بیقرار

تھیں ہزاروں صورتیں نقش و نگار — پھر رہے تھے یہ ہر اک سو بیقرار

زیں قدح ہائے صور کم باش مست — تا نگردی بت تراش و بت پرست

ہو نہ تصویروں کے پیالوں سے مست — تا نہ ٹھہرے بت تراش و بت پرست

از قدح ہائے صور بگذر مایست — بادہ در جام است لیک از جام نیست

جام صورت سے گزر جا اب بس! — جام میں مے۔ جام سے لیکن نہیں

سوئے بادہ بخش بکشا پہن گوش — تا از آنسو بشنوی بانگ خروش

کان ساقی کی طرف اپنے لگا — تا سنے اس سمت سے بانگ و صدا

۱ یعنی راحت کو چھوڑ کر رنج میں پڑے۔

چوں رسد بادہ نیاید جام کم
گوش دار آوازت آید دمبدم

بادہ جب پہنچے۔ تو کب ہو جام کم
سن تو۔ آواز آئے گی پھر دمبدم

آدما معنی دلبندم بجوے
ترک قشر و صورت گندم بگوے

آدم! اب معنی پہ میرے کر نظر
گندم اور بھوسی کو بس اب ترک کر

چونکہ ریگے آرد شد بہر خلیل
دانکہ معزول است گندم اے نبیل

ریت جب آٹا ہوئی بہر خلیل
جان تو گندم کو بیکار اور ذلیل

صورت از بے صورت آمد در وجود
ہمچناں کز آتشے زادست دود

شکل ہے بے شکل سے پیدا ہوئی
آگ سے جیسے دھواں ہے نکلتی!

کمترین عیبے مصور در خیال
چوں پیاپے بینش آرد ملال

عیب یہ رکھتی ہے تصویر خیال
جب لگاتار اس کو دیکھے ہو ملال

حیرت محض آرد ت بے صورتی
زادہ صد گوں آلت از بے آلتی

محض حیرت لاتی ہے بے صورتی
آلے سو پیدا کرے بے آلتی

بے ز دستے دستہا بافد ہمی
جان جاں سازد مصور آدمی

ہاتھ یہ بے ہاتھ والے سے بنے
جان جاں سے اس سے انساں کرتے

آنچناں کاندر دل از ہجر و وصال
می شود بافیدہ گوناگوں خیال

جیسے دل میں باعث ہجر و وصال
ہر طرح کے ہوتے ہیں پیدا خیال

ہیچ ماند ایں موثر با اثر
ہیچ ماند بانگ نوحہ با ضرر

ان میں کب رہتا ہے کوئی با اثر
کب کسی نوحے نے پہنچایا ضرر

نوحہ را صورت ضرر بے صورتست
دست خایید از ضرر کش نیستست

نوحے کی صورت ہے۔ بے صورت ضرر
ہاتھ اپنے چاب اور افسوس کر

ایں مثل نالائق است اے مستدل
حیلت تفہیم را جہد المقل

یہ مثل موزوں نہیں اے بادلیل
مسئلہ سمجھانے کا ہے یہ اے خلیل

صنع بے صورت نماید صورتے ‌‌ تن نگارد با حواس و آلتے

صنعت اس بے شکل کی صورت بنائے ‌‌ با حواس و آلہ ہی وہ جسم لائے

تا چہ صورت باشد آن بر وفق خود ‌‌ اندر آرد جسم را در نیک و بد

مثل صورت کے بنائی جسم بھی ‌‌ خواہ اچھی ہو وہ صورت یا بری

صورت نعمت بود شاکر شود ‌‌ صورت مہلت بود صابر شود

صورت نعمت جو ہو شاکر ہو وہ ‌‌ صورت مہلت جو ہو صابر ہو وہ

صورتے زخمے بود نالاں شود ‌‌ صورت رحمے بود بالاں شود

زخم کی صورت جو ہو نالہ کرے ‌‌ رحم کی صورت جو ہو پھولے پھلے

صورت شہرے بود گیرد سفر ‌‌ صورت تیرے بود گیرد سپر

شہر کی صورت ہو پیش آئے سفر ‌‌ تیر کی صورت ہو تو پکڑے سپر

صورت خوباں بود عشرت کند ‌‌ صورت غیبے بود خلوت کند

صورت خوباں ہو تو عشرت کرے ‌‌ غیب کی صورت ہو تو خلوت کرے

صورت خوبی بود ناز آورد ‌‌ صورت چنگی بود ساز آورد

صورت خوبی ہو تو وہ ناز لائے ‌‌ صورت چنگی ہو تو وہ ساز لائے

صورت محتاجی آرد سوئے کسب ‌‌ صورت بازوری آرد بغضب

صورت افلاس سوئے کسب لائے ‌‌ صورت بازوری غصہ بڑھائے

این ز حد و اندازہ ہا باشد بروں ‌‌ داعی فعل از خیال گونہ گوں

مختلف شکلوں سے یہ صورتیں ‌‌ فعل کی جانب طلب ہم کو کریں

بے نہایت کیشہا و پیشہا ‌‌ جملہ ظل صورت اندیشہا

مذہب اور پیشے جو ہیں بے انتہا ‌‌ سب ہیں سایہ صورت افکار کا

بر لب بام ایستادہ قوم خوش ‌‌ ہر یکے را بر زمیں بیں سایہ اش

بام پر اک قوم خوش استادہ کناں ‌‌ سایہ ہر اک کا زمیں پر دیکھ لو

صورت فکرست بر بام مشید	وان عمل چون سایہ بر ارکان پدید
چرخ پر ہے صورت فکر اے جواں	اور عمل جوں سایہ ارکاں پر عیاں
فعل بر ارکان و فکرت مکتتم	لیک در تاثیر و وصلت دو بہم
فکر پنہاں۔ فعل ہے ارکان پر	ہیں بہم تاثیر و وصلت میں مگر
آں صور در بزم کز جام خوشی ست	فائدہ آں بیخودی و بیہشی ست
دہر میں وہ صورتیں جام خوشی	فائدہ ہے بیخودی اور بیہشی
صورت مرد و زن و لعب و جماع	فائدہ اش بیہشی وقت وقاع
شکل مرد و زن کی صحبت اور خوشی	فائدہ صحبت کا ہے بس بیہشی
صورت نان و نمکدان نعمت ست	فائدہ آں صورت بے صورت ست
صورت نان و نمک نعمت ہوئی	فائدہ ہے شکل کی بے صورت اک ہی !
در مصاف آں صورت تیغ و سپر	فائدہ اش بے صورتی یعنی ظفر
جنگ میں وہ صورت تیغ و سپر	فائدہ بے صورتی یعنی ظفر
مدرسہ و تعلیم و صورتہاے وے	چوں بدانش متصل شد گشت طے
صورتیں اور مدرسے تعلیم کے	طے ہوئے جب مل گئے وہ علم سے
ایں صور چوں بندۂ بے صورتند	پس چرا در نفی صاحب نعمتند
صورتیں ہیں شکل بے صورت کی جو	صاحب نعمت سے کیوں انکار ہو
پیش او در و بینند و در نفی اوفتند	پس صورہا بندۂ بے صور شد
اس کے آگے یہ ہوں پیدا اور عدم	بندۂ بے شکل کی ہیں صورتیں
ایں صور دارد ز بے صورت وجود	چیست پس بر موجد خویشش جحود
ہیں جو بے صورت سے پیدا صورتیں	کیوں پھر انکار اپنے موجد سے کریں

۱ یعنی جسم +

۲ یعنی جہان +

خود ازو یابد ظہور انکار او	نیست غیر عکس خود این کار او
اس سے ہے انکار یہ ظاہر ہوا	کام ہے یہ تو بس اپنے عکس کا
صورت دیوار و سقف ہر مکاں	سایۂ اندیشۂ معمار داں
ہر مکاں کی چھت بھی اور دیوار بھی	جان سایہ فکر کا معمار کی
گرچہ خود اندر محل افتکار	نیست سنگ و چوب و خشتے آشکار
خود محل فکر ہیں گو اے ابن!	اینٹ ـ پتھر اور لکڑی کچھ نہیں
فاعل مطلق یقیں بے صورت است	صورت اندر دست او چوں آلت است
فاعل مطلق کو بے صورت ہی جان	صورت اس کے ہاتھ میں اک آلہ مان
گہ گہ آں بے صورت از کتم عدم	مر صور را رو نماید از کرم
صورتوں کو غیب کے پردے سے کبھی	منہ دکھاتا ہے وہ بے صورت کبھی
تا مدد گیرد ازو ہر صورتے	از کمال و از جمال و قدرتے
تا مدد ہر شکل کو اس سے ملے	حسن سے ۔ قدرت سے اور اوصاف سے
باز بے صورت چو پنہاں کرد رو	آمدند از بہر کد در رنگ و بو
جب چھپا لی صورت اس نے شکل سے	رنگ اور بو کی یہ کوشش میں پڑے
صورتے از صورت دیگر کمال	گر بجوید باشد آں عین ضلال
دوسری صورت سے گر ڈھونڈے کمال	گمرہی ہیں اس کو لے جائے خیال
جز مگر آں صورتے کاں بیرزاو	بابت ارشاد کردش از و داو
جز ہر اس[1] صورت کے جو اللہ نے	کی ہے بدا واسطے ارشاد کے
پس چہ عرضہ می کنی اے بے ہنر	احتیاج خود بہ محتاج دگر
بے ہنر! کس لئے ظاہر کرے	اپنی حاجت دوسرے محتاج سے

[1] انبیاء سے مراد ہے +

چوں صور بندست بر یزداں مگو | ظن مبر صورت بہ تشبیہش مجو
قید صورت حق سے تو نسبت نہ دے | ڈھونڈ مت تشبیہ اس کی جان لے

در تضرع جو و در فنائے خویش | کز تفکر جز صور ناید بہ پیش
عاجزی میں اور فنا میں ڈھونڈ لے | صرف صورت پیش آتی فکر سے

ور ز غیرت صورت نبود فرہ | صورتے کاں بے تو زاید در تو بہ
اور جو غیرت سے نہ ہو تو شادماں | صورت[1] بے تو ہے بہتر بے گماں

صورت شہرے کہ آنجا می روی | ذوق بے صورت کشیدت اے روی
اب چلا جاتا ہے تو جس شہر[2] کو | تجھ کو کھینچے ذوق بے صورت ہے جو

پس بمعنی می روی تا لامکاں | کہ خوشی غیر مکانست و زماں
اصل میں جاتا ہے تو تا لامکاں | ہے خوشی بس بے مکان و بے زماں

صورت یارے کہ نزد او شوی | از برائے مونسی اش می روی
پاس جس دلدار کے جاتا ہے تو | اُنس ہی کے واسطے جاتا ہے تو

پس بمعنی سوئے بے صورت شوی | گرچہ زاں مقصود غافل آمدی
اصل میں تو سوئے بے صورت گیا | گرچہ اس مقصود سے غافل ہوا

در حقیقت حق بود معبود کل | کز پئے ذوق است سیران سبل
اصل میں معبود کل اللہ ہے | لطف کو سب کی اُدھر ہی راہ ہے

لیک بعضے رو سوئے دم کردہ اند | گرچہ سر اصلست پے گم کردہ اند
بعض نے لیکن کیا منہ سوئے دم | بعض گو ہے اصل پر کی راہ گم

لیک سر در پیش ایں ضالاں گم | می دہد داد سری از راہ دم
سر مگر وہ آگے ان گمراہوں کے | داد سروری دیتا ہے دم کی راہ سے

لہ یعنی ایسی صورت جس میں دوئی (تو ہونا) نہ ہو۔
ٹہ شہر آخرت مراد ہے۔

آں زسر می یابد آں دیں از قدم — قوم دیگر پا و سر کردند گم
سر سے وہ ہیں کام پہ از راہ قدم — بعض نے پر کر دئے سر پاؤں گم

چونکہ گم شد جملہ جملہ یافتند — از گم آمد سوئے کل بشتافتند
کھو گئے جو سب کچھ ان کو مل گیا — خود کو کھو کر کل سے انہیں حاصل ہوا

ایں سخن پایاں ندارد آں گروہ — صورتے دیدند با فر و شکوہ
بات یہ لمبی بہت ہے اے امیں! — دیکھی شہزادوں نے صورت اک حسیں

شہزادوں کا دختر شاہ چین کی تصویر دیکھنا

خوب تر زاں دیدہ بودند آں سہ تو — لیک زیں رفتند در بحر عمیق
اس سے بہتر پہلے دیکھی تھیں مگر — بحر میں ڈوبے وہ اس کو دیکھ کر

زانکہ افیوں شاں دریں کاسہ رسید — کاسہا محسوس و افیوں ناپدید
اس پیالے سے انہیں افیوں ملی — جام ہیں محسوس - افیوں ہے چھپی

کرد کار خویش قلعہ ہش ربا — ہر سہ را انداخت در چاہ بلا
کر گیا کام اپنا قلعہ ہش ربا — مبتلا تینوں کو آفت میں کیا

تیر غمزہ دوخت دل را بیگماں — الاماں یا ذو الاماں زیں بے اماں
تیر غمزہ سے چھدا دل بیگماں — الاماں - اللہ اس سے بے اماں

قرنہا را صورت سنگیں بسوخت — آتشے در دین و دلشان بر فروخت
مدتوں سے صدیوں سب جلتے رہے — پھونک ڈالا دین و دل کو آگ سے

چونکہ روحانی بود خود چوں بود — فتنہ اش ہر لحظہ دیگر گوں بود
جبکہ ہو خود ذی روح پھر ہو حال کیا — اس کا فتنہ ہر گھڑی اٹھتے رہا

عشق شورت در دل شہزادگان — چون خلش می کرد مانند سنان
دل میں شہزادوں کے عشق بے اماں — کر رہا تھا پیدا کھٹک مثل سناں

اشک می بارید ہر یک ہمچو میغ — دست می خائید و می گفت اے دریغ
اشک برساتے تھے وہ مثل ابر کے — ہاتھ مل کر آہ بھر کر کہتے تھے

ما کنون دیدیم شہ ز آغاز دید — چندمان سوگند داد آن بے ندید
ہم نے اب دیکھی یہ شاہ نے پہلے سے — ہم کو قسمیں دی تھیں اس بے مثل نے

انبیاء را حق بسیارست ازان — کہ خبر کردند از پایان ما
انبیاء کا حق ہے بے حد اس لئے — با خبر ہم کو کیا انجام سے

کانکہ می کاری نروید غیر خار — وز طرف پری نیابی زو مطار
تو جو بوتا ہے اگے گا بن کے خار — اڑ سکے گا تو نہ سوئے کردگار

تخم از من گیر تا ریعے دہد — با پر من برکہ تیر آنسو جہد
بیج لے تو مجھ سے تا حاصل ملے — میرے پر سے اڑ کہ تیر اس سمت اڑے

تو ندانی واجبی آن وہبست — ہم تو گوئی آخر آن واجب بدست
تو نہ سمجھا اس کو واجب کیوں کیا — پھر کہے گا بعد میں واجب ہوا

او تو است اما نہ این تو کہ نشست — آن توئی کہ برتر از ما و منست
وہ ہے تو[1] لیکن نہ یہ تو ہے ترا — وہ توئی جو ما و من سے ہے جدا

این توئی ظاہر کہ پنداری توئی — ہست اندر سوے تو از بے سوئی[2]
یہ توئی ظاہر توئی جانے جسے — تیری جا سب ہے اسی بے سمت سے

بر صدف لرزان چرائی اے گہر — تو کے خود را [illegible]
کیوں لرزتا ہے صدف پر اے گہر — [illegible] نہ جان اس کو [illegible]

[1] یعنی تو ہونا
[2] یعنی حق تعالیٰ

توئی بیگانہ است با تو ایں توئی	توئی خود را یاب بگذار از دوئی
تو توئی بیگانہ تجھ سے ہے توئی	پالے تو اپنی توئی چھوڑ اب دوئی
توئی آخر سوئے توئی اوّلت[1]	آمدہ است از بہر تنبیہ و صلت
توئی آخر سمت اوّل توئی کے	آئی ہے تنبیہ کرنے کے لئے
توئی تو در دیگرے آمد دفیں	من غلام مرد خود بیں چنیں[2]
دفن توئی دوسری میں ہے تمام	میں ہوں ایسے مرد خود بیں کا غلام
آنچہ اندر آئینہ بیند جواں	پیر اندر خشت بیند پیش ازاں
آئینہ میں جو جواں ہے دیکھتا	بوڑھا دیکھے اینٹ میں اس سے سوا
ز امر شاہ خویش بیروں آمدیم	با عنایات پدر یاغی شدیم
حکم کو شہ کے نہ مانا پھر گئے	باپ کے الطاف سے باغی ہوئے
سہل دانستیم قول شاہ را	واں عنایتہائے بے اشباہ را
ہم نے جانا سہل قول شاہ کو	مہر اور شفقت کو بھی بے مثل جو
تاکنوں افتادہ ایم در خندق ہمہ	خستہ و کشتہ بلا بے ملحمہ
دیکھو اب کس طرح خندق میں گرے	اور بغیر جنگ ہم کشتہ ہوئے
تکیہ بر عقل خود و فرہنگ خویش	بودہ ماں تا ایں بلا آمد بہ پیش
کیا بھروسہ ہم کو اپنی عقل پر	اس لئے آئیں بلائیں سر بسر
بے مرض دیدیم خود را بے زرق	آنچناں کہ خویش را بیمار دق
اپنی بیماری سے ہم تھے بے خبر	جیسے دق والا ہو دق سے بے خبر
علت پنہاں کنوں شد آشکار	بعد ازاں کہ بند گشتیم و شکار
خفیہ بیماری ہوئی اب آشکار	پھنس گئے اور ہو گئے جب ہم شکار

[1] آخر توئی سے تن اور اوّل توئی سے روح مراد ہے +
[2] اپنے آپ کو دیکھنے اور سمجھنے والا یعنی عارف +

سایهٔ رهبر بهست از ذکر حق	یک قناعت به ز صد لوت و طبق
ذکر حق سے خوب ظلّ راہبر	اک قناعت سو غذا سے خوب تر
در قناعت خوانده باشی ای حسن	ذکر ذکر حق و ذکر بو الحسن
ہاں قناعت میں پڑھا ہوگا حسن!	ذکر ذکر حق کا۔ ذکر بو الحسن
چشم بینا بهتر از سی صد عصا	چشم بشناسد گهر را از حصا
سو عصا سے ہے بسا خوب تر	جانچتی ہے آنکھ ہی پتھر گہر
در تفحص آمدند اندر زمان	صورت که بود عجب اندر زمان
جستجو میں پڑ گئے تینوں وہ اب	کس کی یہ صورت ہے دنیا میں عجب
بعد بسیاری تفحص در مسیر	کشف کرد آن راز را شیخ بصیر
سیر گہ میں جستجو سے گرم سے	بھید کھولا ان پہ یہ استاد نے
از طریق گوش بی از وحی هوش	رازها بد پیش او بی روی پوش
کان کا کیا ذکر وحی ہوش سے	راز مخفی کھلا سب سچے دانا نے
گفت نقش رشک پروین است این	صورت شهزادهٔ چین است این
بولا پروین کو ہے رشک اس شکل پہ	چین کی شہزادی ہے پیش نظر
دختری دارد شه چین بی مثال	در بها و در جمال و در کمال
بیٹی شاہ چیں کی ہے اک بے مثال	بے بہا اور پُر جمال اور با کمال
همچو جان و چون جنین پنهانست او	در مکتم پردهٔ ایوانست او
صورت جان و جنیں وہ ہے نہاں	ہے محل کے پردے میں باعز و شاں
سوی او نی مرد ره دارد نه زن	شاه پنهان کرده او را از فتن
مرد پاس اُس کے سکے نہ عورت جا سکے	شہ نے فتنوں سے چھپایا ہے اُسے
غیرتی دارد ملک بر نام او	که نپرد مرغ هم بر بام او
شاہ کو غیرت ہے اُس کے نام پر	یہ پرندہ بھی نہ مارے بام پر

وائے آں دل کش چنیں سودا فتاد   ہیچ کس را ایں چنیں سودا مباد
وائے اُس دل پر یہ سودا ہو جسے   ایسے سودا میں نہ کوئی بھی پڑے

ایں سزائے آنکہ تخم جہل کاشت   واں نصیحت را کساد و سہل داشت
یہ سزا اُس کی ہے جس میں جہل ہے   اور نصیحت کو جو سمجھے سہل ہے

اعتمادے کرد بر تدبیر خویش   کہ برم من کار خود با عقل پیش
ہو بھروسہ جس کو ہر تدبیر پر   اور کہے ہے عقل میری خوب تر

نیم ذرہ زاں عنایت بہ بود   کہ ز تدبیر خرد با صد رسد
اس کی ذرہ بھر عنایت ہو بھلی   ہاں سو تدبیر سے بس عقل کی

ترک مکر خویشتن گیر اے امیر   پا بکش پیش عنایات و بمیر
مکر و حیلہ اے امیر اب چھوڑ دے   اور مر جا اس عنایت کے لئے

ایں بقدر حیلہ معدود نیست   زیں حیل تا تو نمیری سود نیست
یہ عنایت حیلوں سے تو ہے سوا   چھوڑ حیلے ورنہ پچھتائے نفع کیا

تا نمیری سود کے خواہی ربود   رو بمیر و بہرہ بردار از وجود
نفع کب مرنے سے پہلے ہو سکے   جا تو مر جا نفع لے لے جسم سے

بخارا کے صدر جہاں کی حکایت

در بخارا خوئے آں صدر اجل   بود با خواہندگاں حسن عمل
عادت اس شاہ بخارا کی تھی   سائلوں سے اُس کو اُلفت جب بھی

داد بسیار و عطائے بے شمار   تا بشب بودے ز جودش زر نثار
سائلوں کو دیتا تھا وہ بے شمار   زر لٹایا کرتا تھا روز و شب نثار

زر بکاغذ پارہا پیچیدہ بود   تا وجودش بود می افشاند جود
ٹکڑا کاغذ میں کاغذ کے زر لپٹا ہوا   زندگی بھر بخششیں کرتا رہا

ہمچو خورشید و چو ماہ پاک باز — آنچہ گیرند از ضیا بدہند باز

جاند سورج کی طرح وہ شاہ تھا — جیسے وہ واپس کریں لے کر سب

خاک را زر بخشد او کہ بود آفتاب — زر ازو در کان و گنج اندر خراب

خاک کو دیتا ہے زر کون؟ آفتاب — کان و ویرانہ ہیں اس سے گنج یاب

ہر صباحے فرقۂ را راتبہ — تا نماند امتے زو خائبہ

روز راتب ملتا تھا اک قوم کو — تا نہ محروم اس سے کوئی قوم ہو

مبتلایاں را بُدے روزے عطا — روز دیگر بیوگاں را آں سخا

ایک دن خیرات لیتے مبتلا — دوسرے دن ہوئی رانڈوں پر سخا

روز دیگر بر علویان مقل — با فقیہاں روز دیگر مشتغل

اگلا دن اُونچے نسبوں کے لئے — پھر کرم اس کا فقیہوں پر رہے

روز دیگر بر تہیدستان عام — روز دیگر بر گرفتاران وام

اگلا دن تھا مفلسان عام کا — بعد اس کے قرضداروں پر سخا

روز دیگر بر یتیمان صغیر — روز دیگر بر ضعیفان اسیر

اگلے دن ہوئی یتیموں پر عطا — پھر ضعیفوں پر وہ کرتا تھا سخا

روز دیگر بر ابنائے السبیل — روز دیگر بر مکاتب را کفیل

اگلا دن تھا راہگیروں کے لئے — پھر غلاموں کی کفالت پر رہے

شرط آں بد کہ کسے نہ با زباں — زر نخواہد ہیچ و نگشاید دہاں

شرط تھی سائل نہ منہ سے کچھ کہے — التجا ہرگز نہ وہ منہ سے کرے

لیک خامش بر حوالی رہش — ایستادہ مفلساں دیوار وش

سارے مفلس گرد اس کی راہ کے — صورت دیوار چپ رہتے کھڑے

ہر کہ کردے ناگہاں بہو سوال — زو نبردے زیں گنہ یک حبہ مال

کوئی مجبوری سے جو کرتا سوال — اس خطا سے ملتا اک حبہ نہ مال

من صمت منکم نجا بُد مایه اش — بر همه اہل بخارا سایہ اش

چپ جو رہتا تھا وہ دولت مدام — اس کے سائے میں بخارا تھا تمام

بر خموشی داشت عشق و نازش — خامشاں را بود کیسہ و کاسہ اش

عشق خاموشی سے تھا اس کو مدام — دیتا تھا خاموشوں کو نقد و طعام

نوبتی روزے یکے پیرے بگفت — دہ زکاتم کہ منم با جوع جفت

ایک بوڑھے نے کہی اک دن یہ بات — مرد ہوں بھوک سے دے کچھ زکوٰۃ

منع کرد از پیر و پیرش جِد گرفت — ماندہ خلق از جدِ پیر اندر شگفت

اس نے روکا بوڑھے کو ضد اس نے کی — خلق اس تکرار پر حیران تھی

گفت بس بے شرم پیری اے پدر — پیر گفت از من توئی بے شرم تر

بولا۔ بوڑھے! بے حیا ہے تو بڑا — بوڑھا بولا۔ تجھ سے کم ہوں بے حیا

کایں جہاں خوردی و می خواہی بطمع — کاں جہاں با ایں جہاں گیری بجمع

یہ جہاں کھایا مگر لالچ یہ ہے — وہ جہاں اور یہ جہاں دونوں چکھے

خندہ اش آمد مال داد آں پیر را — پیر تنہا برد آں توفیر را

ہنس پڑا شہ اور اس کو زر دیا — بوڑھا تنہا مال لے کر گیا

غیر ایں پیر ایچ خواہندہ ازو — نیم حبہ زر ندید و یک تسو

ماسوا اس بوڑھے کے کوئی گدا — رتی بھر اس سے نہ زر پا سکا

نوبت روز فقیہاں ناگہاں — یک فقیہ از حرص آمد در فغاں

دن فقیہوں کا جو آیا ناگہاں — ایک ان میں حرص سے چلا اٹھا

کرد زاریہا بسے چارہ نبود — گفت ہر نوعے نبودش ہیچ سود

گو بہت رویا نہ کچھ بھی بن پڑا — گو کہا ہر طرح پر بے سود تھا

روز دیگر بارکو پیچیدہ پا — پا کشش اندر صف قوم مبتلا

اگلے دن پاؤں پہ پٹی باندھ کر — صف میں بیماروں کی آ کے بیٹھا لنگ

تختہا بر ساق بست از چپ و راست ۔۔۔ تا بود آں شہ گماں کاشکستہ پاست
پنڈلیوں تک تختے بھی باندھ لیں ۔۔۔ سمجھے شہ ہے پا شکستہ بالیقیں

دیدش و بشناختش چیزے نداد ۔۔۔ روز دیگر رو بپوشید از لباد
شہ نے پہچانا نہ کچھ اس کو دیا ۔۔۔ دوسرے دن منہ بہ نمدا رکھ لیا

تا گماں آید کہ نابیناست او ۔۔۔ در میان اعمیاں برخاست او
وہ ہے اندھا تا یہ سمجھے بادشا ۔۔۔ اور وہ اندھوں ہی میں سے ہے اٹھا

پس بدید او را بداندش ہیچ چیز ۔۔۔ از گناہ و جرم گفتن آں عزیز
پھر بھی دیکھا اور نہ کچھ اس کو دیا ۔۔۔ مانگنے کا جرم تھا اس نے کیا

چونکہ عاجز شد ز صد گونہ مکید ۔۔۔ چوں زناں او چادرے بر سر کشید
جب وہ سو مکروں سے ہارا بھگاں ۔۔۔ چادر اس نے اوڑھ لی مثل زناں

در میان بیوگاں رفت و نشست ۔۔۔ سر فرو افگند پنہاں کرد دست
بیچ میں رانڈوں کے بیٹھا آن کے ۔۔۔ سر جھکایا ہاتھ پلو سے چھپا دے کے

ہم شناسیدش نداد اش صدقۂ ۔۔۔ در دلش آمد ز حرماں حرقۂ
پھر بھی پہچانا نہ کچھ صدقہ دیا ۔۔۔ ایسی محرومی پہ اس کا دل جلا

رفت پس پیش کفن خواہے پگاہ ۔۔۔ کہ بپیچم در نمد نہ پیش راہ
پھر کفن والے کے پاس آیا پگاہ ۔۔۔ مجھ کو کفنا کر تو رکھ دے بیچ راہ

ہیچ مکشا لب نشیں و می نگر ۔۔۔ تا کند صدر جہاں اینجا گذر
بیٹھ جا چپ چاپ لیکن رکھ نظر ۔۔۔ تا ادھر صدر جہاں کا ہو گذر

بوکہ بیند مردہ پندارد بظن ۔۔۔ زر دراندازد پئے وجہ کفن
دیکھ کر شاید وہ مردہ جان لے ۔۔۔ اور زر ڈالے کفن کے واسطے

ہر چہ بدہد نیم آں بدہم بتو ۔۔۔ ہمچناں کرد آں فقیر کدیہ جو
جو وہ دیگا آدھا اس میں سے ترا ۔۔۔ اس کفن والے نے ویسا ہی کیا

در کفن پیچید و در راہش نہاد
معبر صدرِ جہاں آنجا فتاد

پس اسے کفن کے رستے میں رکھا
اتفاقاً شاہ اُس جا آ گیا

چند زر انداخت بر روئے نمد
دست بیروں کرد از تعجیل خود

دیکھا نمد سے پر جو زر شہ نے رکھا
جلد اُس نے ہاتھ باہر کر لیا

تا نگیرد آں کفن خواہ آں صلہ
تا نہاں نکند ازو آں دہ دلہ

تا کفن والا شہ سے لے وہ عطا
وہ فریبی تا نہ اُس کو شے چھپا

مردہ از زیرِ نمد بر کرد دست
سر بروں کرد از پئے دست او پست

مردے نے باہر کفن سے کر کے ہاتھ
سر بھی پیچھے سے نکالا اُس کے ساتھ

گفت با صدرِ جہاں چوں بستدم
اے بہ بستہ بر من ابوابِ کرم

شہ سے بولا دیکھ کیونکر زر لیا
در کرم کا بند تھا تو نے کیا

گفت لیکن تا نمردی اے عنود
از جنابِ ما نبردی ہیچ سود

بولا شہ جب تک نہ تو مُردہ بنا
فائدہ تجھ کو نہ کچھ مجھ سے ہُوا

سرِّ موتوا قبل موت ایں بود
کز پئے مردن غنیمت ہا رسد

دیکھ یہ ہے پہلے مرنا موت سے
بعد مر جانے کے مال و زر ملے

غیر مردن ہیچ فرہنگے دگر
در نگیرد با خدا اے حیلہ گر

اے فریبی! دیکھ مرنے کے سوا
کب کوئی دانش ہے مقبولِ خدا

یک عنایت بہ ز صد گوں اجتہاد
جہد را خوف است از صد گوں فساد

اک عنایت خوب ہے سو جہد سے
آفتیں سو جہد کے ہیں واسطے

واں عنایت ہست موقوفِ ممات
تجربہ کردند ایں رہ را ثقات

وہ عنایت موت پر موقوف ہاں
آزمایا عاشقوں نے بیگماں

بلکہ مرگش بے عنایت نیز نیست
بے عنایت ہاں و ہاں جائے مایست

بے عنایت بلکہ مرنا بھی نہیں
بے عنایت [illegible] ہو تو [illegible]

آں زمرد باشد ایں افعی پیر ۔۔۔ بے زمرد کے بود افعی ضریر

وہ زمرد ہے یہ سانپ اے باصفا ۔۔۔ بیٹے زمرد سانپ اندھا کب ہوا

ایک لڑکے ایک کوسے¹ اور ایک لوطی کی حکایت

امردے و کوسۂ در انجمن ۔۔۔ آمدند و مجمعے بُد در وطن

اک وطن میں لوگ اک جا جمع تھے ۔۔۔ ایک لڑکا ایک کوسہ آ گئے

مشتغل ماندند قوم منتجب ۔۔۔ روز رفت و شد زمان ثلث شب

محو اپنے کام میں تھے لوگ سب ۔۔۔ دن تو گذرا اور بھی پچھلی رات اب

زاں طرب شبانہ نرفتند آں دو کس ۔۔۔ ہم بخفتند آں سو از ترس عسس

سب گئے لیکن نہ وہ دونوں گئے ۔۔۔ محتسب کے ڈر سے اس جا سو رہے

کوسہ را بُد بر زنخداں چار مُو ۔۔۔ لیک ہمچوں ماہ بدرش بود رُو

کوسے کی ڈاڑھی پہ تھے گو چار بال ۔۔۔ پر مثال بدر تھا حسن و جمال

کودک امرد بصورت بود زشت ۔۔۔ ہم نہاد اندر پس خود بیست خشت

اتنی گو لڑکے کے بے حد تھے زشت ۔۔۔ بیس اینٹیں پیچھے تھا رکھے ہوئے

لوطیے دب برد شب از کُرہی ۔۔۔ خشتہا را نقل کرد آں مشتہی

لوطی گر وہاں اک آ گیا ۔۔۔ اس نے پیچھے سے وہ اینٹیں لیں اٹھا

دست بر کودک نہاد او چوں بجست ۔۔۔ گفت ہی تو کیستی اے سگ پرست

ہاتھ ڈالا اس پہ لڑکا چونک اٹھا ۔۔۔ اور کہا بدکار! یہ کرتا ہے کیا

گفت ایں سی خشت چوں برداشتی ۔۔۔ گفت تو سی خشت چوں انباشتی

بولا کیوں تو نے یہ اینٹیں لیں اٹھا ۔۔۔ بولا تو نے کس لئے ان کو رکھا

¹ کوسہ اس کو کہتے ہیں جس کی ساری ڈاڑھی صاف ہو صرف ٹھوڑی پر چند بال ہوں ✦

گفت اے فی النار خرس مردہ ریگ | ابلہ و بے خاصیت مانند ریگ
بولا اسے دیکھ لے حقیر اے دوزخی | احمق اور بے سود صورت ریت کی

کودکے بیمارم و از ضعف خود | کردم اینجا اختبا را در لقد
میں ہوں اک بیمار لڑکا ضعف سے | یوں چھپا میں نے سونے کے لئے

گفت اگر داری تو رنجوری تنے | چوں نرفتی جانب دار الشفا
بولا بیماری میں گر تھا مبتلا | کیوں نہ آخر تو شفا خانے گیا

یا بخانہ یک طبیبے مشفقے | کو کشا دے از سقامت مغلقے
یا طبیب مہرباں کے پاس ہی | جاتا تا۔ تا جاتی یہ بیماری تری

گفت آخر من کجا یارم شدن | کہ بہر جا می روم من ممتحن
بولا لڑکا جاؤں میں آخر کہاں | آزمایا جاتا ہوں جاؤں جہاں

چوں تو زندیقے پلیدے ملحدے | می برآرد سر بہ پیشم چوں ددے
تجھ سے جو کافر سے۔ ملحد ہوئے | جوں درندہ سر اٹھاتے ہیں سامنے

خانقاہے کو بود بہتر مکاں | من ندیدم یک زماں در وے اماں
خانقہ میں جو ہے اک بہتر مکاں | میں نے دم بھر بھی نہیں پائی اماں

رو بمن آرند مستے خمر خوار | چشمہا پر نطفہ کف خایہ فشار
مجھ سے شرابی رکھتے ہیں خواہش مری | خایہ ملتے۔ آنکھوں میں شہوت بھری

وانکہ ناموسیست خود را زیر زیر | غمزہ ورزد می دہد مالش بکیر
شرع والا کہتا ہے اپنے کو جو | غمزے کرتا اور ہے ملتا کیر کو

یار با ناموس را غیر نظر | نیست لیکن زیں نظر دیں پرخطر
بار ناموس کو پر جز نظر | کام کب ہے۔ دیں ہے لیکن پُرخطر

خانقہ چوں ایں بود بازار عام | چوں بود خرگۂ دیوان خام
خانقہ کا جب یہ عالم ہو گیا | تو گدھوں کے گھر کا پھر ہے ذکر کیا

خر کجا ناموس و تقوی از کجا
خر چہ داند خشیت و خوف و رجا
خر کجا - ناموس اور تقوی کجا
کہاں خر خر کو - ہے کیا خوف و رجا

عقل باشد ایمنی و عدل جو
بر زن و بر مرد اما عقل کو
امن ڈھونڈے - عدل ڈھونڈے عقل ہاں
مرد و زن میں - عقل لیکن ہے کہاں

ور گریزم من روم سوئے زناں
ہمچو یوسف رفتم اندر افتتاں
عورتوں میں جا ملوں گر بھاگ کر
مثل یوسف دکھ اٹھاؤں سر بسر

یوسف از زن یافت زندان و فشار
من شوم تو زیغ بر پنجاہ دار
زن سے زنداں ہی میں یوسف بھیجے گئے
پر مری ہر بوٹی سولی پر اٹھے

آں زناں از جاہلی بر من تلند
اولیا شاں قصد جان من کنند
عورتیں تو جہالت سے گریں
جو ولی اُن کے ہیں - میری جان لیں

نے ز مرداں چارہ دارم نز زناں
چوں کنم چوں شے از نیم نے ازآں
مرد و زن سے بنا نہ آئے - کیا کروں
ہوں ہزاراں میں سے نہ ہیں اُن میں سے ہوں

بعد ازاں کودک بہ کوسہ بنگریست
گفت او با ایں دو موا زغم بریست
دیکھ کر لڑکے نے کوسے کو کہا
بہ تو دو بالوں سے غم سے چھٹ گیا

فارغ است او خشت ازیکار خشت
وز چو ما با در فروشی کناگ و زشت
اینٹیں لانے اور لڑنے سے چھٹا
بچھ سے کنٹرے بے حیا سے بچی بچا

بر زنخداں چار مو بہر نموں
بہتر از سی خشت پیرامون کوں
ان تھوڑی کے دکھاوے کے لئے
کوُن کے گرد اینٹیں رکھنے سے بھلے

ذرۂ سایہ عنایت بہتر است
از ہزاراں کوشش طاعت پرست
سایہ اللہ کی عنایت کا ذرا
سیکڑوں کوشش سے زاہد کی بھلا

زانکہ شیطاں خشت طاعت بر کند　　گر دو صد خشت است خود ابتر کند
بندگی کی اینٹ شیطاں پھینک دے　　دو سو اینٹیں ہوں تو سب ابتر کرے

با عنایت او ندارد زہرۂ　　تا بسازد خویشتن را بہرۂ
عاجز آگے ہے عنایت کے رہے　　کامیاب اپنے کو وہ کیونکر کرے

خشت اگر بسیار بنہادہ تو است　　واں دو سہ مو از عطائے آں سو است
جمع اینٹوں کو تو ہے لوٹنے کا　　بال یہ دو ہیں حق کی ہیں عطا

در حقیقت ہر یکے زاں مو کہیست　　کاں اماں نامہ وصلہ نشا بخششیست
اصل میں ہے اک پہاڑ ایک ایک بال　　جو ہے انعام و امان ذو الجلال

تو اگر صد قفل بنہی بر درے　　بر کند آں جملہ را خیرہ سرے
تو لگا دے در پہ اک سو قفل اگر　　توڑ دے ان سب کو اک ادنیٰ خیرہ سر

شحنۂ از موم اگر مہرے نہد　　پہلواناں را ازاں دل بشکند
موم سے گر مہر کر دے کوتوال　　پہلواں دل چھوڑ دیں ڈر کا ہو یہ حال

آں دو سہ تار عنایت ہمچو کوہ　　سد شدہ چوں قرصہا در وجوہ
مثل کوہ کے ہیں عنایت کے یہ تار　　جیسے ہو رعب جبیں چہروں میں یار!

خشت را بگذار اے نیکو سرشت　　لیک ہم ایمن مخسپ از دیو زشت
چھوڑ دے ان اینٹوں کو اے نیک خو　　پر نڈر شیطاں سے ہو کر سو نہ تو

رو دو تا موزاں کرم در دست آر　　وانگہاں ایمن بخسپ و غم ندار
بال دو حاصل کرم سے اس کے کر　　اور بے غم ہو کے سو رہ بے خطر

نوم عالم از عبادت بہ بود　　آنچناں علمے کہ مستنبہ بود
خواب عالم بندگی سے خوب تر　　ایسا عالم ہو جو صاحب دل مگر

سلہ دیوار

آں سکونِ سابح اندر آشنا — بہ ز جہد اعجمی با دست و پا
ہے کہیں بہتر سکوں تیراک کا — سعی ناداں سے جو مارے دست و پا

دست و پا ساکن بآب اندر سباح — بہ بود از اعجمی با انتطاح
بالسکوں پیراک اس ناداں سے — اچھا ہے جو ٹکریں مارا کرے

می رود سباح ساکن چوں عمد — اعجمی زد دست و پا و غرق شد
مثل کشتی کے بہتا ہے تیراک تو — سعی سے بھی ڈوب جاتا ناداں جو

علم دریا ئیست بیحد و کنار — طالب علم است غواص بحار
علم اک دریا ہے ناپیدا کنار — طالب علم اس میں غوطہ زن ہے یار

گر ہزاراں سال باشد عمر او — می نگردد سیر او از جستجو
ہو ہزاروں سال کی بھی عمر جو — جستجو سے وہ نہ کبھی بھی سیر ہو

طالب علم اور طالب دنیا سیر نہیں ہوتے

کاں رسول حق بگفت اندر بیان — ایں کہ منہومانؔ ہما لا یشبعان
جلسے ہے ارشاد حضور سرور سبیں — دو ہیں بھوکے سیر جو ہوتے نہیں

طالب الدنیا و توفیرا تہا — طالب العلم و تدبیرا تہا
ایک بھوکا طالب دنیا ہوا — دوسرا بھوکا ہے طالب علم کا

پس دریں قسمت چو بکشادی نظر — غیر ایں دنیا بود علم اے پدر
بس تو اس تقسیم پر ڈال اب نظر — غیر دنیا علم وہ ہے اے پدر

غیر دنیا پس چہ باشد آخرت — کت کشند زینجا و گردد رہبرت
غیر دنیا آخرت ہے اور کیا — دوسری جانب ہے تیری رہنما

ل حدیث شریف منہومان لا یشبعان طالب العلم و طالب الدنیا۔ یعنی دو بھوکے ایسے ہیں جو سیر نہیں ہوتے۔ ایک طالب علم اور دوسرا طالب دنیا۔

غیر دنیا آخرت باشد یقیں — کاں برد زی نجات آنجا اے امیں
غیر دنیا آخرت ہے بالیقیں — تجھ کو لے جائیگی اُس جا اے امیں

شہزادوں کی آپس میں بحث

رو بہم کردند ہر سہ مفتتن — ہر سہ را یک رنج و یک درد و حزن
رُو برُو تھے تینوں شہزادے بہم — سب کو اک رنج۔ ایک درد اور ایک غم

ہر سہ در یک فکر و یک سودا ندیم — ہر سہ از یک رنج و یک علت سقیم
ایک فکر اور ایک سودا ان کو تھا — ایک بیماری میں تینوں مبتلا

در خموشی ہر سہ را خطرت یکے — در سخن ہم ہر سہ را حجت یکے
نوبت خاموشی میں تھا تینوں کو ایک — گفتگو حجت میں تینوں کو ایک

یک زمانے اشک ریزاں ہر سہ شاں — بر سر خوان مصیبت خوں فشاں
اشکبار اک وقت تھے تینوں جواں — اک مصیبت میں وہ تینوں خوں فشاں

یک زماں از آتش دل ہر سہ کس — بر زدہ با سوز چوں مجمر نفس
گر کسی وقت آتشِ دل پھونکتی — سانس لینے میں نکلتی آگ سی

آں بزرگیں گفت کاے اخوان خیر — ما نہ نر بودیم اندر نصح غیر؟
جو بڑا تھا ان میں بولا۔ بھائیو! — مرد تھے ہم غیر کے سمجھانے کو

از حشم ہر کہ بما کردے گلہ — از بلا و خوف و فقر و زلزلہ
کوئی فوجی ہم سے گر کرتا گلہ — کہتا۔ میں ہوں رنج و غم میں مبتلا

ما ہمی گفتیم کم نال از حرج — صبر کن کہ صبر مفتاح الفرج
ہم یہ کہتے تھے [illegible] — صبر کرنا مشکل آساں تیری ہو

آں کلید صبر ما اکنوں چہ شد — اے عجب منسوخ شد قانون چہ شد
صبر کی وہ کنجیاں اب کیا ہوئیں — کیا وہ اب وہ قانون ہی باقی نہیں؟

ما همی گفتیم کاندر کشمکش	آتش اندر ما چو زر خندیم خوش
کہتے تھے ہم - جیسے سی ہوں رنج وغم	آگ میں جوں زر ہیں ہنستے ہی ہم
هر سپه را وقت تنگاتنگ جنگ	گفته ما که هین مگردانید رنگ
فوجیوں کو جنگ میں کہتے تھے ہم	زرد رو مت ہونا - ہمت ہو نہ کم
آن زمان که بود اسپان را وطا	جمله سرها بریده زیر پا
گھوڑوں کے جب دوڑنے کا وقت تھا	اور کٹے سر تھے پڑے سب زیر پا
ما سپاه خویش را ایمن کنان	که به پیش آید قاهر چون سنان
فوج کو تنبیہ کرتے تھے کہاں	سامنے دشمن کے آؤ جوں سناں
جمله عالم را نشان داده بصبر	زانکه صبر آمد چراغ و نور صدر
سارے عالم کو سکھایا ہم نے صبر	صبر ہی ہے چراغ و نور صدر
نوبت ما شد که خیره سر شدیم	چون زنان زشت در چادر شدیم
اپنی باری آئی تو حیران ہوئے	عورتوں کی طرح چادر میں چھپے
ای دلی که جمله را کردی تو گرم	گرم کن خود را و از خود دار شرم
تو جو کر دیتا تھا سب دل کو گرم	گرم کر اپنے کو رکھ لے اپنی شرم
ای زبان که جمله را ناصح بدی	نوبت تو گشت از چه تن زدی
اے زباں اوروں کی تو ناصح ہی	اپنی باری پر تو کیوں چپ ہو گئی
ای خرد کو پند شکرخای تو	دور تست این دم چه شد هیهای تو
اے خرد ! شیریں نصیحت کیا ہوئی	تیرا دور آیا - تو کیوں چپ لگ گئی
ای ز دلها برده صد تشویش را	نوبت تو شد بجنبان ریش را
تو نے کھویا ... سو دلوں سے تشویش کو	تیری باری ہے ہلا اب ریش کو
از غرور ریش ار کوس ... شدیم	دشمن اندر پیش ریش خود ...
[illegible]	[illegible]

چون پدر و دیگران درمان بدی	درد مہمان تو شد چون تن زدی
تو تھی درمان دوسروں کے درد کی	درد اب مہماں ترا کیوں چپ ہوئی
وقت پند دیگرانت ہائے ہے	در غم خود چون زنان وائے وائے
دوسروں کی پند میں تھی ہاے ہے	اب ہے اپنے غم میں جوں زن وائے وائے
بانگ بر لشکر زدن بد ساز تو	بانگ بر زن چہ گرفت آواز تو
فوج کو للکارنا تھا تیرا ساز	بندھ گئی آواز اب کیا ہے راز
آنچہ پنجہ سال بافیدی بہوش	زان نسیج خود بغلطانی بپوش
ہوش سے پچاس برس جو کچھ بنا	آپ پہن اس سے بنا کر اک قبا
از نوایت بانگ یاران گوش خوش	دست بیرون آر گوش خود بکش
کتنی خوش تیری نوا سے یاروں کی ذات	کان اپنے کھینچ باہر لا کے ہاتھ
سر بدی پیوستہ خود را دم مکن	پا و دست و ریش و سبلت گم مکن
تو ہمیشہ سر تھی۔ خود کو دم نہ کر	ہاتھ پاؤں سب مونچھ ڈاڑھی گم نہ کر
بازی آن تست بر روی بساط	خویش را در طبع آر و در نشاط
ہے بساط اوپر تیری بازی تری	ہوش میں آ اور ہو وقت خوشی
این حکایت گوش کن اے باخرد	تا بدانی اندرین معنی سند
یہ حکایت سن ذرا اے باخرد	تاکہ تیرے واسطے ہو اک سند

ایک بادشاہ کا ایک عالم کو مجلس میں پکڑ بلانا

پادشاہی مست اندر بزم خوش	می گذشت آن یک فقیہی بر درش
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

چون کشیدندش به شه بے اختیار | شست در مجلس ترش چون زہرمار
کھینچ لائے جب اُسے بے اختیار | تلخ بیٹھا بزم میں جوں زہرمار

عرضه کردندش پدر رفت او ز خشم | از شه و ساقی بگردانید چشم
جب شراب آئی - نہ کی اُس نے قبول | شاہ و ساقی سے ہُوا بے حد ملول

که بعمر خود نخوردستم شراب | خوشتر آید زین شرابم زہرِ ناب
عمر بھر چکھی نہیں میں نے شراب | مجھ کو اس مے سے ہے بہتر زہرِ ناب

ہین بجائے مے مرا زہرے دہید | تا من از خویش و شما زین وا رہید
بدلے اس مے کے مجھے تم زہر دو | تا میں چھوٹوں خود سے مجھ سے تم بھی چھوٹو

مے نخوردہ عربدہ آغاز کرد | گشت در مجلس گران چون مرگ و درد
مے نہ پی - جھگڑا کیا - اور بار بار | بزم پر جوں مرگ تھا وہ ناگوار

ہمچو اہل نفس و اہل آب و گل | در جہان بنشستہ با اصحاب دل
جیسے دنیا دار بندہ نفس کا | ہو مجلس عارفان با صفا

حق ندارد خاصگان را در کمون | از مے ابرار جز در یشربون
حق نے ابرار سے پردے میں کب | رکھے خاصوں کو نہیں وہ سب کے سب

عرضه مے دارند بر محجوب جام | حس نمی یابد ازو غیر از کلام
اور جب محجوب کو دیتے ہیں جام | اس کی حس پاتی نہیں کچھ جز کلام

رو ہمی گرداند از ارشادشان | که نمی بیند بدیدہ دادشان
تو اس سے پھرا لیتا ہے وہ قسمت پھرا | آنکھ سے دیکھے وہ لیں داد و عطا

لہ قولہ تعالیٰ - علیہا تسنیم یتنافس المتنافسون [illegible] جس سے قریب [illegible] ہے [illegible] خدا سے [illegible] کلام [illegible] ہوں - حتیٰ کہ بیشک آج کے دن وہ لوگ [illegible] ہیں

گر بگوشش تا بحلقش رہ بُدے | پس نصیحت اندرونش در شدے
راہ ہوتی کان سے تا حلق اگر | پھر نصیحت دل پہ کر جاتی اثر

چوں ہمہ نارست جانش نیست نور | تا فگندہ در نار سوزاں چوں قشور
نار بالکل نور کب ہے اس کی جاں | مثل چھلکوں کے جلا سکے اس کو ہاں

مغز بیروں ماند و قشرش گفت رفت | کے شود از قشر معدہ گرم و زفت
مغز باہر چھلکا معدہ کے بیچ گیا | معدہ چھلکے سے بھلا فربہ ہو کیا

نار دوزخ جز کہ قشر افشا نیست | نار را با ہیچ مغزے کار نیست
آگ سے دوزخ کی چھلکا جل گیا | آگ کو بس مغز سے ہے کام کیا

ور لہب بر مغز نارے شعلہ زن | بہر پختن داں نہ بہر سوختن
آگ شعلہ زن اگر ہو مغز پر | تو ہو اس کی پختگی سے ہی نظر

تاکہ باشد حق حکیم ایں قاعدہ | مستمر داں در گذشتہ و آمدہ
ہے حکیم اللہ تو یہ قاعدا | جان لے جاری ہی ہمیشہ رہا

مغز نغز و قشرہا مغفور ازو | مغز را پس چوں بسوزد دور ازو
مغز عمدہ چھلکا ہے بخشا ہوا | مغز کیونکر آگ سے پھر ہے جلا

از عنایت گر بکوبد بر سرش | اشتہا آرد شراب احمرش
وہ عنایت سے جو کوٹے اس کا سر | [illegible]

ور نکوبد ماند او بستہ دہاں | چوں [illegible]
[illegible]

شاہ با ساقی بگفت اے [illegible] | [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

آفتاب مشرق و تنویر او
چون اسیران بستہ در زنجیر او

مہر مشرق اور اس کی روشنی
اس کی زنجیروں میں جکڑے ہیں اجی

چرخ را چرخ اندر آرد در زمن
چون بخواند در دماغش نیم فن

چرخ کو چکرا کے رکھ دے پر بلا
کان میں اس کے جو پھونکے فن ذرا

عقل کو عقل دگر را سخرہ کرد
مہرہ زو آرد بدست اوستاد نرد

عقل وہ جو اور عقلوں پر ہنسے
مہرہ لاتی ہے اُسی اُستاد سے

چند سیلی بر سرش زد گفت گیر
در کشید از بیم سیلی آن زحیر

سر پہ تھپڑ مارے بولا لے شتاب
خوف سے تھپڑ کے اس نے پی شراب

مست گشت و شاد و خندان ہمچو باغ
در ندیدی مضاحکات آن الاغ

مست و خنداں باغ کی صورت ہوا
اور ہنسی ٹھٹھا وہاں کرنے لگا

شیر گیر و خوش شد انگشتک بزد
سوئے میزر رفت تا میزر کشد

چٹکیاں اس نے بجائیں خوش ہوا
کرنے کو پیشاب پاخانے گیا

یک کنیزک دید در میزر چو ماہ
سخت زیبا رخ ز قرقاقان شاہ

دیکھی پاخانے میں لونڈی چاند سی
خوبرو تھی اور تھی لونڈی شاہ کی

چون پدید او را دہانش باز ماند
عقل رفت و تن ستم پرداز ماند

دیکھ کر کھلا کے منہ وہ رہ گیا
عقل گم اور تن ہوا وقف بلا

عمرہا بودہ عزب مشتاق و مست
بر کنیزک در زمان برزد دو دست

تھا وہ مدت سے مجرد بے قرار
ہاتھ ڈالا لونڈی پر مستانہ وار

پس طپید آن عتر و نعرہ فراشت
بر نیامد با وی و سودے نداشت

لونڈی تڑپی اور شور اس نے کیا
لیکن اس سے بس نہ کچھ اس کا چلا

زن بہ پیش مرد در وقت لقا
چون خمیر آمد بدست نانوا

وصل میں زن مرد کے آگے حقیر
جیسے بس میں نانبائی کے خمیر

بسر شد گاہ شہش نرم و گہ درشت	زو برآرد چاق و چاقے ز پشت
گاہ نرم اور گاہ سخت اُس کو کرے	ٹھیک کرے۔ شے کے پھر مکی اسے
گاہ پہنش واکشد بر تختہ	در ہمش آرد گہے یک لخت
اُس کو تختے پر کبھی چوڑا کرے	گہ سمیٹے اور اُسے یک جا کرے
گاہ در وے ریزد آبے گہ نمک	از تنور آتشش سازد محک
گاہ پانی۔ گہ نمک سے ڈالتا	اور کبھی تنور پر پرکھا کیا
این چنین پیچند مطلوب و طلوب	اندرین لعبند مغلوب و غلوب
ہیں لپٹتے طالب و مطلوب یوں	کھیلتے ہیں غالب و مغلوب یوں
این لعب تنہا نہ شو را با زن است	ہر عشیق و عاشقے را این فن است
کھیل کب یہ شوہر و زن تک رہا	فن یہ ہے ہر عاشق و معشوق کا
از قدیم و حادث و عین و عرض	پیچشے چون ویس و رامین مفترض
ہو قدیم اور حادث اور جوہر عرض	ویس و رامیں کی طرح لپٹیں عرض
لیک لعب ہر یکے رنگے دگر	پیچش ہر یک ز فرسنگے دگر
کھیل ہے ہر ایک کا لیکن جُدا	اور لپٹنا بھی الگ سے ہے بر ملا
شوے و زن را گفتہ شد بہر مثیل	کہ مکن اے شوے زن را بدگسیل
شوہر و زن کو مثال اک کر دیا	دفع کر زن کو نہ اے شوہر ذرا
آں شب گروک نہ ینگا دست او	خوش امانت داد اندر دست تو
پہلی شب [illegible] کو دیا	ہاتھ میں تیرے امانت وہ ہوا
کانچہ با او تو کنی اے معتمد	از بد و نیکی خدا با تو کند
جو کرے گا [illegible]	[illegible]
این [illegible]	حق امانت [illegible]
[illegible]	[illegible]

حاصل آنجا آن فقیه از بیخودی	نے عفیفی ماندش و نے زاهدی
مست و بیخود تھا غرض ایسا فقیہ	زہد اور پاکیزگی بھولا فقیہ
آن فقیه افتاد بر آن حور زاد	آتش او اندر آن پنبه فتاد
وہ فقیہ اُس حور وش پر جا پڑا	آگ نے اُس کی وہ روئی دی جلا
جان بجان پیوست قالب ها چخید	چون دو مرغ سر بریده می طپید
جاں سے جاں، قالب سے قالب مل گیا	مرغ بسمل بن کے تڑپے برملا
چه شراب چه ملک چه ارسلان	چه حیا چه دین چه خوف و بیم جان
کیا شراب اور کیا غلام اور شاہ کیا	خوف جاں کیا دین کیا اور کیا حیا
چشمشان افتاد اندر عین عین	نے حسن پیدا شد آنجا نے حسین
آنکھوں میں آنکھیں وہ تکتے ڈالے ہوئے	ان کے آگے ایک تھے چھوٹے بڑے
یافت هریک شان از آن دیگر مراد	طبع هریک خرم و دل گشت شاد
دونوں نے اک دوسرے سے لی مراد	خوش طبیعت ان کی تھی اور دل تھا شاد
شد دراز و کو طریق بازگشت	انتظار شاه هم از حد گذشت
لیٹا عالم کس طرح وہ لوٹتا	انتظار شاہ حد سے بڑھ گیا
شاه آمد تا ببیند واقعه	یافت آنجا زلزله و القارعه
شاہ آیا تا کہ دیکھے واقعہ	حشر برپا تھا وہاں اور زلزلہ
آن فقیه از جای برجست و برفت	سوی مجلس جام می بربود تفت
وہ فقیہ اُٹھا وہاں سے اور گیا	سوئے مجلس جلد اک ساغر لیا
شه چو دوزخ پر شرار و پر نکال	تشنهٔ خون دو جفت بدفعال
پُر شرر مشتعل جہنم شاہ تھا	دونوں کے وہ خون کا پیاسا ہوا
چون فقیهش دید پر از خشم و قهر	تلخ و ترش گشته چون جام زهر
دیکھا عالم نے جو یہ غصہ سے قہر	ہو گیا ہے شاہ مثل جام زہر

بانگ زد بر ساقیش کاے گرم کار — چہ نشستی خیز ہیں [۱] طبعش آر
بولا ساقی سے کہ اے خوش کار آ — اُٹھ بیٹھا۔ مزے میں شہ کو لا۔ بیٹھا ہے کیا

خندہ آمد شاہ را گفت اے کیا — آمدم با طبع آں دختر ترا
شاہ نے عالم سے یہ ہنس کر کہا — لے وہ لونڈی۔ میں مزے میں آ گیا

پادشاہم کار من عدلست و داد — زاں خورم کہ یار را جو وم بداد
بادشہ ہوں۔ عدل ہے بس میرا کام — جو میں کھاؤں۔ یار کو دوں لا کلام

آنچہ آں را می خورم از نرش و خوش — من ہم در خورد یار از پنج و شش
میں جو کچھ کھاتا ہوں اچھا یا بُرا — یار کو بھی دیتا ہوں ویسی غذا

آنچہ آں را می نخوشم ہیچ نوش — کے وہم آں را بخور و یار دوش
میں نہ خود جس چیز کو کھاؤں بھلا — یار کو کب دوں وہ کھانے کو غذا

زاں خورانم من غلاماں را کہ من — بر خورم بر خوان خاص خویشتن
وہ غلاموں کو کھلاؤں بر ملا — جو میں خوانِ خاص پر کھاؤں غذا

زاں خورانم بندگاں [۱] را از طعام — کہ خورم من خود ز پختہ یا کہ خام
وہ کھلاتا ہوں غلاموں کو طعام — جو میں خود کھاؤں۔ وہ پختہ ہو کہ خام

من چہ پوشم از خز و اطلس لباس — زاں بپوشانم حشم را نے پلاس
پہنوں گر ریشم کا۔ اطلس کا لباس — کیوں اُنہیں دوں ٹاٹ کا پھٹا لباس

شرم دارم از نبیؐ ذو فنون — البسوھم گفت مما تلبسون
شرم آتی ہے رسول اللہؐ سے — البسوھم آپ ہاں فرما گئے

مصطفیٰؐ کرد ایں وصیت با بنون — اطعموا الادنا ب مما تاکلون
یہ وصیت مصطفیٰؐ کی کیوں بھلاؤ — تم جو کھاتے ہو وہ ادنیٰ کو کھلاؤ

۱؎ حدیث شریف البسوھم مما تلبسون یعنی جو کچھ تم پہنتے ہو وہی ان کو پہناؤ۔
۲؎ حدیث شریف اطعموا الادناب مما تاکلون جو کچھ تم کھاتے ہو ادنیٰ لوگوں کو کھلاؤ۔

شد فقیہ و برد با خود جفت جوب	از عطاے خاص کشاف الکروب
عالم اپنے ساتھ لونڈی لے گیا	اس پہ مشکل کشا نے کی عطا
دیگراں را بس بطبع آوردہ او	در صبوری چست و راغب کردہ او
دوسروں کو تو بہت سے خوش کیا	صبر میں چست اور راغب کر دیا
ہم بطبع آور مردی خویش را	پیشوا کن عقل دور اندیش را
مرد بن ۔ اپنے کو خوش کر اب ذرا	عقل دور اندیش کو کر رہنما
چوں قلاوزی صبرت پر شود	جاں باوج عرش و کرسی پر شود
رہبری جب صبر کی ہاتھ آئے گی	عرش و کرسی تک وہی لے جائیگی
مصطفیٰ ؑ بیں کہ صبر شد براق	برکشانیدش بہ بالاے طباق
صبر تھا جب وہم براق مصطفیٰ ؑ	عرش پر دیکھ ان کو لیکر اڑا
چوں صبوری پیشہ کرد ایوب را	از بلا او را در رفعت کشاد
صبر جو ایوب نے شیوہ کیا	تو بلا سے در بلندی کا کھلا
صبر بہر آمد بہر حالت کہ ہست	صبر را مگذار تا تواں ز دست
صبر ہر اک حال میں ہوتا ہے صدر	تا بہ امکاں ہاتھ سے مت چھوڑ صبر
صبر مفتاح الفرج بشنیدہ	کاندریں تعجیل ندرہ چیدہ
کنجی فتح کی ہے صبر سن ذرا	کیوں پھر اس جلدی پہ ہے لٹنا ترا
صبر آمد عاشقاں را کام دل	بیدلاں را صبر شد آرام دل
مقصد عشاق بر لاتا ہے صبر	بیدلوں کو غم میں بہلاتا ہے صبر
حد ندارد ایں سخن کوتاہ کن	وز حدیث عاشقاں کوتہ سخن
بات یہ ۔ یہی ہے کیجئے مختصر	عاشقوں کی داستاں کا ذکر کر

لے حق تعالیٰ سے مراد ہے ۔

۲ ۔ تمثیل [illegible] سے پیدا کرتا ہے ۔

باز گرد اے عاشق و زوتر بیا ۔ کانتظارست آں شہزادگاں
لوٹ لے عاشق لیں اب چل جلد تر ۔ منتظر تیرے ہیں شہزادے ادھر

چین کو شہزادوں کی روانگی

ہر سہ شہزادہ چو کار افتادشاں ۔ عشق در خود کو شمالی دادشاں
تینوں شہزادے پریشاں جب ہوگئے ۔ خوب کالوا کر مروڑا عشق نے

ایں بگفتند و رواں گشتند زود ۔ ہر چہ بود اے یار من آں لحظہ بود
یہ کہا اور چل دیئے وہ یک بیک ۔ رنج تھا جو کچھ بھی تھا اس وقت تک

صبر بگزیدند و صدیقیں شدند ۔ بعد ازاں سوئے بلاد چیں شدند
صادقوں میں صبر سے شامل ہوئے ۔ بعد اس کے چین کی جانب گئے

والدین و ملک را بگذاشتند ۔ راہ معشوق نہاں برداشتند
والدین اور ملک سب کو چھوڑ گئے ۔ ڈھونڈنے معشوق پنہاں کو چلے

ہمچو ابراہیم ادہم از سریر ۔ عشق شاں بے پا و سر کرد و فقیر
جیسے ابراہیم ادہم کو سریر ۔ عشق نے بے تخت و بے برگ و نوا

یا چو ابراہیم مرسل سرخوشی ۔ خویش افگندند اندر آتشی
جیسے ابراہیم پیغمبر جو تھے ۔ آگ میں کودے تھا بیتا ذوق سے

یا چو اسمٰعیل صبار مجید ۔ پیش عشق و خنجرش حلقے کشید
جیسے اسمٰعیل پیغمبر صبر سے ۔ تو دیکل رکھا خنجری کے سامنے

امرؤ القیس بادشاہ عرب کی حکایت

امرء القیس از ممالک خشک لب ۔ ہم کشیدش عشق از خطۂ عرب
امرء القیس ایک عرب کا شاہ تھا ۔ عشق نے بے خانماں اس کو کیا

بود نازک طبع و ہم صاحب جمال	شاعر و صاحب اصول اندر کمال
تھا وہ نازک طبع اور صاحب جمال	با اصول و شاعر و اہل کمال
چونکہ زد عشق حقیقی بر دلش	سرد شد ملک و عیال و منزلش
جب اسے عشق حقیقی ہو گیا	ملک، گھر سے سرد اس کا دل ہوا
نیم شب دلقے بپوشید و برفت	از میان مملکت بگریخت تفت
نصف شب کو ایک گدڑی اوڑھ کر	سلطنت سے اپنی بھاگا بے خطر
تا بیاد خشت می زد در تبوک	با ملک گفتند شاہے از ملوک
جب تبوک آیا، تو اینٹیں پاتھیں آ کر	لوگوں نے شہ کو خبر دی، ایک شاہ
امرؤ القیس آمدہ است اینجا بکد	شد شکار عشق و خشتے می زند
امرؤ القیس اس جگہ ہے آ گیا	ہے شکار عشق، اینٹیں پاتھتا
آں ملک برخاست آمد پیش او	گفت با او اے ملیک نیک خو
شاہ اٹھ کر پاس اس کے آ گیا	اور کہا اس سے کہ شاہ باصفا
یوسف وقتی دو ملکت شد کمال	مر ترا رام از بلاد و از جمال
تو ہے یوسف، سلطنت تیری کمال	تیرے تابع اہل شہر، اہل جمال
گشتہ مرداں بندگاں از تیغ تو	واں زناں مملوکت بے تیغ تو
مرد تیری تیغ سے تابع ہوئے	عورتیں ایسی حسن پہ سب شیدا رہے
پیش ما باشی تو بخت ما بود	جان ما از وصل تو صد جاں شود
رہ تو میرے پاس قسمت جاگ اٹھے	میری جاں سو جاں ہو تیرے وصل سے
ہم من و ہم ملک من مملوک تو	اے بہمت ملکہا متروک تو
میں بھی تیرا، ملک بھی ہے سب ترا	تو وہ ہمت ور کہ شاہی چھوڑ آ گیا
فلسفہ گفتش بسے وا خموش	ناگہاں واکرد از سر روپوش
حکمتیں سن کر وہ چپ تھا سرگراں	[illegible]

تا چه گفتش او بگوشش از عشق دو — همچو خود در حال سرگردانش کرد
جانے اُس کے کان میں کیا کہہ دیا — عشق سے اپنی طرح بے خود کیا

دست او بگرفت با او یار شد — او هم از تاج و کمر بیزار شد
ہاتھ پکڑا اور یار اُس کا بنا — وہ بھی بیزار اس حکومت سے ہو گیا

تا بلاد دور رفتند آن دو شه — عشق یک کرت نکرده است این گنه
دور ملکوں تک گئے وہ دونوں شاہ — عشق سے پہلا ہوا کب یہ گناہ

بر بزرگان شهد و طفلان راست شیر — او بهر کشتی بود بحری الا خبیر
یہ بڑوں کو شہد ہے بچوں کو شیر — عشق ہر کشتی ڈبوتا ہے شہیر

که چه در کشتی شود غرقش کند — تا بقعر از پائے تا فرقش کند
یہ جو کشتی میں ہو پھر کیونکر بچے — سر سے پا تک تہ میں کرتے غرق لے

قصهٔ گنجسر آن شاه زمان — هست شهره در میان انس و جان
تم نے گنجسر کا قصہ ہے سنا — شہرۂ آفاق ہو سکے ہیں بجا

غیر این دو بس ملوک بے شمار — عشقشان بربود از ملک و تبار
دو ہی کیا کتنے ہی شہ ایسے ہوئے — عشق سے ملک اور گھر سے کھو دیئے

جان این سه شه بچه هم گرد جیب — همچو مرغان گشته هر سو دانه چین
رہتی شہزادوں کی جاں بھی گرد جیب — جیسے کہ مرغ پھرتے ہر سو دانہ چننے کو

زهره نے تا لب گشاید از ضمیر — زانکه رازی با خطر بود و خطیر
کس کی طاقت راز عشق افشا کرے — کیونکہ تھے اس راز میں خطرے بڑے

صد هزاران سر بیک آن زبان — عشق خشم آلوده زه کرده کمان
لاکھ سر اک جا ہیں کٹ کر سے ہوئے — عشق غصے سے کماں کھینچے ہوئے

عشق خود بے خشم در وقت خوشی — خشم دارد و بهر آن تیره کشی
عشق جب غصہ ہو اور ہو شاد جب — اس کی خو ہے قتل کرنا بے سبب

این بود آں لحظہ کو خوشنود شد	من چہ گویم چونکہ خشمم آلود شد
جب یہ عالم ہے خوشی کے وقت کا	کیا کہوں غصے کا پھر ہیں ماجرا
لیک ہر جاں فدائے شیر او	کش کشد ایں عشق ایں شیر او
لیکن جاں ہے فدا اس شیر پہ	تاکہ مارے عشق اس کو بے خطر
کشتنش بہ از ہزاراں زندگی	سلطنتہا مردہ آں بندگی
قتل اس کا زندگی سے ہے بھلا	اس پہ مرتی ہے حکومت بہر غلا
با کنایت رازہا با یکدگر	پست گفتندے بصد خوف و خطر
راز اشاروں سے وہ باہم کہتے تھے	چپکے چپکے ڈر سے ڈرتے خوف سے
راز را غیر از خدا محرم نبود	آہ را جز آسماں ہمدم نبود
صرف اک خدا راز سے تھا آشنا	آہ کا جز آسماں ہمدم نہ تھا
اصطلاحاتے میان ہمدگر	داشتند از بہر ایراد خبر
اصطلاحیں آپس کی کچھ مخصوص تھیں	باخبر کرنے کو جو کافی تھیں
زیں لسان الطیر عام آموختند	طمطراق و سروری اندوختند
عام نے سیکھی یہ جو بولی زبان	جس سے حاصل کرتے فخر اور شان
صورت آواز مرغ است آں کلام	غافل است از حال مرغاں مرد عام
مرغ کی بولی ہے گو یہ کلام	جاہل ہے مرغوں کی حالت مرد عام
کو سلیمانے کہ داند لحن طیر	دیو اگرچہ ملک گیرد ہست غیر
اک سلیماں تھا جو بولی مرغ کی	غیر ہے گو دیو لے لے ملک بھی
دیو بر شبہ سلیماں کرد ایست	علم مکرش ہست علمناش نیست
دیو ہم شکل سلیماں ہو گیا	علم مکر اس کا ہے علمناہ نہیں

قولہ تعالیٰ علّمنا منطق الطیر یعنی ہم نے اے حضرت سلیماںؑ تم کو پرندوں کی بولی سکھا دی۔

چون سلیمان از خدا بشاش بود ‖ منطق الطیرے ز علمناش بود

شاد حق سے یوں سلیمانؑ کو رہی ‖ طائروں کی گفتگو کا علم تھا

تو از آں مرغ ہوائی فہم کن ‖ کہ ندیدستی طیور من لدن

تو فقط مرغ ہوائی جان لے ‖ گر نہیں واقف طیور قدس سے

جائے سیمرغاں بود آں سوئے قاف ‖ ہر خیالے را نباشد دست باف

قاف کے اس پار سیمرغوں کی جا ‖ کب ہے آساں ہر خیال اس پار سا

ہر خیالے را کہ دید آں اتفاق ‖ آں گہش بعد العیاں افتد فراق

اتفاقاً اس نے دیکھا جو خیال ‖ ہو گئے ظاہر یہ ہوا فرقت کا بیاں

نے فراق قطع ہر مصلحت ‖ کایمن است از ہر فراق آں مثبت

بجز یہ قطعی نہیں ہے مصلحت ‖ کیونکہ فرقت سے ہے اس میں بیعت

بہر صحت ماند آں جسم چو جاں ‖ لحظہ در ابر خور گردد نہاں

سر قائم اس سے ہے یہ مثل جاں ‖ ابر میں ہو مہر اک لحظہ نہاں

بہر وثیقائے آں آنی جسد ‖ آفتابے از برف یک دم وا کشد

جسم ... کی بقا ہے کے وہ ... ‖ آفتاب ... دم ... برف سے

بہر یاراں خویش چوں نداں صلاح ‖ ہیں مدہ تو از حرف ایشاں اصطلاح

بس نہیں ہے ڈھونڈنے یاروں کی فلاح ‖ مت چھپا ان کے سخن سے اصطلاح

آں زلیخا از سپنداں تا بہ عود ‖ نام جملہ چیز یوسف کردہ بود

نادر ... اسپند[2] ... ہر ... کو ‖ نام یوسف تھا زلیخا نے رکھا

نام او در نامہا مکتوم کرد ‖ محرماں را سر آں معلوم کرد

نام اس کا ناموں میں چھپا لیا ‖ محرم اس کے راز سے تھے آشنا

[1] یعنی طائروں کی بولی سے

[2] کالا دانہ جو نظر بد دفع کرنے کے لئے جلاتے ہیں۔ ۵

چون بگفتی موم ز آتش نرم شد	این بود کان یار با ما گرم شد
کہتی جب موم آگ سے نرم آپ ہوا	تھا یہ مطلب ۔ یار ہم سے گرم ہوا
ور بگفتی مه برآمد بنگرید	ور بگفتی سبز شد آن شاخ بید
کہتی گر وہ چاند نکلا دیکھ لو	کہتی گر سرسبز شاخ بید ہو
ور بگفتی آبها خوش می طپید	ور بگفتی خوش همی سوزد سپند
کہتی گر دریا تڑپ کر ہیں رواں	کہتی گر جلتا ہے خوب اسپند یاں
ور بگفتی برگها خوش می تنند	دست برهم رقص و مستی می کنند
کہتی گر پتوں کا یہ بچھو سکوت تا	ہاتھ سے کر ہاتھ ہیں رقصاں ہیں کیا
ور بگفتی گل به بلبل راز گفت	ور بگفتی سر شه شهباز گفت
کہتی گر کچھ گل نے بلبل سے کہا	راز شہ شہباز سے اس نے کہا
ور بگفتی چه همایون است بخت	ور بگفتی که برافشانید رخت
کہتی گر کیا نصیبہ جاگ اٹھا	کہتی گر کس نے ہے جھاڑا بسترا
ور بگفتی که سقا آورد آب	ور بگفتی هین برآمد آفتاب
اور اگر کہتی بہشتی لایا آب	کہتی گر دیکھو وہ نکلا آفتاب
ور بگفتی دوش دیگی پخته اند	یا حوائج از پی یک لخت اند
اور جو کہتی کل پکائی دیگ تھی	حاجتیں یا اس کے درست ہیں لگی
ور بگفتی هست نانها بی نمک	ور بگفتی عکس می گردد فلک
اور اگر کہتی ہے روٹی بے نمک	گر شبیں الٹی ہی کرتا ہے فلک
ور بگفتی که بدرد آمد سرم	ور بگفتی درد سر شد خوشترم
کبھی گر سر درد کرتا ہے مرا	اور جو کبھی درد سر جاتا رہا
محرمان را زان خبر که چه گفت	گر مخالف با موافق گشت جفت
جو کہ محرم تھا سمجھتے کیا کہا	یعنی دشمن دوست سے پہنچ لیا

گر سخن گوید ز عشاق او بدے	ور نگوید [illegible] فراق او بدے
وصل بھی مقصود اگر اچھا کہے	اور جدائی بھی اگر برائی وہ کرے
صد ہزاراں نام اگر برہم زدے	قصد او و خواہ او یوسف بدے
یعنی دن بھر اگر لاکھوں وہ نام	اس کا مقصد ہوتا فقط یوسف نام
گرسنہ بودے چو گفتے نام او	می شدے سیر و سیراب از جام او
بھوکی اگر ہوتی تو لیتی ان کا نام	سیر اور سیراب کرتا ان کا جام
تشنگیش از نام او ساکن شدے	نام یوسف شربت باطن شدے
پیاس ان کے نام سے ہوتی تھی فرو	نام یوسف باطنی شربت تھا
ور بدے دردیش از آں نام بلند	درد او در حال گشتے سودمند
درد میں بھی [illegible] اس نام سے	فائدہ [illegible] میں ہوتا تھا [illegible]
وقت سرما بودے او را پوستین	این کند در عشق نام دوست این
[illegible]	[illegible]
عام می خواندے بہر دم نام پاک	این عمل نبود چو نبود عشق پاک
نام ہر دم نام پاک اس کا [illegible]	[illegible]
آنچہ عیسی کردہ بود از نام ہو	می شدے پیدا ورا از نام او
نام [illegible]	نام یوسف [illegible]
چونکہ با حق متصل گردید جان	ذکر آں این است و ذکر این ست آں
[illegible] کسی کی جان [illegible]	[illegible]
خالی از خود بود و پر از عشق دوست	پس ز کوزہ آں تلابد کہ در وست
خود سے خالی [illegible] جاناں سے بھری	[illegible]
خندہ بوئے زعفران وصل داد	گریہ بوئے پیاز [illegible]
[illegible] زعفران وصل سے	[illegible]

ہر سری را ہست در دل صد ہوا	این نباشد مذہب عشق و وداد
سیکڑوں ارماں جو دل میں ہوں یہاں	عشق و الفت کا یہ مذہب ہے کہاں
باز آید عشق را روز آفتاب	آفتاب آں روئے را ہمچوں نقاب
عشق کو خورشید ہے پر ضیا	یہ مگر پردہ ہے روئے یار کا
آنکہ نشناسد نقاب از روئے یار	عابد الشمس است دست از وی بدار
جو نقاب و رخ نہیں پہچانتا	بھاگ اس سے وہ پجاری شمس کا
روز او و روزی عاشق ہم او	دل ہم او و سوزی عاشق ہم او
روز وہ ہے - روزی عاشق وہی	دل وہی - و سوزی عاشق وہی
ماہیاں را نقد شد از عین آب	نان و آب و جامہ و دارو و خواب
مچھلیوں کو جیسے سب کچھ آب ہے	روٹی پانی کپڑا - دارو خواب ہے
ہمچو طفل است او پستان شیر گیر	می نداند در دو عالم غیر شیر
جیسے لڑکا دودھ لے پستان سے	دو جہاں میں جانے کیا جز شیر کے
طفل داند ہم نداند شیر را	راہ نبود این طرف تدبیر را
لڑکا جانے اور نہ جانے شیر کو	راہ کب ہے اس طرف تدبیر کو
گیج کرد این گنج نامہ روح را	تا بیابد فاتح و مفتوح را
گنج نامہ یہ ہے سودا روح کا	راز سمجھے فتح و مفتوح کا
گنج جو و در روش بگذار دو	حاملش را ہاپوئے سیل چو
گنج نامہ کب - پریشاں روح ہو	نہر کب - جب بہر جاتا اس کا دو
چوں بیاید او کہ باید گم شود	ہمچو سیلے غرق در قلزم شود
پالی روح - روح پھر گم ہو گیا	غرق وہ ہو گیا سیل قلزم میں ہوا

لے تاکہ روح یعنی لڑکا اس قصد کو سمجھے کہ اس گنج نامے کی پیرہ ... کھولنے والا کون ہے
اور کھولا کیا ہے دو کیا ... ہے

دانہ چون گم گردد آنگہ طین شود	تا نمردی زر ندادم این بود
دانہ جب گم ہو گیا مٹی بنا	اس کو یوں ہیں تو نے مر کر زر لیا

پایۂ تخت چین کو بڑے شہزادے کی روانگی

پابستہ پیش شاہم مستعد ورا	با سر پر شور و دل از دست اینجا
پابند مقصد پاس کے ہونگا شادماں	بیدلی دل با سر پر شور دیوانہ ہوں گا یہاں
آن بہ زر کیں گشتہ کالا خوان ما	تا انتظار آمد بلب این جان من
خوش ٹھکانا ہو ... سے اخوان اب	انتظار یار سے ہوں جاں بلب
لا ابالی گشتہ ام صبرم نماند	صبر را این صبر آتش نشاند
میں ہوں بے پروا نہیں صبر اب مجھے	آگ پر مجھ کو بٹھایا صبر نے
طاقت من زین صبوری طاق شد	واقعۂ من عبرت عشاق شد
صبر سے اب مجھ میں طاقت ہے کہاں	عبرت عشاق میری داستاں
من ز جان سیر آمدم اندر فراق	زندہ بودن در فراق آمد نفاق
ہجر میں اب سیر ہوں میں جان سے	ہجر میں جینا منافقت اخلاص میں ہے
چند درد فرقتش بکشد مرا	سر ببر تا عشق سر بخشد مرا
اس کا درد ہجر کب تک مارے گا	کاٹ سر تا عشق دے سر دوسرا
دین من از عشق زندہ بودن است	زندگی زین جان و سر ننگ منست
میرا دیں ہے زندہ رہنا عشق سے	ہے عار جینا اس جسم و سر سے مجھے

۱ یہ صدر جہاں بخارا کے قول کی طرف اشارہ ہے۔ جس کا ذکر آگے ہو گا ۔ کہ ایک فقیہ نے فرمایا ہے اس سے لیا گیا ہے

۲ پیدا ہونے ... سے ... سے ... ہے ۔

تیغ هست از جانِ عاشق گردروب	زانکه سیف افتاد محّاء الذنوب
جھاڑ گرد تن کو جاں سے تیغ لے	کیونکہ مٹتے ہیں گنہ سب تیغ سے
چون غبار تن بشد ماهم بتافت	ماہِ جانم من ہوائے صاف یافت
ماہ چمکا جب غبارِ تن ہٹا	ماہِ جاں کو مل گئی ستھری فضا
عمرها بر چنگ عشقت اے صنم	انّ فی موتی حیاتی می زنم
تیرے چنگِ عشق پر گایا ہی	تیرے مرنے میں ہے میری زندگی
دعوی مرغابیی کرده است جان	کے ز طوفان بلا آرد امان
جان کا دعویٰ ہے مرغابی ہوں میں	مانگے طوفاں بلا سے کب امان
بط را ز اشکستن کشتی چه غم	کشتیش بر آب بس باشد قدم
بط کو کشتی ٹوٹنے کا غم ہو کیا	[illegible] کی کشتی پاؤں پانی پر ہے چلا
زنده زین دعوی بود جان و تنم	من ازین دعوی چگونه تن زنم
زندہ اس دعوے سے جان و تن ہوا	[illegible] اس دعوے سے پھر میں [illegible]
خواب می بینم ولیکن خواب نے	مدعی هستم ولے کذّاب نے
دیکھتا ہوں خواب [illegible] خواب کب	[illegible] مگر کذاب کب
گر بخسپم بر تو گردان زقی	[illegible] چشم خسپد روشنی
[illegible] گردن [illegible]	[illegible] روشنی
آتش از خرمن بگیرد پیش و پس	شب روان را خرمن آن ماه بس
آگ خرمن کو جو گھیرے پیش و پس	شب روؤں کو چاند کا خرمن ہے بس
کرده یوسف را نهان و مختفی	حیلتِ اخوان ز یعقوبِ نبی
مکر سے یوسف کو پنہاں کر دیا	بھائیوں نے [illegible] یعقوب نبی سے [illegible]

لہ جسم سے مراد ہے [illegible]

لہ بہت تصور [illegible] سے والا [illegible]

خفیه کردندش ز حیلت سازیی	کرد آخر پیرهن غمازیی
حیلہ سازی سے چھپایا گیا ہوا	پیرہن نے راز ظاہر کر دیا
آن دو گفتندش نصیحت در سمر	که مکن ز اخطار خود را بیخبر
سن کے دونوں بھائیوں نے یہ کہا	خطروں سے خود کو نہ غافل کر ذرا
هین منه بر زخمهای ما نمک	هین مخور این زهر از جلدی و شک
مت چھڑک زخموں پر اے بھائی نمک	زہر مت کھا کچھ جلدی ۔ کر نہ شک
جز بتدبیر یکی شیخی کبیر	چون روی چون نبود قلب بصیر
تو سوا اک شیخ کی تدبیر کے	دل نہیں بینا تو کیونکر جا سکے
وای آن مرغی که ناروییده پر	بر پرد بر اوج افتد در خطر
آہ وہ طائر جو ہو بے بال و پر	اڑ گئے سوئے چرخ ہو وقف خطر
عقل باشد مرد را بال و پری	چون ندارد عقل باشد ابتری
عقل بال و پر ہے مردوں کے لئے	ہوں وہ ابتر ہوں جو خالی عقل سے
یا مظفر یا مظفر جوی باش	یا نظرور یا نظرور جوی باش
یا مظفر ہو ۔ مظفر ڈھونڈ یا	یا نظرور ہو نظرور ڈھونڈ یا
بی ز مفتاح خرد این قرع باب	از هوا باشد نه از روی صواب
بے کلید عقل مت در کھٹکھٹا	حرص سے ہے راستی سے کب بھلا
عالمی در دام می‌بین از هوا	وز جراحت‌های همرنگ دوا
ہے ہوس کے جال میں عالم پھنسا	اور ہیں سب زخم ہمرنگ دوا
ایستاده مار بر سینه چو مرگ	در دهانش بهر صید اشگرف برگ
سانپ سینے پر کھڑا ہے مثل مرگ	منہ میں ہے بہر شکار اک طرفہ برگ
در حشایش چون حشیشی و نبات	مرغ پندارد که آن شاخ گیاست
گھاس میں ہے گھاس کی صورت کھڑا	مرغ سمجھے گھاس ہے وہ [illegible]

چون نشیند بہر خوردن روئے برگ	پس فتند اندر دہان مار مرگ
کھانے کو بیٹھے جو اوپر گھاس کے	سانپ کے منہ میں وہ فوراً جا پڑے
کرد تمساحی دہان خویش باز	گرد دندانہاش کرمان دراز
بھر برابر کر لیا اس نے دہاں	کیڑے اس کے دانتوں کے ہیں گرد ہاں
از بقیۂ خور کہ در دندانش ماند	کرمہا روئید بر دندان نشاند
باقی کھانا تھا جو اندر دانتوں کے	اس سے کیڑے دانتوں میں پیدا ہوئے
مرغکان بینند کرم و قوت را	مرغ پندارند آن تابوت را
مرغ کیڑوں کو سمجھتے ہیں غذا	اور جبڑے کو چراگہ ہے ملا
چون دہان پر شد ز مرغ او ناگہان	در کشدشان و فرو بندد دہان
اس کا منہ مرغوں سے جس دم بھر گیا	بند منہ ان کو نگل کر لیا
این جہان پر ز نقل و پر ز نان	چون دہان باز آن تمساح دان
یہ جہاں ہے نقل روٹی سے بھرا	جس طرح گھڑیال کا منہ ہے کھلا
بہر کرم و طعمہ اے روزی تراش	از فن تمساح دہر ایمن مباش
لالچی تو کیڑے کھانے کے لئے	ہو نہ ایمن دہر کے گھڑیال سے
روبہ افتد پہن اندر زیر خاک	بر سر خاکش حبوب مکرناک
خاک سے نیچے ہے لیٹی لومڑی	خاک پر ہیں گرد کے دانے ابھی
تا بیاید زاغ غافل سوئے آن	پائے او گیرد بہ مکر آن مکردان
اور کوا غافل آتا ہے ادھر	پاؤں پکڑے لومڑی اس کا مکر
صد ہزاران مکر در حیوان چو ہست	چون بود مکر بشر کو مہتر است
مکر لاکھوں ہیں جو حیوان میں بھرے	مکر کیسے ہوں گے کل انسان کے
مصحفے در کف چو زین العابدین	خنجرے پر زہر اندر آستین
یا لئے قرآں مثل سید العابدین	خنجر پر زہر اندر آستیں

گویدت خنداں کہ اے مولائے من
در دل او بابلے پُر سحر و فن
تجھ سے ہنس کر کہتا ہے آقا مرے
دل میں وہ پُر سحر اک بابل رکھے

زہر قاتل صورتش شہد است و شیر
ہیں مرو بے صحبتِ پیرِ خبیر
زہر ہے وہ ظاہر اس کا شہد و شیر
تو نہ جا بے صحبتِ پیرِ خبیر

جملہ لذات ہوا مکر است و زرق
سوز و تاریکیست گرد نور برق
حرص کی ہیں لذتیں پُر مکر سے
سوز ظلمت گرد نور برق کے

برق نور کوتہ و کذب و مجاز
گرد او ظلمات و راہ تو دراز
برق جھوٹا نور اور کذب و مجاز
ظلمت اس کے گرد تیری رہ دراز

نے بنورش نامہ تانی خواندن
نے بمنزل اسپ تانی راندن
پڑھ سکے تو خط نہ اس کے نور سے
گھوڑا منزل تک نہ تو لے جا سکے

لیک جرم آں کہ باشی رہن برق
از تو رو اندر کشد انوار شرق
اس خطا میں کہ تو ہے رہن برق
منہ چھپاتے تجھ سے ہیں انوار شرق

خشم گیرد دولت آں آفتاب
کہ تو جوئی از عطارد نور و تاب
تجھ سے ہوتا ہے خفا وہ آفتاب
تو عطارد سے جو ڈھونڈے نور و تاب

می کشد مکر و برقت بے دلیل
در مفازہ مظلمے شب میل میل
لے کے مکر برق کھینچے ہے ذلیل
غار میں تاریک ہے جو میل میل

بر کہ افتی گاہ و در جو اوفتی
گہ بداں سو گہ بدیں سو اوفتی
تو گرے گا کوہ پر گہ نہر پر
اور گرے گا ہے ادھر گا ہے ادھر

خود نہ بینی تو دلیل اے راہ جو
ور ببینی رو بگردانی کہ کو
تو وہ نہ دیکھے اپنا رہبر بے گماں
دیکھے تو منہ پھیر کر کہہ دے کہاں

مطلب درمیاں

من سفر کردم درین ره شصت میل	مر مرا گمراه گوید آن دلیل
ساٹھ میل اس راہ میں ہوں میں چلا	پھر بھی گمراہ کہتا ہے وہ رہنما
گر نهم من گوش سوی آں شگفت	راه او را هم ز سر بالا گرفت
کان رکھوں اس کی جانب میں اگر	چاہیئے لوں پھر سے رستہ سر بسر
ہین درین ره عمر خود کردم گرو	ہرچہ بادا باد اے خواجہ برو
عمر اپنی رستے میں گزری ہر ملا	جو کچھ ہونا ہو سو ہو لے خواجہ جا
راه کردی لیک در ظنّے چو برق	عشر[1] آں رہ کن پئے وحی چو شرق
تو چلا ہے ظن میں جو تھا مثل برق	تھوڑا چل پر پیروئ وحی مثل مشرق
ظن لا یغنی من الحق[2] خواندہ	وز چناں برقے ز شرقے ماندہ
ظن نہ تو لے حق سے تو نے پڑھ لیا	شرق سے ایسی برق کے باعث چھٹا
ہین در آ در کشتی ما اے نژند	یا تو آں کشتی بایں کشتی ببند
بد گہر! کشتی میں میری بیٹھ جا	اپنی کشتی باندھ اس کشتی سے یا
گوید او چوں ترک گیرم گیر و دار	چوں روم من در طفیلت طفل وار
وہ کہے کیونکر میں چھوڑوں گیر و دار	جوں طفیلی کیوں چلوں میں طفل وار
کور با رہبر بہ از تنہا یقین	زاں یکے ننگ ست و صد خشم و کین
ہو اندھا رہبر کے ساتھ از حد بھلا	اس میں اک ننگ اس میں سو ہیں بلا
می گریزی از پشہ در کژدمے	از نمے تو می گریزی در یمے
مچھر سے کژدم کو بھاگا مجھ سے ہے	نم سے تو دریا کو بھاگے ہے یہ سے

[1] دسواں حصہ

[2] قولہ تعالیٰ ۔ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا یعنی بیشک گمان یعنی ہرگز حق سے بے پروا نہیں کرتا

[3] حکمت ۔ [4] کیچڑ

می گریزی از جفاہائے پدر | در میان لوطیان شو دو شر
بھاگتا ہے تو جفائے باپ کی | لوطیوں کے شر سے ہے دلبستگی

می گریزی مثل یوسف زاں وبے | تا ز نرتع نلعب افتی در چہے
مثل یوسف گاؤں سے ہے بھاگ | تا کنوئیں میں گر پڑے تو در بلا

زیں نرتع در چہ افتی ہمچو او | در تراہ الیک آں عنایت یار کو
کنوئیں میں گر پڑا اس سیر سے | لطف حق لیکن کہاں حاصل تجھے

گر نبودے آں پسر دستوری پدر | بر نیاوردے ز چہ تا حشر سر
وہ نہ ہوتی اذن سے گر باپ کے | کب نکلتے حشر تک وہ چاہ سے

آں پدر بہر دلش اذنش داد | گفت چوں این است میلت خیر باد
دی اجازت باپ نے دلجوئی سے | بولے جو اس میں تیری راس آئے

ہر ضریرے کز مسیحے سر کشد | او جہود انہ بماند از رشد
گر کوئی اندھا مسیحا سے پھرے | تو ہدایت سے وہ بے بہرہ رہے

قابل ضو بود گرچہ کور بود | شد ازیں اعراض او کور و کبود
رہ کے قابل تھا گو اندھا وہ تھا | وہ تو رو گردانی سے اندھا رہا

گویدش عیسیٰ بزن در من دو دست | اے عمی کحل عزیزی با من است
بولے عیسیٰ تھام لے مجھ کو ذرا | پاس ہے میرے سرمہ نابینائی کا

از من ار کوری بیابی روشنی | بر قمیص یوسف جاں بر زنی
کوری نہ اس روشنی مجھ سے ملے | پیرہن سے یوسف جاں کے ملے

کار و بارے کت رسد بعد شکست | اندر آں اقبال و منہاج رہ است
بعد حرماں ہو جو حاصل کار و بار | اس میں ہے اقبال راہ راست یار

لہ یعنی سیرت

کار و بارے کہ ندارد پا و سر	ترک گیر اے پیر خر اے پیر خر
کام وہ جس کا نہیں کچھ پا و سر	چھوڑ اُسے اے پیر خر اے پیر خر
کار و بارے کان ندارد پا و دست	ترک گیر اے بو الفضول ہیچ دست
بے سر و پا ہے جو کوئی کار و بار	چھوڑ اُسے اے احمق اے بیہودہ کار
غیر پیر استاد و سر لشکر مباد	پیر گردون نے ولے پیر رشاد
ہو نہ سر لشکر کوئی بھی غیر پیر	پیر بھی کیسا جو ہو روشن ضمیر
در زمان گر پیر باشد زیر دست	روشنائی دید و از ظلمت برست
جس کی بیعت کر کے دل روشن ہوا	نور دیکھا اور ظلمت سے چھٹا
شرط تسلیم است نے کار دراز	سود نبود در ضلالت ترکتاز
اپنا سب کچھ سونپ دے تو پیر کو	گمرہی کی دوڑ سے کب نفع ہو
من نجویم زین سپس راہ اثیر	پیر جویم پیر جویم پیر پیر
میں بھی ڈھونڈونگا نہ راہ چرخ پیر	پیر ڈھونڈوں - پیر ڈھونڈوں پیر پیر
پیر باشد نردبان آسمان	تیر پران از کہ گردد از کمان
پیر سیڑھی ہے برائے آسمان	کون اُڑاتا تیر کو ہے بس کمان
نے ز ابراہیم نمرود گران	کرد با کرگس سفر بر آسمان
بے خلیل اللہ نمرود اُڑ گیا	چرخ کو - اور سامنے گدھ تھے برملا
از ہوا شد سوئے بالا او بسے	لیک بر گردون نپرد کرگسے
وہ ہوا سے گو بہت اوپر گیا	آسماں پر کوئی گدھ کب چڑھ سکا
گفتش ابراہیم کاے مرد سفر	کرگست من باشم اینک خوبتر
بولے ابراہیم اے مرد سفر	گدھ ہا کر مجھ کو [illegible] خوب ہے
چون ز من سازی بہ بالا نردبان	بے پر و پا ایں پشوی بر آسمان
تو سمجھ سیڑھی بنائے گا اگر	بے پر [illegible] کا [illegible]

آں چناں کہ می رود تا غرب و شرق | بے ز زاد و راحلہ دل ہمچو برق
جس طرح اڑ جاتا ہے تا غرب و شرق | بے سواری کے مرا دل مثل برق

آنچنانکہ سیر در شب بے اغتراب | حس مردم شہرہا در وقت خواب
جیسے جاتے ہوں مسافر رات کو | لوگوں کی حس۔ ہوں وہ محو خواب جو

آنچنانکہ عارف از راہ نہاں | خوش نشستہ می رود صد جہاں
جیسے عارف کوئی مخفی راہ سے | بیٹھے بیٹھے سو جہانوں میں پھرے

گر ندادستش چنیں رفتار دست | ایں خبرہا زاں ولایت از کجاست
گر اگر رفتار اسے حاصل نہیں | کس سے خبریں اس ولایت کی ملیں

ایں خبرہا واں روایات محق | صد ہزاراں پیر بر وے متفق
بس تو یہ سب خبریں سچی جان لے | متفق لاکھوں ہی پیر اس پر ہوئے

یک خلافے نہ میان ایں فنون | آنچنانکہ ہست در علم و ظنون
اس میں ہیں صد ہوں سے نہیں کچھ اختلاف | علم و ظن میں جس طرح ہے صاف صاف

آں تحری آمد اندر لیل تار | ویں حضور کعبہ وسط نہار
سمت کعبہ ڈھونڈیں شب کو بہ ملا | وہ پہر کو کعبے کا کیا ڈھونڈنا

خیز اے مردہ بجو از کساں | رو بما تا بدت زیں کرگساں
لے لے پھر مردوں سے تو خبر مردہ اٹھ | بیٹھی جاتے گار گدھوں سے تو کہاں

عقل جزوی کرکس آمد اے مقل | پر او با جیفہ خواری متصل
عقل جزوی مثل گدھ کے جان لے | اس کے پر مردار خواری سے جڑے

عقل ابدالاں چو پر جبرئیل | می پرد تا ظل سدرہ میل میل
عقل ابدال ہے جیسے پر جبرئیل | اڑتے ہیں سدرہ تک کہ میل میل

باز سلطانم گشم نیکو پیم | فارغ از مردارم و کرکس نیم
باز سلطان ہی ہوں میں نیکو پے | فارغ ہوں مردار سے کرگس نہیں

ترک کرگس کن کہ من باشم کست — یک پر من بہتر از صد کرگس است

چھوڑ گدھ کو ہیں بنوں ساتھی ترا — سو گدھوں سے بہتر اک پر ہے مرا

چند بر عمیا دوانی اسپ را — باید استا پیشہ را و کسب را

اسپ رانی خفیہ سے بر تا کجا — فن کو سیکھ استاد لازم ہے برملا

خویش را رسوا مکن در شہر چین — عاقلے جو خویش را از وے مبین

چین میں بدنام تو خود کو نہ کر — ڈھونڈ عاقل مت بچا اس سے نظر

آنچہ گوید آن فلاطون زمان — ہین ہوا بگذار و رو بر وفق آن

جو کہے وہ اسے فلاطون زماں — حرص کو چھوڑ اور وہی کر بے گماں

جملہ می گویند اندر چین بجد — بہر شاہ خویشتن کہ لم یلد

کہتے ہیں اصرار سے سب اہل چیں — شاہ نے بچہ جنا کوئی نہیں

شاہ ما خود ہیچ فرزندے نزاد — بلکہ سوئے خویشتن راہش نداد

کب ہمارے شاہ نے بچہ جنا — بلکہ عورت کو نہ پاس آنے دیا

ہر کہ از شاہان ازین نوعش بگفت — گردنش با تیغ بران گشت جفت

گر کسی شہ نے اسے ایسا کہا — تیغ سے گردن جدا اس کی ہوا

شاہ گوید چونکہ گفتی این مقال — زود ثابت کن کہ ہستم با عیال

شہ کہے تو کہہ چکا جو یہ خیال — جلد ثابت کر ہیں رکھتا ہوں عیال

مر مرا دختر اگر ثابت کنی — یافتی از تیغ تیزم ایمنی

بیٹی ہی بیٹی تو اگر ثابت کرے — امن پائے میری تیغ تیز سے

ورنہ بیکت من ببرم حلق تو — برکشم از صوفی جان دلق تو

ورنہ تیرا حلق کاٹوں بے گماں — تیری جاں تن سے جدا کر لوں یہاں

لہ ہو بڑے شہزادے بیٹے بجاتی سے کہہ رہے ہیں

سر نخواہی برد ہیچ از تیغ تو　　اے بگفتی لاف کذب آمیغ تو
کیا بچا لے جائے گا سر تیغ سے　　جھوٹے دعوے تو نے یہ سب ہیں کئے
بنگر اے از جہل گفتی ناحقے　　پُر ز سرہائے بریدہ خندقے
دیکھ تو تو جہل سے باہر کرے　　پُر ہے یہ خندق سروں سے جھوٹوں کے
خندقے از قعر خندق تا گلو　　پُر ز سرہائے بریدہ از غلو
نیچے سے خندق ہے او پر تک بھری　　اپنے سر ہیں حد سے ہے گزری ہوئی
جملہ اندر کار ایں دعوی شدہ　　گردن خود را بدیں دعوی زدہ
ان میں سب نے جھوٹے دعوے تھے کئے　　سر کٹائے جھوٹے دعووں کے لئے
ہیں ببیں آخر بچشم اعتبار　　ایں چنیں دعوی مہیندیش و میار
چشم عبرت سے تو دیکھ اے بے خبر　　ایسا دعوی بیہودہ ہرگز نہ کر
تلخ خواہی کرد بر ما عمر ما　　گر بدیں می دارد اے داور ترا
تلخ کر دے گا ہماری عمر کو　　تو رہے گا قائم اس دعوے پہ جو
گر رود صد سال کاں آگاہ نیست　　بر عمی آں از حساب راہ نیست
سو برس گر اندھے چلیں پر خام کار　　رہ چلے تو کچھ نہ ہو اس کا شمار
بے سلاحے در رود در معرکہ　　ہمچو بلیا کاں مجو در تہلکہ
معرکے میں جا نہ بے ہتھیار کے　　تا نہ جوں بے باک آفت میں پڑے
ایں ہمہ گفتند و گفت آں ناصبور　　کہ مرا زیں گفتہا آید نفور
سن کے یہ بے صبر وہ کہنے لگا　　مجھ کو نفرت ہے یہ کیوں مجھ سے کہا
سینہ پر آتش مرا چوں منقلست　　کاں آمد کشت وقت منجلست
آگ سے سینہ انگیٹھی سا بھرا　　کھیت کے کٹنے کا وقت اب آ گیا
صدر را صبرے بُدا کنوں آں نماند　　بر مقام صبر عشق آتش فشاند
میرے دل کو صبر تھا پر اب کہاں　　صبر کی جا عشق ہے آتش فشاں

صبر من مرد آں زمانے کہ عشق زاد — در گذشت او حاضراں را عمر باد

صبر میرا مر گیا - عشق آ گیا — حاضروں کی خیر ہو اب اے خدا

اے محدث از خطاب و از خطوب — در گذشتم آہنے سردے مکوب

گذر گئے ناصح ہیں وعظ و پند سے — سرد لوہے کو ٹھوکتا ہے کس لئے

سرنگونم ہیں رہا کن پائے من — فہم کن در جملہ اجزائے من

سرنگوں ہوں - چھوڑ دے پاؤں مرا — غور کر کیا حال میرا ہو گیا

اشترے ام تا توانم می کشم — چوں فتادم زار با کشتن خوشم

اونٹ ہوں کھینچا - کیا جب تک بھی بار — خوش ہوں مرنے پر گرا جب ہو کے زار

بر سر مقطوع اگر صد خندق است — پیش درد من مزاح مطلق است

سر بریدہ پر جو سو خندق ہو اب — آگے میرے درد کے ہیں ایک سب

من نخواہم زد دگر از خوف و بیم — ایں چنیں طبل ہوا زیر گلیم

اب نہ میں ڈر سے بجاؤں بر ملا — نیچے کملی کے یہ طبلہ حرص کا

من علم اکنوں بہ صحرا می زنم — یا سر اندازی و یا روئے صنم

بلکہ اب میداں میں جھنڈا گاڑ دوں گا — یا گیا سر یا ملا وہ دل ربا

حلق کاں نبود سزائے آں شراب — آں بریدہ بہ ز شمشیر و ضراب

حلق جو اس مے کے لائق ہی نہ ہو — اچھا ہے - تلوار سے کٹ جائے جو

دیدہ کاں نبود ز وصلش در فرہ — آں چناں دیدہ سفید و کور بہ

آنکھ جو محروم دید یار ہو — اچھا ہے اندھی ہی وہ ہو جائے جو

گوش کاں نبود سزائے راز او — بر کنش کہ نبود آں بر سر نکو

کان جو نا اہل راز یار ہو — سر پہ کب اچھا ہے اس کو کاٹ دو

اندر آں دستے کہ نبود آں نصاب — آں شکستہ بہ بساطور قصاب

ہاتھ ایسا جس میں ہو دولت نہ کچھ ہو — وہ قصائی کی چھری سے کاٹ دو

آن چنان پا کہ از رفتار او — جان نہ پیوندد بہ نرگس زار او

پاؤں ایسا جس کی بس رفتار سے — جاں ملے اس سے کے نہ نرگس زار سے

آن چنان پا در صدا اولیٰ تر است — آن چنان پا عاقبت درد سر است

خوب ہے زنجیر ہی میں ہو اگر — کیونکہ آخر ہے وہ پاؤں درد سر

مجاہد کا بیان

یا درین رہ می بیابم کام من — یا چو باز آیم ز رہ سوئے وطن

سمجھوں گا منزل پہ یا تو ہے کہاں — یا وطن لوٹ آؤں گا جوں بازیں

بو کہ موقوف است کامم بر سفر — چون سفر کردم بیابم در حضر

آرزو شاید ہے موقوف سفر — پھر اسے پالوں گا اس وقت حضر[1]

یار را چندان بجویم جہد و جست — تا بدانم کہ نمی بایست جست

یار کو ڈھونڈوں میں جہد و جہد سے — تا کہ جانوں اب نہ ڈھونڈنا چاہئے

ایں معیت کے رود در گوش من — تا نگردم گرد دوران زمن

یہ معیت کان سے نکلے کہاں — جب تک پھر نہ لوں گرد جہاں

کے کنم من از معیت فہم راز — جز کہ از بعد سفرہائے دراز

کس طرح سمجھوں معیت کا میں راز — بالیقیں بغیر سفر ہا سے دراز

حق معیت گفت و دل را مہر کرد — تا کہ عکس آن بگوش آید نہ طرد

حق معیت بولا۔ دل پہ مہر کی — تا سنے پر بات وہ برعکس ہی

[1] پا اسے شہزادہ اس سے بھائیوں سے کہ رہا ہے

[2] [illegible]

[3] [illegible]

چوں سفرہا کرد دل را راہ داد | بعد ازاں مہر از دل او برکشاد

جب سفر دل نے کئے دی راہ بھی | بعد میں مہر اس کے دل سے کھولدی

چوں خطاہا آں صفات با صفا | گردش روشن ز بعد و از خطا

جو ہم چمکیں جیسے بعد و خطا | ویسے روشن ہوں صفات با صفا

بعد ازاں گوید اگر دانستیے | ایں موقت است او را جستیے

پھر کہے گر یہ سبب جانتا | ڈھونڈتا ہیں کس لئے اس کو بھلا

دانش آں بود موقوف سفر | نآید آں دانش بہ تیزی فکر

جاننا اس کا تھا موقوف سفر | فکر سے حاصل نہیں ہوتا مگر

آنچناں کہ وجہ وام شیخ بود | بستہ و موقوف گریہ آں عنود

جیسے صورت قرض و وام شیخ کی | رونے پر اس طفل کے موقوف تھی

کودک حلوائی بگریست زار | توختہ شد وام آں شیخ کبار

رو پڑا حلوائی کا لڑکا زار زار | [illegible] ادا شیخ کے قرضے کا بار

گفتہ شد آں داستان معنوی | پیش ازیں اندر بیان مثنوی

آ چکی یہ داستان معنوی | پیشتر ہی در بیان مثنوی

در دلت خوف افگند در موقفے | تا نباشد غیر آں مطلبے

دل میں خوف اک گھڑی لی سے پیدا ہوا | تا طلب پیدا نہ ہو اس کے سوا

در طمع خود فائدہ دیگر نہد | واں مراد از کسے دیگر دہد

جو طمع میں فائدہ تھا اسے رکھے | اور دوسرے چیز کی مراد کسی اور سے

اے طمع بستہ بیک جائے سخت | کہ ہمہ میوہ ازیں عالی درخت

اے کہ جگہ تو نے طمع رکھی سے سخت | [illegible] میوہ [illegible] عالی درخت

آں طمع زیں جا نخواہد شد وفا | آں ز جائے دیگر آید آں عطا

طمع اس جا سے کب ہوگا ہی وفا | وہ [illegible] دوسری جا [illegible] عطا

آں طمع را پس چرا در تو نہاد	چوں بودش نیست اکرام و داد
وہ طمع کیوں تجھ میں رکھتا بر ملا	گر نہ ہوتی نیت جود و عطا
از برائے حکمتے و صنعتے	نیز تا باشد دلت در حیرتے
ایک حکمت اور صنعت کے لئے	نیز تیرا دل تعجب میں پڑے
تا دلت حیران بود اے مستفید	کاین مرادم از کجا خواہد رسید
تا کہ دل حیران رہ جائے ترا	یہ مراد اپنی کہاں سے پاؤں گا
تا بدانی عجز خویش و جہل خویش	تا شود ایقان تو در غیب بیش
تا تو سمجھے اپنے عجز و جہل کو	غیب پر زائد یقیں تا تجھ کو ہو
ہم دلت حیران شود در منتجع	کہ چہ رو یابد مصرف ایں طمع
دل چراگہ میں رہے حیران ترا	اس طمع سے کیا اگا ہے وہ بھلا
طمع داری روزیے در درزیی	تا ز خیاطی بری تا نانیی
طمع درزی پن میں روزی کی تجھے	تا کہ کپڑے سینے سے روٹی ملے
رزق تو در زرگری آید پدید	کہ ز وہمت بود آں کسب بعید
زرگری سے رزق ہے پیدا ہوا	کسب یہ تیرے وہم سے وہ دور تھا
پس طمع در درزیی بہر چہ بود	چوں ترا در جائے دیگر در گشود
طمع درزی پن میں پس کیوں تھی تجھے	دوسرا جب در کھلا تیرے لئے
بہر امر حکمتے در علم حق	کہ نوشت آں حکمتے در ما سبق
تا ہو ظاہر حکمت حق بر ملا	پیشتر جیسا کہ ہے لکھا گیا
نیز تا حیران شود اندیشہ ات	تا کہ حیرانی بود کل پیشہ ات
نیز تا حیران ہو اندیشہ ترا	تا کہ حیرانی ہو سب پیشہ ترا
یا وصال یار زیں سعیم رسد	یا ز راہ خارج از سعی و جہد
وصل دلبر یا تو ہو اس سعی سے	جس کو کوشش سے نہ یا جہد سے

من نگویم زیں طریق آید مراد ۔۔ می طپم تا از کجا خواہد گشاد
کیا کہوں کس طور سے مقصد ملے ۔۔ چھوں تڑپتا کامیابی کے لئے

سر بریدہ مرغ ہر سو می طپد ۔۔ تا کدامی سو رہد جاں از جسد
جس طرح اک مرغ بسمل ہو طپاں ۔۔ تا کسی صورت تو نکلے تن سے جاں

یا مراد من برآید زیں خروج ۔۔ یا ز برجے دیگر از ذات البروج
اس سفر سے یا مجھے مقصد ملے ۔۔ آسماں کے یا کسی اک برج سے

ایک فضول خرچ کی حکایت

بود زر میراثیے را بے شمار ۔۔ جملہ را خورد و بماند او زار زار
زر کسی کو ورثے میں بے حد ملا ۔۔ کھا گیا سب اور مفلس ہو گیا

مال میراثی ندارد خود وفا ۔۔ چوں بنا کام از گذشتہ شد جدا
مال موروثی ہے خود ہی بے وفا ۔۔ نامرادی سے ہو سابق سے جدا

او نداند قدر ہم کارزاں بیافت ۔۔ کو بکد و کسب و رنجش کم شتافت
وہ نہ جانے قدر مفت اس کو ملا ۔۔ محنت و کوشش نہ کی اس نے ذرا

قدر جاں زاں می ندانی اے فلاں ۔۔ کہ بدادت حق بہ بخشش رائگاں
تو نہ جانے قدر جاں اس واسطے ۔۔ مفت بخشی تجھ کو یہ اللہ نے

نقد رفت و جنس رفت و خانہا ۔۔ ماند چوں جغداں دریں ویرانہا
نقد و جنس اور گھر جو تھا سب کچھ گیا ۔۔ خود وہ ویرانوں میں الّو سا رہا

گفت یارب برگ دادی رفت برگ ۔۔ یا بدہ برگے و یا بفرست مرگ
بولا یارب میرا سب ساماں گیا ۔۔ یا تو دے ساماں دے یا کر دیا

چوں تہی شد یاد حق آغاز کرد ۔۔ یا ربا یا رب اجرنی ساز کرد
جب ہوا مفلس تو کی یاد خدا ۔۔ [illegible] یارب اجرنی کہنے لگا

چوں پیمبر گفت مومن مزہرست — در زمانِ خالیی نالہ گرست
بولے پیغمبر[1] ہے مومن بانسری — ہوتی ہے خالی تو وہ ہے چیختی

چوں شود پُر مطربش بنہد ز دست — پُر مشو کاسیب دستِ اوخوش است
گر جو ہو تو چھوڑ دے مطرب بے گماں — پر نہ ہو، پُر ہو نا تو خود ہے زیاں

خالی آ و باش بین الاصبعین — کز مئے لا این مست ست این
خالی ہو رہ انگلیوں[1] کے درمیاں — پھر مئے لا کی تو دیکھے مستیاں

رفت طغیاں باز چشمش کشاد — ابر چشمش زرع دیں را آب داد
رہ بڑا وہ سرکشی باقی رہی — کشت دیں سیراب اس کی ہو گئی

در دعا و لابہ و زاری و دود — زر طلب شد بے تعب آں پُر سود
ہاتھ اٹھائے عاجزی سے کی دعا — بے تکلف زر کا وہ طالب ہوا

دعائے مومن کے قبول ہونے میں تاخیر کی وجہ

اے بسا مخلص کہ نالد در دعا — تا شود دود خلوصش بر سما
مخلص اکثر کرتے ہیں رو کر دعا — آسماں پر جائے اُن کی آہ تا

تا شود بالائے ایں سقف بریں — بوئے مجمر از انینِ مذنبیں
اور پہنچ جائے کہیں تا آسماں — مجرموں کے آہ و نالہ کا دھواں

پس ملائک با خدا نالند زار — کاے مجیب ہر دعا وے مستجار
پس فرشتے کہتے ہیں رو رو کے آہ — اے مجیب التجا اچھے پناہ

بندۂ مومن تضرع می کند — او نمی داند بجز تو مستند
بندۂ مومن تو اے ہے رو رہا — اور سہارا تیرا نہیں تیرے سوا

[1] یعنی خدا کی انگلیوں کے۔
[2] قبول کرنے [illegible]

صلها بیگانگان را می دهی | از تو دارد آرزو هر مشتری

دیتا ہے انعام تو کافر کو بھی | آرزو رکھتا ہے ہر طالب تری

حق بفرماید کہ نز خواری اوست | عین تاخیر عطا یاری اوست

حق کہے اس دم یہ کب خواری سے ہے | یہ عطا میں دیر تو یاری سے ہے

نالۂ مومن ہمی داریم دوست | گو تضرع کن کہ این اعزاز اوست

نالۂ مومن پسند آتے ہیں | کہ وہ روتے جا ہے عزت دینے میں

حاجت آوردش ز غفلت سوی من | آن کشیدش مو کشان در کوی من

تھا وہ غافل حاجت اب لائی اسے | میرے کوچے میں پکڑ کر بالوں سے

گر برآرم حاجتش او وا رود | ہم در آن بازیچہ مستغرق شود

اس کی حاجت ہم اگر پوری کریں | غرق ہو پھر غفلتوں کے کھیل میں

گرچہ می نالد بجان یا مستجار | دل شکستہ سینہ خستہ گو بزار

روتا ہے گو جان و دل سے سوگوار | دل شکستہ سینہ خستہ اور زار

خوش ہمی آید مرا آواز او | وان خدایا گفتن وان راز او

ہے پسند اس کا مجھے آواز | راز کہنا اور کہنا اے خدا

وانکہ اندر لابہ و در ماجرا | می فریبد او بہر نوعی مرا

اور خوشامد کرنا اس کا کام ہے | ہر طرح کر دیتا ہے مائل مجھے

طوطیان و بلبلان را از پسند | از خوش آوازی قفس در می کنند

طوطی و بلبل کی خوب آواز ہے | قید کرتے ہیں نہ سمجھیں یہ راز ہے

زاغ را و جغد را اندر قفص | کی کنند این خود نیامد در قصص

کوے اور الو کو پنجرے میں کہاں | کوئی رکھتا ہے نہیں قصوں میں ہے

پیش شاهد باز چون آید دو تن | آن یکی کمپیر و آن خوش ذقن

آئے شاہد باز کے آگے جو دو | [illegible]

هر دو نان خواهند او زود از فطیر	آرد و تلمیذ را گوید که گیر
دونوں روٹی مانگیں۔ جلدی آٹا گوندھا	دے کے بڑھیا کو کہے گا۔ لے یہ جا
وان دگر را که خوشستش قند و قدر	کے دهد نان بل تنها خیر افگند
دوسری کو جو ہے معشوق حسین	نان کب دے دیر کر دے بالیقین
گویدش بنشین زمانے بے گزند	که بخانه نان تازه می پزند
اور کہے تشریف تو رکھئے یہاں	پک رہی ہیں گھر میں تازہ روٹیاں
چون رسد آن نان گرمش بعد کد	گویدش بنشین که حلوا می رسد
جب وہ تازہ گرم روٹی آئے گی	پھر کہے گا۔ آتا ہے حلوا ابھی
هم بدین فن وار دارش می کند	وز ره پنهان شکارش می کند
پس اسے ٹھہرائے اس تدبیر سے	خفیہ رستے سے شکار اس کو کرے
که مرا کاریست با تو یک زمان	منتظر می باش اے خوب جہان
آپ سے اک کام ہے مجھ کو ذرا	عرض کرتا ہوں ابھی لیجے سنا
تا بدین حیلت فریباند ورا	تا مطیع و رام گرداند ورا
تا لبھائے اس کو اس تدبیر سے	اور مطیع و تابع فرماں کرے
مثل آن تلمیذ بیگانگان	شاهد خوش روی عشق مومنان
کافروں کو مثل اس بڑھیا کے جان	مومنوں کو وہ حسین معشوق ان
بے مرادی مومنان از نیک و بد	تو یقین می دان که همراه بود
رہتے ہیں ناکام مومن اس لئے	ہے یہی باعث یقیناً جان لے
این جهان زندان مومن زان بود	کافران را جنت عالی شود
یہ جہاں زنداں ہے مومن کے لئے	اور جنت کافروں کے واسطے

مصر کی طرف فضول خرچ کی روانگی

خواجہ چوں میراث خورد و شد فقیر — آمد اندر یارب و گریہ و نفیر
خواجہ جب میراث کھا بے زر ہوا — گریہ و آہ و فغاں کرنے لگا

خود کہ کوبد ایں در رحمت نثار — کہ نیابد در اجابت صد بہار
کون ہے رحمت کا در جو کھٹکھٹائے — سو بہاریں وہ کرم حق سے نہ پائے

خواب دید او ہاتفے گفت و شنید — کہ غنائے تو بہ مصر آید پدید
خواب میں اس کو یہ ہاتف نے کہا — مصر سے دولت ملے گی بے بہا

رو بہ مصر آنجا شود کار تو راست — کرد گریہ ات را قبول او مرتجاست
مصر جا۔ اس جا ملے گا مدعا — ہو گیا مقبول یہ رونا ترا

در فلاں موضع یکے گنجیست زفت — در پئے آں بایدت تا مصر رفت
ہے فلاں جا اک خزانہ بے بہا — مصر جانا اس لئے لازم ہوا

در فلاں کوئے فلاں موضع دفیں — ہست گنجے سخت نادر بس ثمیں
اس جگہ۔ اس کوچے میں ہے وہ نہاں — قیمتی اک گنج۔ لے جا کر وہاں

بے درنگے ہیں ز بغداد اے پسر — رو بسوئے مصر و منبت گاہ زر
جلد جا بغداد سے اب اے پسر — مصر کی جانب کہ ہے وہ کان زر

چوں ز بغداد آمد او تا سوئے مصر — گرم شد پشتش چو دید او روئے مصر
آیا جب بغداد سے وہ سوئے مصر — پائی قوت دیکھتے ہی روئے مصر

بر امید وعدۂ ہاتف کہ گنج — یابد اندر مصر بہر دفع رنج
اس سے ہاتف نے جو کیا تھا وعدہ کیا — رنج جائے گا۔ خزانہ پائے گا

لیک از نقد و را چیزے نماند — خواست گدیہ بر عوام الناس راند
کچھ نہ لیکن خرچ پاس اس کے رہا — چاہا اس نے بھیک مانگوں سر راہ

لیک شرم و همتش دامن گرفت ‏ خویش را بر صبر افشردن گرفت

شرم دامنگیر لیکن ہو گئی ‏ اس نے سینے پر رکھی سِل صبر کی

باز نفسش از مجاعت بر طپید ‏ جز گدائی کردن او چاره ندید

نفس تڑپا اس کا مارے بھوک کے ‏ جز گدائی کچھ نہ تھا چارہ اُسے

گفت شب بیرون روم من نرم نرم ‏ تا ز ظلمت نایدم از کدیه شرم

بولا شب کو جاؤں گا ہیں نرم نرم ‏ مانگنے سے تا نہ آئے مجھ کو شرم

همچو شب کو کے کنم من ذکر و بانگ ‏ تا رسد از بامهایم نیم دانگ

مثل شب[۱] کوک اب کروں میں ذکر و بانگ ‏ تا ملے مجھ کو چھتوں سے نیم دانگ

اندرین اندیشه بیرون شد بکو ‏ واندرین فکرت همی شد سو بسو

وہ غرض اس سوچ میں باہر گیا ‏ سُو بسُو اس فکر میں پھرنے لگا

یک زمان مانع همی شد شرم و جاه ‏ یک زمانے جوع می گفتش بخواه

روکتے تھے گاہ شرم و جاہ اُسے ‏ گاہ کہتی بھوک۔ ہاں ہاں مانگ لے

پائے پیش و پائے پس تا ثلث شب ‏ که بخواهم یا بخسپم خشک لب

پیش و پس ہی ہیں تہائی گئی شب ‏ کہتا تھا۔ مانگوں کہ سوؤں خشک لب

گرفتاری کے بعد درویش کی کامیابی

ناگہانے خود عسس او را گرفت ‏ مشت و چوبش زد ز صفرا ناشگفت

اس کو پکڑا کوتوال شہر نے ‏ گھونسوں اور ڈنڈوں سے مارا خوب سے

اتفاقا اندر آن شبہائے تار ‏ دیده بد مردم ز شب دزدان ضرار

اتفاقاً راتیں وہ تاریک تھیں ‏ خلق کو چوروں سے تکلیفیں ہوئیں

۱؎ وہ فقیر جو رات کو درخت پر چڑھ کر اہل محلہ کے لئے دعا یا ذکر وغیرہ کرے۔

بود شبہائے مخوف منتحس
پس بجد می جست دزدان را عسس

تھیں وہ راتیں ہولناک اور پُر وبال
ڈھونڈتا چوروں کو تھا پس کوتوال

تا خلیفہ گفتہ کہ ببر پا و دست
ہر کہ شب گردد و گر خویش منست

حکم شہ تھا - ہاتھ اُس کے کاٹ لو
جو پھرے شب کو ہو میرا خویش گو

بر عسس کردہ ملک تہدید و بیم
کہ چرا باشید بر دزداں رحیم

سختی کو تنبیہ کی تھی شاہ نے
چوروں پر ہے رحم کرتا کس لئے

عشوہ ہاشاں از چہ رو باور کنید
یا چرا ز ایشاں قبول زر کنید

کیوں یقیں کرتا ہے اُن کے مکر پر
کس لئے تو اُن سے لیتا ہے زر

رحم بر دزدان و ہر منحوس دست
بر ضعیفاں زخم و بے رحمی است

رحم کرنا مجرموں اور چوروں پر
ہے ضعیفوں پر تشدد سر بسر

ہیں ز رنج خاص مگسل انتقام
رنج او کم بیں بنگر در رنج عام

بدلہ مت چھوڑ اک کا مجرم جان کر
عام کی تکلیف پر تو کر نظر

اصبع ملدوغ بُر در وقت شر
در تعدی و ہلاک تن نگر

سانپ اُنگلی پر جو کاٹے کاٹ اُسے
جسم کا مسموم ہونا سوچ لے

اتفاقاً اندر آں ایام دزد
گشتہ بود انبوہ پختہ و خام دزد

ان دنوں چوروں کا تھا حد درجہ زور
ہر جگہ پھرتے تھے کچے پکے چور

در چنیں وقتش بدید و سخت زد
چو بہا و زخمہائے بے عدد

دیکھا ایسے وقت مارا سخت اُسے
زخم ڈنڈوں سے کئی اس کو لگے

نعرہ و فریاد و افغاں ولیش خاست
کہ مزن تا من بگویم حال راست

کر کے فریاد اس بچارے نے کہا
مار پیٹ مت۔ دیتا ہوں سچ سچ بتا

گفت اینک دادمت مہلت بگو
تا بشب چوں آمدی بیروں بگو

بولا - سلے۔ مہلت تجھے دی۔ اب بتا
رات کو گھر سے تُو کیوں نکل آ گیا

تو نہٖ زینجا غریب و منکری | راست گو تا تو چہ مکر اندری
تو یہاں کا تو نہیں پھر سچ بتا | اجنبی! کس مکر سے تو آ گیا

اہل دیواں بر عسس طعنہ زدند | کہ چرا دزداں کنوں انبہ شدند
اہل دیواں شحنے کو یہ طعنہ دیں | زور چوروں کا ہوا کیوں شہر میں

انبہی از تست و از یاران تست | وا نما یاران زشت را نخست
زور تجھ سے تیرے یاروں سے ہوا | پہلے اپنے یاروں کا تو دے پتا

ورنہ کین جملہ را از تو کشم | تا شود ایمن ز شر ہر محتشم
ورنہ سب کا بدلہ لونگا تجھ سے ہاں | تاکہ شر سے پائیں اہل شہر اماں

سچائی تسلی ہے اور جھوٹ شک و شبہ

گفت او از بعد سوگندان پُر | کہ نیم من خانہ سوز و کیسہ بُر
کھا کے قسمیں بولا وہ دل لے امیں | ہیں نہ اچکا اور آتش زن نہیں

من نہ مرد دزدی و بیدادیم | من غریب مصرم و بغدادیم
ہوں نہیں چور اور نہ بیدادی ہوں میں | اک مسافر اور بغدادی ہوں میں

قصۂ آں خواب و گنج زر بگفت | پس ز صدق او دل آں کس شکفت
قصہ خواب و گنج کا اس نے کہا | اس کی سچائی سے دل اس کا کھلا

بوئے صدقش آمد از سوگند او | سوز او پیدا شد از اسپند او
بو سچ کی آئی اسے سوگند سے | سوز پیدا کر دیا اسپند نے

دل بیارامد ز گفتار صواب | آں چنانکہ تشنہ آرامد ز آب
دل کو راحت سچی باتوں سے ملے | جیسے پیاسے کی بجھے ہے پیاس آب سے

ف حدیث شریف۔ الصدق طمانیۃ والکذب ریبۃ ؂

جز مگر محبوب کو را علتی ست	از نبی اش تا نبی تمییز نیست
مگر بجز محبوب جو علت رکھتے	کہ نبی میں اور نبی میں فرق اسے
ورنہ آں پیغام کز موضع بود	بر زند بر مہ شکافیدہ شود
ورنہ وہ پیغام جو معقول ہو	مگر پہنچے تو پھاڑ ڈالے چاند کو
مہ شکافد و آں دل محبوب نہ	زانکہ مردود است او محبوب نے
مہ پھٹے لیکن دل محبوب کب	کیونکہ وہ مردود ہے محبوب کب
چشمہ شد چشم عسس ز اشک مُبِل	نے ز گفت خشک بل از جوش دل
چشمہ ہوئی آنکھ اس کی [illegible]	خشک بات سے نہیں [illegible]
یک سخن از دوزخ آید سوئے لب	یک سخن از شہر جاں در کوئے لب
ایک سخن دوزخ سے آتا ہے سوئے لب	ایک شہر جاں سے آتا ہے کوئے لب
بحر جاں افزا و بحر پر حرج	در میان ہر دو بحر این لب مرج
ایک بحر جانفزا ہے ایک بحر پر خطر	درمیاں دونوں کے لب جائے گذر
بحر جاں افزا و بحر [illegible]	[illegible]
بحر راحت بحر [illegible]	[illegible]
چوں یبیلو درمیان شہرہا	از نواحی آید آنجا بہرہا
جیسے اندر شہروں کے بازار ہو	ہر طرف سے [illegible]
کالۂ معیوب قلب کیسہ بُر	کالۂ پر سود مستشرف چو دُر
کوئی کھوٹا مال [illegible]	کوئی سچے نفع [illegible]
زاں یبیلو ہر کہ بازرگاں تر است	بر محک ہر قلب را بینندہ تر است
جو ہے اس بازار میں تاجر بڑا	اور ہے پرکھتا کھوٹا کھرا

[illegible]

شد ثمیلو مر ورا دار الرباح	وان دگر را از عمی دار الجناح
اس کو ہے یہ نفع کا گھر بنایا	دوسرے کو اندھے پن سے ہے زیاں
ہر یکے ز اجزائے عالم یک بیک	بر غبی بند است و بر استاد فک
ہے غبی پر شدید دنیا سر بسر	بہر استاد اک سبب آزادی مگر
بر یکے قند است و بر دیگر چو زہر	بر یکے لطف است و بر دیگر چو قہر
ایک پر ہے قند اک پر زہر ہے	ایک پر ہے لطف اک پر قہر ہے
بر یکے دیو است بر دیگر چو حور	بر یکے نار است بر دیگر چو نور
ایک پر ہے دیو اک پر حور ہے	ایک پر ہے نار اک پر نور ہے
بر یکے گنج است بر دیگر چو مار	بر یکے ورد است بر دیگر چو خار
ایک پر ہے گنج اک پر مار ہے	ایک پر ہے پھول اک پر خار ہے
بر یکے شیرین بر دیگر ترش	بر یکے مبہوت بر دیگر چو ہش
ایک پر شیریں ترش ہے ایک پر	اک پہ مبہوت ہوش اک پر سر بسر
بر یکے پنہان و بر دیگر عیاں	بر یکے سود است بر دیگر زیاں
ایک پر پوشیدہ اک پر ہے عیاں	ایک پہ ہے نفع اک پر ہے زیاں
بر یکے بند است و بر دیگر گشاد	بر یکے قید است بر دیگر مراد
ایک پر ہے بند اک پر ہے گشاد	ایک پہ ہے قید اک پہ ہے مراد
بر یکے نوش است بر دیگر چو نیش	بر یکے بیگانہ بر دیگر چو خویش
ایک پر ہے نوش اک پر نیش ہے	ایک پہ بیگانہ اک پر خویش ہے
بر یکے روز است بر دیگر چو شب	بر یکے عیش است و بر دیگر تعب
ایک پر ہے روز تو اک پر ہے شب	ایک پر ہے عیش تو اک پر تعب

لہ رنج و غم ۱۲

بر یکے محبوب بر دیگر عدو	بر یکے راح است و بر دیگر کدو
ایک پر محبوب - اک پر ہے عدو	ہے شراب اک پر تو اک پر ہے کدو
بر یکے آب است و بر دیگر چو خوں	بر یکے اعجاز و بر دیگر فسوں
ایک پر پانی ہے تو اک پر ہے خوں	ایک پر ہے معجزہ - اک پر فسوں
بر یکے حلوا و بر دیگر چو سم	بر یکے سنگ است و بر دیگر صنم
ایک پر حلوا ہے تو اک پر ہے سم	ایک پر پتھر ہے تو اک پر صنم
بر یکے جسم است و بر دیگر چو روح	بر یکے حبس است و بر دیگر فتوح
ایک پر ہے جسم تو اک پر ہے روح	ایک پر ہے قید - تو اک پر فتوح
بر یکے تیر است و بر دیگر کماں	بر یکے نان است و بر دیگر سناں
ایک پر ہے تیر اک پر ہے کماں	ایک پر ہے نان اک پر ہے سناں
بر یکے نقص است و بر دیگر کمال	بر یکے ہجر است و بر دیگر وصال
ایک پر ہے نقص - اک پر ہے کمال	ایک پر ہے ہجر - اک پر ہے وصال
ہر جمادی با نبی افسانہ گو	کعبہ با حاجی گواہ و نطق جو
ہے ہر اک بے جاں نبی سے قصہ گو	کعبہ حاجی کا گواہ اور نطق جو
بر مصلی مسجد آمد ہم گواہ	کو ہمی آمد بمن از دور راہ
ہر نمازی کی ہے ہر مسجد گواہ	دور سے آتا تھا یہ طے کر کے راہ
بر خلیل آتش گل و ریحاں بود	باز بر نمرودیاں آتش داں بود
آگ ابراہیم پر تو پھول تھی	ٹوٹ کر نمرود پر آتش بنی
بارہا گفتیم ایں را اے حسن	می نگردم از بیانش سیر من
اے حسن میں نے کہا ہے بارہا	اس بیاں سے پر نہ میرا جی بھرا

ۓ زہر ۔ ۓ کدو ۔ آندھی ۔

ۓ سیر ہو

بارها خوردی تو نان دفع ذبول
این همان نانست چون گشتی ملول
بھوک میں اکثر تو روٹی کھا گیا
یہ وہی روٹی ہے۔ کیوں غمگیں ہوا

در تو جوعی می رسد نو ز اعتدال
کہ ہمی سوزد ازو تخمہ و ملال
بھوک ہو تجھ کو بوجہ اعتدال
جس سے جل جاتے ہیں بدہضمی و ملال

هر کرا درد مجاعت نقد شد
نو شدن با جزو جزوش عقد شد
درد جس کو مل گیا ہو بھوک کا
جزو جزو اس کا ہو تازہ اور نیا

لذت از جوع است نی از نقل نو
با مجاعت از شکر بہ نان جو
بھوک لذت دار ہے۔ کب نقل نو
بھوک میں شکر سے بہتر نان جو

پس ز بی جوعیست وز تخمہ تمام
آن ملالت نی ز تکرار کلام
بس ہے سو ہضم و سیری سے ملال
باعث ہضم کب ہے تکرار کلام

چون ز دکان و مکاس و قیل و قال
در فریب مردمت نامد ملال
کب دکانداروں کی قیل و قال سے
کب فریب خلق سے ہو غم تجھے

چون ز غیبت و اکل لحم مردمان
شصت سالہ سیر می نامد از آن
آدمی کے گوشت اور غیبت سے بھی
ساٹھ برسوں میں نہ سیری ہو سکی

در جہاد صید شلہ گفتہ تو
بی ملالت ہمچو گل بشکفتہ تو
عورتوں کی مدح تو کرتا رہا
اور مثل گل ہنسا بےرنج تھا

بار آخر گوییش سوزان و چست
گرم تر صد بار از بار نخست
پھر تو ان سے بات بل کھن کر کہے
گرم تر سو بار پہلی بار سے

درد دارو را کہن را نو کند
درد ہر شاخی ملولی خو کند
درد دنیا سے ہوئی ہے پیدا دوا
درد سے ہر شاخ غم زدہ ہے کیا ہوا

کیمیای نو کنندہ دردہاست
کو ملولی آن طرف کہ درد خاست
درد ہے تازہ بنیاں اکسیر کیمیا
درد آٹھا جس جگہ تو غم ہوا ہے

هین مزن تو از ملولی آه سرد | درد جو و درد جو هین درد درد

خبردار اندوہ والے سے آہ سرد | درد ہی کو ڈھونڈ ہاں وہ ڈھونڈ درد

خادع دردند درمانهای ژاژ | رهزن‌اند و زرستانان رسم باژ

درد کے مکار ہیں درماں تمام | رہزن ہیں اور لیں محصول عام

آب شوری نیست درمان عطش | وقت خوردن گر نماید سرد و خوش

پیاس کب بجھتی ہے کھاری پانی سے | پیتے ہیں گو سرد اور اچھا لگے

لیک خادع گشت و مانع شد ز جست | زآب شیرینی کزو صد سبزه رست

ہے فریبی۔ ڈھونڈنے سے روکے ہے | آب شیریں سے کہ اس سے گھاس اُگے

همچنین هر زر قلبی مانع است | از شناس نقد کان هر جا که هست

ایسے ہی ہر کھوٹا زر مانع ہوا | زر پرکھنے سے۔ ہے کھوٹا یا کھرا

پال و پرّت را به تزویری برید | که مراد تو منم گیر ای مرید

مکر سے [illegible] پر تیرے کی کاٹتا | کہتا ہے۔ لے۔ ہیں ہوا تیرا مدعا

گفت دردت چینم او خود درد بود | مات بود ارچه بصورت برد بود

بولا۔ چنوں لوں درد۔ گو خود درد تھا | ہار تھا۔ گو شکل میں تھا جیت بنا

رو ز درمان دروغین می گریز | تا شود دردت مصیب و مشک بیز

بھاگ تو جھوٹی دوا سے نیک خو | درد تا ہو جائے تیرا مشک بو

کوتوال کا درویش کو اپنا خواب بتانا

گفت نه [illegible] و تو ای فاسقی | [illegible] لیک گول و احمقی

بولا تو [illegible] ہی | [illegible]

پر خیال و خواب چندین ره [illegible] | [illegible]

ہے خیال خواب [illegible] راہ [illegible] | عقل [illegible]

بر خیالے این چنین راہ دراز　　پیش گیری از سر جہل و آز
اک گماں پر ایسا لمبا راستا　　طے جہالت اور لالچ سے کیا

بارہا من خواب دیدم مستمر　　کہ ببغداد است گنجے مستتر
خواب میں دیکھا ہے میں نے بارہا　　گنج اک بغداد میں ہے بے بہا

در فلاں کو در فلاں ہم موضع دفیں　　بود آں خود نام کوئے آں حزیں
ہے فلاں کوچے فلاں جا میں چھپا　　اور وہ خود اس کی گلی کا نام تھا

ہست در خانہ فلانے رو بجو　　نام خانہ گفت و نام کوئے او
وہ فلاں گھر میں ہے جا کر ڈھونڈ تا　　نام گھر کا اور کوچے کا لیا

دیدہ ام این خواب را من بارہا　　کہ برو آنجا کہ یابی گنج را
میں نے ایسا خواب دیکھا بارہا　　جا وہاں تو اک خزانہ پائے گا

ہیچ من از جا نہ رفتم زیں خیال　　تو بیک خوابے بیائی بے ملال
میں نے بیہودہ ہی جانا یہ خیال　　آ گیا اک خواب سے تو بے ملال

خواب احمق لائق عقل ویست　　ہمچو او بے قیمت است و لاشیٔ است
خواب احمق لائق اس کی عقل کے　　اور اسی کی طرح ہیں ناچیز سے

خواب زن کمتر ز خواب مرد داں　　از پئے نقصان عقل و ضعف جاں
خواب زن کمتر ہے خواب مرد سے　　اس کا باعث ضعف دانش جان لے

خواب ناقص عقل گول آمد کساد　　پس ز بے عقلے چہ باشد خواب باد
خواب ناقص عقل کا کھوٹا ہوا　　خواب احمق کا ہے اک بیہودہ سا

گفت با خود گنج در خانہ من است　　پس مرا آنجا چہ فقر و شیون است
گنج گھر میں ہے کہاں در دیس ہے　　کیسی محتاجی ہے پھر کیا غم مجھے

بر سر گنج از گدائی مردہ ام　　زانکہ اندر غفلت و در پردہ ام
گنج ہے پاس اور گدائی سے مرا　　کیونکہ غفلت اور پردے میں رہا

زیں بشارت مست شد درویش تنگ	صد ہزار الحمد بے لب او بخواند
درد اس کا اس بشارت سے مٹا	اور دل میں لاکھ شکر کیا
گفت بد موقوف ایں لت خوردنم	آب حیواں بود در حانوت من
بولا تھی موقوف لاتوں پر غذا	آب حیواں ورنہ میرے گھر میں تھا
رو کہ بر لوت شگرفے بر زدم	کوری آں وہم کہ مفلس بدم
جا کہ نعمت مل گئی مجھ کو عجیب	وہم غارت ہو کہ میں ہوں اک غریب
خواہ احمق گو و خواہی عاقلم	یافتم من آنچہ می خواہد دلم
خواہ احمق۔ خواہ کہ عاقل مجھے	مدعائے دل ہوا حاصل مجھے
من مراد خویش دیدم بیگماں	ہرچہ خواہی گو مرا اے بد دہاں
آرزو بر آئی میری بے گماں	جو تو چاہے کہ۔ مجھے اے بد زباں
تو مرا پر درد گو اے محتشم	پیش تو پر درد و پیش خود خوشم
تو مجھے پر درد کہ اے خوش نہاد	سمجھے تو پر درد لیکن خود ہوں شاد
وائے گر بر عکس بودے ایں مطار	پیش تو گلزار و پیش خویش خار
ہوتا اگر بر عکس تو افسوس تھا	باغ تجھ کو۔ اپنے آگے خار سا
با فقیرے گفت روزے یک کسے	کہ ترا اینجا نمی داند کسے
ایک عامی نے کہا درویش سے	جانتا کوئی نہیں اس جا تجھے
گفت او گر می نداند عامیم	خویش را من نیک می دانم کیم
بولا گر عامی نہ جانے غم ہے کیا	میں تو خود کو خوب ہوں پہچانتا
وائے گر بر عکس بودے درد و ریش	او بدے بینا ز من من کور خویش
ہوتا اگر اس کے خلاف افسوس تھا	جانتا وہ۔ میں نہ خود کو جانتا

؎ یعنی افسوس جب تھا کہ تو دیکھ کر خوش ہوتا اور میں اس گرفتاری سے غمگین ہوتا +

احمقم گیر احمقم من نیک بخت — بخت بہتر از لجاج و روئے سخت

میں سہی احمق - ہوں خوش قسمت مگر — بخت جنگ و غصہ سے ہے خوب تر

این سخن بر وفق ظنت می جہد — ورنہ بختم داد عقلم می دہد

ایسا کہتا ہوں میں تیرے کہنے سے — بخت ورنہ مجھ کو عاقل ہی کرے

بغداد کو درویش کا واپس جانا

بازگشت از مصر تا بغداد او — ساجد و راکع ثنا گو شکر گو

مصر سے بغداد کو واپس چلا — سجدہ و شکر خدا کرتا ہوا

جملہ رہ حیران و مست او زین عجب — ز انعکاس روزی و راہ طلب

سارے رستے وہ مست و حیراں ہی گیا — الٹی روزی اور طلب کا راستا

کز کجا امیدوارم کردہ بود — وز کجا افشاند بر من سیم و جود

کس جگہ مجھ کو کیا امیدوار — اور کہاں برسا دیا زر بے شمار

این چہ حکمت بود کان قبلۂ مراد — کردم از خانہ برون گمراہ و شاد

کیا یہ حکمت تھی سرے اللہ کی — پہلے تو بھٹکا دیا پھر دی خوشی

تا شتابان در ضلالت می شدم — ہر دم از مطلب جدا تر می بدم

جلد گمراہی میں جب دوڑا گیا — اور مطلب سے چھوٹا ہر دم جدا

باز آن عین ضلالت را بجود — حق وسیلت کرد اندر رشد و سود

عین گمراہی میں اب پھر لطف سے — رہنمائی کی مری اللہ نے

گمرہی را منہج ایمان کند — کژروی را مقصد عرفان کند

گمرہی کو بادیٔ ایماں کرے — کجروی کو قصد عرفاں کرے

تا نباشد ہیچ محسن بے وجا — تا نباشد ہیچ خائن بے رجا

تا نہ ہو بے خوف محسن بھی کوئی — اور نہ ہو مایوس خائن بھی کوئی

اندرون زہر تریاق آں حفی	کرد تا گویند ذو اللطف الخفی
رکھ دیا تریاق اُس نے زہر میں	لطف پوشیدہ ہے اس کا تا کہیں
نیست مخفی در نماز آں مکرمت	در تگ خلعت نہد از مغفرت
بندگی میں ہے کرم کو بھر دیا	مغفرت کا جرم میں خلعت رکھا
منکراں را قصد اذلال ثقات	ذل شدہ عز و ظہور معجزات
چاہیں منکر معتمد ہوں سب ذلیل	پر ہوئے وہ صاحب اعجاز اور جلیل
قصد شاں ز انکار ذل دیں بدہ	عین ذل عز رسولاں آمدہ
قصد انکار ان کا ذلت دین کی ہوا	پھر وہی عزت رسولوں کی ہوئی
گر نہ انکار آمدے از ہر بدے	معجزہ و برہان چرا نازل شدے
ہوتے انکاری نہ گر کفار [illegible]	ہوتے ظاہر معجزے کس واسطے پر
خصم منکر تا نشد مصداق خواہ	کے کند قاضی تقاضائے گواہ
جب عدو منکر نہ ہو [illegible]	کب کرے قاضی تقاضائے گواہ
معجزہ ہمچوں گواہ آمد زکی	بہر صدق مدعی در بے شکی
معجزہ ہے مثل شاہد اس لئے	تا کہ ہو سچے صدق کو ظاہر کرے
طعنہ چوں می آمد از ہر ناشناخت	معجزہ می داد حق و می نواخت
طعنہ دیتا تھا جو ہر نا آشنا	معجزہ دیتا تھا کرم کر کے خدا
مکر آں فرعون سیصد تو بدہ	جملہ ذل او و قمع او شدہ
مکر تھا فرعون کا اتنا بڑا	پر سبب اس کے وہ [illegible] ذلت ہوا
ساحراں آوردہ حاضر نیک پے	تا کہ جرح معجزہ موسیٰ کند
لے آیا سب ساحران نیک [illegible]	تا کرے [illegible] معجزہ موسیٰ کا رد
تا عصا را باطل و رسوا کند	اعتبار او ز دلہا بر کند
تا عصا کو باطل و رسوا کرے	اعتبار اس کا دلوں سے میٹ دے

عین آں تکرا یت موسیٰؑ شدہ	اعتبار آں عصا بالا شدہ
پھر وہ تکرا اعجاز موسیٰؑ ہو گیا	اس عصا کا مرتبہ بالا ہوا
لشکر آرد بے عدو تا حول نیل	تا زند بر موسیٰؑ و قومش سبیل
لایا لشکر بے عدد وہ گرد نیل	تا کہ موسیٰؑ اور ہو قوم ان کی ذلیل
ایمنی امت موسیٰؑ شود	کو بہ تحت الارض ہامون میرود
امن لیکن قوم موسیٰؑ کو ملے	وہ تب زیر ارض میں لشکر گھسے
گر بہ مصر اندر بدے و نامدے	وہم از سبطی کجا زائل شدے
مصر میں رہتا نہ آتا وہ اگر	سبطیوں کو وہم رہتا سر بسر
آمد و در سبط افگند او گداز	تا بدانی کامن در خوف ست راز
آیا فرعون اور کی غارت گری	تا تو جانے خوف میں ہے ایمنی
آں بود لطف خفی کو را صمد	نار بنماید و خود نورے بود
لطف یہ پوشیدہ ہے۔ وہ کردگار	نور ہوتا ہے۔ دکھا دیتا ہے نار
نیست مخفی مزد دادن در تقا	ساحراں را اجر بیں بعد از خطا
ہے عیاں پرہیزگاری کا صلہ	دیکھ اجر ساحراں بعد خطا
نیست پنہاں وصل اندر پرورش	ساحراں را وصل داد او در برش
پرورش میں وصل کب پنہاں رہا	ساحروں کو وصل کٹنے میں دیا
نیست مخفی سیر با پائے روا	ساحراں را سیر بیں در قطع پا
سیر سب کی پاؤں سے ظاہر ہوئی	ساحروں کی سیر قطع پا میں تھی
عارفاں زانند دائم آمنوں	کہ گزر کردند از دریائے خوں
عارفوں کو امن ہے دائم ملا	خوں کے دریا سے گزر ان کا ہوا
امن شاں از عین خوف آمد پدید	لاجرم باشند ہر دم در مزید
امن اُن کا خوف سے ظاہر ہوا	امن ہے ہر وقت ان کا بڑھ رہا

امن ویدی گشتہ در خوفے خفی / خوف بیں ہم در امیدے اے صفی!

امن کو تو خوف میں دیکھا نہاں / خوف کو امید میں بھی دیکھ ہاں

آں امیر از مکر بر عیسیٰ تند / عیسیٰ اندر خانہ رو پنہاں کند

پاس عیسیٰ کے امیر اک مکر سے / آیا، عیسیٰ گھر میں لیکن چھپ گئے

اندر آید تا شود او تاجدار / خود ز شبہ عیسیٰ آمد تاجدار

گھر کے اندر آیا۔ تا ہو بادشا / شبہ عیسیٰ سے وہ سولی پر چڑھا

ہی میاویزید من عیسیٰ نیم / من امیرم بر جہوداں خوش نیم

بولا مت دو سولی۔ میں عیسیٰ نہیں / میں ہوں سردار یہوداں بالیقیں

زود ترش بر دار آویزید کو / عیسیٰ است از دست ما تخلیص جو

بولے وہ بد جلد سولی دو ملا / ہے یہ عیسیٰ اور یہ چاہے بھاگنا

چند لشکر می رود تا بر خورد / برگ او بے برگی و ہم سر خورد

کتنے لشکر جاتے ہیں تا پھل ملے / لیکن الٹے وہ مصیبت میں پڑے

چند بازرگاں رود بر بوئے سود / عیبہ پندارد بسوزد ہمچو عود

کتنے تاجر جاتے بہر نفع و سود / عیبہ سمجھیں پر جلیں وہ مثل عود

چند در عالم بود بر عکس ایں / زہر پندارد بود آں انگبیں

اس کے برعکس ایسی باتیں بھی ہوئیں / زہر سمجھے جس کو نکلا انگبیں

بس سپہ بنہادہ دل بر مرگ خویش / روشنی ہا و ظفر آمد بہ پیش

فوج اکثر سر ہتھیلی پر رکھے / جا سکے۔ پر فتح و ظفر اس کو ملے

ابرہہ با پیل بہر ذل بیت / آمدہ تا افگند حی را چو میت

ابرہہ گو تذلیل کعبہ کے لئے / لے کے ہاتھی آیا۔ جو تڑپی کرے

تا حریم کعبہ را ویراں کند / جملہ را زاں جائے سرگرداں کند

تاکہ سب کعبہ کو ویراں کر سکے / اور وہاں سے سب کو سرگرداں کرے

تا همه زوّار گرد او تنند	کعبهٔ او را همه قبله کنند
تاکہ سارے زائر اس کے گرد آئیں	اور اس کے کعبے کو قبلہ بنائیں
وز عرب کینه کشند اندر گزند	که چرا در کعبه ام آتش زنند
اور عربوں سے یہ بدلا لے شتاب	کیوں کیا تم نے مرا کعبہ خراب
عین سعی عزت کعبه شده	موجب اعزاز آن بیت آمده
اس کی سعی اعزاز کعبہ ہو گئی	باعث توقیر بیت اللہ ہوئی
مکیان را عز یکی صد شده	تا قیامت عزشان ممتد شده
قدر اہل مکہ اک سے سو ہوئی	تا قیامت اُن کی عزت بڑھ گئی
او و کعبه اش می شود مخسوف تر	از چه است این از عنایات قدر
وہ اور اُس کا کعبہ بالکل گم ہوئے	یہ ہوا سب کچھ خدا کے حکم سے
از جهاز ابرهه همچون بده	آن فقیران عرب منعم شده
ابرہہ کے مال اور اسباب سے	وہ فقیران عرب پُر زر ہوئے
او گمان برده که لشکر می کشد	بهر اهل بیت خود زر می کشد
تھا گماں اُس کو کہ لشکر لے چلا	بہر اہل کعبہ لیکن زر وہ تھا
اندر این فسخ عزائم وان همم	در تماشا بوده بر ره هر قدم
ٹوٹ جانا اُن کے قصد و عزم کا	ہر قدم پر تھا تماشا دیکھتا
خانه آمد گنج زر را باز یافت	کارش از لطف خدائی ساز یافت
کعبے پہنچا حق سے زر واپس لیا	لطف حق سے کام کعبے کا بنا
تا بدانی حکمت فرد قدیم	دیگها می بند ز خوف و بیم
تا تو جانے حکمت رب کیا تھا	خوف میں سے تو نہاں دلی سے کیا
یاد هم آمد قصهٔ شهزادگان	گوش هوش آور ز من بشنو بیان
یاد آیا قصہ شہزادگاں	سن لے تو سن ہوش سے میرا بیاں

بڑے بھائی کا شاہ چین کے پاس جانا

آن دو گفتندش کہ اندر جان ما | ہست پاسخہا چو نجم اندر سما
دونوں بولے ہیں جواب پر صفا | آسماں پر جیسے تارے بر ملا

گر نگوییم آن نیاید راست نرد | ور بگوییم آن دلت آید بدرد
کام بگڑے ۔ ہم رہیں خاموش اگر | گر کہیں تو تیرا دکھے دل سر بسر

ہمچو چغزیم اندر آب از گفت الم | ور خموشی خنّاق است و سقم
ہم ہیں مینڈک جیسے بولیں تو الم | اور اگر چپ رہتے ہیں گھٹتا ہے دم

گر نگوییم آتشے را نور نیست | ور بگوییم این سخن دستور نیست
نور آتش کو نہ کہنا ناروا | اور جو کہ دیں تو نہیں دستور ما

در زمان بر جست کای اہل وداع | انما الدنیا و ما فیہا متاع
وہ معاً اٹھا ۔ کہا ہے الوداع | کچھ نہیں دنیا بجز مال و متاع

پس برون جست او چو تیر از کمان | گو بیا آتش کہ بود آن بیان
بس گیا وہ صورت تیر کماں | گفتگو کی تھی مجال اب دم کہاں

اندر آمد مست پیش شاہ چین | زود مستانہ ببوسید او زمین
مست وہ بے خود آیا پیش شاہ چیں | جلد مستوں کی طرح چوما زمیں

شاہ را مکشوف یک یک حالشان | اوّل و آخر غم و زوالشان
شاہ کو ان کا حال سب تھا جانتا | ان کے غم کی ابتدا و انتہا

میش مشغول است در علف خویش | لیک چوپان واقف است احوال میش
چرنے میں ہے بھیڑ ۔ چرواہا مگر | اس کے سارے حال سے ہے باخبر

کلکم راع بداند از رمہ | کز علف خوار است کو در ملحمہ
ہر چرواہے کو ریوڑ کی ہے جانکاری تمام | کون کس جا ہے اسے ہے سب پتہ

گرچه در صورت از آن صف دور بود ۔ لیک چون دف در میان سور بود
گو بظاہر ان کی صف سے تھا وہ دور ۔ مثلِ[1] دف شادی میں لیکن تھا ضرور

واقف از سوز و لهیب آن قُتود ۔ مصلحت آن بُد که خشک آورده بود
ان کے سوزِ قلب سے واقف وہ تھا ۔ مصلحت سے تھا وہ ناداں بن گیا

در میان جان شان بُد آن سمے ۔ لیک خود را کرده قاصد اعجمے
ان کی جانوں میں وہ مثلِ زہر تھا ۔ عمداً اس نے خود کو گونگا کر لیا

صورت آتش بود پایان دیگ ۔ معنی آتش بود در جان دیگ
آگ کی صورت سے نیچے دیگ کے ۔ آگ کے معنی ہیں جانِ دیگ سے

صورتش بیرون و معنی اندرون ۔ معنی معشوق جان در رگ چو خون
شکل باہر اور معنی درمیاں ۔ خون رگ میں ہیں معنی معشوقِ جاں

شاهزاده پیش شه زانو زده ۔ ده معرّف شاه حالش شده
شاہزادہ بیٹھا شہ کے سامنے ۔ دس[2] معرّف شاہ حال اس کے تھے

گرچه شه عارف بُد از کل پیش پیش ۔ لیک هم می کرد معرّف کار خویش
شہ اُسے پہلے سے گو تھا جانتا ۔ کام اپنا تھا معرّف[3] کر رہا

در درون یک ذره نور عارفی ۔ به بود از صد معرّف اے صفی
دل میں ہو اک ذرہ نورِ عارفی ۔ سو معرّف سے ہے بہتر اے صفی

[1] یعنی جس طرح شادی کے موقع پر دَف بجتی ہے ۔ اور دور و نزدیک والے سب اسے سنتے ہیں ۔ اسی طرح شاہِ چین کو بھی ان شہزادوں کی دوری و نزدیکی برابر تھی ۔ اور وہ اُن کے حال سے واقف تھا ۔

[2] یعنی کئی علامتیں اس کی حالت کا پتہ دے رہی تھیں ۔

[3] وہ شخص جو بادشاہ کے سامنے ہر شخص کی تعریف بیان کر کے اُسے پہچنواتا ہے ۔

گوش را رہن معرف داشتن ۔۔۔ آیت محجوبی است حرز و ظن

کان کو رہن معرف جو رکھے ۔۔۔ پردہ و ظن میں ابھی ہے رجان سے

آنکہ او را چشم دل شد دیدہ بان ۔۔۔ دید خواہد چشم او عین العیان

جس کی چشم باطنی جاسوس ہو ۔۔۔ دیکھے وہ چیزوں کی ذات خاص کر

با تواتر نیست قانع جان او ۔۔۔ بل ز چشم دل رسد ایقان او

اس کی جان قانع تواتر پر نہیں ۔۔۔ چشم دل سے اس کو آتا ہے یقیں

پس معرف عرضہ شاہ منتجب ۔۔۔ در بیان حال او بکشود لب

شاہ کے آگے معرف نے کیا ۔۔۔ شاہزادے کا بیاں سب ماجرا

گفت شاہا صید احسان تو است ۔۔۔ پادشاہی کن کہ او آن تو است

بولا یہ ہے تیرے احسان کا شکار ۔۔۔ بادشاہی کر کہ سر والا تبار

دست در فتراک این دولت زدہ است ۔۔۔ بر سر سرمست او مال دست

اس نے پکڑا دامن دولت ترا ۔۔۔ دست شفقت پھیر سر پر ملا

گفت شہ ہر منصب و ہر مملکتے ۔۔۔ کالتماسش ہست یابد آن فتے

بولا شہ ہر مرتبے ہر ملک کو ۔۔۔ پائے گا وہ آرزو جو کچھ بھی ہو

بیست چندان ملکت شد ار نری ۔۔۔ بخششش اینجا و با خود سروری

بیس حصے زائد اس کے ملک سے ۔۔۔ اس کو بخشوں تاکہ وہ سرداری کرے

گفت تا شاہیت در وے عشق کاشت ۔۔۔ جز ہوائے تو ہوائے کے گذاشت

بولا شاہی سے تری الفت جو کی ۔۔۔ جز تری الفت نہ کچھ خواہش ہوئی

بندگیت آنچنان در خورد شد ۔۔۔ کہ شہی اندر دل او سرد شد

اس کو تیری بندگی اچھی لگی ۔۔۔ بادشاہی سے اسے نفرت ہوئی

لہ یعنی اس کے ساتھ بادشاہی کے مواقف سلوک کر ۔

شاہی و شاہزادگی در باختہ است	از پئے تو در غریبی تاختہ است
شاہی و شہزادگی کو چھوڑ کر	تیرے پیچھے سے کیا اس نے سفر
صوفئے کانداخت خرقہ وجد در	کے رود او بر سر خرقہ دگر
وجد میں صوفی جو گدڑی پھینک دے	کس طرح گدڑی کو پھر واپس وہ لے
میل سوئے خرقۂ دادہ بدم	آنچناں باشد کہ من مغبون شدم
پھر بھی رغبت ہو جو گدڑی کی اسے	ہو ندامت ۔ ہے زیاں جیسے کیے
باز دہ آں خرقہ ایں صوفی قرین	کہ نمی ارزید آں لیکن بہ این
اور کہے دے دے وہ گدڑی ہمنشیں	پھینک دینے کے تو وہ قابل نہیں
دور از عاشق کہ ایں فکر آیدش	ور بیاید خاک بر سر بایدش
دور ہے عاشق سے یہ فکر اسے	ہو ۔ تو سر پر خاک پڑنی چاہیئے
عشق ارزد صد چو خرقہ کالبد	کہ حیاتے دارد و حس و خرد
مثل خرقہ کالبد سو ہوں اگر	جن میں عقل و زندگی ہے سربسر
خاصہ خرقۂ ملک دنیا کابتر است	پنج دانگ مستیش درد سر است
خاص کر دنیا کا ۔۔۔ ہو اگر	۔۔۔ بھی عاشق کو ہے وہ دردسر
ملک دنیا تن پرستاں را حلال	ما غلام ملک عشق بے زوال
ملک دنیا تن پرستوں کو حلال	ہم غلام ملک عشق بے زوال
عامل عشق است معزولش مکن	جز بہ عشق خویش مشغولش مکن
وہ ہے عاشق تو نہ کر معزول اسے	عشق میں اپنے ہی رکھ مشغول اسے
منصبی کانم ز رویت محجب است	عین معزولیست نامش منصب است
اور جس منصب میں وہ تجھ سے الگ	عین معزولی ہے منصب نام کا
موجب تاخیر اینجا آمدن	فقد استعداد بود و ضعف تن
دیر میں آنے کا باعث یہ ہوا	سب لیاقت نہ تھی اور دل بھی کمزور تھا

بے ز استعداد بر کانے روی	بر یکے حبہ نگردی محتوی
بے لیاقت کان پہ بھی پہنچے گر	پھر بھی کوڑی کا بھی وہ مالک نہ ہو
ہمچو عنینے کہ بکرے را خرد	گرچہ سیمیں بر بود کے بر خورد
مول لے دوشیزہ کو نامرد اگر	فائدہ کیا۔ گرچہ ہو وہ سیم بر
چوں چراغے بے زیت و بے فتیل	نے کثیرش بخش نور و نے قلیل
نس بتی سے جو ہو خالی دیا	روشنی دیگا نہ وہ ہرگز ذرا
در گلستاں اندر آید اخشمے	کے شود مغزش ز ریحاں خرمے
باغ میں آئے جو خوشبو ناشناس	شاد اس کو کیا کرے پھولوں کی باس
ہمچو خوبی دلبرے مہمان غر	بانگ چنگ و بربطے در پیش کر
جا سے دلبر گھر میں اک ناداں کے	چنگ جیسے بہرے کے آگے بجے
یا چو مرغ خاک کاید در بحار	زاں چہ یابد جز ہلاک و جز خسار
مرغ خشکی جیسے دریا میں گرے	کیا ہلاکت کے سوا اُس کو ملے
یا چو بے گندم شدہ در آسیا	جز سفیدی ریش و مو نبود عطا
پاس چکی کے جو بے گندم گیا	تو کہ سفید اُس کی ہوئی ریش[۱] اے فتا
آسیائے چرخ بر بے گندماں	مو سفیدی بخشد و ضعف جناں
آسیائے چرخ بے گندم کو ہاں	مو سفیدی ضعف دل دے ہے گراں
لیک با گندماں ایں آسیا	ملک بخشد آید و دہد کار و کیا
جو ہیں باگندم انہیں ہے آسیا	سلطنت اور ملک کرتی ہے عطا
اول استعداد جنت باید ت	تا ز جنت زندگانی زاید ت
پہلے استعداد جنت چاہیے	زندگی جنت کی تا تجھ کو ملے

۱ یعنی آٹا اُڑ کر ڈاڑھی سفید ہوگئی۔

طفل نو را از شراب از کباب	چہ حلاوت ز قصور و از قباب
لطف بچے کو بھلا کیا دے شراب	کیا محل سے قبے[1] مزہ دیں اور کباب
حد ندارد ایں مثل کم گو سخن	تو برو تحصیل استعداد کن
حد نہیں اس کی بیاں کر مختصر	جا کے تو تحصیل استعداد کر
بہر استعداد تا اکنوں نشست	شوق از حد رفت آں تا مو سپید[1]
اب تلک استعداد کو بیٹھا رہا	کب ملی پر۔ شوق حد سے بڑھ گیا
گفت استعداد ہم از شہ رسد	بے ز جاں کے مستعد گردد جسد
بولا۔ استعداد بھی شہ سے ملے	جسم کب ہو مستعد بے جان کے
لطف ہائے شہ غمش را در نوشت	شد کہ صید شہ کند خود صید گشت
لطف شہ سے دور اس کا غم ہوا	پھانسنے آیا تھا خود ہی پھنس گیا
ہر کہ در اشکار چوں تو صید شد	صید را ناکردہ قید او قید شد
صید کرنے کو تجھے جو بھی گیا	صید اس نے کب کیا۔ خود ہی پھنسا
ہر کہ جویائے امیرے شد یقیں	پیش از آں او در اسیری شد رہیں
جو ڈھونڈتا دنیا میں جو پائے امیر	اس سے پہلے ہو گیا خود ہی اسیر
عکس می داں نقش دیبا چہ جہاں	نام ہر بندہ جہاں خواجہ جہاں
جان لے الٹا ہے سب نقش جہاں	نام ہر بندے کا ہے خواجہ یہاں
اے تن کژ فکرت معکوس رو	صد ہزار آزاد را کردہ گرو
اے تن کج فکر الٹا چلنے سے	لاکھوں ہی آزادوں کو تو پھانس لے
مدتے بگذار زیں حیلت پزی	چند دم پیش از اجل آزاد زی
چھوڑ دے کچھ عرصہ یہ حیلہ گری	موت سے پہلے ذرا آزاد جی

[1] یعنی اتنا ام کر بڑھنے سے ڈاڑھی سفید ہو گئی۔

ور در آزادیت چوں خرّہ نیست
اور جو آزادی میں جوں خرّہ نہیں
ہمچو دلوت سیر جز در چاہ نیست
ڈول ہے تو سیر بھی جز چاہ نہیں

مدّتے رو ترک جان من بگو
میری جاں چھوڑ ایک مدّت کے لئے
رو حریفے دیگرے جز من بجو
دوسرا کوئی حریف اب ڈھونڈ لے

نوبت من شد مرا آزاد کن
میری باری ہو چکی - آزاد کر
دیگرے را غیر من داماد کن
اور کو میرے سوا داماد کر

اے تن صدکارہ ترک من بگو
اے تن صد کارہ مجھ کو چھوڑ دے
عمر من بردی کسے دیگر بجو
عمر میری لوٹی اور اب ڈھونڈ لے

جوحی کی عورت کا قصّہ

ہر زماں جوحی ز درویشی بفن
ہر گھڑی جوحی جو اک نادار تھا
رو بہ زن کردے کہ اے دلخواہ زن
اہلیہ سے کہتا تھا اے دل ربا

چوں سلاحت ہست رو صیدے بگیر
رکھتی ہے ہتھیار۔ تو جا کر شکار
تا بدوشانیم از صید تو شیر
تا ہیں دوہوں دودھ اُس سے بار بار

قوس ابرو۔ تیر غمزہ۔ دام کید
قوس ابرو۔ تیر غمزہ - دام کید۱؎
بہر چہ دادت خدا از بہر صید
تجھ کو اللہ نے دئے ہیں بہر صید

رو پئے مرغ شگرفے دام نہ
جال پھیلا مرغ نادر کے لئے
دانہ بنما لیک در خوردش مدہ
ڈال دانہ پر نہ کھانے دے اسے

کام بنما و کن او را تلخ کام
اس کو مقصد تو دکھا رکھ تلخ کام
کے خورد دانہ چو شد محبوس دام
دانہ کب کھاتا ہے جب ہو صید دام

شد زن او نزد قاضی با گلہ | کہ مرا افغاں ز یارِ دہ ولہ
جا کہا عورت نے قاضی سے گلا | میرا شوہر کرتا ہے مجھ پر جفا

قصہ کوتہ کن کہ قاضی شد شکار | از جمال و از مقال آں نگار
مختصر یہ ہو گیا قاضی شکار | حسن اور باتوں سے اس کی ایک بار

گفت اندر محکمہ است و غلغلہ | من نتانم فہم کردن ایں گلہ
بولا یہ ہے محکمہ اور شور سا | میں سمجھ سکتا نہیں شکوہ ترا

گر بخلوت آئے اے سرو سہی | وز ستمگاری شوہر شرحم دہی
تو جو تنہائی میں اے سرو رواں | ظلم شوہر کا کرے مجھ سے بیاں

فہم آں بہتر کنم بدہم سزاش | آنچہ حق باشد تو زیں غمگیں مباش
خوب سمجھوں اور دوں اس کو سزا | جیسا حق ہے تو نہ ہو غمگیں ذرا

در سرا معلوم گردد حال تو | شوہرت را نرم سازم بے عتو
مجھ پہ کھل جائے اگر حالت تری | تیرے شوہر کو کروں تابع ابھی

گفت خانہ تو ز ہر نیک و بدے | باشد از بہر گلہ آمد شدے
بولی عورت نیک و بد گھر میں ترے | آتے ہیں شکوے شکایت کے لئے

خانۂ سر جملہ پُر سودا بود | صدر پُر وسواس و پُر غوغا بود
خانۂ سر میں ہے سب سودا بھرا | سینے میں وسواس ہے غوغا مچا

باقی اعضا ز فکر آسودہ اند | واں صدور از صادراں فرسودہ اند
باقی اعضا فکر سے فارغ ہوئے | سینہ و سر مضمحل وسواس سے

ہمچو شاخ از برگ و از میوہ کہن | گرد خالی تا رسد از امر کن
شاخ برگ و میوہ سے خالی ہوئی | تا کہ امر کن سے حاصل ہوں ابھی

برگہا و میوہائے نو ز غیب | اندرے آں [illegible]
غیب سے اس کو نئے برگ و ثمر | کہنگی کے بعد لے سک سر بسر

در خزان و باد خوف حق گریز — آں شقائق ہائے پاریں گو بریز

تو خزان و باد خوف حق ہیں جا — وہ پرانے پھول ہونے دے جدا

کیں شقائق ہا ضد اشگوفہا ست — کرد رخشت دل برائے آں نما ست

کیونکہ ہیں یہ پھول ضد اشگوفوں کی — سنخل دل سے جن کی ہے بالیدگی

خویش را در خواب کن زیں افتکار — سر ز زیر خواب در یقظہ بر آر

خواب میں جا چھوڑ دے اس فکر کو — خواب سے پھر سر اٹھا بیدار ہو

ہمچو آں اصحاب کہف اے خواجہ زود — رو بہ ایقاظاً کہ تحسبہم رقود

صورت اصحاب کہف اے خواجہ ہاں — جاگ یوں۔ ہو خواب کا جس پہ گماں

گفت قاضی اے صنم امعہود چیست — گفت خانہ ایں کنیزک لیں تہی ست

بولا قاضی۔ فیصلہ پھر کب ہوا — بولی۔ میرا گھر ہے لیں خالی پڑا

خصم در دہ رفت و حارس نیز نیست — بہر خلوت سخت زیبا مسکنیست

ہے سفر پر خصم۔ غائب پاسبان — خوب ہے خلوت کا موقع بے گماں

امشب ار امکاں بود آنجا بیا — کار شب بے سمعہ است و بے ریا

ہو جو ممکن آج شب اس جا پہ آ — کام شب کا بے نمود و بے ریا

جملہ جاسوساں ز خمر خواب مست — زنگی شب جملہ را گردن زدہ است

سارے مخبر گھوک سوئیں بر ملا — قتل گویا زنگی شب نے کیا

خواند بر قاضی فسونہائے عجب — x آں شکر لب وانگہانے از چہ لب

پڑھ کے قاضی پر یہ منتر دم کئے — اس شکر لب نے لب اعجاز سے

چند با آدم بلیس افسانہ کرد — چونکہ حوا گفت خور آں گاہ خورد

کہا بہکی آدم سے کہا ابلیس نے — بہر جو حوا نے کہا کھا لیا آدم نے

لہ ایسی [illegible]

اوّلیں خوں در جہان ظلم و داد — در کفِ قابیل بہرِ زن فتاد

خون پہلا اس جہاں میں دیکھ لے — کر دیا تھا بہرِ زن قابیل نے

نوحؑ تا بہ خانہ می پرداختے — واہلہ بر تا بہ سنگ انداختے

ٹھیک کرتے نوحؑ تو گھر کا نوا — واہلہ پتھر سے دیتی تھی مٹا

مکرِ زن بر فنّ او چیرہ شدے — آبِ صافی وعظِ او تیرہ شدے

ان کے فن پر مکرِ زن غالب رہا — صاف پانی وعظ کا گدلا ہوا

قوم را پیغام کردے از نہاں — کہ نگہ دارید دیں از گمرہاں

قوم کو پیغام دیتی تھی نہاں — دیں بچائے رکھنا گمراہوں سے ہاں

لوطؑ را زن ہم چنیں بُد کافرہ — خواندہ باشی قصۂ آں فاجرہ

لوط کی زن کافرہ تھی بر ملا — قصہ اس کا تو نے تو ہوگا پڑھا

یوسفؑ از کیدِ زلیخائے جواں — ماندہ در زنداں بجائے امتحاں

مکر یوسفؑ سے زلیخا نے کیا — قید کرکے امتحاں اُن کا لیا

ہر بلا کاندر جہاں بینی عیاں — باشد از شومیٔ زن اے مہرباں

اس جہاں میں جو بھی آئی ہے بلا — شومیٔ زن سے ہو تھا ہر در ملا

زن جوجی کے گھر میں قاضی کا جانا

مکرِ زن پایاں ندارد رفت شب — قاضیٔ زیرک سوئے زن بہرِ وب

مکرِ عورت کی نہیں کچھ انتہا — رات کو قاضی گیا بہرِ زنا

زن دو شمع و نقل مجلس ساز کرد — زاں نوازش شاد شد قاضی فرد

زن نے شمع و نقل سے ساماں کیا — مجلسِ عشرت کا قاضی خوش ہوا

ملہ حضرت نوحؑ کی زوجہ کا نام +

چونکہ بنشستند باہم ساعتے	تا برآسایند اندر خلوتے
ایک ساعت دونوں بیٹھے ایک جا	قصد پھر خلوت میں جانے کا کیا
چوں نشست او پیش زن با مراد	گشت جان پر غمش زاں وصل شاد
جب وہ بیٹھا پاس زن کے بامراد	جان پر غم وصل سے کی اُس نے شاد
اندر آں دم جوحی آمد در بزد	جست قاضی مہربے تا درخزد
اتنے میں جوحی بھی در پر آ گیا	ڈھونڈی قاضی نے نہاں ہونے کو جا
غیر صندوقے ندید او خلوتے	رفت در صندوق از خوف آں فتے
دیکھی تنہائی نہ جز صندوق کے	گھس گیا صندوق میں وہ خوف سے
اندر آمد جوحی و گفت اے حریف	اے وبالم در ربیع و در خریف
جوحی آ کر بولا اے ہمسر مری	اے کہ تو ہے آفت جاں ہر گھڑی
من چہ دارم کہ فدایت نیست آں	تا ز من فریاد داری ہر زماں
میری کیا شے جو نہیں تجھ پر فدا	تو جو کرتی ہے مرا ہر دم گلا
گفت شخصے نزد قاضی رفتہ	در حقیقم نا گفتنہا گفتہ
سنتا ہوں تو پاس قاضی کے گئی	بات کہنے کی نہ تھی جو وہ کہی
بر لب خشکم کشادستی زباں	گاہ مفلس خوانیم گہ قلتباں
پھر یہ میرے جو ہوئی تو لب کشا	گہ دیا مفلس کبھی بھڑوا کہا
ایں دو علت گر بود اے جاں مرا	آں یکے از تست آں یک از خدا
مجھ میں ہیں یہ علتیں گر جاں مری	اک ترے باعث سے ہے اک ہے قدرتی
من چہ دارم غیر ایں صندوق کاں	ہست مایہ تہمت و پایہ گماں
پاس میرے کیا ہے جز صندوق کے	ہر کوئی رکھتا گماں ہے جس سے ہے
خلق پندارند زر دارم دروں	صلہ بگیرند از من زیں ظنوں
لوگ سمجھیں زر ہے اس کے اندر بھرا	مانگتے ہیں انعام اس گماں سے بے بہا

صورت صندوق بس عالیست لیک ‖ از رخوت و سیم و زر خالیست نیک

صورت صندوق عمدہ ہے مگر ‖ اس میں کب اسباب ہے با سیم و زر

چوں تن زراق خوب و باوقار ‖ و اندر آں سلہ نیابی غیر مار

جیسے تن مکار کا ہو باوقار ‖ پر نہیں اس میں بجز مار و غبار

من برم صندوق را فردا بکو ‖ پس بسوزم در میان چارسو

کل ہی اس صندوق کو لے جاؤں گا ‖ چوک میں پس پھونک دوں گا برملا

تا ببیند مومن و گبر و یہود ‖ کاندریں صندوق جز لعنت نبود

گبر و مومن اور یہودی دیکھ لیں ‖ کچھ نہیں جز لعنت اس صندوق میں

گفت زن ہی درگذر اے مرد زیں ‖ خورد سوگند او کہ نکند جز چنیں

بولی عورت۔ چھوڑ یہ کیا ہے جنوں ‖ کھائی سوگند اس نے ایسا ہی کروں

بارسن صندوق را او دم ببست ‖ خویشتن را کردہ پیدا مانند ہست

رسی سے صندوق باندھا اس نے اور ‖ ہست کی صورت بنایا اپنا طور

از پگہ حمال آورد او چو باد ‖ زود آں صندوق بر پشتش نہاد

لایا وہ حمال کو وقت سحر ‖ رکھ دیا صندوق اس کی پشت پر

اندروں شد قاضی از بیم نکال ‖ بانگ می زد کاے حمال اے حمال

قاضی اندر درد سے چلا اٹھا ‖ کہتا تھا اے مزدور اے مزدور تھا

کرد آں حمال از ہر سو نظر ‖ کز چہ سو در می رسد بانگ و خبر

کی نظر ہر سمت اس مزدور نے ‖ آتی ہے آواز یہ کس سمت سے

ہاتف است ایں داعی من اے عجب ‖ یا پری ام می کند پنہاں طلب

یہ فرشتہ ہے بلاتا اے عجب ‖ یا پری پوشیدہ کرتی ہے طلب

چوں پیاپے گشت آں آواز بیش ‖ گفت ہاتف نیست باز آمد بخویش

جب سنی آواز پے در پے بہت ‖ ہوش میں آ کر کہا ہاتف نہیں

عاقبت زاں است کاں بانگ و فغاں	بُد ز صندوقی و کسے در وے نہاں
جانا آخر کرنے والا یہ فغاں	ہے اسی صندوق کے اندر
عاشقے کو در پئے معشوق رفت	گرچہ بیروں است در صندوق رفت
جائے عاشق در پئے معشوق جو	جائے وہ صندوق میں باہر ہو
عمر در صندوق بُرد از اندہاں	جز کہ صندوقے نہ بیند از جہاں
عمر اسی صندوق میں کر دے بسر	کب رکھے صندوق دیگر پر نظر
آں سرے کہ نیست فوق آسماں	از ہوس او را در آں صندوق داں
آسماں پر جو ہوس سے سر نہیں	وہ ہے صندوق ہوس میں بالیقیں
چوں ز صندوق بدن بیروں شود	او ز گورے سوئے گورے می رود
نکلے وہ صندوق تن سے جس گھڑی	گور سے جائے گا سوئے گور ہی
ایں سخن پایاں ندارد و قاضیش	گفت اے حمال اے صندوق کش
پس کہا قاضی نے یہ مزدور سے	اے اٹھانے والے اس صندوق کے
از من آگہ کن درون محکمہ	نائبم را زود تر با ایں ہمہ
محکمے میں جا کے کر دے بے گماں	میرے نائب سے یہ کیفیت بیاں
تا خرد ایں را بزر زیں بے خرد	ہمچنیں بستہ بخانہ ما برد
تا وہ اس بے عقل سے یہ مول لے	بند ہی یوں گھر ہمارے لے جائے مرے
اے خدا بگمار قومے رحم مند	تا ز صندوق بدن ما را خرند
اے خدا اک قوم مشفق بھیج دے	جو ہمیں صندوق تن سے مول لے
خلق را از بند صندوق فسوں	کہ خرد جز انبیا و مرسلوں
سحر کے صندوق سے خلقت بھلا	ہو رہا ہے کیونکر بغیر انبیا
از ہزاراں کس یکے خوش منظر است	کہ بداند کو بہ صندوقی اندر است
ہے ہزاروں میں بس اک صاحب نظر	جانے جو صندوق کا حال اے پسر

آنکہ داند تو نشانش آں شناس — کو ز روح ایں جہاں[1] آید ہراس

با خبر کا یہ نشاں تو جان لے — اس جہاں کے جفت ہونے سے ڈرے

آں جہاں را دیدہ باشد پیش ازیں — تا بداں ضد ایں ضدش گردد عیاں

اس نے دیکھا اس سے پہلے وہ جہاں — ضد سے ضد کا حال اس پر ہے عیاں

زیں سبب کہ علم ضالہ مومن است — عارف ضالہ خود است و موقن است

علم ہے مومن کی اک گم گشتہ شے — با خبر اس سے یقیں بھی اس پہ ہے

آنکہ ہرگز روز نیکو را ندید — او دریں ادبار کے خواہد طپید

جس نے روز نیک دیکھا ہی نہیں — وہ بھی اس ادبار میں تڑپے کہیں؟

یا بہ طفلی در اسیری اوفتاد — یا ز اول روز مادر بندہ زاد

یا تو بچپن سے اسیری میں پڑا — یا وہ بندہ پہلے ہی پیدا ہوا

ذوق آزادی ندیدہ جان او — ہست صندوق صور میدان او

ذوق آزادی سے کب واقف ہوا — اس کو یہ صندوق ہی میدان تھا

دائما محبوس عقلش در صور — از قفس اندر قفس دارد گزر

عقل اس کی صورتوں میں بند ہاں — پنجرے سے پنجرے میں جائے بے گماں

منفذش نے از قفس سوئے علا[2] — در قفس ہا می رود او جا بجا

وہ قفس سے کب اڑے سوئے علا[2] — جاتی ہے پنجروں ہی میں وہ جا بجا

در نبی ان استطعتم تنفذوا — ایں سخن با انس و جن آمد ز ہو

ہے اگر منفذ در تو گزرو درا — انس و جن سے یہ خدا نے کہہ دیا

---

۱ یعنی دنیا۔ ۲ بلندی آسمان۔ ۳ قولہ تعالیٰ یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان یعنی اے جن اور انسان کے گروہ! اگر تم آسمانوں اور زمین کے کناروں سے گزر سکتے ہو تو گزر جاؤ لیکن سلطان حقیقی کی مدد کے بغیر نہیں گزر سکو گے۔

گفت منفذ نیست از گردونیان	جز بسلطان و بوحی آسمان
پاس سے اہل سما کے راہ کب	جز بہ وحی غیبی و امداد رب
گر ز صندوقے بصندوقے رود	او سمائی نیست صندوقی بود
جائیں گر صندوق میں صندوق سے	وہ سمائی کب ہیں صندوقی ہوئے
فرجۂ صندوق نو نو مسکر است	در نیابد کو بصندوق اندر است
کچھ بڑا ان صندوقوں میں ہے فاصلا	دیکھے کیا، صندوق میں وہ ہے پڑا
گر نہ شد غرّہ بدین صندوق ہا	ہمچو قاضی جوید اطلاق قضا
جو نہ ان صندوقوں پر شیدا ہوا	مثل قاضی ہے رہائی ڈھونڈتا
آنکہ داند این نشانش آن نشان	کو نباشد بے ہراس و بے فغان
جو ہے واقف، جان اس کا یہ نشان	وہ نہ ہوگا بے ہراس و بے فغاں
ہمچو قاضی باشد او را ارتعاد	کے بر آید یک دمے از جانش شاد
مثل قاضی خوف سے کانپے گا وہ	سانس اطمینان کا کب لے گا وہ
رہروے را گفت آن حمال شاد	کہ برو در محکمۂ قاضی چو باد
بولا وہ مزدور اک رہ گیر سے	دوڑ کر جا محکمے میں قاضی کے
نائبش را گوئے کین شد واقعہ	بر سر قاضی بیامد قارعہ
کہہ دے نائب سے یہ قصہ لے ابھی!	سر پہ قاضی کے قیامت آ گئی
شغل را بگذار زود اینجا بیا	تو بخر سربستہ این صندوق را
کام چھوڑ اور جلد آ غفلت نہ ہو	مول لے لے بند اس صندوق کو
چونکہ رہرو شد رسالت را رساند	ہر کہ زو بشنید این خیرہ بماند
جب گیا راہ گیر، اور قصہ کہا	جس کسی نے بھی سنا، حیراں ہوا
بُرد القصہ خبر صندوق کش	نائب قاضی حسن را از عمش
الغرض مزدور وہ خود ہی گیا	اور نائب سے کہا سب ماجرا

نائب آمد گفت صندوقت بچند | گفت نہصد بیشتر زر می دہند

بولا نائب - قیمت اس صندوق کی | بولا - نو سو مل رہی ہے اشرفی

من نمی آیم فروتر از ہزار | گر خریداری کشا کیسہ شمار

میں مگر لونگا یقیناً اک ہزار | لینا ہے گر - کھول تھیلی کر شمار

گفت شرمے دار اے کوتہ نمد | قیمت صندوق خود پیدا بود

بولا - اے کم ظرف کچھ تو کر حیا | مول ہے صندوق خود ہی کہ رہا

گفت بے رویت شرا خود فاسد است | بیع ما زیر گلیم این راست نیست

بولا - بے دیکھے بجا سودا نہیں | بیع پوشیدہ مناسب ہے کہیں

بر کشایم گر نمی ارزد مخر | تا نباشد بر تو حیفے اے پدر

کھولتا ہوں - گر نہ مرضی ہو - نہ لے | تا نہ کچھ بھی ظلم تجھ پر ہو سکے

گفت اے ستار بر مکشائے راز | سر ببستہ می خرم با من بساز

بولا - پردہ پوش! پردہ رہنے دے | بند ہی تو مول اسے دے دے مجھے

ستر کن تا بر تو ستاری کنند | تا نہ بینی ایمنی بر کس مخند

پردہ رکھ - تا تیرا بھی پردہ رہے | ہنس نہ بے خوفی نہ جب تک دیکھ لے

بس دریں صندوق چون تو ماندہ اند | خویش را اندر بلا بنشاندہ اند

تجھ سے اس صندوق میں اکثر ہے | اور خود بیٹھے بلا ہیں - جان سے

آنچہ بر خود خواہدت بودن پسند | بر دگر کس آن کن از رنج و گزند

جو تو چاہے اپنے پر رنج و گزند | دوسرے پر بھی وہی کر لے پسند

آنچہ تو بر خود روا داری ہمان | می بکن از نیک و زبد با کسان

اپنے اوپر تو جو رکھتا ہے روا | رکھ روا سب پر وہی اچھا برا

آنچہ نپسندی بہ خود از نفع و ضرر | بر کسے مپسند ہم اے بے ہنر

جو نہ خود پر چاہے تو نفع و ضرر | رکھ نہ اوروں پر روا اے بے ہنر

زانکہ بر مرصاد حق اندر کمیں — می دہد ہم پاداش پیش از یوم دیں

حق چھپے رستے پہ رکھتا ہے نظر — دے وہ بدلا حشر سے بھی بیشتر

آں عظیم العرش عرش او محیط — تخت دادش بر ہمہ جانہا بسیط

وہ ہے صاحب عرش یہ عرش اس کا محیط — تخت بخشش ساری جانوں پہ بسیط[1]

گوشۂ عرشش بتو پیوستہ است — ہیں مجنباں جز بدین و لو دست

گوشۂ عرش اس کا تجھ سے ہے ملا — ہاتھ جز دین و عطا کے مت ہلا

رو مراقب باش بر احوال خویش — نوش بیں در داد و بعد ظلم نیش

دیکھ اپنے حال کو تو پے بہ پے — داد میں شہد اور ستم میں نیش ہے

پس ہمیں جا خود جزائے نیک و بد — می رسد با ہر کسے چوں بنگرد

بس سمجھ لے نیک اور بد کی جزا — ملتی ہے ہر اک کو اس جا برملا

واں جزا کانجا رسد در یوم دیں — ہیچ آں با ایں نماند نیک بیں

دن قیامت کے ملیگی جو جزا — اس جزا سے اس کو کیا نسبت بھلا

گفت آرے آنچہ کردم استم است — لیک ہم می داں کہ بادی اظلم است

بولا - جو جی - ظلم ہاں میں نے کیا — پر ہے اظلم جس نے کی ہے ابتدا

گفت نائب یک بیک ہا دیہم — با سواد وجہ اندر شادیم

ہم سبھی اظلم ہیں - نائب نے کہا — روسیاہی پر بھی ہیں خوش برملا

ہمچو آں زنگی کہ بد شادان خوش — او نہ بیند غیر او بیند رخش

مثل اس زنگی کے جو شاداں ہوا — وہ نہ دیکھے خود کو - دیکھے وہ سرا

ماجرا بسیار شد در من یزید — داد صد دینار و آں از وے خرید

الغرض قیمت میں بس جھگڑا ہوا — مول سو دینار میں آخر لیا

[1] فراخ - کشادہ۔

هر زماں حسد و قبی اے ناپسند — با تقاضائے غیبیات می خرند

آدمی حسد وغیرہ ہر دم ہر جان سے — مول لیں ہر ہاتف غیبی سے سمجھے

من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تفسیر

زین سبب پیغمبر با اجتہاد — نام خود وان علیؓ مولا نہاد

اس سبب سے آپ نے اپنے لئے مولا رکھا — نام اپنا اور علیؓ کا ... ملا

گفت ہر کس را منم مولا و دوست — ابن عم من علیؓ مولائے اوست

ارشاد ہے جس جس شخص کا مولا ہوا — اس کے مولا ہیں علیؓ ... ہے

کیست مولا آنکہ آزادت کند — بند رقیت ز پایت بر کند

کون مولا - جو آزاد کردے سمجھئے — بندگی کی بیڑیوں کو توڑ دے

چون بہ آزادی نبوت ہادی است — مومناں را ز انبیا آزادی است

ہے نبوت حریت کی رہنما — مومنوں کو کردیں آزاد انبیا

اے گروہ مومناں شادی کنید — ہمچو سرو و سوسن آزادی کنید

اے گروہ مومناں اب شاد ہو — سرو و سوسن کی طرح آزاد ہو

لیک می گوئید ہر دم شکر آب — بے زباں چوں گلستاں خوش خضاب

شکر ادا کرے ہر گھڑی کرتے رہو — بے چمن خوش رنگ سے شکر گو

بے زباں گویند سرو و سبزہ زار — شکر آب و شکر عدل نوبہار

بے زباں کرتے ہیں سرو و سبزہ زار — شکر آب اور شکر عدل نوبہار

حلہ ہا پوشیدہ و دامن کشاں — مست و رقاص و خوش و عنبر فشاں

پہنے ہیں جوڑے ... اور دامن کشاں — مست و رقاص و خوش ... عنبر فشاں

[illegible] مولاہ ... [illegible]

[illegible]

جزو جزوش آبستن از شاهِ بهار	جسمشان چون دُرج پُر دُر از نثار
اُن کے ہر جزو میں نہاں شاہِ بہار	جیسے ڈبے ہیں بھرے موتی آبدار
مریمان بی شوی آبست از مسیح	خامشان بی لاف گفتار فصیح
مثلِ مریمؑ حاملِ عیسیٰؑ تمام	چپ ہیں اور بے لاف ہیں اور خوش کلام
ماهِ ما بی نطق خوش بر تافته است	هر زبان نطق از فرِ او یافته است
خوب ہے بے نطق چمکا ماہِ آب	ہر زباں ہے اُس کے دم سے فیضیاب
نطقِ عیسیٰؑ از فرِ مریمؑ بود	نطقِ آدمؑ پرتوِ آن دم بود
نطقِ عیسیٰؑ فیض سے مریمؑ کے تھا	نطقِ آدمؑ عکس سے اس دم کے تھا
تا زیادت گردد از شکر ای ثقات	پس نباتِ دیگر است اندر نبات
شکر ادا کرنے سے تا نعمت بڑھے	جیسے سبزے میں سے اک سبزہ اُگے
عکسِ آن اینجاست ذلَّ من قنع	اندرین طور است عزَّ من طمع
اب اُلٹ ہے یعنی قانع ہے ذلیل	اور طامع ہے معزز بے دلیل
در جوالِ نفسِ خود چندین مرو	از خریدارانِ خود غافل مشو
نفس کی گٹھری میں یوں داخل نہ ہو	اور خریداروں سے تو غافل نہ ہو
تا نمانی تو پریشان حال از آن	آنچنان فرموده صاحبدلان
تا نہ تو اس سے پریشاں حال ہو	یاد رکھ صاحب دلوں کے قول کو

دوسرے سال جوحی کی بیوی کا قاضی کے پاس آنا

باز بعدِ سالی آن جوحی ز فن	رو به زن کرد و بگفت ای چست زن
سال بھر کے بعد جوحی ایک بار	بولا بیوی سے کہ ہاں اے ہوشیار

لہ یعنی نعمت شہودِ حق - جس نے اس میں اپنی روح پھونک دی ہے

آں وظیفہ پار را تجدید کن	پیش قاضی از گلہ من گو سخن
جس پرانی بات کو پھر کر نیا	جا کے تو قاضی سے کر میرا گلا
زن بر قاضی در آمد با زناں	مر زنے را کرد آں زن ترجماں
عورتوں میں رل کے وہ عورت گئی	ترجماں ان میں سے اک اس کی ہی
تا نہ بشناسد ز گفتن قاضیش	یاد ناید از بلائے ماضیش
بات سے قاضی نہ پہچانے کہیں	اور بلا گذری نہ یاد آئے کہیں
ہست فتنہ غمزۂ غماز زن	لیک آں صد تو شود ز آواز زن
غمزۂ زن اک ہے فتنہ جان لے	سو گنا ہو جاتا ہے آواز سے
چوں نمی تانست آغازید فراشت	غمزۂ پنہان زن سودے نداشت
جب نہ وہ آواز اونچی کر سکی	غمزۂ پنہاں ہوا بے سود ہی
گفت قاضی رو تو خصمت را بیار	تا دہم کار ترا با او قرار
بولا قاضی۔ جا تو شوہر اپنا لا	تا کہ تیری بات کا ہو فیصلا
جوحی آمد قاضیش نشناخت زود	کو بوقت لقیہ در صندوق بود
جوحی آیا۔ تاڑ اُسے قاضی گیا	دیکھا تھا صندوق میں جب تھا گھسا
ز و شنیده بود آواز درون	در شراء و بیع در نقص و فزوں
اس کی آواز اس نے اندر سے سُنی	جبکہ تھی صندوق کی بکری ہو رہی
گفت نفقہ زن چرا ندہی تمام	گفت کز جاں شرع را ہستم غلام
بولا۔ کیوں دیتا نہیں نفقہ تمام	بولا۔ جاں سے ہوں شریعت کا غلام
لیک گر میرم ندارم من کفن	ور قمارم مفلس و شش پنج زن
گر جو مر جاؤں کفن پاؤں کہاں	ہیں جوئے میں پنج و شش کہتا ہوں ہاں
زیں سخن قاضی مگر بشناختش	یاد آورد آں دغاے آں باختش
جانا قاضی نے اُسے اس بات سے	اس کی یاد آئی دغا بازی اُسے

از شش و از پنج عارف گشت فرد	محو گشتہ است زیں شش پنج نرد
جو ہے عارف - پنج و شش سے ہے جدا	نرد شش پنج جہاں سے ہے بچا
رست او زیں پنج حس و شش جہت	از وراۓ آں ہمہ کرد آگہت
پنج حس اور شش جہت سے وہ چھٹا	باخبر اس پار سے تجھ کو کیا
شد اشاراتش اشارات ازل	جاوز الاوہام طرّاً و اعتزل
بھید ازل کے اُس کی رمزیں ہیں عجب	جا نہیں سکتے جہاں اوہام سب
زیں چہ شش گوشہ گر نبود ولی	چوں بر آرد یوسفے را از دولی
چاہ شش پہلو کا جو قیدی بنا	کیسے یوسف کو نکالے گا بھلا
وار وے بالاۓ چرخ بے ستن	جسم او چوں دلو در چہ چارہ کن
ہاں مگر وہ جو ہے اوپر چرخ کے	جسم[3] اس کا چاہ میں چارہ کرے
یوسفاں چنگال در دلوش زدہ	رستہ از چاہ و شہ مصری شدہ
یوسف[2] اُس کے ڈول کو بس تھام کے	چہ سے نکلے مصر کے سلطاں ہوئے
دلو ہائے دیگر از چہ آب جو	دلو او فارغ ز چہ اصحاب جو
ڈول اکثر پانی ڈھونڈیں چاہ سے	چہ سے فارغ - طالب اہل نصر کے
دلو ہا غوّاص آب از بہر قوت	دلو او قوت و حیات جان حوت
ڈول اکثر غوطہ خور آب ہی	جیسے مچھلی پانی کی طالب ہوئی
دلو ہا وابستۂ چرخ بلند	دلو او در اصبعین زورمند
ڈول ہیں وابستۂ چرخ بلند	چرخ کا ہے ڈول تھامے زورمند

[1] یعنی وہ بیمار گمراہی کا علاج کرتا ہے۔

[2] یعنی چاہ دنیا میں پھنسے ہوئے لوگ۔

[3] یعنی جسم۔

دلو چہ یا حبل چہ یا چرخ چہ / ایں مثالی نیست یکساں ای اخی

ڈول کیا۔ رسی ہے کیا۔ یا چرخ کیا / یہ مثال نہیں ہے ہمسر اے باصفا

از کجا آرم مثال بے شکست / کفو او نے آمد و نے آمدہ است

لاؤں اس کی ٹھیک میں کیسے مثال / وہ رہا ہے اور رہے گا بے مثال

صد ہزاراں مرد پنہاں در یکے / صد کمان و تیر درج ناوکے

مرد ہیں اُس ایک میں لاکھوں نہاں / ایک ناوک میں ہیں سو تیر و کماں

ما رمیت اذ رمیت فتنۂ / صد ہزاراں خرمن اندر حفنۂ

ما رمیت اذ رمیت اک ہوا / لاکھ خرمن مشت گندم میں چھپا

آفتابے در یکے ذرہ نہاں / ناگہاں آں ذرہ بکشاید دہاں

وہ ہے اک خورشید ذرے میں نہاں / کھولتا ہے منہ وہ ذرہ ناگہاں

ذرہ ذرہ گردد افلاک و زمیں / پیش آں خورشید چوں جست از کمیں

ذرہ ذرہ بنتا ہے چرخ و زمیں / سب وہ سورج کو دکھاتے ہیں ابھی

ایں چنیں جانے چہ درخورد تن است / ہیں بشو اے جان ازیں تن ہر دو دست

جان ایسی کب ہے لائق جسم کے / ہاتھ دھولے جان تو اس جسم سے

اے تن گشتہ وثاق جان بس است / چند تاند بحر در مشکے نشست

ہے بہت کافی تن جو قصر جاں بنا / مشک میں دریا سما سکتا کہاں بھلا

اے ہزاراں جبرئیل اندر بشر / اے مسیحاے نہاں در جوف خر

آدمی میں ہیں بہت جبریل ہاں / قالب خر میں مسیحا ہیں نہاں

اے کلیم اللہ نہاں اندر نمد / واقف است از حرف سر خویش خود

ہے نمد میں ہاں کلیم اللہ چھپے / ڈر رہے ہیں واقف سر کے بھید سے

ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی یعنی جب تو نے تیر پھینکا تو تو نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا کہ ہاتھ اللہ کا تھا

اے حبیب اللہ نہاں در غارِ تن	گنج ربّانی نہاں در مارِ تن
غارِ تن میں ہے حبیب اللہ کا	مارِ تن میں گنج ربّانی چھپا
اے ہزاراں کعبہ پنہاں در کنیس	اے غلط انداز عفریت و بلیس
دیر میں کعبے ہزاروں ہیں چھپے	دیو اور شیطاں ہیں گمرہ کرے
سجدہ گاہِ لامکانی در مکاں	مر بلیساں را از تو ویراں دکاں
سجدہ گاہِ لامکاں تیرا مکاں	اور بلیسوں کی ویراں ہے دکاں
کہ چرا من سجدہ ایں طیں کنم	صورتے را چوں لقب دیں کنم
سجدہ مٹی کو کروں کس واسطے	صورت تو دل کو کہوں دیں کس لئے
نیست صورت چشم را نیکو بمال	تا ببینی شعشعہ نورِ جلال
آنکھ مل کر دیکھ ۔ یہ صورت نہیں	تا تو دیکھے نورِ رب العالمیں

شہزادے کے قصے کی طرف رجوع

شاہزادہ پیش شہ حیران ایں	ہفت گردوں دیدہ در یک مشتِ طیں
پیش شہ حیراں تھا شہزادہ وہاں	مشتِ گل میں دیکھے ساتوں آسماں
ہیچ ممکن نے بہ بحثے لب کشود	لیک جاں با جاں دمے خامش نبود
گرچہ طاقت تھی نہ اس میں بحث کی	جاں لیکن ایک دم بھی چپ نہ تھی
آمدہ در خاطرش کیں بس خفی است	ایں ہمہ معنیست پس صورت ز چیست
راز ہے یہ۔ سوچا یہ شہزادے نے	جو ہے معنی ۔ پھر ہے صورت کس لئے
صورتے از بے صورتی آباد کن	خفتہ ہر خفتہ را منقاد کن
صورتوں سے تو الگ سارہ پہ ملا	تو ہے غافل نفس کو تابع بنا

[1] یعنی وجود ۔

[2] یعنی ظاہر کی بادشاہی ۔

آں کلامت می رہاند از کلام — واں سقامت می چہاند از سقام

بات علیمی تجھ کو باتوں سے چھڑائے — وہ مرض امراض سے تجھ کو بچائے

پس سقامِ عشق جانِ صحت است — رنجہااش حسرتِ ہر راحت است

جانِ صحت کی مرض ہے عشق کا — رنج اس کا حسرتِ راحت ہُوا

اے تن اکنوں دستِ خود زیں جاں بشو — ور ہمی شوئی جز ایں جانے بجو

اب تو اے تن! ہاتھ دھولے جان سے — اور کوئی جان ورنہ ڈھونڈ لے

شہزادے پر شاہِ چین کی نوازش

حاصل آں شہ نیک او را می نواخت — او از آں خورشید چوں مہ می گداخت

شاہِ چین شہزادے پر تھا مہرباں — مہر سے جوں مہ وہ گھلتا بے گماں

آں گدازِ عاشقاں باشد نمو — ہمچو ماہ اندر گدازش تازہ رو

ہے گدازِ عاشقاں نشو و نمو — چاند گھلنے پر ہے جیسے تازہ رو

جملہ رنجوراں دوا دارند امید — نالد ایں رنجور کم افزوں کن امید

سارے بیماروں کو امیدِ دوا — بولے عاشق، کم مرض ہے، دو سوا

جملہ رنجوراں شفا جویند ازیں — رنج افزوں جوید و درد و حنیں

کل مریض اپنی شفا چاہیں مگر — چاہے عاشق رنج و نالہ بیشتر

خوب تر زیں سم ندیدم شربتے — زیں مرض خوشتر نباشد صحتے

خوب تر اس زہر سے شربت نہیں — اس مرض سے عمدہ تر صحت نہیں

زیں گنہ بہتر نباشد طاعتے — سالہا نسبت بدیں دم ساعتے

اس گنہ سے بہتر اک طاعت نہیں — سال عاشق کو ہیں ساعت بالیقیں

مدتے بد پیشِ آں شہ زیں نسق — دل کباب و جاں نہادہ بر طبق

پاس شہ کے یوں وہ عرصے تک رہا — دل کباب اور جان حاضر برملا

گفت شہ از ہر کسے یکسر برید	من از و ہر لحظہ قربانم جدید
سب سے توڑا اس کو قول شاہ نے	اس کی قربانی ہوں ہر دم ۔ وہ کہے
من فقیرم از زر و از سر غنی	صد ہزاراں سر خلف دارم سنی
میں فقیر اور زر سے سر سے ہوں غنی	لاکھ سر کی اس نے دولت مجھ کو دی
با دو پا در عشق نتواں تاختن	با یکے سر عشق نتواں باختن
طے نہ دو پاؤں سے ہو رہ عشق کی	ایک سر سے عشق بازی کب ہوئی
ہر یکے را خود دو پا و یک سر است	با ہزاراں پا و سر تن نادر است
ہر کسی کے پاؤں دو ۔ سر ایک ہاں	پر ہزاروں پاؤں سر کا تن کہاں
زیں ہمہ ہنگامہا کل شد ہدر	ہست ایں ہنگامہ ہر دم گرم تر
مٹ گئے دنیا کے ہنگامے مگر	ہر گھڑی ہنگامہ یہ ہے گرم تر
معدن گرمیست اندر لامکاں	ہفت دوزخ از شرارش یک دخاں
لامکاں میں یہ ہے معدن گرم ہاں	سات دوزخ جس کے شعلے کا دھواں
ز آتش دوزخ گریزاں شد جحیم	زانکہ ایشاں راست پر نار و نعیم
آگ سے دوزخ گریزاں ہو گئی	کیونکہ وہ عشاق پر جنت بنی

جُز[ل] یا مومن فان نورک اطفأ ناری کا بیان

ز آتش مومن ازیں رو اے صفی	می شود دوزخ ضعیف و منطفی
مومنوں کی آگ سے اس واسطے	عاجز آئے دوزخ آگ اس کی بجھے
گویدش بگذر سبک اے محتشم	ورنہ ز آتش ہائے تو مرد آتشم
اس سے کہتا ہے ۔ گزر تو جلد ہی	ورنہ میری آگ بجھ سے بجھ چلی

ل حدیث شریف ۔ یعنی اے مومن! آگ سے جلد نکل جا ۔ بیشک تیرا نور میری آگ بجھائے دیتا ہے ۔

کفر کہ کبریت دوزخ اوست و بس ۔۔۔ ہین بہ پیچانید او را این نفس

کفر جو کبریت دوزخ کی ہُوا ۔۔۔ دیکھ اسے اس دم نفث پژمردہ کیا

زود کبریتت بدین سودا سپار ۔۔۔ تا نہ دوزخ بر تو تازد زوئے شرار

جلد ادھر اکسیر اپنی بھیج دے ۔۔۔ تا نہ دوزخ تجھ پہ حملہ کر سکے

گویدش جنت گذر کن ہمچو باد ۔۔۔ ورنہ گردد ہر چہ من دارم کساد

بولیگی جنت ۔ ہوا بن کر گذر ۔۔۔ ورنہ ہوگا ۔ تجھ کو نقصان سربسر

کہ تو صاحب خرمنی من خوشہ چین ۔۔۔ من بُتے ام تو ولایتہائے چین

صاحب خرمن ہے تو ۔ میں خوشہ چیں ۔۔۔ میں ہوں اک بُت ۔ تو مگر ہے ملک چیں

ہست لرزان زو جحیم و ہم جنان ۔۔۔ نے مر این را نے مر او را زو امان

کانپتی ہے اس سے دوزخ اور جناں ۔۔۔ اس کو اور اس کو نہیں اس سے اماں

بڑے شہزادے کی وفات

رفت عمرش چارۂ فرصت نیافت ۔۔۔ صبر بس سوزان بُد و جان بر نتافت

عمر گزری ۔ کچھ نہ اس کا بس چلا ۔۔۔ صبر سوزاں سے نہ وہ جانبر ہُوا

مدتے دندان کنان این می کشید ۔۔۔ نارسیدہ عمر او آخر رسید

خون و زاری ہی میں گزرے صبح و شام ۔۔۔ عمر آخر ہو گئی اس کی تمام

صورت معشوق او شد در نہفت ۔۔۔ رفت و شد با معنیِ معشوق جفت

چہرہ گو معشوق کا اس سے چھپا ۔۔۔ معنیِ معشوق سے پر جا ملا

گفت لبسش گر ز شعر شوشتر است ۔۔۔ اعتناق بے حجابش خوشتر است

گو لباس ہے کالے ریشم کا مگر ۔۔۔ وصل بے پردہ اسے ہے خوب تر

لہ یہ معنی کا قول ہے ۔

من شدم عریان ز تن او از خیال	می خرامم در نهایات الوصال
تن سے میں عریاں ہوں وہ افکار سے	خوب ہوں گے لطف حاصل وصل کے
این مباحث تا بدین جا گفتنیست	ہرچہ آید زین سپس بنہفتنیست
ہے یہاں تک بحث قابل کہنے کے	اس سے آگے ہے چھپانے کے لئے
گر بگوئی ور بکوشی صد ہزار	ہست بیگار و نگردد آشکار
گر چھپائے یا کہے تو لاکھ بار	فائدہ کیا وہ نہ ہوگی آشکار
تا بدریا سیر اسپ و زین بود	بعد ازانت مرکب چوبین بود
اسپ و زین کی سیر دریا تک بھلی	بعد اس کے تجھ کو اک کشتی چلی
مرکب چوبین بخشکی ابتر است	خاص ہر دریائیان را رہبر است
کشتی خشکی میں مگر ابتر ہوئی	رہبر دریائیاں بے شک بنی
این خموشی مرکب چوبین بود	بحریان را خامشی تلقین بود
یہ خموشی ایک کشتی جان سے	بحریوں کو چپ ہی رہنا چاہئے
ہر خموشے کہ ملولت می کند	نعرہ‌ہائے عشق زان سو می زند
جو ہے خاموش اور تجھے غمگیں کرے	مارتا ہے اس جانب سے نعرے عشق کے
تو ہمی گوئی عجب خامش چراست	او ہمی گوید عجب گوشش کجاست
تو کہے یہ کس لئے خاموش ہاں	وہ کہے ہیں کان تیرے ہیں کہاں
من ز نعرہ کر شدم او بے خبر	تیز گوشان زین سمر ہستند کر
میں ہوں بہرا نعروں سے وہ بے خبر	تیز گوش ان سب سے بہرے ہیں مگر
آن یکے در خواب نعرہ می زند	صد ہزاران بحث و تلقین می کند
خواب میں کوئی ہے نعرے مارتا	بحث و تلقین لاکھ ہے وہ کر رہا
این نشستہ پہلوے آن بے خبر	خفتہ خود آنست کز وی شور و شر
پاس جو بیٹھا ہے وہ ہے بے خبر	خفتہ خود سنتا نہیں وہ شور و شر

آں کسے کش مرکب چوبیں شکست / غرق شد در آب او خود ماہیست

جس کسی کی ٹوٹی کشتی پھر ملا / غرق دریا میں ہوا مچھلی بنا

نے خموش است و نہ گویا نادر است / حال او را در عبارت نام نیست

وہ نہ چپ ہے اور نہ گویا ہے عجب / حال اس کا ہو سکے تحریر کب

نے ازیں دو ہر دو ہست بوالعجب / شرح آں گفتن بروں است از ادب

وہ نہیں ان دو سے دونوں سے عجب / شرح کرنا اس کی بیرون ادب

ایں مثال آمد رکیک و بے درود / لیک در محسوس ازیں بہتر نبود

گو ہے ناقص یہ مثال اور ناروا / حسی یہ لیکن سب سے بہتر ظاہرا

منجھلے شہزادے کا بڑے بھائی کے جنازے پر آنا

حاصل آں شہزادہ از دنیا برفت / جانش پر آذر جگر پر سوز تفت

الغرض شہزادہ دنیا سے گیا / جان پر آتش جگر پر سوز تھا

کوچکیں رنجور بود و آں وسط / بر جنازہ آں بزرگ آمد فقط

چھوٹا تھا بیمار اور منجھلا جو تھا / اپنے بھائی کے جنازے پر گیا

شاہ دیدش گفت قاصد کیں کیست / کہ ازاں بحر است ویں ہم ماہیست

شاہ نے دیکھا تو قصداً بول اٹھا / ہے اسی دریا کی مچھلی یہ بھی کیا

پس معرف گفت پور آں پدر / ایں برادر زاں برادر خرد تر

پس معرّف نے کہا ہے ٹھیک ہاں / یہ برادر خرد اور وہ تھا کلاں

شہ نوازیدش کہ ہستی یادگار / کرد او را ہم بدیں پرسش شکار

کی نوازش شہ نے تو ہے یادگار / کرلیا اس طرح اس کو بھی شکار

از نوازشہائے آں شاہ وحید / در تن خود غیر جان جانے بدید

شاہ یکتا کے کرم سے بے گماں / کچھ نہ دیکھا تن میں غیر جان جاں

در دلِ خود یافت عالی عالمے	کاں نیابد کس بہ صد خلوت ہمے
اک بڑی دنیا ملی دل میں اسے	جو نہ سو خلوت سے کوئی پا سکے
در دلِ خود یافت عالی غلغلہ	کہ نیابد صوفی آں در صد چلہ
دل میں اپنے پاتے ایسے غلغلے	جو نہ سو چلوں میں صوفی پا سکے
عرصۂ دیوار و سنگ و کوہ تافت	پیشِ او چوں نار خنداں می شگافت
سب در و دیوار۔ دشت و کوہسار	اس کے آگے ہنستے تھے مثلِ انار
ذرہ ذرہ پیشِ او چوں آفتاب	دمبدم می کرد صد گوں فتح باب
ذرے اس کے آگے مثلِ آفتاب	کرتے تھے سو طرح گویا فتح باب
باب گہ روزن شدے و گہ شعاع	خاک گہ گندم شدے گہ کاہ صاع
در کبھی روزن تھا اور کرنیں کبھی	خاک گہ گندم تھی گاہے گھاس تھی
در نظرہا چرخ بس کہنہ قدید	پیشِ چشمش ہر دمے خلقے جدید
چرخ نظروں میں تھا سوکھے گوشت سا	دیکھتا تھا ہر گھڑی عالم نیا
روح زیبا چونکہ وارست از جسد	از قضا بیشک چناں چشمش رسد
روح زیبا جسم کو جب چھوڑ دے	تو قضا سے آنکھ اسے ایسی ملے
صد ہزاراں غیب پیشش شد پدید	آنچہ چشمِ محرماں بیند بدید
ہو گئیں لاکھوں چھپی چیزیں عیاں	دیکھا جو کچھ دیکھے چشمِ محرماں
آنچہ او اندر کتب برخواندہ بود	چشم را از صورتِ آں بر کشود
جو کچھ اس نے تھا کتابوں میں پڑھا	دیکھا اپنی آنکھ سے وہ برملا
از غبارِ موکبِ آں شاہِ نر	یافت او کحلِ عزیزے در بصر
شاہ کے لشکر کی گرد راہ سے	سرمہ بینائی کا ہاتھ آیا اسے
بر چنیں گلزار دامن می کشید	جزو جزوش نعرہ زن ہل من مزید
چلتا تھا ایسے چمن میں وہ سعید	اس کی رگ رگ کہتی تھی ہل من مزید

گلشنی کز بقل روید یک دم است — گلشنی کز عقل روید خرم است
بقل کا گلزار ہے بے اعتبار — عقل کا گلزار لیکن پُر بہار

گلشنی کز گل دمد گردد تباه — گلشنی کز دل دمد وا فرحتاه
جو چمن رنگِ گل سے ہے گا ویراں ہُوا — جو چمن دل سے اُگا ہے وہ مہکتا

علمهای با مزه دانسته مان — زان گلستان یک دو سه گلدسته دان
بے مزہ جو علم ہم ہیں جانتے — اک دو گلدستے ہیں اُس گلزار کے

زان زبون این دو سه گلدسته ایم — کین در گلزار بر خود بسته ایم
مر مٹے ہیں - ہم جو ان گلدستوں پہ — کر لیا بند اُس چمن کا ہم نے در

آنچنان مفتاح ها هر دم بنان — می فتد ای جان دریغا از بنان
کنجیاں افسوس اس گلزار کی — وہ چھٹی ہاتھ سے ہیں گر رہی

ور دمی هم فارغ آرندت ز نان — گرد چادر گردی و عشوه زنان
گر تجھے روٹی کبھی ملتی نہیں — کام لیتا ہے وفا سے بالیقیں

باز استسقات چون شد موج زن — ملک شهری بایدت پر نان و زن
پھر اگر یہ چاہیں تیری موج زن — ملک تجھ کو چاہیے پُر نان و زن

مار بودی اژدها گشتی مگر — یک سرت بود این زمان هفت سر
سانپ تھا اب ہو گیا اژدر مگر — پہلے تو یک سر تھا اب ہے ہفت سر

اژدهای هفت سر دوزخ بود — حرص تو دانه است و دوزخ فخ بود
ہفت سر اژدر تو ہے دوزخ کا نام — حرص تیری دانہ ہے دوزخ ہے دام

دام را بدران بسوزان دانه را — باز کن درهای نو این خانه را
دام کو پھاڑ دے دانہ پھونک دے — کھول دے اس گھر کے نو دروازے

چون تو عاشق نیستی ای نر گدا — همچو کوهی بی خبر داری صدا
اور اگر عاشق نہیں تو اے گدا — بے خبر ہے مثل کوہ اٹھ پکار صدا

کوه را گفتار کے باشد ز خود
عکس غیر است آں صدا اے معتمد

ہے پہاڑ از خود بھلا کب بولتا
عکس ہے وہ غیر کی آواز کا

گفت تو زاں سو کہ عکس دیگریست
جملہ احوالت بغیر عکس نیست

بات تیری غیر کا ہے عکس جب
حال تیرا ہے بغیر عکس کب

خشم و ذوقت ہست عکس دیگراں
شادی قوادے و خشم عواں

عکس غیراں ذوق اور غصہ تیرا
شادی دلال ہے غصہ شحنے کا

آں عواں را آں ضعیف آخر چہ کرد
کہ وہر اورا بہ کینہ زجر و درد

کیا بچارے نے بگاڑا شحنے کا
کینے سے اس پر خفا ہے زجر دیا

تا بکے عکس خیال لامعہ
جہد کن تا گرددت ایں واقعہ

تو بچے گا تا بکجا عکس خیال
کر ذرا کوشش کہ بدلے تیرا حال

تا کہ گفتارت ز حال تو بود
سیر تو با پر و بال تو بود

ہو تری گفتار تیرے حال سے
سیر تیری تیرے پر و بال سے

صید گیرد تیر ہم با پر غیر
لاجرم بے بہرہ گشت از لحم طیر

صید پکڑے تیر پر غیر سے
رہتا ہے بے بہرہ لحم طیر سے

باز صید آرد بخود از کوہسار
لاجرم شاہش خوراند کبک و سار

باز خود کہسار سے لاتے شکار
دے اُسے کبک اور مینا شہریار

باز از پر خود آرد صید شک
لاجرم شاہش خوراند لحم کبک

کھینچتا ہے باز جو پر سے شکار
کبک ہے اس کو کھلاتا شہریار

منطقے کز وحی نبود از ہواست
ہمچو خاکے در ہوا و بر ہباست

ہے ہوس جو علم الہامی نہ ہو
خاک ہے ناپہنچ اوپر جا سکے گو

لہ یعنی پرندے کا گوشت ۱۲

گر نماید خواجه را این دم غلط	ز اوّل والنجم برخواں چند خط
گر نظر آئے یہ اسے خواجہ غلط	اوّل[۱] والنجم سے پڑھ چند خط
تا که ما ینطق محمد از هوا	ان هو الّا بوحی احتویٰ
بات آنحضرتؐ نہ خود کہتے کوئی	وحی جو آتی تھی۔ فرماتے وہی
احمدا چون نیستت از وهم پاس	جسمیاں را دہ تحرّی و قیاس
بولا حق - احمدؐ! تجھے ہے وہم اگر	جسمیوں کو دے ہدایت سر بسر
تا بدانی که محمد از هوا	وانگفت و گفت از وحی خدا
مصطفیٰؐ کا قول ہے غیر از ہوا	ہے سراسر وحی و الہام خدا
کز ضرورت هست مُردارے حلال	که تحرّی نیست در کعبهٔ وصال
ہے ضرورت میں تو مُردہ بھی حلال	ہیں ہدایت سے بری اہل وصال
بے تحرّی و اجتهادات هُدیٰ	هر که بدعت پیشه گیرد از هوا
بے طلب نیکی کے۔ بے راہ ہدیٰ	جو ہوئے حرص و ہوا میں مبتلا
همچو عادش بر برد باد و کشد	نے سلیمان است تا تختش کشد
مثل عاد اس کو ہوا کر دے فنا	کب سلیماں ہے کہ تخت اُس کا اُڑا
عاد را باد است حمّال خذول	همچو برّه در کف مرد اکول
تھی ہوا حمّال قوم عاد کو	جیسے برّہ ہاتھ میں پیٹو کے ہو
همچو فرزندش نهاده بر کنار	می برد تا بکشدش قصاب وار
جیسے ماں فرزند کو گودی میں لے	اس کو لے جاتی ہوا تا مار دے

۱؎ قولہ تعالیٰ۔ والنجم اذا ہویٰ ما ضلّ صاحبکم وما غویٰ ما ینطق عن الہویٰ ان ہو الّا وحی یوحیٰ۔ یعنی اس ستارے کی قسم ہے جب وہ ڈوبتا ہے تمہارا صاحب رفیق جو پیغمبر ہے نہ گمراہ ہے نہ بھٹکا ہوا۔ اور نفس کی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتا۔ اور جو کچھ کہتا ہے وحی کے سوا نہیں۔ جو اس پر القا کی جاتی ہے۔ ۲؎ آیات سے مراد ہے۔

عادیان را باد زانسکبار بود	یار می پنداشتند اغیار بود
تھی تکبر سے ہوا وہ عاد پر	جانتے تھے یار - تھی دشمن مگر
چون بگردانید ناگہ پوستین	خرد و شان بشکست آن بئس القرین
جب ہوا نے چولا بدلا ناگہاں	عادیوں کو پیس ڈالا بے گماں
باد را بشکن کہ بس فتنہ است باد	پیش ازان کت بشکند او ہمچو عاد
توڑ دے اس باد کو - فتنہ ہے باد	توڑنے پائے نہ تجھ کو مثل عاد
ہود دادے پند کاے پر کبر خیل	بر کند از دستتان این باد ذیل
ہود کہتے تھے گروہ پر غرور	یہ ہوا دامن چھڑائے گی ضرور
لشکر حق است باد و از نفاق	چند روزے با شما کرد اتفاق
ہے ہوا اک لشکر حق پر نفاق	چند روزہ تم سے اس کا اتفاق
او بسر با خالق خود راست است	چون اجل آید برآرد باد دست
وہ ہے پوشیدہ خدا کے ساتھ ہاں	جب اجل آجائے گی ہوگی عیاں
این جہان باد است کا مین می گذشت	بود ہمچون جان و ہمچون مرگ گشت
یہ ہوا ہے بے خطر جو چاہتی تھی	جان تھی - اب موت لیکن ہو گئی
دست آن کس کو بحدت دست بوس	وقت خشم آن دست می گردد دبوس
جیسے تو چومے کسی کے ہاتھ کو	وقت غصہ - ہاتھ وہ اک گرز ہو
باد را اندر دہان بین رہ گذر	ہر نفس آنان رواں با کر و فر
منہ کے اندر بھی ہوا ہے دیکھ لے	سانس ان کی ہے رواں اک شان سے
حلق و دندان ہا از و ایمن بود	حق چو فرماید بدندان در فتد
اس سے حلق اور دانت ہیں محفوظ سب	پھیلے دانتوں میں خدا فرمائے جب
کوہ گردد ذرۂ باد و ثقیل	درد دندان دارد ش زار و علیل
اس کا ذرہ ہو پہاڑ اور ہو ثقیل	دانت کا درد اس کو رکھتا ہے علیل

یارب و یارب برآرد او ز جان / کہ ببر ایں باد را اے مستعان

یارب و یارب وہ ہے اب کر رہا / دور کر دے اس ہوا کو اے خدا

اے دہاں غافل بُدی زیں یاد رو / از مرض و ندان در استغفار شو

اے دہن! غافل ہوا ہے تو جو تھا / توبہ کر اب عجز اور زاری سے جا

چشم سختش اشکہا باراں کند / منکراں را درد اللہ خواں کند

درد اُس کی آنکھ سے آنسو بہائے / منکروں کو اللہ اللہ وہ کرائے

چوں دم مرد ار نپذرفتی ز مرد / وحی حق را ہیں پذیرا شو ز درد

تو نے قول حق نہ مانا مرد سے / وحی حق کو مان لے اب درد سے

باد گوید پیکم از شاہ بشر / گہ خبر خیر آورم گاہے بہ شر

باد بولے میں ہوں قاصد شاہ کی / خیر کی لاؤں خبر شر کی کبھی

زانکہ مامورم امیر خود نیم / من چو تو غافل ز شاہ خود کیم

کیونکہ میں محکوم ہوں حاکم نہیں / اس سے تیری طرح غافل ہوں کہیں؟

گر سلیماںؑ وار بودے حال تو / چوں سلیماںؑ گشتمے حمال تو

جوں سلیماں ہوتا تیرا حال اگر / میں تری مزدور بنتی بے خطر

عاریہ استم گشتمے ملک کفت / کردمے بر راز خود من واقفت

عاریت ہوں، ہوتی تیری ملک اگر / رازداں تجھ کو بناتی سر بسر

لیک چوں تو یاغیی من مستعار / می کنم خدمت ترا روزے سہ چار

تو مگر باغی ہے میں ہوں مستعار / تیری خادم ہوں فقط دن تین چار

پس چو عادت سرنگوں ہا دہم / ز اسپہ تو یاغیانہ برجہم

پھر تجھے جوں عاد کردوں گی خراب / باغیانہ تجھ سے بھاگوں گی شتاب

تا بغیب ایماں تو محکم شود / آں زماں کایمانت مایہ غم شود

اب کہیں ایماں ترا محکم ہوا / جبکہ ایماں مایۂ غم بن گیا

آن زمان خود جملگان مؤمن شوند — آن زمان خود سرکشان بر سر دوند

ہوں گے مومن اس زمانے میں تمام — سرکش اس دم سر کے بل دوڑیں گے عام

آن زمان زاری کنند و افتقار — همچو دزد و راهزن در زیر دار

ہوں گے عاجز روئیں گے وہ زار زار — جس طرح چور اور رہزن زیر دار

لیک گر در غیب گردی مستوی — مالک دارین و شحنه خود توی

غیب میں لیکن جو تو مومن ہوا — کوتوال اور شاہ دو عالم بنا

شحنگی و پادشاهی مقیم — نی دو روزه مستعار است ای سلیم

اور وہ شاہی جیسے دائم قیام — عاریتہ اور نقص کا اس میں نہ کام

رسته از بیگار و کار خود کنی — هم تو شاه و هم تو طبل خود زنی

چھٹکے جھگڑے سے وہ کام اپنا کرے — خود ہی شہ، خود طبل زن اپنا بنے

چون گلو تنگ آورد بر ما جهان — کاش خود بودی خاک این حلق و دهان

جب دبائے گا گلا اک دن جہاں — کاش مٹی کھاتا یہ حلق و دہاں

این دهان خود خاک‌خواری آمده‌ست — لیک آن خاکی که رنگین شده است

یہ دہن کھاتا ہے بے شک خاک ہی — خاک وہ لیکن جو رنگین ہو گئی

این کباب و این شراب و این شکر — خاک رنگین است و نقشین ای پسر

یہ کباب اور یہ شراب اور یہ شکر — خاک ہے رنگین و منقوش اے پسر

چونکه خوردی و شد آنها لحم و پوست — رنگ لحمش داد این هم خاک کوست

کھا گئے کھال اور گوشت ان سے بنا — خاک کو کی گوشت کی رنگت عطا

هم ز خاکی بخیه بر گل می‌زند — جمله را هم باز خاکی می‌کند

خاک میں بخیہ لگاتا ہے خدا — خاک پھر سب کو بنا دے گا بھلا

هندو و قفچاق و رومی و حبش — جمله یک رنگ اند اندر گور خوش

ہندی، ترکی، رومی، زنگی اے پسر — قبر میں یک رنگ ہیں یہ سر بسر

تابداقی کاں ہمہ نقش و نگار   جملہ روپوش است و ملکِ مستعار

ل تاکہ تو جانے وہ سب نقش و نگار   تھے نہاں اور اک متاعِ مستعار

رنگ باقی صبغۃ اللہ است و بس   غیر آں بربستہ داں ہمچون جرس

رنگ باقی رنگ اللہ کا ہے بس   دوسرے تو رنگ ہیں مثلِ جرس

رنگ صدق و رنگ تقوی و یقین   تا ابد باقی بود بر عابدین

صدق و تقوی اور یقیں کا رنگ ہاں   عابدوں پر ہوگا دائم بے گماں

رنگ کفران و شک و شرک و نفاق   تا ابد باقی بود بر جان عاق

رنگ کفران و نفاق و شرک کا   تا قیامت جانِ سرکش پر رہا

چوں سیہ روئی فرعون دغا   رنگ او باقی و جسم او فنا

رنگ جیسے پُر دغا فرعون کا   رنگ باقی جسم اس کا مٹ گیا

برق و فرِ روئے خوب عابدین   تن فنا شد واں بقا تا یوم دین

دیکھ لو نیکوں کے چہروں کی چمک   مٹ گیا تن۔ وہ ہے باقی حشر تک

زشت آں زشت است و خوب آں خوب و بس   دائم ایں ضحاک و آں اندر عبس

جو یہاں جیسا۔ وہاں ویسا بنے   ترش رو بد۔ نیک ہنستا ہی رہے

خاک را رنگے و فرہنگے دہد   ہمچو کودک ما براں جنگے دہد

خاک کو عقل اور رنگینی ملی   ہم کو لڑکوں کی طرح جنگ اس پہ دی

از خمیرے اشتر و شیرے پزند   کودکاں از حرص آں کف می گزند

اونٹ اور شیر آٹے کے پکتے ہیں عام   ہاتھ چاٹیں حرص سے لڑکے تمام

شیر و اشتر ناں شود اندر دہاں   درنگیرد ایں سخن با کودکاں

ناں منہ میں شیر اور اشتر بنے   کب اثر یہ بات لڑکوں پر کرے

ل یعنی جب چاہا۔ اتار لیا۔

دامن پُر خاک ما چون کودکان	رفتہ از سر جہد اسباب دکان
دامن پُر خاک مثل کودکاں	کچھ نہیں پروائے اسباب دکاں
کودک اندر جہل و پندار و شک است	شکر باری قوت او اندک است
لڑکا اندر جہل اور پندار کے	شکر باری کی نہیں طاقت اُسے
وائے زان طفلان کہ پیری می کنند	لنگ مورانند و میری می کنند
حیف اُن لڑکوں پہ جو پیری کریں	لنگڑے چیونٹے ہیں مگر میری کریں
طفل را استیزہ و صد آفت است	شکر آن کو بے فن و بے آلت است
طفل کو جھگڑے ہیں اور سو آفتیں	بے فن و بے اسلحہ کے شکر ہیں
وائے زان پیران طفل ناادیب	گشتہ از قوت بلائے ہر لبیب
وائے پیر طفل ناہموار پر	راہ دانا سے پھرا جو سربسر
چون سلاح و جہل جمع آمد بہم	گشت فرعونے جہان سوز از ستم
جب سلاح و جہل اکٹھے ہوگئے	اک بنا فرعون ظلم و جور سے
شکر کن اے مرد درویش از قصور	کہ ز فرعونی رہیدی وز کفور
شکر اے درویش کر نقصان کا	تو جو فرعونی سے کفراں سے بچا
شکر کہ مظلومی و ظالم نۂ	ایمن از فرعونی و ہر فتنۂ
شکر کر ظالم نہیں مظلوم ہے	فتنے فرعونی سے ایمن ہے بچے
خالی اشکم لاف اللّٰہی نزد	کاتشش را نیست از ہیزم مدد
بھوکے نے اپنے کو کب اللہ کہا	آگ کو اس کی نہ کچھ ایندھن ملا
اشکم خالی بود زندان دیو	کش غم نان مانع است از مکر و ریو
پیٹ خالی دیو کا زنداں بنا	ناں کا غم مکر سے مانع ہوا

لہ یعنی جسم ۱۲

٢لہ یعنی سامانِ شرارت ۱۲

اشکم پر لوت داں بازار دیو — تاجران دیو را در وے غریو

پُر شکم بازار ہے اک دیو کا — تاجرانِ دیو کا ہے غل مچا

تاجران ساحران لاشے فروش — عقلہا را تیرہ کردہ از خروش

ساحروں نے سحر سے دھوکا دیا — شور و غل سے عقل کو حیراں کیا

خم رواں گردد ز سحرے آں فرس — گرد کرباسے ز مہتاب و غلس

سحر سے چوں اسپ خم دوڑا کیا — چاندنی تاریکی کو کپڑا کیا

چوں بریشم خاک را بر می تنند — خاک بر چشم تمیز می زنند

خاک کو وہ مثل ریشم کے تنیں — خاک ڈالیں چشم دانش مند میں

چندلے را رنگ عودے می دہند — بر کلوخے آں حسوئے می نہند

عود سنگ سخت کو گویا کیا — ڈھیلے پر ہم کو حسد ہونے لگا

پاک آں کو خاک را رنگے دہد — ہمچو کودک آں براں جنگے دہد

پاک ہستی خاک کو جو رنگ دے — مثل طفلاں ہم کو اسپر جنگ دے

دامن پر خاک ما چوں کودکاں — در نظر ماں خاک ہمچو زر کاں

دامن پر خاک مثل اطفال کے — خاک سونا ہے ہمارے واسطے

طفل را با کودکاں سہو و جدال — طفل را حق کے نشاید با رجال

طفل کو لڑکوں سے کب جنگ و جدال — کب ہوئے ہم مرتبہ طفل و رجال

میوہ گر کہنہ بود تا ہست خام — پختہ نبود غورہ خوانندش بنام

گو پرانا میوہ ہو جب تک ہے خام — اور نہیں پختہ ہے غورہ اسکا نام

گر شود صد سالہ آں خام ترش — طفل و غورہ ست او بر ہر تیزہش

ہو وہ خام ترش صد سالہ ہی گو — طفل و غورہ نزد دانایاں وہ ہو

ے یعنی شیطان اور انس کی اولاد

گرچه باشد ریش و موئے او سپید
هم ورا آں طفلی خوف است و امید

بال اور ڈاڑھی سفید اس کی ہو گو
وہ امید و خوف کی طفلی میں ہو

ماند خواہم نارسیدہ یا رسم
حق کند با من غضب یا خو و کرم

نارسا رہ جاؤں یا میں ہوں رسا
حق سے مجھ پہ ہو غضب یا ہو عطا

گر رسم یا نارسیدہ ماندہ ام
اے عجب با من کند گر ہم آں کرم

ہوں رسا۔ یا نارسا چھوڑے مجھے
ہے تعجب تم وہ مجھ پر کرے

با چنیں ناقابلی و دوریے
بخشد ایں غورہ مرا انگوریے

دوری اور نااہلی کے ہوتے ہوئے
ہیں اخام انگور وہ پختہ کرے

نیستم امیدوار از ہیچ سو
واں کرم می گویدم لا تیأسوا

ہے کہاں مجھ کو کسی جانب سے آس
وہ کرم کہتا ہے مت ہو وقف یاس

وانما خافان ما کردہ است طو
گوش ما را می کشد لا تقنطوا

شہ نے دعوت دی ہے دہ ملے مجھ کو
کھینچتی ہے کان کو لا تقنطوا

گرچہ ما زیں ناامیدی در گویم
چوں صلا زد دست اندازاں رویم

یاس سے گو ہم پڑے ہیں کھائی میں
جب بلائے وہ تو اٹھلاتے چلیں

دست اندازیم چوں اسپاں سپس
در دویدن سوئے مرعائے انیس

جیسے اس کے مثل اسپاں بے گماں
ہوں چراگاہ محبت کو رواں

گام اندازیم آنجا گام نے
جام پردازیم آنجا جام نے

گام زن ہوں گام پر اس جا کہاں
جام پی لیں۔ جام پر اس جا کہاں

زانکہ آنجا جملہ اشیا جانی است
معنی اندر معنی و ربانی است

اس جگہ کی ساری چیزیں جانی ہیں
معنی اندر معنی اور ربانی ہیں

ہست صورت سایہ معنی آفتاب
نور بے سایہ بود اندر خراب

سایہ صورت معنی سورج ہے گماں
نور بے سایہ ہے ویرانے میں ہاں

چونکہ آنجا خشت بر خشتے نماند ‌ ‌ ‌ نور مہ را سایۂ زشتے نماند
اینٹ[1] پر اینٹ اس جگہ کب ہے کھلا ‌ ‌ ‌ نور مہ کا سایۂ بد کب رہا

خشت اگر زرین بود بر کندنیست ‌ ‌ ‌ چوں بجائے خشت وحی روشنیست
خشت زر بھی ہو تو ہے برکندنی[2] ‌ ‌ ‌ اینٹ کے بدلے ہے وحی روشنی

کوہ بہر دفع سایہ مندکیست ‌ ‌ ‌ پارہ گشتن بہر ایں نور اندکیست
کوہ سائے کے مٹانے کو پھٹا ‌ ‌ ‌ پھٹنا خاطر نور کی ناچیز تھا

بر برون کہ چو زد نور صمد ‌ ‌ ‌ پارہ شد تا در درونش ہم زند
نور حق کا کوہ پر جس دم پڑا ‌ ‌ ‌ پھٹ گیا۔ تا اس میں وہ جائے سما

گرسنہ چوں بر کفش زد قرص ناں ‌ ‌ ‌ واشگافد از ہوس چشم و دہاں
بھوکے کو مل جاتی ہیں جب روٹیاں ‌ ‌ ‌ کھولتا ہے حرص سے چشم و دہاں

صد ہزاراں پارہ گشتن ارزد ایں ‌ ‌ ‌ از میان چرخ برخیز اے زمیں
لاکھوں ٹکڑے ہونا زیبا بالیقیں ‌ ‌ ‌ درمیاں سے چرخ کے بھاگ اے زمیں

تا کہ نور چرخ گردد سایہ سوز ‌ ‌ ‌ شب ز سایہ تست اے باغی روز
[3]تا کہ نور آسماں ہو سایہ سوز ‌ ‌ ‌ شب ترا سایہ ہے اے باغی روز

ایں مکاں[4] گہوارہ کودکاں ‌ ‌ ‌ بالغاں را تنگ می دارد مکاں
ہو مکاں جھولا ہے بچوں کے لئے ‌ ‌ ‌ بالغوں پر تنگ ہے اس واسطے

بہر طفلاں حق زمیں را مہد خواند ‌ ‌ ‌ شیر در گہوارہ بر طفلاں فشاند
حق نے جھولا اس زمیں کو ہے کہا ‌ ‌ ‌ اس میں ان کا دودھ ہے پھر رکھ دیا

[1] یعنی وہاں قصر تن یا جسم نہیں ہوگا۔
[2] کھود ڈالنے کے قابل۔
[3] یعنی دنیا۔
[4] قولہ تعالیٰ ۔ وَجَعَلْنَا الْاَرْضَ مِهَادًا یعنی ہم نے زمین کو جھولا بنایا۔

خانہ تنگ آمد ازیں گہوارہا — طفلگاں را زود بالغ کن شہا
تنگ ان گہواروں سے گھر ہو گیا — جلد کر بچوں کو بالغ اے خدا
ہاں مکن اے گاہوارہ خانہ تنگ — تا تواند رفت بالغ بے درنگ
تو بھی اے جھولے! نہ کر اس گھر کو تنگ — تاکہ بالغ اس سے نکلے بے درنگ
خانہ اے گہوارہ را ضیق مدار — تا تواند کرد بالغ انتشار
گھر کو اے جھولے! نہ رکھ تو تنگ و تار — تاکہ اس میں آئے بالغ کو قرار

شہزادے کا بے پروا و مغرور ہو جانا

چوں مسلم گشت بے بیع و شری — از درون شاہ در جانش جری
شاہزادہ مفت ہی میں بہرہ ملا — باطن شہ سے غذا کھانے لگا
قوت می خورد اُو ز نور جان شہ — ماہ جانش ہمچو از خورشید مہ
شاہ سے وہ نور لیتا تھا ضرور — چاند جیسے لیتا ہے سورج سے نور
راتبہ جانی ز شاہ بے ندید — دمبدم در جان مستش می رسید
شاہ بے ہمتا سے روحانی غذا — ہر دم اُس کی جاں کو ملتی برملا
آں کہ کش ترسا و مشرک می خورند — زاں غذائے کش ملائک می چرند
وہ نہیں۔ حاصل کریں مشرک جسے — بلکہ ایسی جو فرشتوں کو ملے
اندرون خویش استغنا بدید — گشت طغیانی ز استغنا پدید
اس نے دل میں دیکھی بے پروائی سی — سرکشی پھر اُس سے ظاہر ہو گئی
کہ نہ من ہم شاہ و ہم شہزادہ ام — چوں عناں خود بدیں شہ دادہ ام
میں ہوں شہزادہ بھی شہ بھی ہمگناں — کیوں پھر اس سلطاں کو دوں اپنی عناں
چوں مرا ماہے برآمد با لمع — پس چرا باشم غبارے را تبع
چاند جب میرے لئے روشن ہوا — گرد کا تابع ہوا پھر کس لئے

آب در جوی منست و وقت ناز	ناز غیر از چه کشم من بے نیاز
نہر میں پانی ہے اور ہے وقت ناز	کیوں اٹھاؤں ناز ہو کر بے نیاز
سر چرا بندم چو درد سر نماند	وقت روی زرد و چشم تر نماند
سر کو کیوں باندھوں جو درد سر نہیں	زرد چہرہ اور آنکھیں تر نہیں
چوں شکر لب گشته ام عارض قمر	باز باید کرد دکان دگر
جب شکر لب اور منہ زرد ہو گیا	پھر دکان اپنی نہ کیوں کھولوں جدا
سرو قد و ماه رخساری مراست	همچو من شهزاده اکنوں کجاست
سرو قد ہوں ماہ رو ہوں بے گماں	اب کوئی مجھ سا ہے شہزادہ کہاں
زیں منی چوں نفس زائیدن گرفت	صد هزاراں اژدها پیچیدن گرفت
اس تکبر سے جو نفس اس کا بھرا	وہ بکثرت بیہودہ بکنے لگا
صد بیاباں زاں سوی حرص و حسد	تا بداں جا چشم بد هم می رسد
دشت سے سو حرص و حسد سے کٹ گئے	چشم بد پڑتی تھی اس پر جان سے
بحر شه که مرجع هر آب اوست	چوں نداند آنچه اندر سیل و جوست
بحر شہ جو مرجع ہر آب تھا	نہر کی حالت نہ کیونکر جانتا
شاه را دل درد کرد از فکر او	ناسپاسی عطای بکر او
اس کی ان باتوں سے شہ کا دل دکھا	اس نے ناشکری جو کی ۔ وہ دکھا دیا
گفت آخر ای خس واهی ادب	ایں جزای داد من بود ای عجب
شاہ نے آخر کہا اے بے ادب	میری بخشش کی سزا یہ تھی عجب
من چه کردم با تو زیں گنج نفیس	تو چه کردی با من از خوی خسیس
کیا کیا میں نے خزانہ دے دیا	اپنی بدخوئی سے تو نے کیا کیا

[illegible] سے لفظ لگی تھی ۱۲

من ترا ماہے نہادم در کنار	کہ غروبش نیست تا روزِ شمار
ایسا مہ تیری بغل میں رکھ دیا	حشر تک روشن رہے گا برملا
در جزائے آں عطائے نورِ پاک	تو زدی در دیدۂ من خار و خاک
تو نے بدلے ہیں نورِ پاک کے	خاک و خار آنکھوں میں میری بھر دئے
من ترا بر چرخ گشتہ نردبان	تو شدہ در حربِ من تیر و کماں
چرخ کی تیرے لئے ہیں نردباں	تو ہوا میرے لئے تیر و کماں
دردِ غیرت آمد اندر شہ پدید	عکسِ دردِ شاہ اندر وے[1] رسید
دردِ غیرت شاہ میں پیدا ہوا	عکسِ شہ کے درد کا اس کو ملا
مرغِ دولت در عتابش بر طپید	پردۂ آں گوشہ گشتہ بر درید
مرغِ دولت غصے کا تڑپا وہیں	پردہ دل کے گوشے کا پھاڑا وہیں
چوں درونِ خود بدید آں خوش پسر	از سیہ کاری خود گرد و اثر
دل پہ شہزادے نے جس دم کی نظر	اپنی بدکاری کا دیکھا اک اثر
آں وظیفۂ لطف و نعمت گم شدہ	خانۂ شادیٔ او پُر غم شدہ
لطف و نعمت کا وظیفہ گم ہوا	اس کا راحت خانہ غم سے بھر گیا
باخود آمد او ز مستیِ عقار	زاں گنہ گشتہ سرش خانۂ خمار
مستیِ مے سے اسے ہوش آگیا	اس گنہ سے نشہ اترا برملا
ہر کہ خود بینی کند در راہِ دوست	مغز را بگذاشت کلّی بر پوست
دوست سے خود بیں رہا کوئی اگر	مغز چھوڑا چھلکے ہی پر کی نظر
دشمنِ من در جہاں خود بیں مباد	زانکہ از خود بیں نیاید جز فساد
میرا دشمن ہو نہ خود بیں بدنہاد	اس سے ہوتا ہے فقط ظاہر فساد

[1] یعنی دل

مے ازاں آمد حرام اندر جہاں	کہ خوری خود بیں شوی اندر زماں
مے حرام اس وجہ سے بس ہو گئی	پیتے ہی اس کو ہو خود بیں آدمی
بہتر از خود در تصوّر ناپدت	ویں ہمہ از نفس خود بیں زایدت
اپنے سے بہتر نہیں آتا نظر	نفس کے کرتوت ہیں یہ سربسر
آنکہ با خود می خورد مے با خود است	ہمچنیں مے خوارہ خوار و مرتد است
ساتھ اپنے ہی کے جو ہشیار ہے	ایسا مے آشام مرتد خوار ہے
وانکہ با او مے خورد باشد حلال	وانکہ بے او دم زند باشد وبال
جو پیئے ساتھ اس کے مے وہ ہو حلال	دم بغیر اس کے جو مارے ہو وبال
چونکہ با خود مے خورد از جام ہو	چشم بکشایم بہ بینم روئے او
جام ہو سے مے پیئے ہشیار اگر	اس کا منہ دیکھوں گا آنکھیں کھول کر
بعد ازاں از خود بکلّی بگسلم	ہم نہ مے خوردن بود ایں حاصلم
بعد اس کے بے خودی ہو جائیگی	رہ گئی یہ مجھ کو بس اس کی مے کشی
اے کہ می خواہی کہ از خود بگسلی	تا کے اندر بند ایں جان و دلی
تو جو چاہے چھوٹ جائے اپنے سے	تا کجا بند اس دل و جاں میں رہے
جاں بجاناں در گذار اے جان من	تا بہ بینی یار دل رنجان من
جانِ من! جاناں کو یہ جاں سونپ دے	تاکہ میرا آفت جاں دیکھ لے
دل بہ دلدارے دہ و آزاد شو	غم خور او باش و از وے شاد شو
دے کے دل دلدار کو آزاد ہو	اس کا غم کھا اور اس سے شاد ہو
نفس خود بر خود مگرداں چیرہ تو	زود او را باز گیر از شیر تو
نفس کو غالب نہ اپنے پر بنا	جلد اس کو شیر خواری سے چھڑا
ہرچہ ہست آں مستیے دارد یقیں	خواہ شیر و خواہ خمر و انگبیں
جو بھی ہے مستی ہے اس میں بالیقیں	دودھ ہو یا مے ہو یا ہو انگبیں

مستیِ گندم بُد آں اے آدمی ۔۔۔ کہ بکرد آں آدمی را اعجمی
مستی گندم ہی تھی وہ برملا ۔۔۔ حضرت آدمؑ کو گونگا کر دیا

خورد گندم حلّہ زاں بیروں شدہ ۔۔۔ خانہ بر وے بادیہ ہاموں شدہ
کھائی گندم حُلّہ اترا خلد کا ۔۔۔ ان پہ فردوس ایک جنگل ہو گیا

دید کاں شربت ورا بیمار کرد ۔۔۔ زہر آں ماؤ منی ہا کار کرد
دیکھا بیمار ان کو شربت نے کیا ۔۔۔ ما و من وہ زہر سارا بن گیا

جان چوں طاؤس در گلزار ناز ۔۔۔ ہمچو جغدے شد بویرانہ مجاز
باغ میں طاؤس کی صورت تھی جاں ۔۔۔ آئی مثلِ اُلّو کے جنگل میں یہاں

ہمچو آدمؑ دور ماند او از بہشت ۔۔۔ در زمیں می راند گاؤ بہر کشت
مثلِ آدمؑ دور جنت سے ہوئی ۔۔۔ بیل کھیتی کو زمیں پر ہانکتی

اشک می راند او کہ اے استاد زاو ۔۔۔ شیر را کردی اسیرِ دُمِّ گاو
رو کے کہتی تھی کہ اے مرشد ہوئی ۔۔۔ تو نے باندھا اسیرِ دُم سے بیل کی

کردی اے نفس بد بارد نفس ۔۔۔ بے حفاظی با شہِ فریاد رس
نفسِ بد! کیں تو نے بدتہذیبیاں ۔۔۔ اپنے شاہِ دادرس سے بے تکال

دام بگزیدی ز حرص از گندمے ۔۔۔ بر تو شد ہر گندم او کژدمے
حرصِ گندم سے پھنسا تو آپ ہی ۔۔۔ تجھ پہ گندم ایک بچھو بن گئی

در سرت آمد ہوائے ماؤ من ۔۔۔ قید بیں بر پائے خود پنجاہ من
بھر گئی سر میں ہوائے ما و من ۔۔۔ دیکھ بیڑی پاؤں پر پنجاہ من

نوحہ می کرد ایں نمط بر جانِ خویش ۔۔۔ کہ چرا گشتم ضدِ سلطانِ خویش
اپنی جاں پر نوحہ کر اس طرح تھی ۔۔۔ ہیں مخالف اپنے شہ کی کیوں ہوئی

آمد او باخویش استغفار کرد ۔۔۔ با انابت چیز دیگر یار کرد
ہوش میں پھر آئی۔ استغفار کی ۔۔۔ اور بھی اک چیز سے امداد لی

۵ یعنی اس ارشاد باری تعالیٰ سے ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین لے جاتے رہے ہم نے اپنے سوال پر آپ ظلم کیا اور اگر تو ہماری مغفرت اور ہم پر رحم نہیں کریگا تو ہم نقصان اٹھانیوالوں میں ہیں۔

درد کاں از وحشت ایماں بود   رحم کن کاں درد بے درماں بود

درد جو ایماں کی وحشت سے ہوا   رحم کر وہ درد بے درماں بنا

مر بشر را خود مبا جامہ درست   چوں رہید از صبر در حین صدر جست

حق بشر کو جامہ زیبا نہ دے   صدر ڈھونڈے جب وہ چھوٹے صبر سے

مر بشر را پنجہ و ناخن مباد   کو نہ دیں اندیشد آنگہ نے سداد

حق بشر کو پنجہ و ناخن نہ دے   پھر نہ راہ دین و حق پر وہ چلے

آدمی اندر بلا کشتہ بہ است   نفس کافر نعمت است و گمرہیست

خوب ہے۔ انساں رہے وقف بلا   نفس کافر نعمت و گمرہ ہوا

نفس کافر خود ہمی ندہد اماں   گشت طاغی چونکہ فارغ شد زیاں

نفس کافر امن دیتا ہی نہیں   حد سے گذرا روٹیاں جب مل گئیں

آدمی خود مبتلا بہتر بود   زانکہ زار و عاجز و مضطر بود

مبتلا ہی آدمی بہتر رہے   تاکہ زار و عاجز و مضطر رہے

اللہ تعالیٰ اور عزرائیل میں سوال و جواب

حق بہ عزرائیل می گفت اے نقیب   بر کہ رحم آمد ترا از ہر کئیب

پوچھا عزرائیل سے اللہ نے   رحم کس غمناک پر آیا تجھے

گفت بر جملہ دلم سوزد بدرد   لیک نتواں امر را اہمال کرد

بولا سب پر درد سے دل جل اٹھے   پر نہ تیرا حکم ہرگز ٹل سکے

تا بگویم کاشکے یزداں مرا   در عوض قرباں کند بہر فتیٰ

تا کہوں قرباں مجھے کرتا خدا   اس جواں کے بدلے میں تو خوب تھا

گفت بر کہ بیشتر رحم آمدت   از کہ دل پر سوز و بریاں تر شدت

پوچھا۔ رحم آیا تجھے کس پر سوا   کس سے دل پر سوز و بریاں تر ہوا

گفت روزے کشتیے بر موج تیز	در شکستم ز امر تا شد ریز ریز
بولا اک دن کشتی اک طوفاں میں تھی	توڑی تیرے حکم سے ٹکڑے ہو لی
پس بگفتی قبض کن جان ہمہ	جز زنے با طفلکے اندر رمہ
پھر کہا تو نے کہ سب کی جان لے	پر بچے اک زن اور اس کے طفل کے
ہر دو آں بر تختۂ دریا بدند	موجہا آں تختہ را می راندند
تختۂ دریا پہ دونوں رہ گئے	موجیں اس تختے کو چالی تھیں لئے
چوں بساحل اوفگند آں تختہ باد	از خلاص ہر دوم دل گشت شاد
لے گئی ساحل پہ تختے کو ہوا	ان کے بچنے سے مرا دل خوش ہوا
باز گفتی جان مادر قبض کن	طفل را بگذار تنہا ز امر کن
پھر کہا تو نے کہ ماں کی جان لے	بچہ تنہا چھوڑ کن کے حکم سے
چوں ز مادر بگسلیدم طفل را	خود تو می دانی چہ تلخ آمد مرا
ماں سے بچے کو جدا پایا جس گھڑی	دل دکھا معلوم ہے یہ تجھ کو بھی
پس بدیدم درد و ماتمہائے زفت	تلخی آں طفل از یادم نرفت
درد و ماتم میں نے دیکھے ہیں بڑے	رنج بچے کا نہیں بھولا مجھے
گفت حق آں طفل را از فضل خویش	موج را گفتم فگن در بیشہ ایش
بولا حق میں نے کہا یہ موج سے	ایک جنگل میں یہ بچہ ڈال دے
بیشۂ پر سوسن و ریحان و گل	پر درخت میوہ دار و خوش اکل
تھا گل و ریحاں سے وہ جنگل بھرا	ہر شجر تھا سب میووں سے لدا
چشمہائے آب شیریں زلال	پروریدم طفل را با صد دلال
میٹھے پانی کے کھلے چشمے بہ رہے	میں نے پالا بچے کو سو ناز سے
صد ہزاراں مرغ مطرب خوش صدا	اندر آں روضہ فگندہ صد نوا
لاکھوں گانے والے طائر خوش صدا	اس بن میں تھے سینکڑوں نغمہ سرا

بسترش کردم ز برگ نسترن — کردم او را ایمن از صد مفتتن

میں نے بستر اس کا پھولوں سے کیا — آفتوں سے اس کو ایمن کر دیا

گفته‌ام خورشید را کو را مگز — باد را گفتم برو آهسته وز

کہہ دیا سورج سے مت ڈسلے اسے — اور ہوا سے کہہ دیا آہستہ چل

ابر را گفتم برو باران مریز — برق را گفتم برو بگرای تیز

کہہ دیا بادل سے مت اس پر برس — کہہ دیا بجلی سے تیزی کر نہیں

زین چمن ای دی بسیر از اعتدال — پنجه‌ای بهمن برین روضه محال

یہ خزاں سے کہہ دیا رکھو اعتدال — پنجہ گلشن پر نہ دست و بال

شیبان کی کرامت اور ہود کا معجزہ

همچو آن شیبان که از گرگ عنید — وقت جمعه بر رعا خط می‌کشید

جیسے شیبان بھیڑیے کے خوف سے — جمعہ کو گلے پہ خط تھے کھینچتے

تا برون ناید ازان خط گوسپند — نی درآید دزد و گرگ با گزند

تا نہ بکری اس سے باہر جا سکے — اور نہ اس میں چور یا گرگ آسکے

بر مثال دایره تعویذ هود — کاندر آن صرصر امان آل بود

دائرہ کھینچا تھا جیسے ہود نے — اس میں صرصر سے امان ان کی رہے

هشت روزی اندرین خط تن زنید — وز برون مثله تماشا می‌کنید

آٹھ دن اس دائرے میں چپ رہو — اور باہر کا مثلہ دیکھ لو

بر هوا بردی فکندی بر حجر — تا دریدی لحم و عظم از همدگر

صرصر ان کو لے کے پٹکتی پتھر پہ تھی — گوشت کٹتا اور ہڈی ٹوٹتی

آں گروہ را بر ہوا برہم زدے	تا چو چاشش استخواں ریزہ شدے
اس طرح اُن کو ہوا پر مار دی	چور ہوئیں ہڈیاں جیسے سی ی
آں سیاست را کہ از بد آسماں	مثنوی اندر نگنجد شرح آں
اُس سزا سے کانپ اُٹھا آسماں	مثنوی میں کب سمائے وہ بیاں
گر بطبع ایں می کنی اے باد سرد	گرد خطِ دائرہ آں ہود گرد
یہ جو خود ہی کر رہی ہے اے ہوا	گرد خطِ ہود سے کے تو جا بھلا
ور بحرص ایں می کُند گرگ نژند	گو بیا و خطِ راعی کن گزند
حرص سے پھاڑے جو بھیڑیا بھیڑ ہا	خطِ شیباں میں بھی تو جا تا ذرا
اے طبیعی فوق طبع ایں ملک بیں	یا بیا و محو کن از مصحف ایں
دیکھ لے اے فلسفی! حکمِ خدا	یا پھر آ قرآں سے یہ آیت ہٹا
مقریاں را منع کن بندے بنہ	یا معلم را بمال و خوف دہ
قاریوں کو روک کر دے بند یا	یا معلم کو سزا دے اور ڈرا
عاجزی و خیرہ کاں عجز از کجاست	عجز تو تابے ازاں روز جزاست
تو ہے عاجز عجز یہ کیوں کر ہوا	عجز تیرا تابشِ روزِ جزا
عجزہا داری تو در پیش اے لجوج	وقت شد پنہانیاں را نک خروج
عجز کا اقرار کر لے بے گماں	وقت آیا ہوں چھپی چیزیں عیاں
خرم آنکہ عجز و حیرت قوت اوست	در دو عالم خفتہ اندر ظلِّ دوست
وہ مبارک عجز ہے جس کی غذا	زیرِ ظلِّ حق دو عالم میں رہا
ہم ورا اوّل عجز خود را او بدید	مردہ شد دینِ عجائز برگزید
اُس نے اپنا عجز پہلے دیکھا تھا	مردہ ہو کر دینِ بڑھیوں کا لیا

لے یعنی ان ربک فعال لما یرید بیشک تیرا رب جو ارادہ کرے وہی کر ڈالتا ہے ۔ سے حدیث شریف علیکم بدین العجائز یعنی بڑھیوں کے دین کو اپنے لئے لازم کر لو۔ ایک بڑھیا نے چرخہ سامنے رکھا کہ یہ بغیر کسی چلانے والے کے

بغیر چلائے نہیں چلتا۔ تو جہان کا عظیم الشان نظام کسی کی مدد کے بغیر کیسے چل سکتا ہے۔

چون زلیخا یوسفی بر وی بتافت	از عجوزی در جوانی راه یافت
جو زلیخا یوسف اُن پر چمکے جب	نوجواں وہ ہو گئیں بڑھاپے سے تب
زندگی در مردن و در محنت است	آب حیواں در درون ظلمت است
زندگی مرنے میں اور محنت میں ہے	چشمۂ حیواں نہاں ظلمت میں ہے
ہر بلا کین قوم را حق دادہ است	زیر او صد فائدہ بنہادہ است
ہر بلا جو عاشقوں کو ہے ملی	اس میں ہیں سو فائدے پنہاں اجی!

قصۂ نمرود کی طرف رجوع

حاصل آں روضہ چو باغ عارفاں	از سموم صرصر آمد در اماں
الغرض تھی مثل باغ عارفاں	اس چمن کو باد صرصر سے اماں
یک پلنگی بچگاں نو زادہ بود	گفتم او را شیر دہ طاعت نمود
مادہ چیتا نے نئے تھے بچے جنے	دے دیا دودھ اس کو میرے حکم سے
پس بدادش شیر و خدمتہاش کرد	تا کہ بالغ گشت و زفت و شیر مرد
دودھ دے کر اس کی خدمت خوب کی	ہو گیا حتی کہ وہ بالغ جری
چوں فطامش شد بگفتم با پری	تا درآموزد نطق و داوری
دودھ جب چھوٹا تو پریوں سے کہا	نطق اور شاہی سکھائیں اس کو جا
پرورش دادم مر او را زیں چمن	کہ نگنجد اندر بیان فن سخن
میں نے پالا اس کو اس گلزار سے	کب بیاں ہو سکتے ہیں یہ فن مرے
دادہ من ایوب را مہر پدر	بہر مہمانی کرماں بے ضرر
رکھی الفت باپ کی ایوب میں	تاکہ کیڑوں کی وہ مہمانی کریں
دادہ کرماں را بدو مہر ولد	بر پدر من ثبت قدرت ثابت ید
بیٹے کو جیسی ہو الفت باپ سے	کیڑوں کو دی میں نے قدرت دیکھئے

مادراں را مہر من آموختم | چوں بود شمعے کہ من افروختم
مامتا میں نے سکھائی ماؤں کو | شمع وہ کیسی جلائی میں نے جو

صد عنایت کردم و صد رابطہ | تا بہ بیند لطف من بے واسطہ
سو عنایت میں نے کی سو رابطہ | دیکھے تا میرا کرم بے واسطہ

تا نباشد از سبب در کشمکش | تا بود ہر استعانت از منش
تا سبب سے وہ نہ حیرت میں پڑے | تاکہ اس کو ہر مدد مجھ سے ملے

تا خود از ما ہیچ عذرے نبودش | شکوۂ نبود ز ہر یار بدش
تا نہ اس کو عذر کچھ ہم سے رہے | اور نہ یار بد کا وہ شکوہ کرے

ایں حضانت دید با صد رابطہ | کہ بپروردم ورا بے واسطہ
یہ حفاظت دیکھی با صد رابطہ | میں نے یوں پالا اسے بے واسطہ

شکر او آں بود اے بندہ جلیل | کہ شد او نمرود و سوزندہ خلیل
شکر یہ نمرود نے اس کا کیا | تھا جلانے والا ابراہیم کا

ہمچنیں کاں شاہزادہ شکر شاہ | کرد ز استنبا و ز استکمال جاہ
جیسے شہزادے نے شکر شہ کیا | اس سے اپنا مرتبہ جانا بڑا

کہ چرا من تابع غیرے شوم | چونکہ صاحب ملک و اقبالے بوم
غیر کا تابع بنوں میں کس لئے | ملک دولت جب ہے میرے واسطے

لطف ہائے شہ کہ ذکر آں گذشت | از تکبر بر دلش پوشیدہ گشت
لطف سب کے جو بیاں اوپر ہوئے | کبر سے شہزادے کے دل پہ چھپے

ہمچناں نمرود آں الطاف را | زیر پا بنہاد از جہل و عمیٰ
ایسے ہی الطاف حق نمرود نے | روند ڈالے اندھے پن سے جہل سے

ایں زماں کافر شد و رہ می زند | کبر و دعوائے خدائی می کند
اس گھڑی کافر ہوا رہزن ہوا | کبر سے دعوئے خدائی کا کیا

رفت سوئے آسماں با جلال	با سہ کرگس تا کند بر من قتال
آسماں پر تین گدھ لے کر اُڑا	مجھ سے لڑنے پر وہ آمادہ ہوا
صد ہزاراں طفل بے تلویم را	کشت او تا یابد ابراہیم را
لاکھوں بچے مارے تھے معصوم جو	تا کہ یوں پائے وہ ابراہیم کو
کہ منجم گفت اندر حکم سال	زاد خواہد دشمنے بہر قتال
تھا نجومی نے کہا یہ ہے وہ سال	ہوگا پیدا اک عدو بہر قتال
پس بکن در دفع آں خصم احتیاط	ہر کہ می زائید می کشت از خباط
پس تو اس کے دفع میں ہشیار رہو	مارتا تھا اس لئے وہ بچوں کو
کوری او رست طفل وحی کش	ماند خونہائے دگر در گردنش
حکم حق پہنچانے والا بچ گیا	اوروں کا خون اس کی گردن پر رہا
از پدر یا بید آں ملک اے عجب	تا غرورش داد ظلمات نسب
باپ سے کیا ملک پایا اے عجب	ہو گیا جس سے وہ مغرور نسب
دیگراں را گر ابے ام شد عجیب	او ز ما یا بید گوہر ہا بجیب
باپ ماں اوروں کو پردہ ہو گئے	اس نے میرے ہاتھ سے موتی لئے
گرگ درندہ است نفس بد یقیں	چہ بہانہ می نہی بر ہر قریں
نفس بد تیرا ہے ظالم بھیڑیا	ہمنشیں پر رکھتا ہے الزام کیا
در ضلالت ہست صد کل را کلہ	نفس زشت و کفر ناک و پر سفہ
تاج تھا اس نے گمرہ گنجوں کو	نفس ان کا بد تھا اور پر کفر تو
زیں سبب می گویم اے بندۂ فقیر	سلسلہ از گردن سگ بر مگیر
اس لئے کہتا ہوں اے صاحب کمال	طوق گردن سے نہ اس سگ کی نکال
گر معلم گشت ایں سگ ہم سگ است	باشد ذلت نفسہ کو بد رگ است
پڑھ گیا بھی سگ تو کیا سگ ہی تو ہے	خوار اس بدبخت کو کر چھوڑیے

فرض می آری بجا گر طائفی	بر سفیہے چوں ادیم طائفی
فرض ہے گر طوف کعبہ سے ہے سبل ۱؎	طائفی چمڑا ہے تو یہیں سفیہ
تا سہیلت وا خرد از ننگ پوست	ہم شوی چوں موزہ بر پائے دوست
جب سہیل اس کھال سے کر دے رہا	پھر بنے موزہ تو پائے دوست کا
جملہ قرآں شرح خبث نفس ہاست	بنگر اندر مصحف آں چشمت کجاست
شرح خبث نفس ہے قرآں میں بیاں	دیکھ - پر وہ آنکھ ہی تیری کہاں
ذکر نفس عادیاں کالت بیافت	در قتال انبیا مو می شگافت
عادیوں کے نفس کا ذکر آ گیا	تھے وہ کوشاں بہر جنگ انبیا
قرن قرن از نفس شوم بے ادب	ناگہاں اندر جہاں می زد لہب
گزریں صدیاں نفس بد نے بیگماں	آگ دنیا میں لگا دی ناگہاں
قصہ کوتہ کن کہ رائے نفس کور	برد او را بعد سالے سوئے گور
نفس شہزادے کو آخر لے گیا	سوئے گور اک سال بعد اے با صفا

شہزادے کے قصے کی طرف رجوع

شاہ چوں از محو شد سوئے وجود	چشم مریخیش آں خوں کردہ بود
چشم باطن سے جو دیکھا شاہ نے	خوں کیا تھا اس نے تیر و خشم سے
چوں بترکش بنگرید آں بے نظیر	دید کم از ترکشش یک چوبہ تیر
دیکھا ترکش کو جو اس نے اے بسر	ایک تیر اس میں سے کم آیا نظر
گفت کو آں تیر و از حق باز جست	گفت اندر حلق او و آں تیر تست
پوچھا سچ کہ - تیر وہ کس جا گیا	بولا - اس کے حلق میں وہ ہے گرا

۱؎ مہلان - رخیب -

عفو کرد آں شاہ دریا دل ولے ۔۔۔ آمدہ بد تیر رو بر مقتلے

شاہ دریا دل نے عفو اس کو کیا ۔۔۔ تیر لیکن جان ہی لے کر ٹلا

کشتہ شد در نوحہ او می گریست ۔۔۔ اوست جملہ ہم کشندہ ہم ولیست

مر گیا وہ شہ نے کی نوحہ گری ۔۔۔ کیونکہ خود قاتل تھا وہ خود ہی ولی

ورنہ باشد ہر دو او پس جملہ نیست ۔۔۔ ہم کشندہ خلق و ہم ماتم کنیست

دونوں یہ باتیں نہ ہوں تو کل نہیں ۔۔۔ کل ہے قاتل ۔ ماتمی بھی بالیقیں

شکر می کرد آں شہیدِ زرد خد ۔۔۔ کاں بزد بر جسم و بر معنی نزد

کرتا تھا شہزادہ شکر اس بات کا ۔۔۔ تیر معنی پر نہیں ۔ تن پر لگا

جسم ظاہر عاقبت خود رفتنی ست ۔۔۔ تا ابد معنی بخواہد شاد زیست

جسم ظاہر جائے آخر سر بسر ۔۔۔ زندۂ جاوید معنی ہے مگر

آں عتاب ار رفت ہم بر پوست رفت ۔۔۔ دوست بے آزار سوئے دوست رفت

صرف غصہ پوست پر ظاہر ہوا ۔۔۔ دوست بے عجز دوست کی جانب گیا

گرچہ او فتراک شاہنشہ گرفت ۔۔۔ آخر از عین الکمال او رہ گرفت

اس نے گو پکڑا تھا دامن شاہ کا ۔۔۔ لیکن آخر چشمِ بد سے مر گیا

آں سوم کاہل ترین ہر سہ بود ۔۔۔ صورت و معنی بہ کلی در ربود

تیسرا دونوں سے گو تھا سست تر ۔۔۔ پا گیا کل صورت و معنی مگر

دختر و ملک و خلافت او گرفت ۔۔۔ ہی سزد گر زیں نمائی در شگفت

اس کو لڑکی بھی ۔ خلافت بھی ملی ۔۔۔ یہ مناسب ہے ۔ نہ ہو حیران کبھی

من زطول قصہ گشتم ملول ۔۔۔ من غریق بحر معنی تو جہول

میں ہوا غمگین طول قصہ سے ۔۔۔ غرق معنی میں ہوں ۔ تو جاہل رہے

آنکہ از ذلت و عجز و نیاز ۔۔۔ یافت مقصود از کریم کارساز

اپنے ذلت اور عجز و آہ سے ۔۔۔ اپنا مقصد پا لیا اللہ سے

ایک شخص کی وصیت کاہل بیٹے کے حق میں

آں یکے شخصے بوقتِ مرگِ خویش ۔ گفت پندے اندر وصیت پیشِ خویش
کی وصیت مرتے دم اک شخص نے ۔ سامنے سب کے وہاں حاضر جو تھے

سہ پسر بودش چو سہ سروِ رواں ۔ وقف ایشاں کردہ او جان و رواں
ہیں بیٹے اس کے تھے سروِ رواں ۔ وقف جن پر کی تھی اس نے اپنی جاں

گفت ہرچہ کالہ و سیم و زر است ۔ آں بدہ زاں ہر سہ کو کاہل تر است
بولا - جو کچھ بھی ہے میرا سیم و زر ۔ لے وہی - ان میں جو ہے سست تر

گفت با قاضی و پس اندرز کرد ۔ بعد ازاں جامِ شرابِ مرگ خورد
اس نے قاضی کو نصیحت خوب کی ۔ اس کے بعد اس نے شرابِ مرگ پی

گفت فرزنداں بقاضی کاے کریم ۔ نگذریم از حکمِ تو ما سہ یتیم
عرض کی لڑکوں نے قاضی سے کرم ۔ حکم کے تابع ہیں ہم تینوں یتیم

سمع و طاعت با تسلیم وراست ۔ آنچہ او فرمود بر ما نافذ است
وہ ہے مختار اس کا ہم مانیں کہا ۔ ہم پہ واجب ہے جو کچھ اس نے کہہ دیا

ما چو اسمٰعیل ز ابراہیم خود ۔ سر نپیچیم ار چہ قرباں می کند
مثلِ اسمٰعیل کے ابراہیم سے ۔ ہم نہ سر پھیریں وہ گو قرباں کرے

گفت قاضی ہر یکے با عاقلیش ۔ تا بگوید قصۂ از کاہلیش
بولا قاضی ہر اک اپنا عقل سے ۔ کاہلی کا اپنا اب قصہ کہے

تا ببینم کاہلی ہر یکے ۔ تا بدانم حالِ ہر یک بے شکے
تاکہ دیکھوں کاہلی ہر اک کی یہاں ۔ تاکہ جانوں حال سب کا بے گماں

عارفاں از دو جہاں کاہل ترند ۔ زانکہ بے شد یار خرمن می برند
سست تر ہیں دو جہاں سے عارف ہوئے ۔ کہ بنا محنت کے یہ خرمن لے گئے

کاملی را کردہ اند ایشاں پسند	کار ایشاں را چو یزداں می کند
کاملی پر انہوں نے کر لیا	کیونکہ ان کے کام کرتا ہے خدا
کار یزداں را نمی بینند عام	می نیاسایند از کد صبح و شام
حق کا دیکھتے ہیں کب عوام	چین سے لیتے ہی نہیں وہ صبح و شام
کار دنیا را ز کل کاہل ترند	در رہ عقبیٰ ز مہ گو می برند
کار دنیا میں وہ کاہل تر ہوئے	کار عقبیٰ میں بڑھے ہیں چاند سے
ایں گرہ بند ہر کہ او باشد شدید	ہیں کہ دنیا رفت عقبیٰ در رسید
جو دلی سے ہے ایسا کرتا ہے - وہی	آخرت اب آ گئی - دنیا گئی
مہتریں را گفت قاضی یاد گو	قصہ از کاہلی ایسے مال جو
اکبر بڑے بیٹے سے قاضی نے کہا	قصہ اپنی کاہلی کا کہ ذرا
ہیں ز حد کاہلی گویید باز	تا بدانم حد آں از کشف راز
اپنی اپنی کاہلی کر دو بیاں	تاکہ ہیں حد اس کی جانوں بیگماں
بے گماں ہر زباں پردہ دل است	چوں بجنبد پردہ و پیدا اصل ست
دل کا پردہ ہے بلاشک ہر زباں	جب ہلے پردہ تو چہرہ ہو عیاں
پردہ گو چاک چو یک شرحہ کباب	می بپوشد صورت صد آفتاب
چھوٹا پردہ جیسے اک ٹکڑا کباب	ہے چھپاتا صورت صد آفتاب
گر بیان نطق کاذب نیز ہست	لیک بوئے از صدق و کذبش مخبر است
گرچہ جھوٹے نطق کا بھی ہو بیاں	بو سے سچ جھوٹ کو کرے عیاں
آں نسیمے کہ بیاید از چمن	ہست پیدا از سموم گولخن
جو نسیم آئے چمن سے بے گماں	گولخن کی گندی ہوا سے ہے عیاں
بوئے صدق و بوئے کذب گول گیر	ہست پیدا در نفس چوں مشک و سیر
بوسے ایسی جھوٹ سچائی کی بھی	جیسے بو ظاہر ہو لہسن مشک کی

بوی اخلاص و نفاق بی‌مزه ‖ هست ظاهر همچو عود و انگزه
بوئے اخلاص و نفاق اے مہرباں ‖ ہینگ کی اور عود کی صورت عیاں

گر ندانی یار را از ده دله ‖ از مشام فاسد خود کن گله
گر نہ جانے یار کو ہمدم سے تو ‖ شامہ کی اپنے تو دماغ بد کا ہو

ور ندانی تو جعل از شاهدے ‖ بیگمان گشته است شمت فاسدے
فرق گبریلا میں شاہد میں اگر ‖ نقص ہے تیری آنکھ کا [illegible] بیاں ہے

ور تو نشناسی شکر را از پنیر ‖ بی‌گمان شد حس ذوق تو خدر
گر نہ تو پہچانے شکر اور پنیر ‖ نقص بے شک ذائقہ میں آ گیا

ور یکی شد صوت بلبل با غراب ‖ هست پیدا حس سمع تو خراب
اک ہوئی گر زاغ و بلبل کی صدا ‖ فرق بے شک سامعہ میں آ گیا

ور یکی گشتت سمور و خار پشت ‖ حس لمس تو تبه و درشت
گر سمور اور سیہ سمجھے ایک ہی ‖ تیری حس لامسہ جاتی رہی

بانگ حیزان و شجاعان دلیر ‖ هست پیدا چون فن روباه و شیر
بانگ ہے نامرد و جوانمرد دلیر ‖ ہے عیاں مثل فن روباہ و شیر

چارهٔ کار حواس خویش کن ‖ وان سگے راه طلب در پیش کن
کر حواس اپنے تو جلد ٹھیک یار ‖ لے ازاں راہ طلب کر اختیار

یا زبان همچو سر دیگ است راست ‖ چون بجنبد تو بدانی چه اباست
یا زباں سرپوش ہے اک دیگ کا ‖ جب ہلے جانے تو اس میں کیا پڑا

از بخار آن بداند تیزهش ‖ دیگ شیرین را ز سکباج ترش
کیا پڑا ہے [illegible] ہوشیار ‖ دیگ [illegible] کھٹی [illegible]

دست بر دیگ نبی چون زد قضا ‖ وقت تجربه [illegible] را
جب نبی اک دیگ سے [illegible] ‖ [illegible]

آن یکے پرسید صاحب درد را | گفت در چہ مے شناسی مرد را

اک نے پوچھا ایک صاحب درد سے | مرد کو کیسے واں ہیں تو پہچان لے

گفت دانم مرد را در حین ز پوز | ور نگوید دانمش اندر سہ روز

بولا۔ صورت دیکھ کر پہچان لوں | تین دن میں نیک و بد کو جان لوں

آن دگر گفت ار نگوید دانمش | ور نگوید در سخن پیچانمش

اس کا نیک و بد بھی جا لوں۔ پھر کہا | جب نہ بولے تو لوں میں باتوں میں لگا

گفت گر این مکر بشنیدہ بود | لب ببندد در خموشی در رود

بولا۔ یہ حیلہ اگر وہ جان لے | لب نہ کھولے اور گم سم ہی رہے

گفت می رو گوے تا ہفتم زمین | تا ابد پوشیدہ ماند حال این

بولا۔ گو پاتال میں جا کر کھسکے | تا ابد حال اس کا پوشیدہ رہے

حال یک تن گر ندانم چہ بود | وندران نقصان دینم چہ شود

حال اک کا گر نہ پا لوں۔ کیا ہوا | اس میں کیا نقصان میرے دین کا

مثال

آنچنان کہ گفت مادر بچہ را | گر خیالے آیدت در شب فرا

جیسے اک ماں نے کہا تھا بچے سے | گر خیال آئے کوئی شب کو تجھے

یا بگورستان و جائے سہمگین | تو خیالے زشت بینی پر ز کین

یا ہو قبرستاں جگہ ہو پر وبال | اور تو دیکھے زشت پر کینہ خیال

دل قوی دار و بکن حملہ برو | او بگرداند ز تو در حال رو

دل قوی رکھ اور حملہ اس پہ کر | تا وہ فوراً پھیر لے تجھ سے نظر

زانکہ بے ترسے بسویش ہر کہ رفت | آن خیال از بیم او بگریخت تفت

کیونکہ جو اس کی طرف جلدی گیا | ڈر کے بھاگا وہ خیال اک دم چلا

گفت کودک با خیال دیو وش | این چنین گر گفته باشد مادرش
بچہ بولا۔ گر خیال بد سے بھی | اس کی ماں نے کہہ دیا ہو ایسا ہی

حمله آرد افتد اندر گردنم | زامر مادر پس من آنگه چون کنم
کیا کروں میں وہ بھی گر حملہ کرے | ماں کے فرمانے سے گردن پر چڑھے

تو همی آموزیم که چست ایست | وان خیال زشت را هم مادریست
تو کہے۔ رہ چست اور ہشیار ہاں | اس خیال بد کی بھی کوئی ہے ماں

دیو و مردم را ملقن آن خدا ست | غالب آید پیش‌شان گر گدا ست
دیو و انساں کو کرے تلقیں خدا | غالب آئے شاہوں پر گو ہے گدا

تا کدامین سوئے باشد آن بلاش | الله الله رو تو هم آنسوئے باش
بھاگ کر جائیں بھی تو جائیں کہاں | الله الله! تو بھی جا اس سمت ہاں

گفت اگر از مکر ناید در کلام | حیله را دانسته باشد آن همام
بولا۔ پھر بھی وہ اگر چپ ہی رہے | اور ہو آگاہ حیلے سے ترے

سرّ او را چون شناسی راست گو | گفت من خامش نشینم پیش او
بھید اس کا سچ بتا کیسے کھلے | بولا۔ چپ بیٹھوں گا اُس کے سامنے

صبر را سلّم کنم پیش درج | تا بر آید بر سر بام فرج
صبر کی سیڑھی لگاؤں سامنے | تا وہ بام کامرانی پر چڑھے

هست هر صبر را آخر ظفر | هست روزے بعد هر تلخی شکر
صبر کے ہے واسطے آخر ظفر | بعد ہر تلخی کے اک دن ہے شکر

چون بجوشد در حضورش از دلم | منطقے بیرون ازین شادی و غم
اُس کے آگے میرے دل سے آئے گر | بات اس شادی و غم سے دور تر

من بدانم کو فرستاده بمن | از ضمیر چون سهیل اندر یمن
سمجھوں اس کے دل سے آئی ہے کیا | دل جو ہے مثل سہیل ضو فشاں

در دل من این سخن زان میمنه است	زانکه از دل جانب دل روزنه است
میرے دل میں ہے خوشی اس بات سے	دل سے دل کو راہ ہے یہ جان لے
مر بزرگی ورا گردن نهم	منتی هم بر دل و بر تن نهم
اس کی عظمت کو کروں تسلیم ہاں	اس کے ہوں ممنون میرے قلب و جاں

چون فتاد از روزن دل آفتاب

دل کے روزن سے ہٹا وہ آفتاب

ختم شد واللہ اعلم بالصواب

ختم ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

تمت

خاتمہ

(حضرت بہاءالدین خلف حضرت مولانا روم کی طرف سے)

مدتے زیں مثنوی چوں والدم ۔ شد خمش گفتم ورا کاے زندہ دم

مثنوی والد نے جس دم چھوڑ دی ۔ عرض کی میں نے کہ صاحب دل! دلی!!

از چہ رو دیگر نمی گوئی سخن ۔ از چہ بربستی درِ علمِ لدن

شعر کہنا ترک اب کیوں کر دیا ۔ کر دیا کیوں بند در عرفان کا

قصۂ شہزادگاں نامد بسر ۔ ماند ناسفتہ دُرِ سومیں پسر

قصہ شہزادوں کا یونہی رہ گیا ۔ ہے ادھورا تیسرے کا ماجرا

گفت نطقم چوں شتر زیں پس بخفت ۔ نیستش با ہیچ کس تا حشر گفت

بولے میرا نطق سو یا یک بیک ۔ مثل اشتر چپ رہیگا حشر تک

ہست باقی شرح ایں لیکن درون ۔ بستہ شد دیگر نمی آید بروں

شرح باقی ہے۔ مگر باطن مرا ۔ بند ہے۔ اب کچھ نہ لکھا جائیگا

ہمچو اشتر ناطقہ اینجا بخفت ۔ او بگوید من زباں بستم زگفت

ناطقہ مانند اشتر سو گیا ۔ کہتا ہے بس اب نہ بولوں گا ذرا

وقت رحلت آمد و جستن زجو ۔ کل شیءٍ ہالک الا وجہہ

کوچ کا نہر سے وقت آ گیا ۔ جز خدا سب کچھ فنا ہو جائیگا

باقی ایں گفتہ آید بے زباں ۔ در دل آں کس کہ دارد نورِ جاں

اب کہا جائے گا باقی بے زباں ۔ اس کے دل میں رکھتا ہے جو نورِ جاں

گفتگو آخر رسید و عمر ہم ۔ مژدہ کامد وقت کز تن وارہم

گفتگو اور شعر دونوں ختم ہیں ۔ مژدہ۔ وقت آیا۔ رہا ہوں تن سے میں

در جهان جان کنم جولان همی	بگذرم زین تخم در آیم در نمے
جان کی دنیا میں اب دوڑوں گا ہاں	تخم سے نکلوں ہم بھی میں آؤں بے گماں
زانکه این عالم ز تخم زنده است و خوش	از پئے تخم یافت زان خوب است کش
زندہ و تازہ ہے تخم سے یہ جہاں	ہم سے تخم پائی تو خوبی ہے عیاں
چونکه جان در خاک و تخم زنده بود	در جهان هم بیش تا چون شود
خاک و تخم میں جان سے زندہ ہر بلا	پھر جہان جم میں حالت ہو گی عجیب
هم چو شهر است و چو دروازه است تخم	تخم چو قطره دان بے اندازه یم
یہ ہے مثل شہر مثل در ہے تخم	تخم ہے مثل قطرہ ۔ بے اندازہ یم
زین همه کو هیچ جان است اندر آ	در یم جانان که تا یابی لقا
مثل جان یہ تخم ہے اس سے اندر آ	در یم جاناں میں ۔ پا سے لقا
چونکه تخم از بحر جان است این طرف	پس ز راه جان طلب کن این شرف
چونکہ تخم ہے بحر جان سے اس طرف	پس طلب کر راہ جان سے یہ شرف
تا ترا آنجا برد کو بوده است	جستن اندر خاک و تخم بیهوده است
بحر جاں تجھ کو وہاں لے جائے تا	بیہودہ ہے خاک و تخم میں ڈھونڈنا
جزو هر خاکے بخاکستان برد	موج بحر جان سوئے جانان برد
خاک خاکستاں ہی کو لے جائے گی	موج بحر جاں سوئے جاناں اڑا
پس ز جان کن وصل جانان را طلب	بے لب و بے کام هی گو نام رب
جان سے کر وصل جاناں کو طلب	بے لب و بے حلق تو لے نام رب
تا رهی از حبس این فانی جهان	در جهان جان بمانی جاودان
تا چھٹے فانی جہاں کی قید سے	جان کی دنیا میں تو دائم رہے
تخم هائے عمر را در شوره خاک	هی بکاری تا شوی آخر هلاک
تخم ہائے عمر تو بوتا ہے	خاک شورہ میں کہ ہو جائے فنا

این چنین عمر عزیز بے بہا / بے عوض ضائع کنی ہر دم چرا
زندگی ایسی عزیز و بے بہا / بے عوض تو کیوں ہے ضائع کر رہا

غبن ہی نبود ترا اے مرد کار / تا دہی گلزار و گیری خار زار
کیا تجھے نقصاں نہیں اے مرد کار / باغ دے کر لے رہا ہے خار زار

عمر کاں شد صرف در دنیا نماند / خرم آں کش حق بسوئے خویش خواند
عمر دنیا میں جو گذری - ہو چکی / خوش وہ - حق جس کو بلا لے آپ ہی

عمر معدود و شمردہ چوں دہی / در رہ حق گردد آں نامنتہی
عمر گنتی کی گنوا دے گا اگر / راہ حق میں - ہو گی بے حد سر بسر

بے شمار و بے عدد و بے حد شود / عمر دہ روزہ کہ در طاعت بود
بے شمار و بے عدد و بے حد ہوئی / عمر دہ روزہ جو طاعت میں کٹی

ہیں تجارت کن دریں بازار تو / صد ہزاراں گیر از یک بار تو
ہاں - تجارت کر تو اس بازار میں / کھو کے اک لاکھوں تو لے اک بار میں

از یکے دانہ کہ کاری صد ہزار / دانہ برگیری ز فضل کردگار
دانہ گر اک بوئے گا - لو سو ہزار / دانے لے گا تو بفضل کردگار

خود شمار آنجا بود کاخر بود / بے شمار است آں طرف کاں نبود
بے شمار اس جا - جہاں ہو اختتام / ہے طرف بخشش کی بے حد لا کلام

سوئے کل خود رو اے جزو جدا / از خودی بگذر فنائے با خود آ
اپنے کل کی سمت جا جزو جدا / یہ خودی کا چھوڑ - آپ میں اب آ ادا

ور تن ما ہمچو سبوئے ہستی چو آب / گفتگوئے صلح و جنگ ہمچو حباب
تو ہوئے تن میں ہے مانند آب / قول و صلح و جنگ ہستے جوں حباب

چوں حباب است ایں نقوش ایں صور / بر سر آب رواں لے نامور
نقش و صورت ہیں سر بسر / سطح پر آب رواں کی نامور!

یا چو کفکی بر سر آب و درون — تا شود سرّ درون پیدا برون

جھاگ کی مانند پانی پر ہے یا — بھید اندر کا ترے ظاہر ہو تا

از لطافت از کف و از لوئے قدر — می نماید خورد و نیہا در تنور

بو سے کف سے بھاپ سے دیگچی کا حال — حال ہو جاتا ہے کھانوں کا عیاں

تا کہ شیرینے و یا ترشیست آں — می شود ظاہر بر پیر و جواں

ترش ہوں۔ شیریں ہیں۔ کچھ ہوں بیگیاں — ہوتا ہے آگاہ ہر پیر و جواں کو

ہمچنیں از قول و فعل مرداں — می شود پیدا کہ چہ سانست جاں

ایسے ہی لوگوں کے قول و فعل سے — بھید ہو جاتے ہیں ظاہر جان کے

جان او در مرتبہ چونست و چیست — مومن است و یا کہ کافر یا ولیست

جان رتبے میں ہے کیسی اور ہے کیا — وہ ہے مومن یا ولی - کافر ہے یا

آب را اندر سبوے بیم بدار — تا نہ گردد آب شیریں ناگوار

رکھو نہ بے بیم تو سبو میں آب کو — بدمزہ تا آب شیریں یہ نہ ہو

کہ آب ساکن بے مدد ناخوش بود — رنگ و بو و طعم خوب از وے رود

آب ساکن بے مدد بے لطف سا — رنگ و بو اور ذائقہ جاتا رہا

گفت احمدؐ ہر کہ دو روزش یکیست — ہمچو مغبون و گرفتار شکیست

بولے حضرتؐ جس کے دو دن اک ہوئے — وہ خسارے میں پڑا اور وہمی ہے

بے یقینے می زید در ابلہی — پر ز باد است ہمچو انبان تہی

بے یقینی کی احمقانہ زندگی — پر ہوا سے جیسے خالی دھونکنی

ہر دمے پس می رود از پیش صف — می شود صافیش دُردی ہمچو کف

اگلی صف سے ہٹ کے پیچھے ہر گھڑی — اس کو صافی دُرد مثل کف ہوئی

سیج او ہر لحظہ بدتر می شود — ہر دمے او زشت و ابتر می شود

ریخ اس کا ہر گھڑی ہوا — وہ ہمیشہ زشت اور ابتر ہوا

سوئے دوزخ می رود آں رد باب | بے عذاب بحر در بحر عذاب

سوئے دوزخ جاتا ہے وہ ردّ باب | بحر سے بے لطف۔ ہو وقفِ عذاب

پیش ازاں کہ کار تو آنجا رسد | ہر شے غفلت ترا واپس برد

پیشتر اس کے کہ تو پہنچے وہاں | تجھ کو غفلت کھینچ لائے بے گماں

رو بسوئے اصل خود ہمچوں خلیل | بگذر از استارہ چرخ نبیل

اصل کی جانب تو جا مثلِ خلیل | چھوڑ دے یہ اختر چرخ جلیل

پائے ہمت برخورو بر راہ نہ | سر بر آں ایوانِ آں درگاہ نہ

پائے ہمت مہر پر اور رہ پہ رکھ | سر کو اس ایوان۔ اس درگہ پہ رکھ

ایں خودی را خرج کن اندر خدا | تا نمانی ہمچو ابلیسے جدا

اس خودی کو تو خدا ہی میں مٹا | تا نہ ہو ابلیس کی صورت جدا

آب جاں را ریز اندر بحر جاں | تا شوی دریائے بے حد گراں

آب جاں کو بحر جاں میں ڈال دے | تاکہ تو دریائے بے پایاں بنے

قصہ کوتہ کن کہ رفتم در حجاب | ہیں خمش واللہ اعلم بالصواب

چھوڑ قصہ میں ہوا وقفِ حجاب | ختم ہوا اب۔ واللہ اعلم بالصواب

شکر کیں نامہ بعنوانے رسید | گم نہ شد نقد و باخوانے رسید

پہنچا عنواں کو یہ خط۔ شکرِ خدا | ہے سلامت نقد۔ اخواں کو ملا

نردبان آسمان است ایں کلام | ہر کہ ازیں بر رود آید ببام

ہے سخن نہ پند فلک کا اے بشر! | جو چڑھے اس سے چڑھے وہ بام پر

نے ببام چرخ کاں اخضر بود | بل ببامے کز فلک برتر بود

بام وہ گردون اخضر کا نہیں | بلکہ وہ جس کو کہیں عرش بریں

بام گردوں را ازو آید نوا | گردش باشد ہمیشہ زاں ہوا

اس سے بام چرخ کو قوت ملے | وہ فضا سے عرش میں گردش کرے

تجرید بخاری عربی مع ترجمہ اردو

(مؤلفہ علامہ حسین بن مبارک زبیدی المتوفی سنہ ۹ ہجری)

جس میں ہر ایک مضمون کی ایک باحدہ والی مفصل اور مسند حدیثوں کو لیا گیا ہے جو اس موضوع کے متعلق امام کو مل سکیں کہ پھر اس کام کے لئے اور حدیث کی اسناد سے سلسلہ عن فلاں عن فلاں کی گردان کو الگ کر کے صرف اس صحابی کا نام ہر ایک حدیث کے ساتھ لکھ دیا ہے جس نے خود آنحضرت سے روایت کی ہے۔ اس طرح اس کتاب کی صرف سوا دو ہزار حدیثوں میں بخاری صحیح بخاری آگئی ہے۔ کتاب مذکور کے پہلے ایک مقدمہ میں امام بخاری اور اکثر راویان کے مختصر حالات اور سوا دو ہزار حدیثوں کی نام بنام فہرست۔ پھر ایک کالم میں عربی اور بالمقابل سلیس اردو ترجمہ ہے۔ تمامی اسلامی ممالک مصر و شام وغیرہ میں بھی تجرید بجائے طولانی صحیح بخاری کے داخل نصاب ہو کر حفظ کرائی جاتی ہے۔ کوئی مسلمان گھر اس سے خالی نہ رہنا چاہئے سائز ۲۹×۲۳/۸ حجم تو یشہ گیارہ سو صفحات۔ کاغذ چکنا سفید ولایتی۔ قیمت مجلد پانچ روپے (۵/)



سلسلۂ اسلامیہ

(سات حصوں میں)

اس میں مذہب پرانے سلسلے کی کتب کچھ تو کتابیں ہیں اور بعض اصل مقصد سے دور ہیں سلسلہ ضرورت زمانہ کے مطابق نہایت صاف و سلیس اور آسان اردو میں اس طرح لکھوایا گیا ہے کہ ایک بار پڑھ لینے سے مذہب کی پوری واقفیت ہو جائے۔ ملک و قوم کی قدردانی کا اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ اور کیا ہے یہ چھپ چکا ہے اور پانچ چھ مہینے میں اس کے تین ایڈیشن نکل چکے ہیں اور مانگ روز بروز بڑھ رہی ہے تمام مسلمانوں کے اور بچوں کو یہ سلسلہ ضرور پڑھنا چاہئے۔ حصہ اول **ایمان** قیمت ۱۲/ حصہ دوم **اسلام** ۱۲/ حصہ سوم **اسلامی رسوم اور تہوار** ۳/ حصہ چہارم **حیات النبی** ۱۲/ حصہ پنجم **خلفائے اربعہ** ۱۲/ حصہ ششم **ترقی بنی امیہ و بنی عباس** ۱۲/ حصہ ہفتم **سلاطین ہند** ۱۲/

ملنے کا پتہ:- جناب العماس مولوی فیروز الدین اینڈ سنز گورنمنٹ بکسیلرز ۱۱۹ سرکلر روڈ لاہور

فیروز اللغات اردو

اس میں رائج الوقت اردو کے پچاس ہزار الفاظ و محاورات ضرب المثلوں و مقولوں کے دو لاکھ سے زیادہ معنے بتلائے گئے ہیں۔ اور نیز آٹھ ہزار عام عربی۔ فارسی۔ انگریزی۔ ترکی اور یونانی الفاظ جمع ہو گئے ہیں جو اس وقت اردو تحریر و تقریر میں کام دے رہے ہیں۔ چنانچہ علم دوست اہل الرائے نے اس مجموعہ کو زبان اردو میں ایک بیش بہا اضافہ قرار دیا۔ ہز ایکسیلنسی گورنر صاحب بہادر صوبۂ پنجاب نے اسے اپنے نام نامی پر ڈیڈیکیٹ کرنے کی عزت عطا فرمائی۔ اور محکمۂ تعلیم کی طرف سے پانصد روپیہ کا انعام مرحمت ہوا۔ پنجاب۔ شمال مغربی سرحد۔ سنٹرل پراونسز و پراونشل ٹیکسٹ بک کمیٹیوں نے اسے تمام مدارس کی سکول لائبریریوں کیلئے منظور فرمایا۔ اور بمبئی و مدراس کے مدرسوں میں بھی تعلیماً یہی مقبول ہے۔ کتاب کی پسندیدگی کا اس سے زیادہ ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ اسکا تیسرا ایڈیشن بھی قریب الختم ہے۔ ہر اردو دان۔ سکول ماسٹر۔ طالب علم اور ان حکام و ممتحنین کے لئے جنہیں اردو میں کام کرنا پڑتا ہے۔ اس کتاب کا خریدنا بیحد ضروری ہے۔ کتاب دو حصوں میں مکمل ہوئی ہے جو دونوں مجلد ہیں۔ سائز ۲۲×۲۹/۸ حجم بارہ سو (۱۲۰۰) صفحات قیمت مکمل کتاب دس روپے۔ عـہ

فیروز اللغات عربی

اس میں سولہ ہزار سے زائد جدید و قدیم عربی کے کثیر الاستعمال الفاظ اور انکے معانی سلیس اردو میں بیان ہوئے ہیں۔ بلکہ جہاں جہاں ضرورت دیکھی ہے جملہ بھی لکھ دیا ہے اور ثلاثی مجرد کے ہر مصدر کے ساتھ باب بھی تحریر ہے۔ چونکہ طلبائے عربی کو اس کتاب سے بے اندازہ سہولت پہنچتی ہے۔ اسلئے عربی علم و متعلمین کیلئے اسکی موجودگی ضروری ہے۔ سائز ۱۸×۲۲/۸ حجم ۷۴۰ صفحات۔ کاغذ چکنا۔ لکھائی چھپائی دیدہ زیب۔ کتاب مجلد ہے قیمت تین روپے (سے)